KALİYAT SİFAR

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان سعید و آوان حمید نسخہ معتبر موسوم بہ

کلیات صفدر

مصنفہ سخنور نازک خیال جناب نواب محمد صفدر علی صاحب رامپوری بار اول

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ دیوان نگارستان الفت کہ در تاج المطابع طبع شدہ

نالہ مرا کوئی جو کبھی تا فلک گیا
قدسی پکارے بلبل سدرہ چہک گیا

سبحان اللہ کیا حکمت حکیم مطلق ہی کہ ہر شئی کا قدر دان اُسکے ساتھ ہی پیدا کیا ہی
گلون کو رنگ و بو عطا ہوئی تھی ہمین چشم و دماغ عنایت نہ ہوتی تو قدر کیونکر ہو
بلبلون کو ترانے بخشے تھے ہمین گوش شنوا نہ ملتے تو لطف کون اُٹھاتا نعمتونکو
لذتین ملین تھین ہمین مذاق نہ ملتا تو حظ کسے آتا خاتم النبیین سا رہنما بھیجا تھا
ہمین توفیق طلب ہدایت نہوتی تو دولت ایمان کسے ملتی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابے
الطاہرین الی یوم الدین اگر انتظام دار الریاست رام پور کے واسطے ایسا فرمانروا
عادل منصف خلق نہ فرماتا تو وابستگان دامن دولت اور عام خلق خدا کس کے

ظل عاطفت مین آرام وآسایش پائے ... ساب شاہان عالم

کون یعنی سکندر شوکت دارا منزلت سلیمان ... خورشید کلاہ زیبندہ سریر

حکمرانی درۃ التاج جہانبانی حاجی حرمین شریفین زاہر روضہ شہنشاہ دارین حافظ

شرع مبین حامی دین متین مشیر قیصر ہند جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر

فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند دام ملکہم

واقبالہم حق یہ ہی کہ یہ شہریار عالیوقار رشک قیصر وخاقان بہمہ صفات جلیلہ

موصوف سخاوت مین حاتم عدالت مین نوشیروان شجاعت مین رستم فراست

مین افلاطون وجاہت مین یوسف شریعت مین پیرو رسول خدا طریقت مین ہمپائے

اولیا رعیت پرور مسافر نواز حق دوست حق شناس خلیق رحیم متقی پرہیزگار

ساکنان ہر شہر و دیار فیض عام سے شکر گذار ارباب فضل وکمال جود وعطا سے

آسودہ حال خداوند عالم عمر واقبال جناب ممدوح مین یوماً فیوماً ترقی ...

فرمائے اب خاکسار سراپا انکسار بندہ درگاہ لم یزلی محمد صفدر ...

مغفرت مآب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت ...

جناب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر ارم آشیان ...

نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل ...

نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان والیان ...

عرف رام پور خدمت ارباب سخن مین عرض پرداز ...

ہم ایک ہی خم کے
رنگ مین مست ہو
نقش پا ہم سرو دمین
رنگا رنگ ہم عرش پرداز
ہم سبزہ مین کاہ مین اِس
ہون مگر یہ مردہ جواہر موہن

... جناب

... خان صاحب بہادر فردوس مکان نے

... ب فارسی کا درس مولوی شیخ احمد علی اوستاد کامل وحید عصر سے

ہوا بعد فراغ تحصیل خوشنویسی منشی میر عوض علی صاحب خوشنویس یکتاے

روزگار سے ایک مدت مشق کی بعد تکمیل تحریر فنون سپاہگری کاملین آفاق سے

حاصل کی پھر تصویر کشی کا شوق ہوا نواب فردوس مکان نے بابو منگل سین

صاحب مصور عدیم المثال کو بلاکر تعلیم پر مقرر فرمایا بابو صاحب موصوف نے

کُل قواعد تصویر روغنی و آبی وغیرہ بخوبی تعلیم کیے البتہ اِس فن کو مین نے اپنے

فنون حاصل کردہ مین بہت نازک اور مشکل پایا جب بعنایت الٰہی اِس سے

بھی استغنا ہوا تو فوٹوگراف یعنی تصویر عکسی کھینچنا مسٹر لی تورنا صاحب اور

مشکر الدولہ بہادر سے بہت جلد حاصل کیا پھر کچھ دنون طلسمات وغیرہ کا

... ندے کتب تواریخ و داستان و اخلاق و تصوف و مذاہب و لغت

... وغیرہ کی سیر مین محویت رہی پھر ایک عرصے تک صحبت فقرا اور

... ہر طرح کے مسائل مشکلہ شریعت و طریقت و توحید و تصوف

... ے سیاحی سر مین بھری سیر دیار و امصار ہندوستان

... ت روزگار سے اُسی زمانے مین ایک پری پیکر غارتگر

... مین کیا کہون وہ کیا عالم تھا دل کو اضطراب

جان کو پیچ وتاب خاطر کو گرانی حواس مین پریشانی آنکھون کو حیرت طبیعت کو وحشت پیدا ہوئی عیش وعشرت وآرام سب چھوٹ گیا اُسی دُھن مین شاعری خیال آیا شعر وسخن سے ابتدا سے طبیعت کو لاگ تھی آخر شوق لے اُڑا کچھ نظم کرنے کا ذوق ہوا شاعر سحر بیان اعجاز تقریر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر آفتاب ہند کی صفائی زبان طرز کلام حسن بندش شوخی طبیعت نہایت پسند آئی اُنکو کلام دکھلایا اُنھون نے بکمال دلسوزی نکات شاعری تعلیم فرمائے رفتہ رفتہ ہر قسم کا کلام مثل قصائد وغزلیات ومثنوی وواسوخت وتضمین ومخمس ومرثیہ وسلام ورباعیات وقطعات تاریخ وغیرہ فراہم ہوکر کلیات تیار ہوا محمد جوند لعلیخان وغیرہ بعض مخلصین نے کلیات چھپنے پر اصرار کیا مگر چونکہ ابھی نظر ثانی باقی ہی اور مجکو فی الحال سفر کلکتہ درپیش ہی لہٰذا ایک مختصر سا دیوان غزلیات انتخاب کرکے سردست چھپوا دیا اب اپنے محفل کے ہمنشینون کو کچھ عجز کے نغمے انکسار کے ترانے بھی سناؤن اے میرے ہمنفسو ہمشربو ہرچند کہ مین اور تم ایک ہی خم کے بادہ خوار ہین مگر تم زلال اشام ہو مین دردی کش تم اپنے رنگ مین مست ہو مین اپنی بیمایگی سے غش تم آفتاب ہین سہا تم شہسوار ہین نقش پا تم سرود ہین ساز شکستہ تم نغمہ مین آواز خستہ تم نشے کی ترنگ مین خمار کا رنگ تم عرش پرواز مین پرگسستہ تم طوفان مین آب بستہ تم دریا مین چاہ تم سبزہ مین کاہ مین اِس بزم مین چراغ ہون لیکن مردہ اِس باغ مین بھول ہون مگر پژمردہ جواہر ہون

مگر بے رنگ جرس ہون لیکن بے آہنگ دریا ہون مگر بے موج اختر ہون لیکن بے اوج طوطی ہون مگر بے زبان بلبل ہون نوحہ خوان شیشہ ہون مگر بے بادہ دل ہون لیکن بے ارادہ حسرت ہون مگر خون گشتہ بخت ہون لیکن برگشتہ شمع ہون مگر بے نور صہبا ہون لیکن بے سرور زمین سخن نہ میری ملک نہ جاگیر البتہ فرمانروایان اقلیم سخن کا پیرو ہون اس تصدیعہ پردازی سے فقط اتنی غرض سے ہی کہ اگر زباندانان سخن سنج کہین خطا پائین تو میری عاجزی پر نظر کرکے عیب پوشی کو کام فرمائین ؎

صفدر مجھے سب کہتے ہین یکتائے زمانہ　　لیکن نہین معلوم کہ مین کون ہون کیا ہون

نامہ

ای آہ دوجہان کو دکھا اپنی تیزیان　　فرش زمین بساط سپہر برین الٹ

ماجرائے دل ہی کیا یارب کہ جسکا ہی یہ شوق　　لب مرے مشتاق ہین میرے فسانے کے لیے

سروستان محبوبی گلبن چمنستان خوبی نسیم گلزار محبت شمیم بہار مودت زاد اللہ حسنہ وجمالہ۔ اشتیاق ملاقات فرحت آثار وتمنائے دیدار مسرت اظہار زیادہ از حد وحساب ؎ گر بصد سال نویسم صفت مشتاقی ٭ ماند از شوق تو صد سال حکایت باقی ٭ جانمن قبل اس سے ایک اشتیاق نامہ متضمن کیفیت صدور تسلی نامہ وشرح درد فراق وامید وصال وبیان شبہائے تنہائی وتصورات نازو ونداز درسید تحائف روانہ کرچکا ہون یقین ہی کہ ملاحظہ سے گذرا ہوگا مگر اُسکے

جواب سے بہرہ مند نہ ہوا ؎ فریاد کہ دلدار خطائے نفرستاد ٭ مانامہ نوشتیم جوابے
نہ فرستاد ٭ واہ کیا گردش زمانہ ناہنجار ہو اور کیا دورنگی لیل ونہار ہو کہ ابھی
چندروز پہلے آپ کی عنایتون سے مجکو اپنے مقدر پر ناز تھا یا دفعتہً آپ نے ایسا
گوشہ خاطر سے فراموش کیا کہ ہر وقت حسرت وافسوس دمساز ہو ؎ صبا غبار
رہت را بچشم ما نرساند ٭ میان باد صبا این غبار خاطر ماند ٭ ایک چشم زدن مین
کیا تھا کیا ہو گیا میرا بخت خفتہ بیدار ہو کر سو گیا نہین معلوم ؎ وگر مرا بچہ
تقصیر متہم کردی ٭ چہ کردہ ام کہ بمن التفات کم کردی ٭ یا تو یہ عنایت تھی کہ ہر روز
خط پر خط چلے آتے تھے یا یہ فراموشی کہ جواب لکھنا بھی بار ہو گیا ؎ نی مژدۂ
وصلے نہ پیامے نہ حدیثے ٭ در کوے تو بستند مگر باد صبا را ٭ اور ایک شعر اسی
مضمون کا حسب حال یاد آیا ؎ نمی آئی نمیخواہی نمیجوئی نمے پرسی ٭ چرا از
آشنایان این قدر کس بیخبر باشد ٭ اور یہ زمانہ ہفتے عشرے کا ایک مدت دراز
معلوم ہوتا ہی ہر وقت چشم براہ گوش برآواز ہون مگر ؎ شد عمرہا کہ از تو پیامی
نمیرسد ٭ قاصد کجا و نامہ کجا و خبر کجا ٭ اور کبھی مین دل سے کہتا ہون ؎
سمجھونگا میرے خط کا جواب اُسنے اب لکھا ٭ اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط
اور کبھی دل مجھ سے کہتا ہی ؎ جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا ٭
وہی ظالم نے کیا خارج دفتر کاغذ ٭ غرض کہ دونون کا ایک سا حال ہی ؎
کھلتا نہین کہ ہم سے دلدار کیون خفا ہی ٭ مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھ سے

پوچھتا ہی * خیر آپ سے شکایت نہین اپنے مقدر سے شکایت ہی اب کچھ حال زار اپنا تحریر کرتا ہون ہر چند سمع خراشی ہوگی لیکن اپنا وہ حال ہی سے وہ نفرت سے تیوری چڑھائے گئے * مگر حال دل ہم سنائے گئے * ہر دم دل مین آپکی یاد ہی ہر لحظہ لب پر نالہ و فریاد ہی سے تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا دکھا دکھا کر * رلا رلا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر * اور اس حال پر ملال مین نہ کوئی ایسا نہ رازدار نہ مونس نہ غمگسار سے کسی سے کہہ نہین سکتے معاملہ دل کا * اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہین گلہ دل کا * البتہ درد و بیقراری کو کچھ رازدار اور غمگسار کہیے کس واسطے سے بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی * درد دل نے جو مدد کی تو مین بستر سے اٹھا * دن تو آپ کے تصویر بنانے مین اور ذکر خیر مین بسر ہو جاتا ہی لیکن شب تنہائی کا سحر کرنا سخت دشوار ہی سے کہون شب غم کی کیا مصیبت سوائے ایذا ہوئی نہ راحت * نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا * اگر کوئی وعدہ یا وقت ملنے کا مقرر ہوتا تو بھی صبر آتا اور دل بیقرار کو سمجھاتا لیکن یہ بھی موعود نہین سے ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر * اور آخر صبر آتا ہاے دل امیدوار دن کا * خیر اسکا لکھنا بھی فضول اور سراسر طول ہی سے بنگئی فرقت مین جو کچھ اپنے دل پر بنگئی * ہوگیا جو کچھ ہمارے دل کا عالم ہوگیا * تصویرین آپ کی تیار ہوگئین اُنکی تعریف مین زبان قاصر ہی سچ ہی کہ اچھون کی تصویر بھی اچھی ہوتی ہی سے کرون تعریف مین کیا اُسکی صفدرؔ

وہ اک تصویر ہی ناز و ادا کی ؛ جو دیکھتا ہی مثل تصویر کے سکتا ہو جاتا ہی خصوصًا
مین دلدادۂ محبت پہر دن محو حیرت رہتا ہون اور یہ کہتا ہون ؎ کھینچی تصویر یہ
کس آئینہ رو کی صفدر ؛ کر دیا حُسن خدا داد نے حیران مجکو ؛ ہر صبح و شام شمس و قمر
یہ تو جمال سے شرماتے ہین پردۂ شام و سحر مین منھ چھپاتے ہین ؎ ہلال و بدر دونون
ہین تری تصویر کے خاکے ؛ وہ صورت ہی لڑکپن کی یہ نقشہ ہی جوانی کا ؛ ایک امر کا
نہایت شکر گزار ہون کہ ہمیشہ شیخ و واعظ تصویر بنانے سے ڈراتے تھے اب جو کوئی
سمجھاتا ہی تو یہ شعر زبان پر آتا ہی ؎ پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن ؛ تصویر تری
دکھائینگے ہم ؛ ہان سچ تو یہ ہی ؎ آفرین کہیے اُس مصور کو ؛ جسنے صورت تری بنائی ہی ؛
اگر قدردانی فرمائیے تو بہت کچھ اسکا صلہ ہی کہ پھر کوئی آرزو میرے دل مین باقی
نرہیگی ورنہ ؎ ایک بوسے کا تم سے طالب ہون ؛ اور کوئی مرا سوال نہین ؛ آج شیخ صاحب
سب تصویرین لیکر روانہ ہوتے ہین میرا یہ حال ہی کہ قالب یہان ہی اور جان ہمراہ تصویر
کے روان ہی اور جسقدر کہ اشتیاق میرے دل مین تھے کچھ لکھے اور بہت کچھ باقی
رہگئے کچھ زبانی کہدیے ؎ آتی ہی بات بات مجھے یاد بار بار ؛ کہتا ہون دوڑ دوڑ کے
قاصد سے راہ مین ؛ اور کبھی قاصد سے کہتا ہون ؎ خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ
اُٹھایا ؛ میری زبان بھی رکھ لے ای نامہ بر دہن مین ؛ اور کبھی یہ کہتا ہون ؎
قاصد ہمارا نام نہ لینا زبان سے ؛ کہنا کسی کی جان ہی ہونٹھون پر آگئی ؛ اور کبھی یہ دعا
مانگتا ہون ؎ وہ بدگمان نکتہ چین ہی بیڈھب کہین نہ قاصد ہو قتل یا رب

اگرچہ لکھا ہی حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر ‫؛ ہر چند کہ میرے رفیق و ہمدم مجھے سمجھاتے ہین اور کہتے ہین ؎ دیکھنا کیا فساد قاصد پر ‫؛ تیرے طرز رقم سے اُٹھتا ہی ‫؛ مگر مین کیا کرون مجبور ہون کہ دل میرے کہنے مین نہین ؎ ہر سخن مین اگرچہ سو پہلو بچاتا ہون مگر ‫؛ آرزوئین ٹپکی پڑتی ہین مری تحریر سے ‫؛ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو تو معاف فرمائیے آپ نے وقت ملاقات کے مجکو بہت گستاخ کر دیا تھا ؎ شروع عشق مین گستاخ تھے اب ہین خوشامد گو ‫؛ سلیقہ بات کر نیکا نہ جب آیا نہ اب آیا ‫؛ زیادہ اشتیاق وصال ؎ شد نامہ ام تمام و سخن ناتمام ماند ‫؛ برگشت جام و بادہ فزون تر ز جام ماند ‫؛

بتحریر آورد گر حالتِ بیتابی دلہا	نامہ	نویسد خامہ جای قد بسم اللہ بسملہا
بیان کرتا ہون اس مزے سے مین ای صنم تیری داستانکو		لپٹ کے کرتی ہی پیار پہرون زبان دہن کو دہن زبانکو

نونہال چمن اخلاص نورس گلشن اختصاص بوے گل محبت لذت ثمر مودت زاد اللہ حسنہ وجمالہ۔ اشتیاق گل چینی بوستان جمال و آرزوے گلگشت بہارستان وصال بحدیست کہ ؎ زبان خامہ بصد سال اشتیاق مرا ‫؛ ز صد ہزار کہ دارم یکی بیان نکند ‫؛ جان من ایک مدت ہوئی کہ تسلی کوئی نامہ آپکا مجھ نحیف و زار تک نہ پہونچا ہر چند کہ کئی اشتیاق نامے ارسال ہوے لیکن ایک کے جواب سے بھی آپ نے یاد و شاد نفرمایا ؎ نہ خط رسید و نہ پیغام و ماہ و سال گذشت ‫؛ ز ما خیال نماندت چہ در خیال گذشت ‫؛ حیران ہون کہ ؎ قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشان ہی ‫؛ پھرتا ہی نہین کوچہ دلدار سے کوئی ‫؛ اور کبھی کہتا ہون ؎ جو وہان جاتا ہی پھر اُسکی خبر ملتی نہین ‫؛ نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر

در کار ہی ؛ کیا تحریر کرون کہ کیا کیا خیال دل پر ملال مین گذرتے ہین اور کیا کیا تصور
بن بن کر بگڑتے ہین ع کوچۂ یار مین قاصد کو تو بھیجا ہی مگر ؛ دل مین سو طرح کے
آتے ہین تو ہم مجکو ؛ کسی وقت خیال آتا ہی کہ شاید کوئی لفظ نامہ مین خلاف مزاج
ہوا ہو اور مضمون اس شعر کا صادق ہو ع مرا خط اسنے پڑھا پڑھ کے نامہ بر سے کہا ؛
یہی جواب ہی اسکا کہ کچھ جواب نہین ؛ اور پھر آپ ہی یہ کہتا ہون ع نہ ملا تھا جواب
نامہ اگر ؛ آکے قاصد جواب ہی دیتا ؛ اور کبھی قاصد پر جھنجھلاتا ہون ع قاصد یہان سے
برق تھا پر نصف راہ سے ؛ بیمار کی ہی چال قدم ناتوان کے ہین ؛ اور کبھی تقدیر پر
نامہ بر کی رشک کرتا ہون اور کہتا ہون ع ہم رہ گئے یار تک وہ پہونچا ؛ تقدیر تو دیکھو
نامہ بر کی ؛ اور کسی وقت دل سراپا انتظار کو یہ کہکر مایوس کر دیتا ہون ع کیسا
جواب حضرتِ دل دیکھیے ذرا ؛ پیغام بر کے ہاتھ مین ٹکڑے زبان کے ہین ۔ اور کبھی دل کا
مجھ سے بیان ہی کہ شاید ع سن کے احوالِ دلِ صد چاک خط پرزے کیا ؛ اُس نے
قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب ؛ سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہی کہ کوئی مرے
یا جیے اور کسی کو اپنی بے خبری اور بے پروائی پر ناز ہو ع اک ترا نام کہ ہر دم ہی وظیفہ
مجکو ؛ اک مری بات کہ برسون مین سنی جاتی ہی ؛ غرضکہ ایسے ایسے توہمات سے جب
دل بیقرار نہایت مضطرب ہوا قریب تھا کہ نوبت بجنون و خفقان پہونچے اُسوقت
عقل نے تدبیر بتائی کہ ع دل کو فریب چاہیے کچھ اضطراب مین ؛ اُنکی طرف سے آپ لکھو
خط جواب مین ؛ یہ تجویز مجھ سراپا انتظار کو پسند آئی اور قلمدان منگواکر دل کے سمجھانیکو

آپ کی طرف سے خط لکھنا شروع کیا ابھی تمام نہ ہوا تھا فقط اس شعر تک لکھا تھا ؎

کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم وگمان		انتظار یار کی ہو کیفیت تا خیر سے

کہ دفعتہ ؎ رسید باد صبا تازہ کرد جان مرا ۔ نہفتہ داد من بوسے دلستان مرا یعنی ؎
قاصد نے دیا لا کے مجھے یار کا نامہ ۔ یا نکہت گل لیکے نسیم سحر آئی ۔ مگر قاصد نے کیسے کیسے
اشتیاق دلا کر اور کیا کیا انتظار دکھا کر محبت نامہ مجکو دیا ؎ خط مجھے لا کر دیا لیکن بڑے
اغماض سے ۔ قاصد محبوب ہین بھی ناز معشوقانہ ہے ۔ اُسکے دیکھتے ہی قالب بیجان ہین جان
آئی اور ساتھ ہی اُسکے وہ ہنگامۂ صحبت اور وہ ہمنشینی یاد آئی ؎ چون نامہ ات رسید
کشادم گریستم ۔ آمد ز روز وصل تو یادم گریستم ۔ قاصد رسید و نامہ رسانید و من ز شوق ۔
سر زیر پاے او بنہادم گریستم ۔ اور کبھی خوش ہو کر یہ کہتا ہون ؎ خط یار نے لکھا ہی تو ایسے
ہوے ہین خوش ۔ آنکھون پہ سر پہ رکھتے ہین ہم بار بار خط ۔ سبحان اللہ کیا صاف صاف
فقرے ہین کیا سادے سادے لفظ ہین کیا کیا مزیدار کنائے ہین ؎ مزہ ہی نامۂ دلبر ہین کیا
جسوقت پڑھتا ہون ۔ پھڑک کر کاتب اعمال اُسکو حفظ کرتے ہین ۔ اور اگر کچھ کیفیت زبانی
نامہ بر سے دریافت کرتا ہون تو کچھ نہین کہتا اور کمال اشتیاق بڑھاتا ہی مگر مین خوب
جانتا ہون ؎ گو چپ ہی پر یہ جنبش لب کہ رہی ہی صاف ۔ قاصد کے منہ ہین پھرتی ہی شوخی
جواب کی ۔ بہزار دشواری و اصرار آپکے جواب اور کلمات عنایت آمیز بیان کرتا ہی ہین
ہر ہر کلمہ پر از خود رفتہ ہوا جاتا ہون اور ہر دم بگوش دل سنتا ہون ؎ مدت پیامبر کو
بنایا ہی قصہ خوان ۔ برسون ترا جواب ہم اُس سے سنا کیے ۔ اب کچھ حال دل زار بھی

تحریر کرنا ضرور ہی ہے نالہ بر آید از ورق گریہ کنان رود قلم ؛ کاتب اگر رقم کند حال دل خراب را ؛ آپکی جدائی مین ایک ایک گھڑی شب فراق کی بھاری ہی ہر دم آنکھون سے ایک نہر اشک جاری ہی ہے چہ می پرسی زمن حال دل غمدیدہ ات چون شد ؛ دلم شد خون وخون شد آب وے آب از دیدہ بیرون شد ؛ یاد وہ وقت تھا کہ دم بھر آپکی جدائی ناگوار تھی یا اب ہے مدت گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک ؛ آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے ؛ عجب انقلاب ہی ہے کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش ومسرت کا ؛ اب آہین حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہین ؛ ہر دم صدمۂ جدائی سے چشم پر آب ہی ۔ ہر لحظہ آتش فراق سے دل کباب ہی ہے رونے کی آنکھین خوگر جلنے کا شوق دل کو ؛ الفت نے روگ کیا کیا دل کو لگا دیے ہین ۔ مگر افسوس ہزار افسوس کہ ہے بہار اس رخ رنگین کی لوٹتا ہی خط ؛ ہم ایک عمر سے جسپر ہین زہر کھائے ہوئے ہمیشہ دل کی جناب باری سے یہ آرزو ہی ہے جنت کا نہ مین خواہان حورون کا نہ مین طالب بوٹا سا وہ قد ہو نا چھوٹا سا مکان ہوتا ؛ لیکن یہ صرف خیال ہی کیونکہ برآنا دعائے عاشق کا محال ہی ہی تمنا مین مرجائینگے دل کے خیالات ساتھ لیجائینگے اگر محشر مین سامنا ہوا تو بھی صاف گوئی سے باز نہ آئینگے ہے خدا ہی کوئی پوچھے حشر مین ہم سے ترے آگے ؛ کہ وان تم کس پہ مرتے تھے کہین ہم اسپہ مرتے ہین ؛ جو جو کچھ آپ نے کلمات محبت آمیز تحریر فرمائے سب بجا اور درست ہین اگر آپکو مجھ سے ایسی ہی محبت ہوتی تو کیا کہنا تھا پھر تو مین عید کے دن دیکھنے کے قابل ہوتا ہے لگاوٹ تری خوب مین جانتا ہون ؛ مری جان لینگے یہ جھوٹے دلاسے ؛ اور یہ جو تحریر ہی کہ دل تو دے ہی چکا ہون دل کا حال دل ہی خوب

جانتا ہی سے حقیقت درد بیدردی کی اوس دم آشکارا ہو ؛ ہمارا دل تمھارا ہو تمھارا
دل ہمارا ہو ؛ اور یہ جو ارشاد ہوا کہ جان سے زیادہ کوئی چیز نہین کہ نذر کرون آپکی
قدر دانی ہی کافی ہی سے مل گیا ہمکو وفا و عشق والفت کا صلہ ؛ بندہ پرور آپ کی بس
یادگاری چاہیے ؛ دس گلوریان آپکی مرسلہ پہونچین ہین کمال سرخرو ہوا اوسکی تعریف
مین زبان لال ہی مگر سے مزہ ہی کہ ساتھ اسکے بوسہ بھی دیجیے ؛ یہ سادی گلوریان کھلانے
سے حاصل ؛ اگر کوئی بات بیجا ہو معاف فرمائیے زیادہ اشتیاق مواصلت سے گر
شب ہجر سیاہی شود و آن قلم ؛ نامۂ شوق محال ست بپایان آید سے خط طویل یار کو
مین نے لکھا مگر ؛ مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھ پتا نہین سے بھری ہی دل مین جو حسرت
نکالون مین اگر اوسکو ؛ قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے ؛

	نامہ	
این نامۂ درد می نویسم		بر کاغذ زرد می نویسم
می نویسم نامہ و مشتاق دیدار تو ام		بستہ ام نرگس صفت بر خامہ چشم خویش را

مردمک دیدۂ اتحاد سرمۂ چشم وداد غازۂ عذار محبت گلگونۂ رخسار مودت زاد اللہ حسنہ
وجمالہ اشتیاق دیدار سراپا بہار کیا اظہار کرون کہ زبان محبت ترجمان معترف عجز و قصور
ہی اور آرزوے وصال دلدار مشتری جمال کیا تحریر کرون کہ خامہ مقطوع اللسان خود معذور
و مجبور سے از حسرت دیدار چہ گویم چہ نویسم ؛ دل میکشد آزار چہ گویم چہ نویسم ؛ خجلت کش
شوق ست چہ تقریر چہ تحریر ؛ آخر کم و بسیار چہ گویم چہ نویسم ؛ ناچار بحرف مدعا و چار

تحریر کرنا ضرور ہی ہے ناله بر آید از ورق گریه کنان رود قلم ٭ کاتب اگر رقم کند حال دل خراب را ٭ آپکی جدائی مین ایک ایک گھڑی شب فراق کی بھاری ہی ہردم آنکھون سے ایک نہر اشک جاری ہی ہے چہ می پرسی زمن حال دلِ غمدیده ات چون شد ٭ دلم شد خون وخون شد آب وآب از دیده بیرون شد ٭ یا وه وقت تھا که دم بھر آپکی جدائی ناگوار تھی یا اب مدت گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک ٭ آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے ٭ عجب انقلاب ہی کبھی یه دل تماشاگاه تھا عیش و مسرت کا ٭ اب اسمین حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہین ٭ ہردم صدمهٔ جدائی سے چشم پر آب ہی ہر لحظه آتش فراق سے دل کباب ہی رونے کی آنکھین خوگر جلنے کا شوق دل کو ٭ الفت نے روگ کیا کیا دل کو لگا دیے ہین - مگر افسوس ہزار افسوس که بہار اُس رخ رنگین کی لوٹتا ہی خط ٭ ہم ایک عمر سے جسپر ہین زہر کھائے ہوئے ہمیشه دل کی جناب باری سے یه آرزو ہی جنت کا نه مین خواہان حورون کا نه مین طالب بوٹا سا قد ہو ناچھوٹا سا مکان ہوتا ٭ لیکن یه صرف خیال ہی کیونکه بر آنا دعاے عاشق کا محال ہی ہی تمنا مین مرجائینگے دل کے خیالات ساتھ لیجائینگے اگر محشر مین سامنا ہوا تو بھی صاف گوئی سے باز نه آئینگے خدا ہی کوئی پوچھے حشر مین ہم سے ترے آگے ٭ که وان تم کس پہ مرتے تھے کہین ہم اسپہ مرتے ہین ٭ جو جو کچھ آپ نے کلمات محبت آمیز تحریر فرمائے سب بجا اور درست ہین اگر آپکو مجھ سے ایسی ہی محبت ہوتی تو کیا کہنا تھا پھر تو مین عید کے دن دیکھنے کے قابل ہوتا ٭ لگاوٹ تری خوب مین جانتا ہون ٭ مری جان لینگے یه جھوٹے دلاسے ٭ اور یه جو تحریر ہی که دل تو دے ہی چکا ہون دل کا حال دل ہی خوب

دل غم پرور کو یہی سبب حیات ہی جبدم وہ آپکی خوش بیانی وہ لذت شعر خوانی وہ
بے تکلفانہ دریچۂ امام باڑہ پر آنا اور برہنہ سر سراپای معشوقانہ دکھانا یاد آتا ہی اُسوقت
دل حسرت پرور کیا کیا گھبراتا ہی بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہی ؎ در و دیوار من آئینہ شد از
کثرت شوق ٭ ہر کجا می نگرم روی ترا می بینم ٭ اور کبھی وہ خرام ناز وہ ادا وہ انداز ؎ وہ
بھولی بھولی صورت وہ پیاری پیاری طلعت ٭ آنکھوں مین پھر جاتی ہی کیفیت جلوۂ تمام
محبوبان جہان نظر سے گر جاتی ہی اُسوقت یہ شعر یاد آتا ہی ؎ اُسکی لچک پر دل فدا اُسکی
ادا پر جان نثار ٭ ہائے وہ شاخ سی کمر ہائے وہ قد نہال سا ٭ جان من آپکی جدائی کا ایسی قلق ہی
کہ اگر وارثِ آسمان و زمین کا نام جامع المتفرقین نہوتا تو دل بسمل صدمہ و قلق سے شق ہوکر
جان کھوتا ہردم خاطر پر غم کو یہ کہکر بہلاے رکھتا ہون کہ اُسکی ذات مقصد رواے کل
مخلوقات ہی اُسکے نزدیک بگڑون کا بنانا مہجورون کا ملانا کیا بات ہی۔ کوئی دن مین
کوکب بخت جلوہ گر ہوتا ہی اور نخل تمنا ثمرات مراد سے بارور چندے اور صبر درکار ہی۔
پلک جھپکی کہ شاہد مدعا ہمکنار ہی۔ ؎ خامہ بشکستیم و لب بستیم از تعداد شوق ٭ کین
نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما ٭ اگر کوئی لفظ جا بیجا ہوا ہو تو معاف فرمائیے کس لیے
کہ یہ محبت نامہ مین نے نہایت جلدی اور بیماری مین تحریر کیا ہی ؎ قاصد و رضطرا
و دل من در اضطراب ٭ من سرسری نوشتہ ام این شوق نامہ را +

تمام شد

نگارستان الفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل در حمد

بتلا پیش از ظہور جلوۂ جانانہ تھا — شمع جب روشن نہ تھی محفل مین مین پروانہ تھا

خوب دیکھا نور تیرا شمع ہر کاشانہ تھا — ایک ہی جلوہ میان کعبہ و تبخانہ تھا

تیرے آگے حسن مین کیا آبرو پاتا کوئی — دونون عالم تھے صدف تو گوہر یکدانہ تھا

کھل گئی جب آنکھ دیکھا جلوہ تیرے حسن کا — کان رکھکر جو سنا جس سے ترا افسانہ تھا

شمع و گل دونومین تیرا جلوہ آتا تھا نظر — صبح کو بلبل مرا دل شام کو پروانہ تھا

کسکی جانب تھا ازل مین کلمۂ کن سے خطاب — تو ہی تو تھا کوئی اپنا تھا نہ وان بیگانہ تھا

تھا شب میثاق مین مین تیرے جلوے پر فدا — شمع جس محفل مین روشن تھی مین پروانہ تھا

اُسطرف ذکر صمد تھا اِک طرف شور صنم — بیچ مین ہم تھے اِدھر کعبہ اُدھر تبخانہ تھا

عشق نے میرے بڑھائی زیب تیرے حسن کی — حیرت آئینہ دل صد چاک میرا شانہ تھا

آگیا موسیٰ کو غش سمجھے کہ اب بجلی گری
اور وہان اک جلوۂ انداز معشوقانہ تھا

بیخودی مین کچھ بھی غیریت کی گنجایش نہ تھی
تھا یگانہ جبتلک مین آپ سے بیگانہ تھا

دین و دنیا کے بکھیڑون سے خبر مجھکو نہ تھی
ہوشیار اُسوقت تلک تھا جبتلک دیوانہ تھا

کوئی قرآن مین نہ سمجھا معنی قالوا بلیٰ
وہ مرا روز الست اک نعرۂ مستانہ تھا

غیر ذات حق جسے دیکھا اُسے پایا فنا
میہمان سارا زمانہ ایک صاحبخانہ تھا

گور مین جاکر حقیقت ہمکو دنیا کی کھلی
زندگی کی رات چھوٹی تھی دراز افسانہ تھا

کھل گئین آنکھین تو صفدر ہمکو یہ روشن ہوا
محفل عالم مین وہ خود شمع خود پروانہ تھا

غزل در نعت

بہت مشتاق ہون یارب مین احمدؐ کی زیارت کا
ملے بخت ہمایون سے مجھے افسر سعادت کا

ابھی کیا دیکھنا ہے جوش تم دریاے رحمت کا
کوئی قطرہ ٹپکنے دو مرے اشک ندامت کا

کھلا بند نقاب روے احمدؐ کیا قیامت مین
گنہگارون کے منھ پر کھلگیا دروازہ جنت کا

ندامت کی بدولت عاصیون نے آبرو پائی
چمک کر اشک موتی بنگیا تاج شفاعت کا

لیے آتا ہون مین دلمین شبیہ قامت دلکش
تہ و بالا نہو جائے کہین عرصہ قیامت کا

تجلی گاہ ہین تیرے ہمارے چشم و دل دونون
وہان عالم ہے جلوت کا یہان عالم ہے خلوت کا

دل پر خوف پہلو مین نہین اے شافع محشر
بغل مین ہم گنہگارونکی محضر ہے شفاعت کا

قیامت ناز کرتی کیون نہ آئے سیر تربت تک
تری رفتار کا بسمل ہون کشتہ تیری قامت کا

تراجلوہ نظر آتا ہی جسپر آنکھ پڑتی ہی
تماشا دیکھتا ہون عالم کثرت مین وحدت کا

مٹایا ہی تمنانے ترے پابوس کی مجھکو
الٰہی ہو ترا نقش قدم تعویذ تربت کا

شفاعت تیری آڑے آئے رسوائی سے بچ جائین
کھُلے پردہ نہ محشر مین گنہگاران امت کا

سراپا جرم و عصیان ہون مگر مین چاریاری ہون
بھروسا حشر کے دن ہی مجھے یاران حضرت کا

دماغ اہل معنی تازہ ہونگے دیکھکر صفدر
کھنچا ہی اس غزل مین عطر گلہائے محبت کا

غزل منقبت

ہمنام خدا کے ہین یہ رتبا ہی علی کا
بندہ جو خدا کا ہی وہ بندا ہی علی کا

ہمنام خدا دست خدا شیر خدا ہین
کیا جانے کوئی مرتبہ کیا کیا ہی علی کا

کعبہ مین ولادت ہوئی مسجد مین شہادت
آغاز بھی انجام بھی اچھا ہی علی کا

اصغر کی بھی ہی نظر لطف اُسی پر
سو جان سے جو عاشق شیدا ہی علی کا

صفدر رہی عیان گرمی خورشید قیامت
پر خوف ہی کیا سر پہ جو سایا ہی علی کا

پر تو ہون ایک مین بھی رب غفور تیرا
آنکھون مین نور تیرا دل مین ظہور تیرا

چارونطرف جہان مین پھیلا ہی نور تیرا
اک سنگ آستانہ ہی کوہ طور تیرا

تو رنگ لالہ و گل تو نور ماہ و اختر
پیش نظر ہی جلوہ نزدیک و دور تیرا

کعبہ کہ تبکدہ ہو دونون مکان ہین تیرے
یان بھی ظہور تیرا وان بھی ظہور تیرا

یہ بھولی بھولی صورت یہ پیاری پیاری طلعت
پائین کہان سے نقشہ غلمان و حور تیرا

سب جانتے ہین عاشق تیرا چھپا نہین ہون
ہمراہ میرے چرچا ہوگا ضرور تیرا

اپنی جو سامنا ہو مین گر پڑون قدم پر
امید ہے کہین وہ بخشا قصور تیرا

اے روز حشر آبھی مدت گذر گئی ہے
تا چند دیکھین رستہ اہل قبور تیرا

اک بوند مے کسی کو دیتا نہین کبھی تو
اے چرخ گر کے شیشہ ہو چور چور تیرا

آنے ہین کشور دن سے مشتاق دیکھنے کو
نام خدا ہے شہرا اب دور دور تیرا

آگے نہ خودنمائی اپنی مزاج مین تھی
آئینے نے بڑھایا کبر و غرور تیرا

سمجھا رہا ہے کسکو مین اور ترک الفت
چل بیٹھ جا کے ناصح دیکھا شعور تیرا

عاشق بنا کے مجکو دونون جہان سے کھویا
مین خوب جانتا ہون اے دل فتور تیرا

بدگو ہین غیر کتنے کرتے ہین روز شکوہ
تیرے حضور میرا میرے حضور تیرا

ہرچند وہ خفا ہے صفدر یہ ہے عذر لازم
چل تو معاف کردے شاید قصور تیرا

اسے حال معلوم ہو گیا کسی کا
نہ عاشق کسی کا نہ شیدا کسی کا

عیان بیخودی مین تھا جلوا کسی کا
خودی ہو گئی اپنی پروا کسی کا

کبھی زخم ایسا نہ دیکھا کسی کا
پڑا ہاتھ بسمل پہ اچھا کسی کا

کیا تو نے پامال کیون دل کو ظالم
ارے تھا یہ نازون کا پالا کسی کا

کلیجا پکڑ کر ابھی بیٹھ جاتے
سنا ہی نہین تم نے نالا کسی کا

ہوئی بلبل وگل مین کیون آج رنجش
چمن مین اگر تھا نہ چرچا کسی کا

عبث دل کو لیتے ہو ایجانِ جان تم
جو میرا نہین کیا یہ ہوگا کسی کا

بتون کو جو دیکھون نہ کر منع واعظ
تماشا ہی انکا تماشا کسی کا

دم نزع بھر جاتی ہین تیلیان تک
کرے کیا بھر انسان بھروسا کسی کا

تماشا ذرا بام پر آکے دیکھو
اُٹھا چاہتا ہی جنازا کسی کا

وہ خوش ہو رہے ہین مرے لوٹنے پر
تڑپنا ہی میرا تماشا کسی کا

دل آیا ہی اسپر تو آئے ہمین کیا
مریگا وہی جائیگا کیا کسی کا

وہ مردے کو مٹی بھی دینے نہ آئے
کوئی خاک رکھے بھروسا کسی کا

زمانے مین ہی کیا تلون مزاجی
کبھی ہی کسی کا کبھی تھا کسی کا

شب وصل آنا نہ تھا موت تجکو
بنا کھیل تو نے بگاڑا کسی کا

جو نرگس کو دیکھا مجھے یاد آیا
وہ شرما کے آنکھین جھکانا کسی کا

اُٹھائے جو یہ ناز بیجا تمھارے
ہمارے سوا حوصلہ کیا کسی کا

سنا میرا مرنا تو بولے وہ صفدر
چلو ہو گیا قول پورا کسی کا

شوخی کے ساتھ کچھ رہے پردہ حجاب کا
آغاز ہی ابھی ترے حسن شباب کا

ہی یاد فصل گل مین وہ پینا شراب کا
کھلنا گلون کا اور وہ برسنا سحاب کا

سراب اُٹھائیے گوشہ نقاب کا
موقع شب وصال نہین ہی حجاب کا

اتنا غرور حسن پہ لازم نہین تمھو
مہمان چند روزہ ہی عالم شباب کا

جھگڑ دن مین میرے روز جزا ہو گیا تمام
قصہ نہ طی ہوا دل خانہ خراب کا

کس کسطرح تڑپ کے بسر کی شب فراق
پوچھو نہ حال مجھ سے مرے اضطراب کا

چہرے کو تیرے سمجھے ہین ہم آفتاب حشر
رکھا ہی نام صبح قیامت نقاب کا

ہجر بتان سے مخمصہ حشر خوب ہی
صدمہ اُٹھیگا ہمسے کہان اس عذاب کا

پردا اگر کی کسکو ہی لا ساقیا شراب
جل جلکے دل مین ہو گیا عالم کباب کا

قطرہ ترے پسینے کا شاید ٹپک گیا
دریا مین ہر حباب ہی شیشہ گلاب کا

دیکھے جو روے یار تو پوچھون مین شیخ سے
کیا حال ہی جناب تقدس مآب کا

ناصح سے کون بحث کرے کون سر پھرا
یان ہی کسے دماغ سوال وجواب کا

اے شہسوار حسن ذرا روک لے عنان
لے لون مین چشم شوق سے بوسہ رکاب کا

زاہد یہ توبہ تیری سلامت نہ رہ سکے
دین اپنے ہاتھ سے جو وہ ساغر شراب کا

پی لون اگر شراب تو زاہد معاف کر
یہ موسم بہار یہ عالم شباب کا

اب زندگی بھی دیتی ہی قاصد مجھے جواب
کبتک مین منتظر رہون خط کے جواب کا

کیسا پھنسا دیا ہی بلاؤن مین عشق کی
یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

دنیا کا حال خاک ہی اپنی نگاہ مین
صفدر رہا تو قصد در بوتراب کا

تھا شکایت کا جو اُنسے حوصلہ جاتا رہا
سامنا جب ہو گیا سارا گلہ جاتا رہا

ہاتھ سے اُن گیسوؤن کا سلسلہ جاتا رہا
کیا جنون کا دل سے میرے ولولہ جاتا رہا

فصل گل مین بیڑیان کاٹین عبث حداد نے
تھا جو سرکار جنون سے سلسلہ جاتا رہا

وائے قسمت بیخودی مین کھو گئی تصویر یار
دل کے بہلانے کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا

اسقدر صفدر سہے ہمنے ہون گے عشق مین
دل لگانیکا کسی سے حوصلہ جاتا رہا

ساتھ یارون کا چھُڑایا تو نے ای واماندگی
خاک اُڑاتے رہ گئے ہم قافلہ جاتا رہا

برہم و درہم مرے نالون سے دونون ہو گئے
بیچ سے ارض وسما کا فاصلہ جاتا رہا

طرفہ یہ ہی خوبرو حاکم تھا ہم عاشق مزاج
ہاتھ سے دل ہوتے ہوتے فیصلہ جاتا رہا

تھین وہ ساری وحشتین جوش جنون تک اب کہان
سر سے وہ سودا وہ دل سے ولولہ جاتا رہا

آستین دامن گریبان مین نہین ہی ایک تار
ہاتھ اب بیکار ہین وہ مشغلہ جاتا رہا

جام ٹوٹے اتنے دور چرخ مینا رنگ سے
محتسب کا شکوہ قاضی کا گلہ جاتا رہا

اُٹھ گیا پردہ دوئی کا ایک دونون ہو گئے
شکر ہی اب میرے اُنکے فاصلہ جاتا رہا

ہو گئے مانوس مرغان قفس صیاد سے
دل سے وہ فریاد کا اب حوصلہ جاتا رہا

دوستون کے ہاتھ سے صفدر اُٹھائے اسقدر
دل سے اپنے دشمنون کا بھی گلہ جاتا رہا

عہد پیری مین کہان صفدر جوانی کی ترنگ
وہ بہار آخر ہوئی وہ ولولہ جاتا رہا

وصف واعظ سے سنا کرتے ہین حسن حور کا
کون جائے جھوٹ ہی یا سچ ہی شہرہ دور کا

دیکھکر تیرے سراپا کو یہی سب کا ہی قول
آدمی کا قد پری کا رنگ چہرہ حور کا

پردہ اُٹھا رخ سے آپ کے دیکھیے ہوتا ہی کیا	سامنا ہی مثل موسیٰ آج برق طور کا
نالہ و زاری و بیتابی و فریاد و فغان	رات دن ہی شغل اے بت یہ ترے رنجور کا
سر فرشتے کی زبان پر الامان کی ہی پکار	میرے نالون نے کیا شاید ارادہ ور کا
نالہ کرتا قبر سے اُٹھا جو تیرا نالہ کش	پھونکتا محشر مین اسرافیل بھولے صور کا
ہو سکا ہرگز نہ درد عشق کا اُنسے علاج	رہ گئے منھ دیکھکر عیسی ترے رنجور کا
گوشہ گیر و پوچھتے ہو حال مجھ سے شہر کا کیا	دور سے آیا ہون رکھتا ہون ارادہ دور کا

سر فروشون کا کبھی صفدر نہین مٹتا ہی نام
ذکر اب تک ہی زبان دار پر منصور کا

جو وہ آئے بزم مین رات کو تو عجیب بزم کا حال تھا
کوئی مست تھا کوئی بیخبر کہین وجد تھا کہین حال تھا
جو فروغ حسن نظر پڑا یہین ازل سے اُسپہ فدا ہوا
مرے مرغ دل کا تھا آشیان وہی طور پر جو نہال تھا
سوئے غنچہ کاہے کو دیکھتا مین ترے دہن کا تھا مبتلا
رگ گل سے مجکو غرض تھی کیا کہ تری کمر کا خیال تھا
رہے جبتلک کہ زمانے مین ہوس وصال بتان رہی
نہ ہوائے حشمت وجاہ تھی نہ خیال دولت و مال تھا
وہ عجب مزے کا زمانہ تھا کہ جنون سے طبع تھی آشنا

نہ کسی کی تھی مجھے کچھ خبر نہ کسی کو میرا خیال تھا
کبھی بزم عیش مین لطف سے جو وہ دیتے مجکو جگہ کہین
کوئی امر غیر محل نہ تھا انھین سہل مجکو محال تھا
یہ کمال شوق سے بیخبر رہے بزم وصل مین چشم و دل
نہ اُسے کچھ اِسکا خیال تھا نہ اِسے کچھ اُسکا خیال تھا
یہ خزان نے آکے غضب کیا کہ فسردہ پھولون کو کر دیا
کوئی سبز تھا کوئی زرد تھا کوئی نیلگون کوئی لال تھا
رہے چند روز جہان مین ہم چلے نامراد سوے عدم
یہی زندگی کا نتیجہ تھا یہی اِس جہان کا مآل تھا
کبھی عیش وصل تھا اور ہم نہین اب نصیب سوائے غم
یہی سوچ دل مین ہر دمبدم کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا
نہ پسند آیا انھین کبھی مرا ایک شعر بھی جیتے جی
مین گذر گیا تو یہ کہتے ہین کہ اُسی کے دم سے کمال تھا
کرون صفدرا اور تلاش کیا نہین مجکو حرص جہان سوا
جو خدا نے مجکو عطا کیا یہ مرے موافق حال تھا

تصور روز و شب خاطر مین ہے گیسوے جانان کا
مقابل نیچۂ رنگین سے ہو کیا منھ ہے مرجان کا

دل صد چاک شانہ بن گیا زلف پریشان کا
کہ اُسکے رشک سے دل خون ہے لعل بدخشان کا

تصور آگیا قاتل کا جب شوق شہادت مین
رنگین گردن کی دم بھرنے لگین شمشیران کا

بڑی قسمت ہی عالم مین قتیل دست رنگین کی
دعاے مغفرت کرتا ہی ابتک پنجہ مرجان کا

نکلسکتی نہین قابو سے پریان نام کی صورت
نگین دل پر اپنے نقش ہی مُہر سلیمان کا

بلاے آسمانی سے بچایا مین نے عالم کو
ستون آہ سے روکا ہی گنبد چرخ گردان کا

انا لیلی کا غل ہی کان رکھکر آپ بھی سن لین
زبان قیس ہی جو خار ہی اُس بیابان کا

تمھاری سرخی لب نے اُڑایا رنگ ہنس ہنسکر
حنا کا لعل کا یاقوت کا خون شہیدان کا

مری جانب سے اے پیک صبا صیاد سے کہنا
کفن بلبل کو دینا چاہیے گلچین کے دامان کا

ہوا سب ہوگئے عاشق جو سبزہ چہرے پر آیا
سبق مرغ چمن بھولے ورق اُلٹا گلستان کا

اُڑے پرزے گریبان کے تو ہنس ہنسکر جنون لا
وہ شیرازہ کھلا مجموعۂ حال پریشان کا

بجا ہی بلبل خوش لہجہ گر تجکو کہین صفدر
نہین تیری غزل ہی زمزمہ مرغ خوش الحان کا

ترقی پر ہی جوبن آجکل اُس ماہ تابان کا
خدا کی مہر سے عالم ہی خورشید درخشان کا

چمن مین آج گُل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین
دم گلگشت پر تو پڑ گیا کس روے خندان کا

رہے باقی نہ دنکو کچھ ہواے نغمۂ بلبل
سنو گر زمزمہ کوئی ہمارے طائر جان کا

وہ مومن ہون رخ دلدار کو قرآن سمجھا ہون
خط عارض پہ ہی مجکو یقین تفسیر قرآن کا

روانہ تو کیا خط دیکے پر یہ رشک آتا ہی
کہ قاصد جاکے نظارہ کریگا روے جانان کا

ہوا تھا اُس گل رخسار کا بلبل مین اُس دن سے
معلم نے پڑھایا تھا سبق جسدن گلستانکا

ارادہ ہی جلا گو کب بخت سیہ میرا
نہین بیوجہ جانا آسمان پر آہ سوزانکا

پھری رہتی ہین مجھسے رات دن یہ صورت مژگان
تری آنکھو نہین عالم دکھتا ہو چرخ گردانکا

کھٹکتا تھا برنگ خار میرے غنچہ دل مین
شب وصل صنم مین بھی تصور روز ہجرانکا

ہوے اشوق مین سرمہ بنایا چشم بلبل نے
جہان باد بہاری سے غبار اٹھا گلستانکا

کہان کی شرم اٹھو بھی نقاب روے روشن کو
چھپانا ہی عبث فانوس مین شمع درخشانکا

نہ فرصت وصل کی دی رات بھر اس شوخ نے صفدر
کیا حیلہ سحر تک پان کا مسّی کا افشان کا

ہوا ہی عشق جب سے ابرو و مژگان دلبر کا
گلا مشتاق ہی آب دم شمشیر و خنجر کا

مری زنجیر نے زندان مین ایسا غل مچایا ہی
کہ برپا رات دن رہتا ہی اک ہنگامہ محشر کا

فقیری سے ہماری آبرو ہی تاج دولت کی
ہماری خاک سے اٹھتا ہی طوفان آب گوہر کا

مزہ ہی حق پرستی کا ہمین تو بت پرستی مین
صدا ناقوس کی نعرہ ہی یان اللہ اکبر کا

مرا مکتوب لیکر اسکے کوچے مین تو جاتا ہی
پھر آنا جلد قاصد واسطہ تجکو پیمبر کا

طواف کوچہ محبوب سے فرصت نہین ہمکو
ثواب ای حاجیو تمکو مبارک حج اکبر کا

پسند طبع نازک سادگی ہی دن ہین طفلی کے
ابھی پوشاک کا کچھ شوق ہی انکو نہ زیور کا

پگھلتے ہی نہین دل عاشقونکی آہ و زاری سے
جگر لوہے کا دل رکھتے ہین یہ بیرحم پتھر کا

تماشا خاک خوش آئے ہمین سنبل کا گلشن مین
کہ سودا سر مین ہی اس گل کے گیسوے معنبر کا

خدا کیواسطے ای سخت جانی رحم کر مجھپر
کہ پیسے ڈالتا ہی بوجھ اب احسان خنجر کا

نگاہ واپسین سے دیکھ لون حسرت نہ رہجائے　　نہ گھبراؤ ٹھہر جاؤ فقط وقفہ ہی دم بھر کا
اندھیرا کیون نہ چھائے کیون تہ و بالا ہو عالم　　ورق پہونچا ہی محشر مین مرے عصیان کے دفتر کا

بلا گردان اگر ہون خانہ دل کا تو زیبا ہی
اسی گھر سے پتا ملتا ہی صفدر یار کے گھر کا

نظارہ روز و شب رہتا ہی اسکے روئے انور کا　　بنا آئینہ دل اپنا ملا رتبہ سکندر کا
مرا سر کٹ گیا تو کٹ گیا کچھ غم نہین قاتل　　بہت اچھا ہوا اترا تقاضا تیرے خنجر کا
ٹھہر جائیگا دل بیشک وہ آپہونچے وہ آپہونچے　　ٹھکانا ہاتھ آیا مجکو اس کشتی کے لنگر کا
چلے دامن اٹھا کر ناز سے جب دو قدم وہ گل　　اکھڑ جائے قدم صحن گلستان مین صنوبر کا
سراپا محو ہین ہم دیکھکر اسکے سراپا کو　　خبر ہی پانؤن کی مطلق نہ ہمکو ہوش ہی سر کا
تسلسل بارش باران کا ہی کیا صحن گلشن مین　　یہی ہی وقت ساقی جلد کوئی دور ساغر کا
نہین اشک مسلسل یہ لڑی ہی کوئی موتی کی　　تن لاغر ہی یا ان موتیون مین رشتہ گوہر کا
وہ بسمل ہون کہ وقت ذبح خون گرم سے میرے　　پڑین تلوار مین چھالے تو منھ آجائے خنجر کا
ہمین ساقی سے مطلب ہی نہ مینا کی حاجت ہی　　ازل سے مست ہین یان کام کیا مینا و ساغر کا
زہی طالع ہوئی معراج کیسی خواب مین مجکو　　جنان کو دیکھ آئے ٹھیک نقشہ ہی ترے گھر کا
ہوا سے اڑکے گیسو نے وہ چہرہ چھپایا ہی　　غضب ہی دست زنگی مین ہی آئینہ سکندر کا
فراق یار مین کوئی تکلف خوش نہین آتا　　سپیدی ہی مکان کی یا سپیدہ روز محشر کا

بھلا پھر فکر دین و رنج عقبیٰ کیا رہے اسکو

جہان حیدر سا مولا ہے جہان حامی ہو صفدر کا

رسوا اگر جہان مین ہوا پھر کسی کو کیا
اچھا مین قیس سے بھی برا پھر کسی کو کیا

زلفون کو انکی مین نے چھوا پھر کسی کو کیا
خود ہو گیا اسیر بلا پھر کسی کو کیا

احباب منع کرتے ہین کیون مجکو عشق سے
رسوا ہوا خراب ہوا پھر کسی کو کیا

اُس بیوفا کو کچھ تو سمجھکر دیا ہی دل
اچھا کیا کہ ہمنے برا پھر کسی کو کیا

سجدہ کیا بتون کو تو ناصح ہی کیون خفا
مجرم ہوا مین پیش خدا پھر کسی کو کیا

اپنی خوشی سے ہمتو چلے راہ عشق مین
دل خاک مین ملا تو ملا پھر کسی کو کیا

مر کر بھی ہم نہ ہاتھ وفا سے اُٹھا ئینگے
کرتا ہی وہ جفا یہ جفا پھر کسی کو کیا

کیون روز طعنے دیتے ہین ہمکو خدا پرست
وہ بت اگر نہ ہمسے ملا پھر کسی کو کیا

کرتا ہون وصف حسن تو کہتے ہین ناز سے
جو بن ہی ہم یہ نام خدا پھر کسی کو کیا

ہندو سے کچھ غرض نہ مسلمان سے کچھ غرض
سب سے جدا ہی دین مرا پھر کسی کو کیا

جو ہی جہان مین اُسکے ہین اعمال اُسکے ساتھ
صفدر برا ہی خواہ بھلا پھر کسی کو کیا

خوشا وہ روز کہ دل عشق مین خراب نہ تھا
یہ درد و غم یہ مصیبت یہ اضطراب نہ تھا

قیامت آئی تو فتنون کا کچھ حساب نہ تھا
تمھاری چال کا لیکن کوئی جواب نہ تھا

چھپایا آپ نے چہرہ نقاب مین ناحق
فروغ عارض پرنور کیا حجاب نہ تھا

خوشا وہ دن کہ حیا سے بھی تھی حیا تجکو
حجاب سے بھی ترا حسن بے حجاب نہ تھا

مین کیا کہون جو مزہ اُسکی نگاہون نے دیا
کرم تھا لطف تھا احسان تھا عتاب تھا

دکھا رہا ہے عبث آفتاب حشر آنکھین
مجھے تو بادہ پرستی سے اجتناب نہ تھا

پہنکے اُسکو نہ چونکا کوئی قیامت تک
کفن سے بڑھکے زمانے مین تخت خواب نہ تھا

تمام عمر رہی ایک دم مین کیا جاتی
تڑپ تھی دلکی یہ بجلی کا اضطراب نہ تھا

لحد مین کہتی ہے عبرت یہ اہل غفلت سے
خیال گور مین سونے کا وقت خواب نہ تھا

کلیم طور پہ سمجھے تھے تم تجلی ذات
نقاب کی یہ چمک تھی وہ بے حجاب نہ تھا

عجب دماغ مین بو تھی عجب مزاج کا رنگ
وہ دن بہار کے تھے عالم شباب نہ تھا

مین لیکے مفت مین منت پذیر کیون ہوتا
جناب خضر کچھ آب بقا شراب نہ تھا

گنے گئے جو قیامت کے دن ہمارے گناہ
فقط یہ چھیڑ کی باتین تھین کچھ حساب نہ تھا

ہم اُٹھے صور کی آواز سنکے کیون صفدر
یہ تہلکہ تو سزا وار اضطراب نہ تھا

ستم کا نام مٹا ظلم کا نشان نہ رہا
ہمارے بعد اُنھین لطف امتحان نہ رہا

خزان کے آتے ہی وہ رنگ بوستان نہ رہا
وہ ہمصفیر وہ گلشن وہ آشیان نہ رہا

چراغ کونسی شب گھر مین گلفشان نہ رہا
مگر وہ ماہ کبھی آکے میہمان نہ رہا

چمن مین دشت مین زندان مین کوے جانان مین
شریک حال مرا غم کہان کہان نہ رہا

یہ بیحساب اُٹھائے فراق مین صدمے
فسانۂ شب غم قابل بیان نہ رہا

وہی ہین جوش وہی ولولے جوانی کے
دل آجتک ہے جوان گو کہ مین جوان نہ رہا

نہ مدرسہ کوئی چھوٹا نہ تبکدہ مجھ سے
کدھر کدھر نہ گیا مین کہان کہان نہ رہا

فسانہ لیلی و مجنون کا رہ گیا باقی
وہ دشت نجد وہ ناقہ وہ ساربان نہ رہا

لیا جو ایک دل اُسنے تو دو دیے بوسے
ہزار شکر یہ سودا بہت گران نہ رہا

فساد دیر مین دیکھا لڑائی مسجد مین
مقام امن کہین زیر آسمان نہ رہا

نہین سکندر و دارا نہ قیصر و خاقان
کسی کا اوج زمانے مین جاودان نہ رہا

کرون عنایت صیاد کا ادا کیا شکر
قفس مین آکے مجھے یاد آشیان نہ رہا

نقاب مین نظر آیا مجھے وہ نور جمال
فروغ شمع کا فانوس مین نہان نہ رہا

یہ ہمنے سنگ در یار سے جبین رگڑی
کہ نام کو خط تقدیر کا نشان نہ رہا

بتون کی سنگدلی دیکھکر ہمین صفدر
ذرا بھی حوصلہ نالہ و فغان نہ رہا

جب رُخسے نقاب اُس گل رعنا نے اُٹھایا
کیا لطف تماشا دل شیدا نے اُٹھایا

فتنہ عجب اُس زلف چلیپا نے اُٹھایا
جس سے نہ کبھی سر شب یلدا نے اُٹھایا

اُٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت
وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اُٹھایا

گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے
خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اُٹھایا

دم بھر بھی ٹھہرنے نہ دیا باد فنا نے
سر لاکھ حباب لب دریا نے اُٹھایا

دل تھا یہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسون
کیا داغ تھا جو لالۂ صحرا نے اُٹھایا

میخانے سے وہ مست گیا محتسب آیا
صدمہ یہ بڑا ساغر و مینا نے اُٹھایا

نخوت نہین اچھی کہ مٹا چشم زدن مین — سر کو جو حباب لب دریا نے اُٹھایا

عالم کو یقین ہر کہ قیامت ہوئی برپا — فتنہ یہ عجب اُس قد رعنا نے اُٹھایا

جب سیب زنخدان کا دیا یار نے بوسہ — کیا ذائقہ اپنے دل شیدا نے اُٹھایا

کب بادیہ گردی سے ہی بہتر کوئی نعمت — کانٹون کا مزہ آبلہ پا نے اُٹھایا

بچتا نظر آتا نہین بیمار محبت — مجبور ہوے ہاتھ مسیحا نے اُٹھایا

شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر — تابوت مرا میر نے سودا نے اُٹھایا

رونق فزاے باغ جو وہ گلبدن ہوا — بلبل تو کیا نہال چمن کا چمن ہوا

کیا انقلاب حال دل پر محن ہوا — جو تھا خدا کا گھر وہ بتون کا وطن ہوا

کسکی شمیم زلف سنگھا دی نسیم نے — مغز سر اپنا نافہ مشک ختن ہوا

کوچے مین اُسکے خون شہیدان ناز کا — جس سنگ پر گرا وہ عقیق یمن ہوا

رہتا ہی دل جو شانے کے مانند چاک چاک — شاید اسیر زلف شکن در شکن ہوا

جھنکوا ئیگی کنوئین کسی یوسف لقا کی چاہ — پھر دل ہمارا مائل چاہ ذقن ہوا

پھر فصل گل مین دست درازی جنون کی — پھر گل کی طرح چاک مرا پیرہن ہوا

کعبہ نصیب شیخ کو ہو برہمن کو دیر — مدت سے کوے یار ہمارا وطن ہوا

چوکے تم انجمن سے اُٹھانا نہ تھا مجھے — بدنام کیسے کون سر انجمن ہوا

شعر و سخن مین نکلینگے مضمون نئے نئے — پھر دل کو اپنے شوق شراب کہن ہوا

تائب خزان مین فصل بہاری مین بادہ کش
مجھسا کوئی جہان مین نہ توبہ شکن ہوا

بوئے چمن جو لائی قفس تک کبھی صبا
بلبل کو اور داغ فراق وطن ہوا

تا صبح منہ مین وصل کی شب بادہ زبان ہی
میرا دہن بھی یار کا گویا دہن ہوا

مجنون کا وہ جنون تھا کہ آہو تھے اسکے گرد
وحشت کو میری دیکھ کے آہو ہرن ہوا

اس قافلے مین طرفہ مین نازک دماغ ہون
سر پھر گیا مرا جو جرس نعرہ زن ہوا

گیسو نے دیکھنے نہ دیا مجکو روے یار
کعبے کا سنگ راہ یہی برہمن ہوا

لکھا صباحت رخ محبوب کا جو وصف
خامہ ہمارا شاخ گل یاسمن ہوا

اندر سے ضعف تاب نہ آئی خمار کی
اترا جو نشہ چور ہمارا بدن ہوا

صفدر رگے دلسے اسکو نکلنا نہ تھا کبھی
نالہ عبث نکلکے غریب الوطن ہوا

نہ گلچین ہی شفیق اپنا نہ مونس باغبان اپنا
یہ دونون ہوگئے دشمن ٹھکانا اب کہان اپنا

بیان کیسا تصور سے بھی ہی قصہ نہان اپنا
زبان کا ذکر کیا دل بھی نہین ہی رازدان اپنا

ہزار افسوس مرغ بوستان نے آہ سوزان سے
بہار آمد گل مین جلایا آشیان اپنا

صبا میری طرف سے صاحب محمل سے کہدینا
کسی دن تو بنا قیس حزین کو ساربان اپنا

کیا بسمل مجھے لیکن ابھی وہ ایسے نادان ہین
ہراسان ہوگئے دیکھا جو خنجر خونچکان اپنا

مری آہ و فغان سے نخل ماتم بنگیا اکثر
گلستان مین بنایا جب شجر پر آشیان اپنا

وہ گھبراتے ہین تنہائی سے ہم غم سے تڑپتے ہین
عجب عالم ہی فرقت مین وہان ان کا یہان اپنا

رگ گل ہی کمر اُسکی یہ شبہہ محض باطل ہی
ہمین کیا کام تھا اِس گلشن پر آئین آنے سے
دہن اُس گل کا غنچہ ہی غلط ہی یہ گمان اپنا
جُھڑایا دانے پانی نے قدیمی آشیان اپنا

اگر وارستگی اچھی نہین صفدر کے مذہب مین
جدا دیر و حرم سے کیون بنایا ہی مکان اپنا

تصور جبسے ابرو کا ہی کعبہ ہی مکان اپنا
بجا ہی سجدہ گاہ خلق اگر ہو آستان اپنا
جگر کا داغ کل تک انجمن افروز الفت تھا
بجھایا آج قسمت نے چراغ خانمان اپنا
سراپا حسن وہ یہ ایک چوب ناتراشیدہ
کہان سرو چمن قمری کہان سر بر دان اپنا
ریاض دہر مین ہی ختم مجھپر خانہ بر دوشی
کہ اپنے مشت پر کو جانتا ہون آشیان اپنا
ہمین مطلب نہین کچھ قصر و ایوان مجازی سے
طلبگار حقیقت ہین مکان ہی لامکان اپنا
شب وصلت ہوئی آخر عدم کو ہم بھی چلتے ہین
کہو شمع سحر آگے بڑھے لیکر نشان اپنا

شکر ریزی نہایت ہی سخن مین اپنے ای صفدر
بجا ہی گر لقب ہو طوطی شیرین زبان اپنا

کبھی چہرہ ہم سے چھپا لیا کبھی پردہ اُسنے اُٹھا دیا
کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا
نہ تو صبر ہی نہ قرار ہی شب و روز نالۂ زار ہی
دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا
کبھی بیڑ لین سے جنون مین ہم ہوے خوفناک نہ طوق سے

سر انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا

ترے کوچے مین جو گذار تھا فقط ایکدم کا قرار تھا
پر کاہ یہ تن زار تھا کہ ہوا نے آکے اُڑا دیا

ہوا جلسہ شب کو تو کیسا ہوا ترا ہجر اور بلا ہوا
نہ ملا شراب مین ذائقہ نہ کباب ہی نے مزا دیا

رہے جتبلک وہ حجاب مین رخ نازنین تھا نقاب مین
جو حجاب دل سے اُڑا دیا تو نقاب رخ سے اُٹھا دیا

وہ غنی ہون مین تہ آسمان مجھے حرص سیم و طلا کہان
جو زمین نے گنج اُگل دیا اُسے ایکدم مین لٹا دیا

وہ خفا ہوے تھے جو نامہ بر کہی تو نے مجھ سے یہ کیون خبر
ہوے پاش پاش دل و جگر مرا درد اور بڑھا دیا

عبث آپ کو یہ خیال ہی کہ نظیر اتبو محال ہی
کہین اور بھی یہ جمال ہی تمھین آئنہ تو دکھا دیا

کہین کیا جنون مین جو حال ہی کسی پیرہن کا خیال ہی
جو کسی نے لا کے پنھا دیا وہین پرزے پرزے اُڑا دیا

مجھے غیر رنج خوشی کہان کہ فلک ہوا ہی عدوے جان
کبھی بھول کر جو ہنسا دیا تو ہنسی کے ساتھ رلا دیا

جو دیا خدا نے کسی کو دی جو گدا ہین اُنکی دعائین لین
ترے کام آئیگا اے غنی یہی ایک روز لیا دیا

ہوے صفدر اب تو وہ مہربان کہ سنے جو شعر کہا کہ ہان
یہ زبان ہے سحر فسون بیان تری شاعری نے مزا دیا

کسی سے کہہ نہین سکتے معاملہ دل کا
اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہین گلہ دل کا

شب وصال ہی رہ جائیگا گلہ دل کا
نکالنے دو ذرا مجھکو حوصلہ دل کا

یہ کیا ادا ہے لگاتے ہو تیغ رک رک کر
بڑھاتے جاتے ہو تم آپ ہی گلہ دل کا

گلے لگاتے ہین اُسکو نہ قتل کرتے ہین
کسی طرح نہین ہوتا ہے فیصلہ دل کا

کوئی یہ نشتر مژگان کو دے مبارکباد
اُبھر چلا ہے پھر اِن روزون آبلہ دل کا

گئی ہین الفت ابرو مین اپنی تاب و توان
لٹا ہے راہ مین کعبے کی قافلہ دل کا

خرام ناز سے اپنے اسے کر دیا پامال
چلو وہ چال کہ طے ہو یہ مرحلہ دل کا

کمال مجھپہ پریشانیون کا احسان ہے
ملا دیا ترے گیسو سے سلسلہ دل کا

وہ زلف لینے کو آئی ہے ہوش و صبر و قرار
اندھیری رات مین لٹتا ہے قافلہ دل کا

خدا کرے وہ دم نزع دیکھنے آجائین
کہ مرتے مرتے نکلجائے حوصلہ دل کا

بجاے اشک جو آنکھون سے خون آتا ہے
کوئی تو پھوٹ گیا آج آبلہ دل کا

کوئی حسین نظر آیا ہم اُسپہ لوٹ گئے
یہان تو جان کا کھونا ہے مشغلہ دل کا

گلے مین طوق نہ پانون مین بیڑیان صفدر

گیا بہار کے ہمراہ ولولہ دل کا

وصل کا آج اُس سے ہی ہو کے سامان رہگیا — شرم تیرا ہو بُرا دونون کو ارمان رہگیا

اُٹھتے اُٹھتے نازکی سے دست جانان رہگیا — مجکو حسرت رہگئی قاتل کو ارمان رہگیا

ایک میرے قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف — تیرے سر پر خون میرے سر پر احسان رہگیا

بڑھ چکا تھا دست وحشت ضعف آڑے آگیا — چاک ہوتے ہوتے آج اپنا گریبان رہگیا

ساری دُنیا دیکھ آئے ہم نہین دل کا پتا — ہان مگر اک ڈھونڈھنے کو طاق نسیان رہگیا

شکر ہے آتی تو لذت دشت گردی مین ملی — آبلے مین ٹوٹ کر خار مغیلان رہگیا

واہ کیا شوق شہادت تھا کہ ہر عضو بدن — اُسکا دم بھرتا تہ شمشیر بران رہگیا

اہل دنیا ہین مسافر دار دنیا ہے سرا — ایک شب تو ایک شب مین اسمین مہمان رہگیا

اِسقدر چھڑکا نمک سب بھر گئے زخمون کے منھ — ہاتھ مین جلاد کے خالی نمکدان رہگیا

اوج پر بدرت سے وحشت ہے ہماری اے جنون — ماہ نو کا کسطرح ثابت گریبان رہگیا

وردوغم رنج والم سے کب ہا خالی یہ دل — چار دن کو بھی نہ کوئی اِسمین مہمان رہگیا

وائے قسمت ہم نہ گلشن کے نہ صحرا کے ہوئے — پھول کیا کانٹون سے بھی محروم دامان رہگیا

آدمی رہتا نہین دنیا مین رہتا ہے نشان — ذکر جم باقی رہا نام سلیمان رہگیا

اور تو سب حسرتین نکلین تہ شمشیر ناز — پر تڑپنے لوٹنے کا دل مین ارمان رہگیا

ہم رہے کنج قفس مین ہو چکی فصل بہار — حسرت گل رہگئی شوق گلستان رہگیا

اب تو صفدر دلمین ہے اُسکو بھی چلکر دیکھ لین

سیر کی دنیا کی یہ شہر خموشان رہگیا

وہ جوبن پر جو آئین لطف اُٹھے زندگانی کا
ابھی گھونگھٹ مین چہرہ ہی عروس نو جوانی کا

دکھا دے دورا ای ساقی شراب ارغوانی کا
کہ وقفہ چند روزہ ہی بہار زندگانی کا

نہین بے امتحان کچھ لطف دعوے زبانی کا
نزاکت آزمائے زور پہلے ناتوانی کا

ہلال و بدر دونون ہین تری تصویر کے خاکے
وہ صورت ہی لڑکپن کی یہ نقشہ ہی جوانی کا

کرون [illegible] ک میخواری [illegible]
یہ فصل گل یہ جوش عشق یہ عالم جوانی کا

نگاہون مین ہماری قدر کیا ہو لعل گوہر کی
شرارہ ہی وہ آتش کا یہ اک قطرہ ہی پانی کا

کلیجا منھ کو آجاتا ہی جو فریاد سنتا ہی
ہر اک نالہ اک مصرع ہی دیوان فغانی کا

جسے برق تجلی جانکر موسی کو غش آیا
تجلی کیسی وہ بھی ناز تھا اک لنترانی کا

چمن مین حسن نہال سبز کو پھولا پھلا دیکھا
نظر مین پھر گیا عالم تمھاری نوجوانی کا

کہا داغ جدائی عاشقون کے دل پہ کافی ہی
دم رخصت جو مین طالب ہوا اُنسے نشانی کا

بہار آئی ہی گل پھولے ہین سبزہ لہلہاتا ہی
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

ہمارے عشق تیرے حسن کا چرچا ہوا ایسا
کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنون کی کہانی کا

سر گردون منجم کہکشان جسکو سمجھتا ہی
ہی اک موجہ مری بحر طبیعت کی روانی کا

پری رویون کے بھی اب ناز مجھ سے اُٹھ نہین سکتے
بڑھا ہی رفتہ رفتہ زور ایسا ناتوانی کا

مرا اک جام مین کیا ہوگا دریا نوش میکش ہون
لگا دے منھ سے ساقی خم شراب ارغوانی کا

نہ جا سکتا ہون مین صفدر نہ آسکتا ہی وہ یانتک

نزاکت کا ہے اُسکو عذر مجکو ناتوانی کا

وہ گیسو جو مجکو دکھاتا رہیگا
بڑے پیچ یہ دل اُٹھاتا رہیگا

جو ہنسکر وہ قاتل رُلاتا رہیگا
مرا زخم رہ کر ہنساتا رہیگا

مصاحب بناؤ تو تم میرے دل کو
زمانے کے قصے سناتا رہیگا

ہوا شمع و پروانہ سے صاف روشن
جلیگا وہ خود جو جلاتا رہیگا

عدم کو چلین دیر ہوتی ہے ہمکو
جسے ہو گا آنا وہ آتا رہیگا

رہیگا وہی ملک عقبیٰ مین اچھا
جو دنیا مین کھاتا کھلاتا رہیگا

نہ جائیگا قاصد وہان جانتا ہون
فقط جھوٹی باتین بناتا رہیگا

جو ناصح سے مجھسے ملاقات ہوگی
مین اپنی وہ اپنی سی گاتا رہیگا

ملا ہے جو بیتاب دل مجکو خوش ہون
لحد مین یہ ہر دم جگاتا رہیگا

اگر ہنسکے بولیگا تو مجھ گدا سے
ترا بول بالا ہی داتا رہیگا

اگر رہ گیا بزم جانان مین خندہ سے
بڑے رنگ صفدر رچاتا رہیگا

ان آنکھون نے دنیا مین کیا کیا نہ دیکھا
کسی مین مگر اُسکا جلوہ نہ دیکھا

سر راہ پریون کا غنچہ نہ دیکھا
کبھی ہم نے ایسا تماشا نہ دیکھا

جو بسمل کا تمنے تڑپنا نہ دیکھا
تو مقتل مین کچھ بھی تماشا نہ دیکھا

نگاہون سے اُنکے گرا اُنسے بھی
جو دیکھا تو دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا

تڑپتے رہے در پہ بسمل تمہارے
کبھی تمنے آکر تماشا نہ دیکھا

ہوئی ایسی یارون کو دنیا سے نفرت
کسی نے پھر آکر دوبارا نہ دیکھا

بہت ماہوش مہروش ہمنے دیکھے
مگر ایک مین اُسکا جلوا نہ دیکھا

دکھایا کیے آئنہ دل کا عاشق
پر اُس بیمروت نے اصلا نہ دیکھا

دم سیر کس راستے سے وہ گذرے
جہان فتنۂ حشر برپا نہ دیکھا

زمانہ ہی اُس زلف و عارض سے واقف
شب و روز کو کس نے اکجا نہ دیکھا

بہت تیز قدمون کو ہمنے پکارا
کسی نے کبھی پھر کر نہ دیکھا نہ دیکھا

وہ بےمثل ہی سب حسینون مین صفدر
بہت دیکھے محبوب ایسا نہ دیکھا

عدم مین ساتھ نہ ہستی سے جسم زار آیا
لباس عاریتی مین وہین اُتار آیا

حرم مین دیر مین مسجد مین بتکدے مین صنم
کہان کہان نہ تجھے جاکے مین پکار آیا

ہمارے دل کی تڑپ بعد مرگ بھی نہ گئی
زمین مین گڑکے نہ کمبخت کو قرار آیا

ہوا مین حشر مین حاضر تو عفو نے یہ کہا
ہٹو ہٹو کہ ہمارا گناہگار آیا

کیا ہی تنگ گریبان نے اے جنون مجکو
پہنچ شتاب کہ پھر موسم بہار آیا

نہ انکی بزم مین پوچھا کسی نے کون ہو تم
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

بس فنا یہ اثر جذب دل نے دکھلایا
جگر کو تھامے لحد پر وہ بیقرار آیا

ہوا سے آئی ہی وہ جو لٹ روئے رنگین پر
چمن مین جھوم کے یا ابر نو بہار آیا

برنگ آئنہ دیکھی کبھی نہ شکل ملال
مین اور صاف ہوا دلمین جب غبار آیا

مجھے بلایا تھا واعظ نے وعظ سننے کو
مین جا کے شیشۂ مے اسکے سر پہ مار آیا

چھپاؤن راز محبت مین کس طرح صفدر
کہ جا کے نالہ مرا عرش تک پکار آیا

دیوان مین لکھ کے وصف دل داغدار کا
تختہ ورق ورق کو کیا لالہ زار کا

مشہور ہی جو روز قیامت جہان مین
پہلا پہر ہی میری شب انتظار کا

بھولے سے بھی کیا جو کبھی قصد فاتحہ
رستہ بہک گئے وہ ہمارے مزار کا

امسال دیکھنا مری وحشت کے ولولے
آیا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا

شوخی سے بولے وہ جو گیا مین بدلکے بھیس
پوچھو تو رہنے والا ہی یہ کس دیار کا

دشمن سے میرا دل نہ مکدر ہوا کبھی
اس آئنے نے منھ نہین دیکھا غبار کا

دانتونکا تیرے اسنے بھی شاید کیا تھا وصف
خالق نے موتیون سے بھرا منھ انار کا

مجنون نہ دشت مین ہی نہ فرہاد کوہ پر
باقی رہا نہ کوئی ہمارے دیار کا

پڑھتے ہین رکھکے دست حنائی وہ فاتحہ
روشن ہوا چراغ ہمارے مزار کا

تم ایک بات بھی مری سنتے نہین کبھی
گل کان رکھکے سنتے ہین نالہ ہزار کا

رو رو کے مر گئے ہین جو ہم ہجر یار مین
ہنستا نہین چراغ ہمارے مزار کا

راہ انکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی
آنکھون کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا

گستاخیون سے یار کو آزردہ کر دیا

صفدر بُرا ہو میرے دل بیقرار کا

ترے غم مین بدلا یہ نقشہ ہمارا
کہ کوئی نہین اب شناسا ہمارا

بڑھا رفتہ رفتہ یہ سودا ہمارا
کہ پریون مین ہوتا ہی چرچا ہمارا

پرانا ہوا ذکر لیلی و مجنون
نیا اب فسانہ ہی اُنکا ہمارا

نہ تیغ دو کچھ تڑپنے کی مہلت
اگر دیکھنا ہو تماشا ہمارا

گوارا نہین ہی جنھین بات کرنا
سنینگے وہ کاہیکو قصّا ہمارا

گئے گھر کو سب دفن کرکے لحد مین
دیا ساتھ یارون نے اچھا ہمارا

پیام اجل کیون نہو درد فرقت
کہ ہم سے خفا ہی مسیحا ہمارا

غضب ہی جو اب بھی نہ ملنا ہو تم سے
کہ نزدیک ہی گھر تمھارا ہمارا

عیادت کو وہ ساتھ غیرون کے آئے
ہوا درد دل آج دونا ہمارا

کفن کیون ہٹاتے ہین رو سیہ سے
کرین فاش ہمدم نہ پردا ہمارا

بڑی بات یہ ہی کہ قاصد کسی نے
لکھا ہی ہمین خط مین شیدا ہمارا

بھلا دیکھین کسطرح رہتی ہی رنجش
ذرا سامنا تو ہو اُنکا ہمارا

رہی یون ہی الفت جو زلف سیہ کی
نہ جائیگا صفدر یہ سودا ہمارا

اُمنگ پر آکے محو زینت کبھی جو وہ گلعذار ہوگا
پسینگے مہندی یہ دل گلون کے چمن مین خونِ بہار ہوگا

دم فنا بھی یہی جو دل کو تصور زلف یار ہوگا
ہوا سے پھر کو بکو پریشان یقین ہے میرا غبار ہوگا
نہ مال و دولت نہ جاہ و حشمت نہ دور لیل و نہار ہوگا
فقط ہے یہ چار دن کی ہستی ہم اور کُنج مزار ہوگا
ادھر ہے پہلو مین دل تڑپتا اُدھر جگر کو ہے بیقراری
یہ دونون لگجائینگے ٹھکانے ترا جو ناوک دو سار ہوگا
چھپا چرا اگر کبھی جو پی لی تو اس سے کیا فائدہ ہے قاضی
نہ میکدے مین جگہ ملیگی نہ میکشون مین شمار ہوگا
فراق گذرا وصال آیا کہو کہ اب حسرتین ہون رخصت
کہ ایک پہلو مین ہوگا ساقی تو ایک پہلو مین یار ہوگا
یہی ہین چالین اگر تمھاری تو دیکھنا مر مٹینگے ہم بھی
جہان پڑیگا قدم تمھارا وہین ہمارا مزار ہوگا
اگر ہے منظور قتل کرنا تو خاک بھی مجھ پہ ڈالدینا
وگرنہ رسوائے خلق ہوگے یہ راز اگر آشکار ہوگا
طواف کرنے کو آئی ہر ہر مگر نہ لے خون مفت سر پر
مرینگے پروانے سر ٹپک کر جو گل چراغ مزار ہوگا
کروگے تم غیر کو نشانہ چلیگا خنجر ہمارے دل پر

کہین ٹپڑیگا تمھارا ناوک جگر ہمارا افگار ہو گا

جو قتل کرنا ہو آئے قاتل کرے نہ کھوٹی ہماری منزل
مسافران رہ عدم کو کمال ہی انتظار ہو گا

نہ کھینچو تلوار کیا ہو حاجت ہمارا دل ہو شہید ابرو
یہ آپ ہو جائیگا تصدق یہ آپ تم پر نثار ہو گا

بھلا ہوا یہ کہ مٹ گیا مین برنگ نقش قدم جہان سے
نہ اب اُٹھیگا مرا جنازہ نہ دوش یاران پہ بار ہو گا

یہ رات بھر کے ہین سارے جلسے جہان ہوئی صبح پھر تو صفدر
نہ شیشہ ہو گا نہ جام ہو گا نہ شمع ہوگی نہ یار ہو گا

تو اے دل محبت مبتلا ہو کسی کا
سمجھ تو کوئی کبھی ہوا ہو کسی کا

گذر میرے دل مین ہوا ہو کسی کا
سویدا نہین نقش پا ہو کسی کا

ذرا بزم سے اُٹھ کے خلوت مین سن لو
خدا جانے کیا مدعا ہو کسی کا

پہونچ جلد جام و سبو لیکے ساقی
گھٹا اُٹھی ہو دل بڑھا ہو کسی کا

عیان جلوۂ طور ہو صاف رخ سے
عجب حسن نام خدا ہو کسی کا

نگاہون سے شمس و قمر گر گئے ہین
تصور جو صبح و مسا ہو کسی کا

قیامت ہو برپا ذرا آپ چلکے دیکھو
سنا ہو جنازہ اُٹھا ہو کسی کا

نہین پوچھتا ہو جو کوئی نہ پوچھے
مقدر مرا کیا گلا ہو کسی کا

اگر دشمن جان ہی وہ بت بلا سے
نہین خوف کیا کچھ خدا ہی کسی کا

توجہ کہان دردمندون پہ تم کو
کبھی حال تم نے سنا ہی کسی کا

تبسم سے زندہ کیا ایک عالم
لب لعل معجز نما ہی کسی کا

دیا دل تو ہمنے کیا اپنا نقصان
اجارہ کہو ہمین کیا ہی کسی کا

غنیمت ہی جو دم ہی ٹھہرو نہ جاؤ
کہ دو روز مین فیصلا ہی کسی کا

فقط چار دن کا یہ جاہ وحشم ہی
زمانہ کہان آشنا ہی کسی کا

وہ مستی لبون پہ چھاتے ہین صفدر
مگر آج نقشہ جما ہی کسی کا

وہ مزہ ملا تڑپ مین اگر اختیار ہوتا
تو تمام عمر دل کو نہ کبھی قرار ہوتا

جو مری طرح سے زاہد کبھی بادہ خوار ہوتا
تو کسی سے اُسکے دلمین نہ ذرا غبار ہوتا

جو سکون دلکو ہوتا نہ یہ اضطرار ہوتا
جو اُسے قرار ہوتا تو مجھے قرار ہوتا

مجھے یاس اسلیے ہی کہ یہ بت ہین سخت بیدین
جو خدا سے بھی یہ ملتے ہین امیدوار ہوتا

ترے وصل مین تو جیتا ترے ہجر مین نہ جیتا
مجھے مرگ و زندگی مین اگر اختیار ہوتا

جو ہین اس نعل مین حورین تو ہین اُس نعلین غلمان
ترے در پہ گر نہ گرتے تو نہ یہ وقار ہوتا

انھین دیکھتی زلیخا تو عزیز مصر کیسا
نہ وہ ذوق شوق ہوتا نہ وہ چاہ پیار ہوتا

نہ اٹھی نقاب جانان رہی آبرو نظر کی
جو وہ بیحجاب ہوتے تو مین شرمسار ہوتا

کوئی عامل ایسا ملتا مجھے نقش لکھ کے دیتا
کہ مین پاس جب نہ ہوتا تو وہ بیقرار ہوتا

مرے پھول نہیں آئے تو سبب ہے صاف ظاہر
کہ عدو کو خار ہوتا وہ گلے کا ہار ہوتا

پئے فاتحہ جو آتا وہ مسیح بھول کر بھی
ابھی زندہ پا کے آہٹ میں تہِ مزار ہوتا

نہ کسی کا زہد رہتا جو وہ خط و لب دکھاتے
کوئی بنگ نوش ہوتا کوئی بادہ خوار ہوتا

مرے دست غیر پکڑے ہوئے منکر آپ لیکن
جو زبان نہ لڑکھڑاتی مجھے اعتبار ہوتا

شب ہجر کو گھٹاتا شب وصل کو بڑھاتا
جو فلک کی گردشوں میں مجھے اختیار ہوتا

جو مٹا تھا دل تو دیتا وہ جگر کو داغ صفدر
کہ مسافر عدم کا یہی یادگار ہوتا

فراق یار میں جھیلیں مصیبتیں کیا کیا
گذر گئیں مرے سر پر قیامتیں کیا کیا

نئی نئی نظر آئی ہیں صورتیں کیا کیا
دکھا رہا ہے وہ صناع صنعتیں کیا کیا

لب اُنکے لب پہ رہے سینہ اُنکے سینہ پر
اُٹھائیں ہمنے شب وصل لذتیں کیا کیا

قفس سے چھوٹ کے جاؤں کہیں گلستاں کو
کہ باغباں سے ہیں کہنی حکایتیں کیا کیا

حضور یار کوئی بات ہم سے ہو نہ سکی
اگرچہ دل میں بھری تھیں شکایتیں کیا کیا

کہاں کہاں نہ گئے ہم کہاں کہاں نہ پھرے
تلاش یار میں پیش آئیں آفتیں کیا کیا

ہزاروں سیم بدن زیر خاک سوتے ہیں
لٹی ہیں منزل ہستی میں دولتیں کیا کیا

دل اک جہاں کا جلاتے ہیں گرمیوں سے یہ بت
بھری ہیں سنگدلوں میں شرارتیں کیا کیا

رہا خزانۂ قارون نہ گنج کیخسرو
ملائیں خاک میں گردوں نے دولتیں کیا کیا

لحد پہ فاتحہ خوانی کو بھی نہ آئے کبھی
جو لوگ رکھتے تھے ہم سے محبتیں کیا کیا

نہین ہی گور غریبان سے کم دل مایوس
کہ ہمین دفن ہوئین مر کے حسرتین کیا کیا

اچھلتے ڈوبتے بہتے تمام عمر کٹی
محیط عشق مین کھینچین مشقتین کیا کیا

جو دیکھی گور مین تنہائی مکان صفدر
تو یاد آگئین یارون کی صحبتین کیا کیا

ہم ہونگے نہ حسن رخ جانانہ رہیگا
عالم مین مگر عشق کا افسانہ رہیگا

میخوار رہینگے نہ یہ میخانہ رہیگا
ساقی کے کرم کا فقط افسانہ رہیگا

شب بھر فقط آرایش محفل ہی سحر کو
یہ شمع رہیگی نہ یہ پروانہ رہیگا

مسجد کیطرف جاتے ہین تو جائین نمازی
بندہ تو مقیم در میخانہ رہیگا

رستے مین اگر کوئی پریرو نظر آیا
قابو مین نہ اپنا دل دیوانہ رہیگا

جب تک کہ نہ ہاتھ آئیگی وہ زلف مسلسل
صد چاک دل اپنا صفت شانہ رہیگا

آئینگے جو یون طالب دیدار بتون کے
محشر لب دیوار صنم خانہ رہیگا

بنو اُٹھینگے خط وہ رخ رنگین کا مقرر
گلزار مین کیا سبزۂ بیگانہ رہیگا

اس دھوم سے آتی ہی اگر فصل بہاری
کب خانۂ زنجیر مین دیوانہ رہیگا

الفت جو یہی زیست مین ہی ہمکو بتون سے
منھ قبر مین بھی جانب بتخانہ رہیگا

سر خنجر قاتل سے جو کٹجاے تو کٹجاے
شہرہ ترا ای ہمت مردانہ رہیگا

دو روز فقط دور می عیش ہی ساقی
نہ شیشہ رہیگا نہ یہ پیمانہ رہیگا

زندان مین جو وحشی کو ترے قید کرینگے
منھ خواب مین بھی جانب ویرانہ رہیگا

اے پیر مغان یون ہی سہی بیٹھے ہین ہم بھی
معمور کہان تک در میخانہ رہیگا

موسی بھی جو دیکھین رخ یار کو صفدر
کچھ ہوش انھین وقت تماشا نہ رہیگا

مین جب تک مقیم در یار تھا
یہ بام فلک زیر دیوار تھا

کسی سے نہ جبتک سروکار تھا
بڑے چین سے یہ دل زار تھا

جو انکو نہ حیرت سے دیکھون مجھے
کبھی مین بھی آئینہ رخسار تھا

وہ کاندھا جنازے کو دین کیا عجب
کہ مین بھی کبھی ناز بردار تھا

کیا ہی عبث دل نے نالونکو ضبط
کہ گرم اس سے الفت کا بازار تھا

حسینونکے خواہان ہمین کچھ نہین
کہ یوسف کا عالم خریدار تھا

گرہ کھلتے ہی زلف پیچ کی
جو آزاد تھا وہ گرفتار تھا

گئی بات نکلا نہ کچھ اسکے کام
گلہ بیوفاؤن سے بیکار تھا

کیا اسکی رحمت نے عصیان سے پاک
گنہگار تھا مین سیہ کار تھا

کبھی ہمنے صفدر کے دیکھے تھے رنگ
جوان سیکڑون مین نمودار تھا

خال عارض کسے پیارا نہوا
کسکی آنکھون کا وہ تارا نہوا

ہوگیا دل بھی انھین کیجانب
یہ بھی کمبخت ہمارا نہوا

وصل کا ذکر تو کیا قاتل کو
قتل کرنا بھی گوارا نہوا

یار آیا نہ اجل فرقت مین — ایک بھی کام ہمارا نہوا
تھی قضا تو مرے سر پر موجود — کیا کرے اُنکا اشارا نہوا
کچھ بھی آنسو نہ پنچھے اپنے کلیم — دور سے بھی تو نظارا نہوا
درد دل اُنکو سناتے شب وصل — ہم کو اتنا بھی گوارا نہوا
ہاے وہ خال رخ ماہ جبین — میری قسمت کا ستارا نہوا
غیر کا دل نہ دُکھایا ہم نے — رنج دشمن بھی گوارا نہوا

ہو رہے تم تو اُسی کے صفدر
وہ نہ ہونا تھا تمھارا نہوا

یا بھول گیا وہ بت خود کام ہمارا — یا شرم سے لیتا نہین اب نام ہمارا
بیدل ہمین کہتا ہی وہ خود کام ہمارا — اس دل کی بدولت یہ ہوا نام ہمارا
ہم دیکھنے والے تھے کسی ایسے کی آنکھین — کچھ کر نہ سکی گردش ایام ہمارا
جی بھر کے نہ دیکھین کبھی آنکھین تری ساقی — اس مے سے نہ لبریز ہوا جام ہمارا
یاد رخ و گیسوے صنم ہی سحر و شام — یہ کفر ہمارا ہی وہ اسلام ہمارا
کیون آنکھ چراتے ہو یہ جو ہی مد نظر دل — یہ شیشہ تمھارا ہی تو وہ جام ہمارا
قاتل جو کہا مین نے تو شرما کے وہ بولے — بس رہ نہ بدنام کرو نام ہمارا
بوسہ ہی نہ دشنام وفا ہی نہ جفا ہی — کچھ تم سے نکلتا نہین اب کام ہمارا
بو کاکل مشکین کی سنگھا دے کبھی آکر — اُس گل سے صبا کہدے یہ پیغام ہمارا

مقتل مین جو وہ آے تو بولے ملک الموت
ہم جانتے ہین اب کچھ نہ رہا کام ہمارا

یا تذکرۂ زلف ہی یا تذکرۂ رخ
ہی کام یہی صبح سے تا شام ہمارا

ہم بوسے لیے جائینگے تم وار لگاؤ
یہ کام تمھارا ہی تو وہ کام ہمارا

اب چین نہین سینے مین دلکو کسی پہلو
دزدیدہ نگہ لے گئی آرام ہمارا

پہونچا ہی یہ اب ضعف کا رتبہ کہ وہان تک
ہم کیا کہ پہونچتا نہین پیغام ہمارا

نواب بہادر ہی ہمین کہتے ہین صفدر
پورا کبھی لیتے نہین وہ نام ہمارا

ہوے دام و قفس مین اسیر جو ہم تو ذرا ہمین لطف چمن نہ رہا
کرین کس سے بیان کشاکش غم کہ سفر مین خیال وطن نہ رہا

خبر اپنی نہین ہی حضور کو کچھ گئے چاہنے والے عیان ہوا خط
کوئی بستۂ زلف دوتا نہ رہا کوئی قیدی چاہ ذقن نہ رہا

تھے جوان تو بدن مین تھی تاب و توان جو شباب گیا تو وہ لطف کہان
وہ زبان نہ رہی وہ بیان نہ رہا وہ دہن نہ رہا وہ سخن نہ رہا

مرے گھر سے گیا ہی وہ جان جہان تو حواس ہی اب ہین نہ تاب و توان
ہوئی جس سے کہ روح نکلکے روان کسی کام کا پھر وہ بدن نہ رہا

نہ وہ دانت گہر نہ عقیق وہ لب نہ وہ آئینہ رخ نہ وہ مشک سے مو
وہ عدن نہ رہا وہ یمن نہ رہا وہ حلب نہ رہا وہ ختن نہ رہا

نہ شراب مین ہر کوئی فائقہ اب نہ کباب مین ہر کوئی ذائقہ اب
وہ فضا نہ رہی وہ ہوا نہ رہی وہ مزہ نہ رہا وہ چمن نہ رہا

جو زبان سے دعوی عشق کیا نہ صدق سے رہا اسکا خیال ذرا
کوئی یہ نہ کہے کہ یہ مر نہ مٹا اسے پاس و لحاظ سخن نہ رہا

جلوہ گر آئینے مین ہر تو تیرا کیونکر ہوا
تو تو یکتا تھا یہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا

آپ ہی بسمل کیا تیغ نگاہ ناز سے
آپ ہی کہتا ہی وہ یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

ہمنے قاتل سے نہ پوچھا یہی فرط شوق مین
لائق تعزیر بندہ بیخطا کیونکر ہوا

آجتک آئینہ اسکی بزم مین پہونچا نہین
ہی تعجب خود بخود وہ خود نما کیونکر ہوا

کسطرح سیب ذقن کی یاد مین دل مست ہی
جب ثمر چکھا نہین حاصل مزا کیونکر ہوا

حال میرا دیکھکر آنسو ٹپک پڑتے ہین اب
نرم دل آہن سنگدل کا ای خدا کیونکر ہوا

سیکھ آیا کس سے تو اے دل عمل تسخیر کا
آشنا ایسا بت نا آشنا کیونکر ہوا

نام تک آیا نہین لب پر محبت کا کبھی
پھر مین حیران ہون یہ چرچا جابجا کیونکر ہوا

بھاگتا تھا اپنے سایے سے بہی وہ محتاط تھا
انکی زلفون مین گرفتار بلا کیونکر ہوا

دلکو زندہ کر دیا اسکے خیال خال نے
طفل زنگی عیسی معجز نما کیونکر ہوا

جب کشیدہ تیغ ہی خنجر سے منہ موڑے ہوے
پھر سر و گردن کا قاتل فیصلہ کیونکر ہوا

کیسی مرفت مین اسکی چھوڑ دین سب لذتین
کوئی کیا جانے کہ صفدر پارسا کیونکر ہوا

بیٹھکر مین نہ دربار یہ اصلا اُٹھا
ہان جو اُٹھا تو بس مرگ جنازا اُٹھا

آنکا اُٹھنا تھا کہ بیتاب ہوا دل میرا
حشر برپا ہوا لو اور یہ فتنا اُٹھا

کبھی رخ کے کبھی بوسے لب جانان کے لیے
کیا کہون مین کہ مزہ وصل مین کیا کیا اُٹھا

ہون وہ دیوانہ کہ زندان سے مین جیسے نکلا
پہلے تعظیم کو صحرا مین بگولا اُٹھا

یہ تو کیسے کہ ملا وصل سے جب صاف جواب
کس سے پھر آپ کا یہ غمزۂ بیجا اُٹھا

دور ساغر ہو کوئی جلکے چمن مین ساقی
دیکھ تو ابر دھوان دھار ہی کیسا اُٹھا

دھوم میخانے کی آخر یہ اُڑی عالم مین
شیخ صاحب کا بھی مسجد سے مصلا اُٹھا

جمع خلقت تھی سر راہ تماشے کے لیے
دھوم سے آپکے مقتول کا لاشا اُٹھا

نہوا جب مرض عشق کا کچھ اس سے علاج
تنگ آکر مرے بالین سے مسیحا اُٹھا

کشتۂ تیغ تغافل تھے نہ آنکھ اپنی کھلی
نہین معلوم کہ کب حشر کا غوغا اُٹھا

آتے ہی گلشن ہستی سے چلے مثل نسیم
ایکدم کے لیے کیا لطف تماشا اُٹھا

ترے وحشی نے ندی قیس کو تعلیم جنون
جب تلک کان پکڑکر نہ وہ بیٹھا اُٹھا

سنتے ہین کوچ زمانے سے کیا صفدر نے
ناتوان تھا نہ ترے ہجر کا صدمہ اُٹھا

وارد بزم کسی شب جو وہ قاتل ہوتا
اک نگہ مین کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا

مہر عارض سے تمھارے جو مقابل ہوتا
ماہ نو چرخ پر اک رات مین کامل ہوتا

اُسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا مجکو خجل
عرصۂ حشر مین مین یا مرا قاتل ہوتا

پردہ سو بار تماشے کو اُٹھاتی لیلے / ساتھ مجنون کے اگر مین پس محمل ہوتا

چہرہ پردے ہی سے وہ کاش مجھے دکھلاتے / دعوی صبر جو مجکو تھا وہ باطل ہوتا

پانون سے کھیل مین اُسنے گل بازی جو ملا / آرزو مجکو ہوئی کاش مرا دل ہوتا

اُٹھ کے میخانے سے مسجد نہ گئے مست کے / کسکو پروا تھی کہ واعظ سے مقابل ہوتا

دینے والا ہی زمانے مین خدا ہی سب کا / پھر بلا کیا مین کسی اور سے سائل ہوتا

بیخبر رہتے نہ گل بوے وفا آجاتی / مین جو گلشن مین ہم آواز عنادل ہوتا

توڑنا تھا اُسے بلبل سے چھپا کر گل کو / نام گلچین کا زمانے مین نہ قاتل ہوتا

شب کو پردہ سر عارض سے اگر اُٹھ جاتا / شمع و پروانہ مین جھگڑا سر محفل ہوتا

خار پامال ہوے اسکی خلش ہی دل کو / کاش مین دشت مین پابند سلاسل ہوتا

زخمی ہوتا تو کہان رسم ستم اُٹھ جاتی / بدلے پیکان کے جو ناوک مین مرا دل ہوتا

ہجر مین آئی اجل وصل مین آنا تھا اسے / روح کو تن سے نکلنا تو نہ مشکل ہوتا

کوچۂ یار مین ملتی جو جگہ اے صفدر
مین گدا بھی کسی سلطان کے مقابل ہوتا

کیا جانے لاوے اُن سے قاصد جواب کیا کیا / تڑپا رہا ہی ہمکو یان اضطراب کیا کیا

آئیگی جوش پر یہ چشم پر آب کیا کیا / خجلت سے پانی پانی ہوگا سحاب کیا کیا

نام خدا اب اُنکا جوبن اُبھار پر ہی / جلوہ دکھا رہا ہی حسن شباب کیا کیا

کہتا ہی کوئی مفتون کہتا ہی کوئی مجنون / الفت مین تجھ سے ہمنے پائے خطاب کیا کیا

جھگڑا چکا نہ اکدن یون ہی رہے ہمیشہ
دینے سوال کیا کیا اُسنے جواب کیا کیا

رخصت تو اُنکو دی ہی صبح شب جدائی
تڑپا رہا ہی ہمکو یہ اضطراب کیا کیا

وہ مست ہین کہ لڑکر ساقی سے ہمنے اکثر
لے لیکے پی لیے ہین جام شراب کیا کیا

وہ حوصلے وہ ہمت وہ ولولے وہ طاقت
ہمراہ لیگیا ہی عہد شباب کیا کیا

ڈو رہی تمام عالم ڈوبے نہ مثل یونان
طوفان اُٹھا رہی ہی چشم پرآب کیا کیا

خاطر کا اُنکے عقدہ ہم سے کھلا نہ ہرگز
ہر چند ہمنے کھولے بند نقاب کیسا کیا

جب شام سے بندھا ہی اُس زلف کا تصور
تا صبحدم پریشان دیکھے ہین خواب کیا کیا

جب گیسوون مین اُنکے کرتا ہی عنبر شانہ
کھاتے ہین اپنے دلمین ہم پیچ و تاب کیا کیا

اُس چشم مست کا ہی یہ دور دورا تبو
پرہیزگار بھی ہین مست و خراب کیا کیا

ہر قدم جہان مین پاسے ثبات کسکو
بنکر بگڑ گئے ہین دم مین حباب کیا کیا

ہشیار تو بڑے ہین دیکھو مگر لڑکپن
بوسون کے دینے مین لے دیکھو حساب کیا کیا

آغوش مین کبھی کھینچا بوسے کبھی ہم نے پائے
لوٹے مزے پلاکر اُنکو شراب کیسا کیا

ہی اعتبار دولت کیا اس جہان مین صفدر
مٹی مین ملگئے ہین عالی جناب کیا کیا

دکھلاؤ زلف مجکو سودا ہوا تو پھر کیا
وابستۂ محبت رسوا ہوا تو پھر کیا

مین جانتا ہون تم کو تم جانتے ہو مجکو
گلیون مین محفلو مین چرچا ہوا تو پھر کیا

جور و جفا کہانتک مہر و وفا ہی لازم
مین اور ہی کسی کا شیدا ہوا تو پھر کیا

نازو ادا سے چلیے لیکن ذرا سنبھلکر
ہنگامۂ قیامت برپا ہوا تو پھر کیا

اے دل تڑپنے اتنا لازم ہے ضبط نالہ
عالم مین راز الفت افشا ہوا تو پھر کیا

ایام نوجوانی مہمان ہے چند روزہ
اِس حسن عارضی کا شہرا ہوا تو پھر کیا

مین نے کبھی جنون مین پھاڑا نہین گریبان
وحشت مین فاش اپنا پردا ہوا تو پھر کیا

بیجا ہے فکر شہرت یہ حسن ہے دو روزہ
بالفرض چار دن کو ایسا ہوا تو پھر کیا

ہر جا اگر شبیہین کھنچکر گئین تو حاصل
چارون طرف تمھارا شہرا ہوا تو پھر کیا

یہ عارضی صفا ہے نکلیگا خط مقدر
مسلم کے گھر مین کافر پیدا ہوا تو پھر کیا

آیا ہے دم لبون پر آنا جو ہو تو آؤ
سوئے عدم ہمارا جانا ہوا تو پھر کیا

کیا آئے وہ جو آئے مرقد پہ فاتحے کو
بعد فنا تقدیر سے پیدا صفا ہوا تو پھر کیا

کانون تک اُنکے پہونچے ایسا کہان مقدر
گردون سے پار اپنا نالا ہوا تو پھر کیا

یہ بیوفا ہے صفدر کیا اعتبار دل کا
میرا ہوا تو پھر کیا اُنکا ہوا تو پھر کیا

قہر ہے آفت ہے یہ آنکھین لڑانیکی ادا
خوب آتی ہے تمھین فتنے جگانیکی ادا

جب کسی غنچے کو گلشن مین کھلاتی ہے نسیم
یاد آتی ہے تمھارے مسکرانیکی ادا

لاتی ہے کس کسطرح شبخون دل عشاق پر
پان کھانے کی ادا سی لگانیکی ادا

چلتے ہو مرقد پہ تم دامن اُٹھاکر ناز سے
کس سے سیکھی خاک مین ہمکو ملانیکی ادا

ٹکڑے ہوتے ہین گریبان دیکھکر تیرا حجاب
فاش کر دیتی ہے پردہ منھ چھپانیکی ادا

بزم مین لاکھون ہوے بسمل ہزارون نیمجان
گرمیان کرتے ہو غیرون سے ہمارے سامنے
خون ہو جائینگے لاکھون دیکھنے والون کے دل
دیکھیے کس کسکی گردن پر گرے خنجر روان
بیوفائی کج ادائی ہر گھڑی تازہ ستم

پھر تھی شبکو تری محفل مین آنیکی ادا
یہ نئی سیکھی ہو تمنے دل جلانیکی ادا
رنگ لائیگی نیا مہندی لگانیکی ادا
قاتل عالم تری تیوری چڑھانیکی ادا
تم بھی کیا سیکھے ہو اس ظالم زمانیکی ادا

یاد ہی صفدر شب وصلت وہ اپنا چھیڑنا
اور وہ انکی شرم سے آنکھین جھکانیکی ادا

صفدر آنکا خیال تھا کیا تھا
غم جو دل کو کمال تھا کیا تھا
دفعتاً مٹ گیا جو عہد شباب
دل شگفتہ مرا کبھی نہ ہوا
چار ہی دن مین ہو گیا جو فراق
پوچھتے ہین وہ قسمین دیدیکر
رات جوبن کو کیون چھپاتے تھے
انکے آتے ہی ہم جہان سے گئے
ظلم لاکھون سہے زمانے کے
عرش فرسا ہوا جو نالۂ دل

کل جو چہرہ بحال تھا کیا تھا
ختم روز وصال تھا کیا تھا
وہم تھا یا خیال تھا کیا تھا
سبزۂ پائمال تھا کیا تھا
جان و تن مین ملال تھا کیا تھا
شب ترا غیر حال تھا کیا تھا
کیا یہ چوری کا مال تھا کیا تھا
وصل تھا یا وصال تھا کیا تھا
یہ دل پر ملال تھا کیا تھا
شاعرون کا خیال تھا کیا تھا

مانگتے تھے جو دل کو وہ سستا — کسی مردے کا مال تھا کیا تھا

دہن یار کی ملی نہ مثال — یہ عدیم المثال تھا کیا تھا

تیرے وحشی کو خلق مان گئی — کوئی صاحب کمال تھا کیا تھا

کس سے بگڑی تھی سچ کہو صفدر — کل جو بسمل کا حال تھا کیا تھا

مسجد نہ میکدہ نہ صنمخانہ دیکھنا — اے دل کسی کی نرگس مستانہ دیکھنا

مد نظر ہی جلوۂ جانانہ دیکھنا — منظور کب ہی ہمکو پریخانہ دیکھنا

دلچسپ ہی بہت مری الفت کی داستان — آئینگے وہ بھی سننے کو افسانہ دیکھنا

یون دیکھ بار بار نہ اس چشم مست کو — ساقی گرے نہ ہاتھ سے پیمانہ دیکھنا

کوے پریرخان مین تو جاتا ہی شاد شاد — برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکھنا

مستونکو ساقی آج چھکا دے شراب سے — کیا آئی ہی گھٹا سوے میخانہ دیکھنا

ساقی غرض کسیکی تجھے بیخودی سے کیا — ہم تجکو دیکھین تو سوے پیمانہ دیکھنا

افسون پڑھا ہی قلقل مینا نے کچھ ضرور — واعظ بھی میکدے مین ہی مستانہ دیکھنا

پھرتا ہی گرد شمع رخون کے دل حزین — جل جائیگا یہ صورت پروانہ دیکھنا

آنکھین ہین میری لائق دیدار حسن یار — کیا جانے آئنہ رخ جانانہ دیکھنا

دیکھا تھا اک نظر تو قیامت گذر گئی — اب دیکھین کیا دکھائے تمہارا نہ دیکھنا

جھکی ہزار بار مرے سر پہ تیغ ظلم — جھپکی نہ آنکھ ہمت مردانہ دیکھنا

عالم مین اِن تبون کا جو صفدر یہی ہی دور
کعبے کو ایک روز صنمخانہ دیکھنا

کبھی شب کو نہ آیا وہ رشک قمر کبھی جلوۂ نور سحر نہوا
کسی اشک نے دل کی نہ کھولی گرہ کسی آہ مین رنگ اثر نہوا

دم سرد سے پیری مین فائدہ کیا کہ فسردہ تو داغ جگر نہ ہوا
چلی تیز ہزار نسیم سحر کبھی گل یہ چراغ سحر نہ ہوا

رہون پانون سے اپنے مین کیون نہ خفا کہ کسیکی گلی مین ہو انہ رواں
مجھے ہاتھ سے اپنے ہو کیون نہ گلا کہ کسی کا یہ طوق کمر نہ ہوا

نہ گیا کبھی ہجر کا غم نہ گیا کبھی وصل کا ہم کو مزہ نہ ملا
یہی لیل و نہار ہمیشہ رہی یہ زمانہ اِدھر سے اُدھر نہ ہوا

یہ جنون مین ترقی و لولہ ہی کہ زمین پہ چال سے زلزلہ ہی
قدم اپنا پڑا کہو کون سی جا کہ وہ مرحلہ زیر و زبر نہوا

کہو کام بھرآئینگے کون سے دن مرے سینے مین رہ کے یہ قلب و جگر
جو یہ بسمل تیغ مژہ نہ ہوا وہ نشانۂ تیر نظر نہ ہوا

ہمین مشغلہ رونے کا کیون نہ رہے جو نہان ہو نظر سے وہ رشک قمر
بہے اشک مدام سحاب صفت کبھی خشک یہ دیدۂ تر نہوا

ہمین روز خوشی جو نصیب ہوئی تو عزیز و رفیق بھی ساتھ رہے

رہ ملک عدم کیطرف جو چلے کوئی اپنا شریک سفر نہوا
یہ فقط مرے داغ کو رتبہ ملا یہ فقط مرے اشک کو اوج ہوا
کوئی ذرہ چمک کے نہ مہر بنا کوئی قطرہ ٹپک کے گہر نہ ہوا
کہین مشک کو مین نے تلاش کیا کہین سعی نمک مین خراب پھرا
جو مزہ ہے مجھے وہ کسے ہے مزا کوئی مجھ سا بھی خستہ جگر نہوا
کبھی ہمکو نہ لطف وصال ملا کبھی ہجر کا رنج و الم نہ گیا
کبھی گریۂ شب نے مزہ نہ دیا کبھی نالۂ دلمین اثر نہوا
جو ریاض جنان سے گرینگے قضا ہمین بادیہ آئیگی خاک فنا
جو نہال امید اُگے بھی تو کیا کہ نصیب کسی سے ثمر نہ ہوا
رہ وادی غم مین نہ چین ملا مجھے صفدر الم ہی ہمیشہ رہا
کہین زیر شجر جو ٹھہر بھی گیا کبھی سایہ فگن وہ شجر نہوا

جلوہ جو اپنے حسن کا اُسنے دکھا دیا
دم مین فروغ شمس و قمر کا مٹا دیا
ہمنے جو اپنے غم کا فسانہ سنا دیا
کچھ اور تو نہ منہ سے کہا مسکرا دیا
اُس مہر نے جو پردہ چمن مین اُٹھا دیا
جوبن گلون کا صورت شبنم اُڑا دیا
سرکا کے زلف اُسنے جو چہرہ دکھا دیا
مہتاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا دیا
جلدی تھی کیا نہ صور سرافیل تجھکو
سویا تھا مین ابھی مجھے ناحق جگا دیا
جب جستجو مجھے دل گم گشتہ کی ہوئی
ملک عدم کا اُسکی کمر نے بتا دیا

ساقی بہار بادہ کشی کیا فراق مین
اُٹھکر گھٹا نے دلکو ہمارے بٹھا دیا

تعظیم اغنیا سے ہی کیا فقر مین غرض
کھینچا جو ہاتھ پانون کو ہمنے بڑھا دیا

غیرون کو می پلا کے رُلایا مجھے نہو
دیکر کباب اور کلیجا جلا دیا

میرے دل دو نیم کا تم بھی کرو علاج
دو ٹکڑے کر کے چاند نبی نے ملا دیا

خط آتے ہی رہا نہ رخ یار کا وہ حسن
ابر سیہ نے چاند کو کیسا چھپا دیا

ای آتش فراق کیا تو نے کیا غضب
جنت تھا میرا گھر اُسے دوزخ بنا دیا

کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے
کام آئیگا ترے یہ کسی دن لیا دیا

یارون نے بعد مرنیکے اچھا کیا سلوک
چھاتی پہ رکھکے سنگ زمین مین دبا دیا

بلبل کو نالہ کر کے جو مین نے کیا ذلیل
گل ہنس پڑے تو غنچون نے بھی مسکرا دیا

تیغ جفائے یار بھی صفدر عجیب ہی
مانند زخم مجھ کو ہنسا کر رُلا دیا

جو دل مین ذرا آپکے گھر نہو گا
گذارہ مرا بندہ پرور نہو گا

کوئی گل ترے رخ سے ہمسر نہو گا
کوئی سرو قد کے برابر نہو گا

نزاکت یہی ہی تو اُس فتنہ گر سے
روان میری گردن پہ خنجر نہو گا

سمجھ لینگے ہم بھی کرو ظلم ہمپر
بپا کیا کسی روز محشر نہو گا

نہ لکھینگے جبتک مجھے آپ نامہ
کبھی ختم شکوونکا دفتر نہو گا

کٹی فرقت یار مین عمر ساری
کسی کا بھی ایسا مقدر نہو گا

کھو گئے تو کیا ضبط فریاد مشکل
کسی بات سے بندہ باہر نہوگا

نہونگا مین قسمت سے جب ہوگا خنجر
ملونگا انھین مین تو خنجر نہوگا

نہ چھیڑوگے جبتک نمک زخم دل پر
مزہ زندگی کا میسر نہ ہوگا

لکھونگا جو احوال دل مین تو نامہ
رسالہ تو ہوگا جو دفتر نہوگا

وہ میکش ہون مینا ساغر نہین ہے
اگر ہوگا مینا تو ساغر نہوگا

کہان کوہکن اور کہان وصل شیرین
کرے محنتین خاک پتھر نہوگا

اٹھاؤن سر سجدہ اس آستان سے
یہ مجھ سے کبھی بندہ پرور نہوگا

اگر کوے قاتل مین جانا چھوٹا
بدن پر مرے ایکدن سر نہوگا

لیا خواب مین جسنے چوری سے بوسہ
کوئی اور ہوگا وہ صفدر نہوگا

جو گل تھا باغ مین ترا آئینہ دار تھا
پرتو ترے لباس کا رنگ بہار تھا

قابل ستم کے چرخ نہ مین خاکسار تھا
پیسا عبث مین آپ ہی مشت غبار تھا

کیا بد معاملہ ہو کہ تم پھیرتے نہین
ہمنے جو دل دیا تھا بڑا اعتبار تھا

ہر صبح راہ کوچۂ جانان تھی اور ہم
زندہ تھے جب تلک یہی اپنا شعار تھا

ہمکو بلا کے کیون نہ ملاقات تمنے کی
آنے نہ آنے مین تو تمھین اختیار تھا

دونون طرف سے شوق ملاقات تھا جو کل
عاشق کو تھا قرار نہ انکو قرار تھا

بے پردگی کے خوف سے وہ شب کو پھر گئے
روشن غضب ہوا کہ چراغ مزار تھا

دوڑی جو ایسی پیچھے بگولے کے روح قیس
شاید کہ اسمین جلوۂ محمل سوار تھا

اب کیا کرون سوال کہ پایا جواب صاف
جبتک نہ پاس تھی مجھے امیدوار تھا

مایوس ہو کے موت کے اب ہم ہین منتظر
ابتک تو یار ہم کو ترا انتظار تھا

اللہ ری ضد کہ غیر نے وہ بھی مٹا دیا
اُس کوچے مین مرا جو نشان مزار تھا

اچھا ہوا کہ جلد مین تربت مین گر گیا
یارون کے دوش پر مرا تابوت بار تھا

کشتے کا تیرے اوج کل آیا ہمین نظر
بیدل تھا یا وہ چار کے کاندھے سوار تھا

مٹنے سے داغ کے یہ ہوا غم کہ ہم مٹے
دل جا چکا تھا سینے مین یہ یادگار تھا

اب دوست بھی عدو نظر آتے ہین دہر مین
صفدر گئے وہ روز کہ دشمن بھی یار تھا

یار تھا مقتل تھا شمشیر ادا تھی مین نہ تھا
قتل پر میرے کمر باندھے قضا تھی مین نہ تھا

مطرب و ساقی تھے خالی سیر کی جا تھی مین نہ تھا
رات اُس محفل مین سب خلق خدا تھی مین نہ تھا

اُس نے جب پوچھا کہ تو نے قتل عاشق کو کیا
غمزہ بولا وہ نزاکت تھی ادا تھی مین نہ تھا

کیا ہوا مجھ سے جدا ہو کر جو دلبر تک گیا
دل مرا ساتھی نہ تھا کچھ دل کا ساتھی مین نہ تھا

کہتے ہین وہ رخ کے بوسے جو ہمین کس نے لیے
مین یہ کہتا ہون تری زلف رسا تھی مین نہ تھا

جلوہ گاہ خاص تک اے گل گذر میرا کہان
زلف تیری جسنے برہم کی صبا تھی مین نہ تھا

یار نے منہدی لگائی مجمع عشاق مین
ساری محفل خواستگار خونبہا تھی مین نہ تھا

بخشتا ہون تجھ سے کیون ہم ہر نوائے رشک گل
کی گلون سے جسنے سرگوشی صبا تھی مین نہ تھا

ڈھونڈھتی تھی رات مجکو بزم مین اُسکی نگاہ
کیا کرون تقدیر میری نارسا تھی مین نہ تھا

کہتے ہین وہ مجھ سے محرومی کا بیجا ہی گلہ
مانع دیدار تو میری حیا تھی مین نہ تھا

وہ کہینگے حشر مین قاتل کو پوچھونگا اگر
وہ قضا تیری تھی یا میری ادا تھی مین نہ تھا

عرض کرتا سنگدل اتنا نہ اُس بت کو بنا
عالم ایجاد کی جب ابتدا تھی مین نہ تھا

رات اُس محفل مین کیا موقع تھا صفدر کیا کہون
سرمہ تھا مسّی تھی غازہ تھا حنا تھی مین نہ تھا

انداز نرالا ہی تری جلوہ گری کا
ہی چاند سا چہرہ تو چلن کبک دری کا

لائیگی نہ بو جامۂ محبوب کی جب تک
دامن مین نہ چھوڑونگا نسیم سحری کا

صد شکر کہ صیاد نے تکیہ تو بنایا
کچھ رنج نہین ہی مجھے بے بال و پری کا

ہر جنبش مژگان سے ہی مقتول زمانہ
کیا تیز ہی خنجر تری بیدادگری کا

اُٹھا ہی یہ کسکے رخ پرنور سے پردہ
خورشید مین عالم ہی چراغ سحری کا

اِس عہد مین خاک اہل ہنر چھان رہے ہین
چمکا ہوا اختر ہی فقط بے ہنری کا

گل پاس ہی کیا صدمہ ہی دل پر ترے بلبل
ہی رنگ ترانون مین ترے نوحہ گری کا

یاد آئی مجھے اپنے دم بازپسین کی
دم ٹوٹتے دیکھا جو چراغ سحری کا

عشاق کی محفل سے وہ اُٹھے تو یہ کہکر
انسان کی صحبت مین نہین کام پری کا

تربت پہ غریبون کے چراغان نہین ای گل
بھولا ہی چمن یہ تری بیدادگری کا

کون اُٹھ گیا ہی بزم سے یارب کہ سر شام
ہر شمع پہ عالم ہی چراغ سحری کا

مری اگر انجام پہ کچھ تجکو نظر ہی — زاہد سفر آسان ہی خشکی سے تری کا

اندر کا اکھاڑا ہی چمن موسم گل مین — ہر پھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہی پری کا

ہی یاد مجھے وہ شب وصلت کا گذرنا — پروانون سے ملنا وہ چراغ سحری کا

پھر چاک ہوئی گل کی قبا باغ مین صفدر
پھر شوق ہوا دل کو مرے جامہ دری کا

کس سے کس سے مین جا بجا نہ ملا — پر کہین دل کا مدعا نہ ملا

جسکو احمد سا رہنما نہ ملا — ڈھونڈھتا ہی رہا خدا نہ ملا

ربط اُس شوخ سے ہوا نہوا — کیا اجارہ ہی دل ملا نہ ملا

ایسے اہل جہان عدم کو گئے — کہ کسی کا کہین پتا نہ ملا

کھولتا جو گرہ مرے دل کی — کوئی ایسا گرہ کشا نہ ملا

ایک حسن و جمال مین تم ہو — تم سا عالم مین دوسرا نہ ملا

دلربا سیکڑون ملے لیکن — کوئی معشوق باوفا نہ ملا

تم نہ جسکو ملے خراب ہوا — کعبے مین بھی گیا خدا نہ ملا

دین و دنیا کی مل گئی دولت — تم جو مجکو ملے تو کیا نہ ملا

فقر مین عرش پر دماغ رہا — بادشاہون سے مین گدا نہ ملا

راہ ہستی مین سب ملے تھے بیگانے — آجتک کوئی آشنا نہ ملا

دل جو سینے سے گم ہوا صفدر

لاکھ ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا

کیا کہون حال ہی جو کچھ دل کا
رقص دیکھا ہی تمنے بسمل کا

ہی عدم کتنی دور ہستی سے
فاصلہ کل ہی ایک منزل کا

شور محشر ہی جسکا نام جنون
شور ہی وہ مری سلاسل کا

اتفاقاً وہ آگئے ہین ادھر
خوب نکلیگا حوصلہ دل کا

ای صبا قیس دیکھے لیلے کو
کہین پردہ اُلٹ دے محمل کا

ہجر جانان مین مہر و ماہ نہین
داغ ہی وہ جگر کا یہ دل کا

بنکے بیٹھے ہین غیر پیر مغان
رنگ بگڑا ہی اُنکی محفل کا

کون آیا کہ باغ مین ہی خوشی
نغمہ تیون مین ہی جلاجل کا

وہ اُٹھایا ہی ہجر کا صدمہ
اب کی بچنا محال ہی دل کا

دام صیاد لے کے آیا ہی
اب نگہبان خدا عنادل کا

مرتے دم وہ مجھے کوئی بوسہ
ہی سوال آخری یہ سائل کا

ہوئین بسمل کی مشکلین آسان
دم غنیمت ہی تیغ قاتل کا

تیغ کہتے ہین جسکو ای صفدر
فی الحقیقت ہی وقت مشکل کا

صانع نے اُسکو آپ ستمگر بنا دیا
ابرو کو قتل کے لیے خنجر بنا دیا

مانی نے کھینچین دونون شبیہین الگ الگ
اُسکے قدم پہ کیون نہ مرا سر بنا دیا

آنکھون نے سیری وقت نظارہ بہلکے اشک
تار نگہ کو رشتہ گوہر بنا دیا

فرقت سے دلمین خون ہزار آرزو ہوا
تمنے تو قتلگاہ مرا گھر بنا دیا

جھگڑا اسی نے مجکو سلاسل مین اے جنون
جسنے کہ اُسکو پھولون کا زیور بنا دیا

صدمے دیئے یہ فرقت محبوب مین مجھے
مینا سے دل کو چرخ نے پتھر بنا دیا

سرگشتگی مین عمر ہماری گذر گئی
دور فلک نے پانون مین چکر بنا دیا

لکھا تھا ایک بند ہزارون کیے رقم
نامے کو فرط شوق نے دفتر بنا دیا

پردہ اُٹھاتے ہی رخ روشن سے یار نے
ذرون کو آفتاب منور بنا دیا

بخشا جو اُسکو حسن تو مجکو خدا نے عشق
قمری مجھے تو اُسکو صنوبر بنا دیا

پہلے تو ایسے عشوہ و ناز و ادا نہ تھے
معشوق ہمنے یار کو صفدر بنا دیا

سفر مین اگر کبھی ان آنکھون نے روے اہل وطن نہ دیکھا
قفس مین ایسے ہوے مقید کہ خواب مین بھی چمن نہ دیکھا

سواے رخسار و خال و گیسو کسی کا ہم نے دہن نہ دیکھا
حلب بھی دیکھا حبش بھی دیکھا ختن بھی دیکھا یمن نہ دیکھا

پھرے زمانے مین یون تو ہم رہی حسینون کی ہمکو صحبت
کسی کی ایسی ادا نہ پائی کسی مین یہ بانکپن نہ دیکھا

نگاہ ترچھی کلاہ ترچھی روش ہر ترچھی ادا ہی ترچھی

جو بانکپن ہمنے تم مین دیکھا کسی مین یہ بانکپن نہ دیکھا
دہن ہی غنچہ تو آنکھ نرگس جو زلف سنبل تو سرو قامت
تمھین تو دیکھا بلا سے ہمنے جو فصل گل مین چمن نہ دیکھا
کہین تمھین خوبیون کا مجمع تمھارے عشاق کیا سمجھکر
وفا و الفت کا ذکر کیا ہی کمر نہ دیکھی دہن نہ دیکھا
چلا جو دل سوے زلف جانان پھنسا بلا مین گرا کنوین مین
بنا دیا شوق نے یہ اندھا کہ اسنے چاہِ ذقن نہ دیکھا
جو دیکھین وہ خال زیر ابرو ٹبر سٹے نہ کیونکر تعجب اپنا
گئے ہین کعبے مین ہم تو اکثر وہان کوئی برہمن نہ دیکھا
عذاب سے میری لاغری نے مری لحد مین مجھے بچایا
فرشتے آئے جو بہر پرسش تو کچھ سوا ے کفن نہ دیکھا
ہزار جادو زبان ہی سحبان ہزار معجز بیان ہین لقمان
مگر کسی روز اسکے آگے کسی کو گرم سخن نہ دیکھا
دکھائی قسمت نے وصل کی شب اُٹھا اُدھر لیسے اتو گیسو
عجب کی جا ہی کہ شب کو ہم کیا کسی نے صبح گہن نہ دیکھا
کمال یارون سے تنگدل تھے عبث گرفتار آب و گل تھے
چلے سفر کو کبھی جو صفدر تو پھر کے سوے وطن نہ دیکھا

کیا ہم سے پھر گئی نگہ یار دیکھنا
تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھنا

چہرے پہ اُسکے گیسوے خمدار دیکھنا
کیا باغ پر ہے ابر دھواندھار دیکھنا

گہ میری سمت گاہ سوے غیر ہی نگاہ
کستی ہے دونون باگون یہ تلوار دیکھنا

صیاد دام لیکے تو آئے سوے چمن
ہم سب سے پہلے ہونگے گرفتار دیکھنا

آنکھیں تری کہین نہ نکلواے باغبان
گل کو سمجھ کے بلبل گلزار دیکھنا

ہم نالہ کرتے پہونچے تو بولے وہ غیر سے
کیسا یہ شور ہے پس دیوار دیکھنا

گھر چھوٹنا وہ عالم غربت مین یاد ہے
حسرت سے جانب در و دیوار دیکھنا

دیکھا جو مین نے پیار سے جھنجھلا کے یہ کہا
پھر یون مری طرف نہ خبردار دیکھنا

یوسف تو ہو مگر ہو ابھی خُرد سال تم
بارہ برس کے ہوگے تو بازار دیکھنا

دیکھا جو برق طور کو موسی نے غش کیا
آسان نہین ہے جلوۂ دلدار دیکھنا

گستاخ ہوکے مین نے جو بوسہ طلب کیا
ہنسکر کہا کہ آپ کی گفتار دیکھنا

مدت ہوئی کہ دام و قفس مین ہوے اسیر
یارب نصیب ہو ہمین گلزار دیکھنا

صفدر سخن مین بھی ہے اثر سوز عشق کا
کس درجہ گرم ہین مرے اشعار دیکھنا

اب رہا کون آشنا میرا
دل ہی مجھ سے جدا ہوا میرا

ہر نگہ مین ہین سیکڑون ارمان
کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا

متردد ہے دل کہون نہ کہون
پوچھتے ہین وہ مدعا میرا

چار ہی دن مین ہوئے تم سے جدا
دیکھو کیا حال ہو گیا میرا

اُس گلی مین گیا تو یہ چاہا
کوئی دیکھے نہ نقش پا میرا

دست رنگین سے اُسنے قتل کیا
مل گیا مجکو خونبہا میرا

صبح پیدا ہوئی جو وصل کی شب
رنگ چہرے سے اُڑ گیا میرا

اب مین ملکِ عدم کو جاتا ہون
بخشدو تم کہا سنا میرا

پوچھتے کیا ہو بیدلی کا سبب
لیگیا دل وہ دلربا میرا

گر خدا نے دکھائی وصل کی شب
خوب نکلیگا حوصلا میرا

لیے جاتے ہو تم کہان دل کو
ہے یہ مدت کا آشنا میرا

اُس ستمگر سے دل لگایا ہے
کوئی دیکھے تو حوصلا میرا

چھوڑکر دل مرا نہ جا اے غم
ساتھ دیتے ہی ترا میرا

پاس تمکو اگر نہین تو نہ ہو
ہے تو کیا نہین خدا میرا

جب بہار آئی باغ مین صفدر
داغ دل ہو گیا ہرا میرا

روے تابان جسنے دیکھا مہر حیرانی ہوا
مبتلاے زلف پابند پریشانی ہوا

کیا تواضع سے مسخر عالم فانی ہوا
قد پُرخم خاتم دست سلیمانی ہوا

استعد سجدے کیے سنگ در محبوب پر
یک قلم معدوم خط لوح پیشانی ہوا

خضر و یوسف دونون عاشق ہین ترے اتنا ہے فرق
کوئی زندانی ہوا کوئی بیابانی ہوا

ہون وہ بیکس آئینے سے صاف روشن ہی مجھے
شکل میری دیکھکر پتھر کا دل پانی ہوا

عالم وحشت مین کیا پروا رفوگر کی رہے
کب پھٹا کب چاک اپنا رخت عریانی ہوا

کسکا غم آیا کہ مری ہر خون لخت دل کباب
خانۂ تن مین مرے سامان مہمانی ہوا

دل نے باندھا دھیان جب اُس گیسو و رخسار کا
ایک شب مین ختم قرآن کیا آسانی ہوا

دو قدم چلکر کیا تمنے زمین کو آسمان
ذرہ ذرہ صورت خورشید نورانی ہوا

اُس حسین کے آئے جب دم باغ ہستی مین قدم
شور اُٹھا ہر سو کہ پیدا یوسف ثانی ہوا

گھٹتے گھٹتے تن کو کیا معراج معدومی ملی
رفتہ رفتہ سایۂ محبوب یزدانی ہوا

قامت آدم سے بالا قد احمد کیون نہو
مصرع اول سے بہتر مصرع ثانی ہوا

مین مسلمان جبتلک تھا ضد سے وہ ہندو رہا
مین جو ہندو ہوگیا وہ شوخ نصرانی ہوا

زینت وحشت عجب کانٹون کے چھیدنے سے بڑھی
پاؤن اپنا شانۂ زلف پریشانی ہوا

کھنیچ گیا نقشہ مضامین سراپا کا ترے
خانۂ صفدر بھی گویا خانۂ مانی ہوا

جبتلک اپنے دلکو شغل آہ آتشناک تھا
اک نیا ہر روز ہنگامہ تہ افلاک تھا

وصل ہوتے ہی یہان ہستی کا قصہ پاک تھا
رابطہ حسن وعشق رابطہ شعلہ و خاشاک تھا

اُسکے جاتے ہی گلستان ہوگیا ماتم سرا
نخل ماتم ہر شجر ہر گل گریبان چاک تھا

سرخرو وہ بسملو مین تیرے تھا ای شہسوار
کٹگئے سر جھکا بدن سے بستۂ فتراک تھا

غم کبھی میرے دل پرسوز مین ٹھہرا نہ اعلش
پڑ گیا ہو آگ مین ہم ہجر مین جلکر خاک تھا

یا الٰہی عمر بھر پھرتا رہا کیون سر مرا
گرد باد دشت تھا یا کاسہ گر کا چاک تھا

کیون کمی قاتل نے کی تلوار روکی کس لیے
گردن سر کا تو اک ضربت مین قصہ پاک تھا

ایکدم مین عرصۂ ہستی کو یہ طے کر گیا
توسن عمر روان چالاک سا چالاک تھا

جب روان ہوتا پہونچ جاتا فقط ہمت کھی شرط
دور کتنا آستان صاحب لولاک تھا

تھا بڑا مجرم مگر شرم گنہ کام آگئی
آنکھ سے آنسو کا گرنا تھا کہ دامن پاک تھا

پیش عاقل بود و نابود جہان ہو کیون نہ ایک
خاک سے پیدا ہوا جو عاقبت وہ خاک تھا

لوث کا کیا کام صفدر ہر طرف تر دامنی
بڑھکے حسن پاک سے بھی اپنا عشق پاک تھا

ہر پری پیکر کا مین عالم مین دیوانہ ہوا
شمع رو دیکھا جہان مین اسکا پروانہ ہوا

دل جو عشق نرگس میگون مین دیوانہ ہوا
رفتہ رفتہ عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

ہو گیا کیا انقلاب دل بتون کے عشق مین
پیشتر اس سے جو کعبہ تھا وہ بتخانہ ہوا

وصل کی شب ملکے آنکھین ہمنے کیا لوٹے مزے
پنجۂ مژگان کسی کی زلف کا شانہ ہوا

وہ مرے گھر سے گئے کیا دل بھی پہلو سے گیا
ہجر ہوتے ہی جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا

ذکر مین ذکر آگیا ان صاف دانتون کا اگر
دانۂ گوہر ہر اک تسبیح کا دانہ ہوا

آج مہمان ہر الٰہی کون رشک آفتاب
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ ہوا

کر گیا ملک عدم کو کوچ عامل حسن کا
خط رخ دیار معزولی کا پروانہ ہوا

ہے یہ رنگ بے ثباتی بزم خالی ہو گئی
جبتلک ساقی لبالب مے سے پیمانہ ہوا

دیدار دخت رز کا نہین آجتک نصیب
حاصل ہی مجکو خدمت پیر مغان سے کیا

ہر رہ ہر قدم پہ ہین دل عشاق پائمال
سیکھی ہی تمنے ظلم کی چال آسمان سے کیا

باتین لڑائی کی ہین لب لعل یار پر
وصلت کی شب بان ملیگی زبان سے کیا

راہ جہان مین مدنظر ہی روا روی
اترونگا پشت توسن عمر روان سے کیا

ہون سر فروش قتل کی صفدر ہی آرزو
سر کھینگے پانون معرکہ امتحان سے کیا

بیان کرتے ہو تم جو صفدر کہ شب آسمے بے نقاب دیکھا
کہو تو پائی ہی جاگتے مین یہ تمنے دولت کہ خواب دیکھا

جہان فانی خراب پایا یہ بحر ہستی سراب دیکھا
تمام عالم کا کارخانہ برنگ چشم حباب دیکھا

سرائے فانی کے میکدے مین ہر اک بشر کو خراب دیکھا
کسی کو مست جمال پایا کسی کو مست شراب دیکھا

کہون شب غم کی کیا مصیبت سوائے ایذا ہوئی نہ راحت
نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا

اگرچہ کعبہ بھی خوب گھر ہی صنمکدہ بھی ہی اچھی محفل
مگر نہ دونون کو ہمنے اپنے مکان دل کا جواب دیکھا

کہین تو میخوار ہنس رہے تھے کہین تھے پرہیزگار گریان

عجیب ہنگامہ اُٹھ کے تربت سے ہمنے روز حساب دیکھا
خیال آیا کہ عشق قامت مین پھک رہا ہی جگر ہمارا
جلا بھنا سیخ پر کسی دن جو ہم نے کوئی کباب دیکھا
وہ گردش چشم مست ساقی لگی نظر مین ہماری پھرنے
شرابخانے مین جا کے ہم نے جو دور جام شراب دیکھا
ہوا جو آئینہ بھی مقابل تو عکس سے تم نے منھ چھپایا
تمھاری آنکھون نے بھی نہ تم کو کسی طرح بیحجاب دیکھا
ترقی داغ غم نہ پوچھو فراق جانان مین ہمنشینو
جو شام کو ماہ اُسکو پایا تو صبح کو آفتاب دیکھا
کلیم سے کوئی جا کے کہدے کہ تم نے کہنا مرا نہ مانا
رہا ذرا بھی نہ ہوش باقی نہ تاب آئی جناب دیکھا
جسے سمجھتے ہین سب محبت وہ ہی حقیقت مین عین ذلت
کسی کو شیدا کسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا
نہ چین صفدر تھا زندگی مین نہ بعد مرنیکے پائی راحت
یہان بھی ہمنے عذاب دیکھا وہان بھی ہمنے عذاب دیکھا

دل صد چاک اپنا جب کسی گیسو کا شانہ تھا	وہ دن کیا خوب تھے یارب وہ کیا اچھا زمانہ تھا
مرا سر جبتلک تھا اور اُسکا آستانہ تھا	موافق دور گردون میرے پلے پر زمانہ تھا

حال اُسکے حسن کا قصہ ہمارے عشق کا
رفتہ رفتہ لیلی و مجنون کا افسانہ ہوا

ہر مری وحشت بھی ای صفدر کوئی تازہ طلسم
چار دن بیٹھا جو میرے پاس دیوانہ ہوا

غمِ عاشقی کارگر ہو چکا
جو ہونا تھا ای بیخبر ہو چکا

کرو غصہ موقوف برہم نہ ہو
زمانہ اِدھر سے اُدھر ہو چکا

نشانہ ہو جلد ای دل بیخبر
روانہ وہ تیر نظر ہو چکا

کسی بات پر وہ نہ راضی ہوے
کٹی رات وقتِ سحر ہو چکا

نہ آیا کبھی رحم اُس شوخ کو
یہی آہ ہی تو اثر ہو چکا

کدورت یہی ہی اگر درمیان
دل یار مین اپنا گھر ہو چکا

صبا کا گذر اُس گلی مین نہین
گذارہ ترا نامہ بر ہو چکا

کسی کے وہ اب دلکو دیکھینگے کیون
کہ آئینہ مدنظر ہو چکا

پھرین کیا سو دیر کعبے سے ہم
رخ اپنا ادھر سے اُدھر ہو چکا

بہت سجدے اُس در پہ صفدر کیے
چلو بس اُٹھو دردِ سر ہو چکا

گریۂ مینائے مے یا خندۂ پیمانہ تھا
غور سے دیکھا تو اُسکا جلوۂ مستانہ تھا

قتلگاہِ شوق مین معشوق تھا قاتل کہان
تیغ رکھدینا گلے پر نازِ معشوقانہ تھا

پائے قاتل پر جو مین نے کاٹ کر سر رکھدیا
یہ بھی اک ادنیٰ سا جوشِ ہمتِ مردانہ تھا

حال واعظ ہمسے پوچھین اہل مسجد سے کہو — آج ہی منبر نشین کل ساکن میخانہ تھا

میرے مرنیکی خبر پائی تو اُسنے یہ کہا — جی بہلتا تھا مرا وہ بھی عجب دیوانہ تھا

کیسطرح گلزار مین ہنسے کہ قسمت پھر گئی — خانۂ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ تھا

سُنکے وہ حال دل صفدر یہ کہکر سو گئے — فی الحقیقت خوب ہی دلچسپ یہ افسانہ تھا

کم ہو گی درد عشق کی شدت فغان سے کیا — صدمہ جو دلپہ ہے وہ کہون مین زبان سے کیا

راحت طلب ہے کون مجھے آسمان سے کیا — درکار مے نہین ہے تو مغ کی دکان سے کیا

آئے بہار جائے خزان تازہ ہون نہال — مین دام مین پھنسا ہون مجھے بوستان سے کیا

بوسے تو روئے گل کے لیے فرد شوق مین — حیران ہون اب کہ عذر کرون باغبان سے کیا

خلقت ہماری ذکی ہے خلقت جہان مین — فرصت تمام عمر ملیگی فغان سے کیا

ڈرتا ہون کیا پیام کہون نامہ بر سے مین — کیا جانے اُسکے سامنے نکلے زبان سے کیا

روئے قمر ہے جسکی کف پا سے منفعل — تشبیہ اُسکی مانگ کو دون کہکشان سے کیا

تن مین نہین جو روح تو کس کام کا ہے تن — طائر جو اُڑ گیا تو غرض آشیان سے کیا

دنیا نظر مین خاک ہے عقبیٰ کی فکر مین — طالب ہان کے ہین ہمین مطلب یہان سے کیا

بہتر نہین ہے دیر و حرم اس مقام سے — جاؤن کہین مین اُٹھکے ترے آستان سے کیا

بڑھتا نہین ہے ناقۂ لیلی جو نجد سے — مجنون کو اتحاد ہوا ساربان سے کیا

دل کھولکر ملونگا اکیلے تو وہ ملین — غائب دہن ہے انکا کہینگے زبان سے کیا

وہ عاشق گریان ہون کھینچا جو مرا نقشہ
مانی کو ہوئی رقت بہزاد بہت رویا

تھی طوق و سلاسل سے قد کی جو کجائی
زندان سے ہوا جب مین آزاد بہت رویا

ہر بیت مین مضمون تھا پر درد جو ای صفدر
دیکھی جو غزل میری استاد بہت رویا

پھر آج سامنا ہے کسی ماہ عید کا
تارا چمک گیا مرے بخت سعید کا

ارمان ہی رہ گیا رخ قاتل کی دید کا
اپنی ہمین سفر مین ہوا چاند عید کا

حد سے بڑھا ہے اس دل زخمی کا آبلہ
گنبد بنے گا کیا یہ مزار شہید کا

ہمشکل ہے وہ روے کتابی ہزار مین
ممکن نہین جواب کلام مجید کا

قاتل سے کہدو دیکھ لے بس اک نظر
دنیا سے آج کوچ ہے تیرے شہید کا

سنتے ہین سب کسی نے بھی دیکھا نہین کبھی
عنقا ہے نام اُس دہن ناپدید کا

ڈر ہے نہ آئے آمد جانان مین مجکو موت
انجام ہو بخیر شب روز عید کا

شب کو نبات نعش پہ جب پڑ گئی نظر
سمجھے یہ ہے جنازہ کسی کے شہید کا

انگشتری سے کچھ دہن یار کم نہین
خال سیہ ہے اُسمین نگینہ حدید کا

صفدر کہان مراد کا ملنا نصیب مین
ڈھونڈھین جو ہم مزار نہ پائین شہید کا

غنچون مین ہے چرچا تری نازک بدنی کا
پھولون مین ہے شہرہ تری گل پیرہنی کا

ٹکڑا ہے لب لعل عقیق یمنی کا
دانتون پہ گمان ہے مجھے ہیرے کی کنی کا

کافی ہی وہی ہم کو چراغ شب غربت
سینے مین جو ہی داغ غریب الوطنی کا

شاخ گل تر خامہ ہو کاغذ ورق گل
تو وصف لکھون مین تری نازک بدنی کا

انگڑائی اُدھر لی کسی مخمور نے بیشک
صدمہ جو اِدھر ہی مجھے اعضا شکنی کا

اک جلوہ مین موسیٰ ہوے غش طور پہ کیسے
طاقت ہی کہون مُنھ سے مین کلمہ ارنی کا

دیکھے تو دہان و لب لعلین کا کوئی رنگ
خاتم مین نگینہ ہی عقیق یمنی کا

مشہور ختن مین ہی ترا گیسوے مشکین
شہرہ ہی سمرقند مین شیرین دہنی کا

نظرون مین سماتی ہی کہان دولت دنیا
صفدر مین گدا ہون در شاہ مدنی کا

مین گھر سے چلکے بزم دلدار تک نہ پہونچا
بلبل قفس سے چھٹ کر گلزار تک نہ پہونچا

الفت تھی دونون جانب تقدیر نے کمی کی
پہونچا نہ یار مجھ تک مین یار تک نہ پہونچا

دل چاک چاک ہو کر برسون ہا پریشان
لیکن کسی کی زلف خمدار تک نہ پہونچا

چرچا جنون کا پھیلا آفاق مین تو حاصل
قصہ ہمارا گوش دلدار تک نہ پہونچا

قاصد جہان سے گذرا سختی سے منزلونکی
قسمت کا یہ بھی لکھا خط یار تک نہ پہونچا

پردے مین جب ہین وہ کس طرح کوئی دیکھے
کیا دھوم ہو کہ یوسف بازار تک نہ پہونچا

قصر فلک تو گرتا پر تھم گئے یہ آنسو
سیلاب خیر گذری دیوار تک نہ پہونچا

تھی فکر سر بھی اونچی منبر پہ جا سے واعظ
رندون کا ہاتھ اُسکی دستار تک نہ پہونچا

کچھ بخت کی رسائی کچھ اپنی نارسائی
واعظ تلک تو پہونچا خمار تک نہ پہونچا

اُٹھا تھا جب مین دنیا سے عبث گریان زمانہ تھا
کہ شور طبل ماتم میرے حق مین شادیانہ تھا

اُسی کی شکل دیکھی ہر طرف جب سیر گلشن کی
ہر اک پتا تھا آئینہ چمن آئینہ خانہ تھا

نکالے بھی نہ تھے بال و پر اپنے طائر دل نے
کہ تیر ظلم چرخ ناوک افگن کا نشانہ تھا

عبث چین بر جبین ہو تم ہمارا حال دل سنکر
نہ تھی آزردگی کی بات شکوہ دوستانہ تھا

صنمخانے کو پہلے کچھ نہ ہم اے شیخ سمجھے تھے
جو دیکھا کچھ عجب قدرت کا اُسکی کارخانہ تھا

نہ کیونکر شکر کرتے ہم کہ پہونچے اُسکے قدمون تک
مکرر سر جھکانا پاے جانان پر دوگانہ تھا

رہا حسن جوانی جب تلک موقوف کیا ہمپر
وہ لیلی وش تھا تو مجنون ترا سارا زمانہ تھا

لحد پر آکے جب احباب نے برپا کیا ماتم
گھرا ایسا دھوان نالون کا گویا شامیانہ تھا

برا ہو دور گردون کا کہان سے اب کہان پھینکا
ہمارا سر تھا برسون اور اُسکا آستانہ تھا

کبھی گلشن مین رہتے تھے قفس مین اب مقید ہین
خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا

مقدر دیکھنا ہمپر ہوئی نیند اور بھی غالب
سحر کو قافلہ جسوقت منزل سے روانہ تھا

پر پرو کسطرح گاتے نہ خوش لہجہ ہو کے اے صفدر
ہوا جو شعر موزون اس غزل مین عاشقانہ تھا

دیکھیے انجام کیا ہو بلبل ناشاد کا
رنگ کچھ بگڑا ہوا ہے صحبت صیاد کا

قصد تو روز قیامت تھا بہت فریاد کا
پیار لیکن آگیا منہ دیکھکر جلاد کا

کچھ نہین کھلتا برا ہو چرخ کی بیداد کا
کس چمن مین آشیان تھا بلبل ناشاد کا

کسقدر شوق اسیری نے کیا ہے بیقرار
پوچھتے پھرتے ہین ہر کوچے مین گھر صیاد کا

دیکھ پایا ہی جو انداز خرام ناز یار
کچھ چلن بگڑا ہوا ہی باغ مین شمشاد کا

سامنے میرے جو کھینچی اُسکے مژگان کی شبیہ
تیر بنکر پڑ گیا دل پر قلم بہزاد کا

ہی ابھی آنکھون مین دم اُٹھو بھی چہرے سے نقاب
رحم کا یہ وقت ہی موقع نہین بیداد کا

ذرۂ مشتِ خاک کو اللہ نے بخشا شرف
دیکھنے آتی ہین پریان حسن آدم زاد کا

ذوق نظارے کا تھا ایسا نہ کچھ ایذا ہوئی
ذبح ہوتے وقت منہ دیکھا کیے جلاد کا

وادیِ وحشت مین سرگردان ہوا ہون اسقدر
تھک گیا ہی پانون اُٹھ سکتا نہین ہمزاد کا

ایک بھی بت تیری صورت کا نہین دان اے صنم
دیکھ آیا ہون مین تبخانہ الہ آباد کا

غیر پر بجلی گریگی یا پسیجے گا وہ بت
کچھ نہ کچھ آخر دکھائیگا اثر فریاد کا

یا علی مشکل کشائی کیجیے صفدر کی اب
دیر سے یہ منتظر ہی آپ کی امداد کا

راتون کو مری سُنکر فریاد بہت رویا
دل تھام لیا اپنا صیاد بہت رویا

وہ عاشق پرغم ہون سُنکر مرا افسانہ
مجنون نے کیے نالے فرہاد بہت رویا

پردرد وہ افسانے بلبل نے کہے شب بھر
گلچین کے بہے آنسو صیاد بہت رویا

میخانے سے مسجد مین آنے کو تو مین آیا
صحبت کے جلیس آئے جب یاد بہت رویا

تھا کون جو غربت مین غمخوار مرا ہوتا
سائے نے کیا ماتم ہمزاد بہت رویا

دلمین یہ ترحم ہی ہون سب کا شریک غم
دنیا مین جسے دیکھا برباد بہت رویا

دشمن کو خوشی میری کسطرح پسند آتی
جب زخم ہنسے میرے جلاد بہت رویا

اک بوسے سے زیادہ ہرگز دیا نہ اُسنے
دس کیا شمار انکا دو چار تک نہ پہونچا

طائر وہ ہون کہ جسکی قسمت نے کوتہی کی
چھوٹا اگر قفس سے گلزار تک نہ پہونچا

اللہ رے ضبط صفدر فرقت مین عمر گذری
افسانۂ محبت اغیار تک نہ پہونچا

دیکھنے کا ترے ارمان نکلنے نہ دیا
لاکھ سنبھلا دل مضطر نے سنبھلنے ندیا

سرو کو بڑھکے قدِ یار نے چلنے ندیا
مین نے قمری کو اطاعت سے نکلنے ندیا

شوق نظارۂ گلزار نے مجھ لاغر کو
دوش پر بادِ صبا کے بھی سنبھلنے ندیا

روح پہلے ہی نکل آئی مرے قالب سے
میان سے کبھی ترے خنجر کو نکلنے ندیا

سب سے بڑھکر ہو ہمین تیری نزاکت سے گلہ
دو قدم ساتھ جنازے کے بھی چلنے ندیا

کم جہنم سے نہ تھی آتش عصیان لیکن
آنسوؤن نے مجھے اِس آگ مین جلنے ندیا

ہو گئی جان ہوا پر نہ چھٹے گیسو سے
مر کے بھی پیچ سے قسمت نے نکلنے ندیا

اے فلک سوزش دل معجزہ ہوتی آخر
دست موسیٰ کیطرح کیون اُسے جلنے ندیا

تیغ مقتل مین کھنچی ہو وہ بلاتے ہین تجھے
یہ پیام آکے کبھی پیک اجل نے ندیا

تاب رخ سے ترے آئینہ پگھلتا لیکن
ٹھنڈی سانسون نے مری اُسکو پگھلنے ندیا

ایک ہی وار مین صفدر کا ہوا کام تمام
حوصلہ خنجر قاتل نے نکلنے نہ دیا

دنیا مین کچھ سوائے رنج و محن نہ دیکھا
کنج قفس مین ہمنے رنگ چمن نہ دیکھا

یہ غیرت رگ گل غنچے سے وہ سوا ہی ‎ ‎ ایسی کمر نہ دیکھی ایسا دہن نہ دیکھا

جو بات مُنہ سے نکلی گویا نبات تھی وہ ‎ ‎ تجھ سا جہان مین ہمنے شیرین سخن نہ دیکھا

اُسکی صدا نہین کچھ آواز طور سے کم ‎ ‎ باتین سنی کسی نے لیکن دہن نہ دیکھا

باغ جہان کا ہمنے برسون کیا تماشا ‎ ‎ شاداب پھول تجھسا ای گلبدن نہ دیکھا

کی اختیار ہمنے ہر شہر سے چشم پوشی ‎ ‎ بہتر جہان مین اس سے جیب پیرہن نہ دیکھا

پایا نہ بتکدون مین جز عالم تحیر ‎ ‎ بت کوئی ہمنے گویا ای برہمن نہ دیکھا

رخسار گل نے پایا زلف اُسکی سی بنائی ‎ ‎ قد سرو کو ملا پر سیب ذقن نہ دیکھا

جو داغ ہی بدن پر تصویر ہی پری کی ‎ ‎ پیارا کسی نے ایسا دیوانہ پن نہ دیکھا

تقدیر کی بُرائی دیکھو رہے قفس مین ‎ ‎ گذری بہار ہمنے روے چمن نہ دیکھا

اہل وطن جو چھوٹے ہمسے تو ایسے چھوٹے ‎ ‎ غربت مین آکے ہمنے خواب وطن نہ دیکھا

قبرین کھُدین ہزارون مردونکی پر کسی نے ‎ ‎ عضو بدن نہ دیکھا تار کفن نہ دیکھا

عالم مین سب سخندان کہتے ہین تجکو صفدر
ہمنے کسی کا ایسا رنگین سخن نہ دیکھا

بجا ہی تڑپے جو طائر دل کہ شوق غربت مین ہی وطن کا
قفس مین تقدیر نے پھنسایا خیال بلبل کو ہی چمن کا
بیان ہو کیا وصف اُس بدن کا کہ صاف عالم ہی یاسمن کا
جو حلقہ ہی زلف پر شکن کا وہ مشک نافہ ہی اک ختن کا

وہ چہرہ گل ہر وہ قد صنوبر وہ زلف سنبل وہ چشم نرگس
نظارہ اُس شوخ گلبدن کا ہوا تماشا ہمین چمن کا

ہماری ہستی کا ہر یہ عالم عدم کی کرتے ہین سیر ہردم
کبھی تصور ہر اُس کمر کا کبھی تصور ہر اُس دہن کا

اُنھین جو مد نظر ہر زینت تری ہر زیور کی قدر و قیمت
چمک گئی دھگدگی کی قسمت بلند اختر ہر نورتن کا

زوال خوبی کا وقت آیا کرین نہ اب حسن کا وہ دعوی
نمو خط سیہ ہر رخ پر قمر کو دھبا لگا گہن کا

نیا وہ جوبن ہر رنگ لایا کہ کفر و اسلام کو ملایا
نہین ہر خال سیاہ رخ پر گذر ہر کعبے مین برہمن کا

یہ خویش و احباب مہربان ہین کہو تو مجھ ناتوان پہ کیسے
کہ بعد مرنے کے بوجھ رکھا ہر میری چھاتی پہ لاکھ من کا

ذرا ترحم بھی دست وحشت کہان تلک تیزیان یہ تیری
کوئی تو رہنے دے تار ثابت ہمارے بوسیدہ پیرہن کا

اُدا اُس شمعین ہین شیشے روتے ہین چپ ہر مطرب ملول ساقی
گئے وہ کیا انجمن سے اُٹھکر بدل گیا رنگ انجمن کا

تری نزاکت کا حال کچھ کچھ رقم کیا ہر جو ہنسے اے گل

ورق جو دیوان کا ہی ہمارے وہ ایک تختہ ہی یاسمن کا

اگرچہ مجرم بہت ہون صفدر نہین ہی کچھ مجکو خوفِ محشر
جلائیگا آفتاب کیونکر کہ سر پہ سایہ ہی پنجتن کا

یہ گم ہوگا اُسی پر وہ دہن اک دن عیان ہوگا
نشان بے نشان پائیگا جو خود بے نشان ہوگا

نگاہِ ناز سے دل زخمی نوکِ سنان ہوگا
چلیگا تیر جب ایماے ابرو کمان ہوگا

عزیز مصر کی ہی حسنِ خوبی کا بہت شہرہ
تمھین سا وہ حسین بے شبہہ قرآن و بیان ہوگا

تمہارا نے رنگ گل ہمکو بنایا بوے گل تجکو
جہان تیرا مکان ہوگا وہین اپنا مکان ہوگا

ترا دیوانہ ایسا گھل گیا ہی ناتوانی سے
کہ سر پر سایۂ بال پری کوہ گران ہوگا

مسی ملکر وہ لب پر پان کی سرخی جماے ہین
گریبان چاک سوسن کیطرح اب زعفران ہوگا

ہنسی آئیگی بیدردون کو تدبیر دوا کیسی
بدن ہوگا جو اپنا زرد شاخ زعفران ہوگا

سنیگا کون طولِ گفتگو او زبان چپ ہو
مگر یہ بھی سخن نکلا جو منہ سے داستان ہوگا

خیالِ قامتِ جانان اگر یون ہی رہا دل مین
اُٹھیگا نالہ جو سینے سے وہ سرو روان ہوگا

وہ نالان ہون قدم رکھونگا جب صحراے وحشت مین
دہان نقش پا سے جادہ سرگرم فغان ہوگا

برنگ مرغ بو وہ بلبل نازک طبیعت ہون
کھلیگا پھول جو گلشن مین اپنا آشیان ہوگا

وہ وحشی ہون نہ دیگا ساتھ میرا کوئی فرقت مین
نکلجائیگا پیراہن جو وقتِ امتحان ہوگا

مین وہ واماندہ ہون ہمراہیون کا ذکر کیا صفدر
مرا سایہ بھی مجکو چھوڑ کر آگے روان ہوگا

کس کام کا ہے وہ دل جسمین ملال آیا
بیکار آئینہ ہے جب اسمین بال آیا

اللہ مہربان ہے رحمت بہانہ جو ہے
مجرم رہا نہ بندہ جب انفعال آیا

محفل سے بیٹھے بیٹھے گھبرا کے اٹھ چلا تو
سچ کہہ کہ دلمین تیرے کسکا خیال آیا

وہ خال زیر ابرو دیکھا تو ہم یہ سمجھے
کعبے مین یہ اذان کو شاید بلال آیا

آمد شد انکے گھر مین کیا کیا پھلی نہ مجکو
خوش خوش گیا چمن مین ہو کر نہال آیا

کیا کفر ہے رہا مین دو دن جو میکدے مین
ارمان بھرے تھے دلمین واعظ نکال آیا

بیداد سے بتون کی تنگ آ گیا دل ایسا
بیساختہ زبان پر یا ذوالجلال آیا

اسکے چہ ذقن مین دلکو عبث پھنسایا
جو کاکہ مین کنوئین مین یوسف کو ڈال آیا

گھٹنے لگا جو بڑھکر مہتاب ہم یہ سمجھے
پہونچا کمال کو جو اسپر زوال آیا

شکر خدا کہ صفدر رہ غم کی انتہا ہے
فرقت کی رات گذری روز وصال آیا

بگڑے جو بار بار ہوا اس سے نباہ کیا
ہر روز جو جھنکا کنوئین اسکی چاہ کیا

محشر مین پوچھے جائینگے جو ہین برے برے
کیا ہم ضعیف اور ہمارے گناہ کیا

آنکھین جو قدسیون کی جھپکتی ہین رعب سے
ہے عرش سے قریب تری جلوہ گاہ کیا

کیا بات ہے جو مجھپہ ہوے آپ مہربان
کرتے نہین گدا پہ کرم بادشاہ کیا

زہاد بھی تو نشۂ نخوت سے مست ہین
تھوڑی سی مے جو ہمنے بھی پی لی گناہ کیا

نیرنگیان ہین قدرت پروردگار کی
اس صاف چہرے پر ہے وہ زلف سیاہ کیا

کوچے مین آنکے مین جو گیا ہنسکے یہ کہا
آئے کدھر کو بھول گئے آپ راہ کیا

واعظ یہ کوئی بات خلاف ادب نہین
بوسہ لیا جو مصحف رخ کا گناہ کیا

الفت کا ہو برا ہمین برباد کر دیا
کیا جانتے تھے ہم کہ ہر ترچھی نگاہ کیا

دشمن ہو دین کا جو صنم اُسکے سامنے
آئے زبان پہ اشہدان لا الہ کیا

ساقی خدا کیواسطے لا اب شراب سرخ
گلشن مین گھر کے آیا ہے ابر سیاہ کیا

لکھا ہی خط جو مین نے بڑے اضطراب مین
پھرتا ہے اُس گلی مین کبوتر تباہ کیا

ہو گا اُسی کا داور محشر کو بھی لحاظ
صفدر رہین اُسکا حشر مین کون دادخواہ کیا

ترا قد قیامت سے بڑھکر بنایا
بنایا جو کچھ اُسنے بہتر بنایا

خدا نے مرے تن پہ جب سر بنایا
جبین پر اُس ابرو کو خنجر بنایا

پسند ایسے آئے وہ ابرو وہ گیسو
کہ صانع نے اُنکو مکرر بنایا

عدو باغبان ہے تو گلچین ہے دشمن
کہان آشیان ہمنے آکر بنایا

جنون مین ترنگ آگئی میکشی کی
سبو توڑ کر ہمنے ساغر بنایا

دکھایا اثر کین نے اعجاز عیسی
جو سر اُسنے چھونکا کبوتر بنایا

نہ خندان نہ گریان ہوا تو نے آذر
بنایا جو بت خاک پتھر بنایا

دہن اُسکا پنہان کمر اُسکی غائب
وہ نقشہ مصور نے کیونکر بنایا

نہ مرتے جو ہم تمکو شہرت نہوتی
تمھین ہمنے ایجان بگڑکر بنایا

بیابان کو حق نے کیا تجھسے پیدا — مرے پانون مین پہلے چکر بنایا
نزاکت تمھاری جو ظاہر تھی ایجان — زر گل سے زرگر نے زیور بنایا
حسین دیکھکر خود نما ہوگئے سب — عبث آئنہ اے سکندر بنایا
حسینان عالم کو کیا تمسے نسبت — تمھین چاند اورون کو اختر بنایا

بنے دین و دنیا یہ مشکل ہے صفدر
جو یہ گھر بگاڑا تو وہ گھر بنایا

باغ مین جاکر مجھے وہ گلبدن یاد آگیا — سرو سا وہ قد وہ غنچہ سا دہن یاد آگیا
وہ رخ گلگون دم سیر چمن یاد آگیا — چاہ گلشن دیکھکر چاہ ذقن یاد آگیا
سرو سے ہمکو بندھا اُس قد موزون کا خیال — دیکھکر غنچہ وہ چھوٹا سا دہن یاد آگیا
جب کیا نظارہ اوراق نسرین و سمن — گورا گورا یار کا نازک بدن یاد آگیا
دیکھکر نرگس تعشق اُسکی آنکھون کا بندھا — سنبل تر سے وہ گیسوے پرشکن یاد آگیا
باعث حیرت ہوا کیسا تماشاے چمن — اُس گل رعنا کا رنگ انجمن یاد آگیا
سیر صحرا کی تو ردئے غربت مجنون پہ ہم — کوہ پر پہونچے تو ہم کو کوہکن یاد آگیا

کیسے کیسے یاد آئے ہمکو یاران وطن
پہونچے غربت مین جو ہم صفدر وطن یاد آگیا

بیخطا تونے جو تن سے کاٹ کر سر رکھدیا — ہمنے انصاف اسکا اے قاتل خدا پر رکھدیا
گردن بسمل پہ جب قاتل نے خنجر رکھدیا — موت نے بڑھکر گلا اپنا برابر رکھدیا

خوبی تقدیر دیکھو آئی جب نوبت مری
رحم آیا ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھدیا

ناتوانی سے میان قبر ہم دب دب گئے
فاتحہ کو جسنے رکھا ہاتھ پتھر رکھدیا

حشر ہوتا وہ اگر اپنا مقابل دیکھتے
آئنہ اچھا ہوا ہمنے چھپا کر رکھدیا

کاتب اعمال نے کیا کام محشر مین کیا
غیر کے سر پر مرے عصیان کا دفتر رکھدیا

حشر مین نکلیگی جو پازیب جانان سے صدا
سبنے نام اُسکا ابھی سے شور محشر رکھدیا

لیگیا تھا مانگ کر مجھ سے فلک دو داغ دل
نام اُنکا اُسنے ماہ و مہر انور رکھدیا

وقت پیدایش تو کچھ جور و ستم ظاہر نہ تھے
باخبر تھا جسنے نام اُسکا ستمگر رکھدیا

جھوٹی قسمونمین مجھی کو کرلیا ہی زیر مشق
ہاتھ جب چاہا اُٹھا کر میرے سر پر رکھدیا

وہ بھی قسمت ہو نہین جب آگئی نوبت مری
ہاتھ سے ساقی نے میخانہ مین ساغر رکھدیا

اُسنے یکتائی کا جب دعوی کیا میرے حضور
مین نے آئینہ فقط اُسکو دکھا کر رکھدیا

ہون وہ تیرہ بخت جب روشن ہوئی شمع مزار
شام ہی سے اُسکو صرصر نے بجھا کر رکھدیا

دوستون نے دفن کرکے دوستی کیا خوب کی
سیکڑون من کا مرے سینے پہ پتھر رکھدیا

لخت دل خون جگر حاضر ہی ای مہمان غم
ماحضر جو تھا وہ مین نے آگے لا کر رکھدیا

حق سے ہم شکوہ کرین گے کاتب اعمال کا
دل مین جو آیا وہ اِن دونون نے لکھکر رکھدیا

جب شراب ناب دینے مین کمی ساقی نے کی
میرے اشک سرخ نے چھلکا کے ساغر رکھدیا

کھینچدی ساقی نے اپنی چشم و بینی کی شبیہ
جام کو لا کر جو شیشے کے برابر رکھدیا

صفدر وارفتہ کو جب قتل وہ کرنے لگے

آرزوون نے گلے کو زیر خنجر رکھدیا

وہ پہلو سے جسدم روانہ ہوا
مین تیر قضا کا نشانہ ہوا

ندامت سے یان اپنے آنسو بہے
وہان مغفرت کا بہانہ ہوا

نہ آیا ذرا رحم بیدرد کو
مین تڑپا کیا وہ روانہ ہوا

کمان سے ابھی تیر چھوٹا نہ تھا
کہ دل اپنا جا کر نشانہ ہوا

محبت مین اسدرجہ شہرت ہوئی
کہ حال اپنا آخر فسانہ ہوا

دل بدگمان پیچھے پیچھے چلا
جو قاصد اُدھر کو روانہ ہوا

کہان ہمسے خانہ بدوشونکا گھر
جہان رہ گئے آشیانہ ہوا

ہوا ہو گئی وہ بہار شباب
گئے جوش کے دن زمانہ ہوا

ہمیشہ حسینون پہ مرتا رہا
ازل سے ادا کا نشانہ ہوا

وہ میخوار تھا مین کہ ابر بہار
لحد پر مری شامیانہ ہوا

جگہ برق کو وہ پسند آگئی
ہمارا جہان آشیانہ ہوا

طبیعت ہوئی جبسے وحدت پسند
جو بیگانہ تھا وہ یگانہ ہوا

جفا اُسنے چھوڑی نہ مین نے وفا
اِدھر سے اُدھر اک زمانہ ہوا

دم قتل چھوڑا مجھے نیم جان
نزاکت کا اُنکو بہانہ ہوا

نہ دیکھا ریاض جہان اک نظر
برنگ صبا مین روانہ ہوا

یہان ہم ہوے خوابمین ہم بغل
نزاکت سے وان درد شانہ ہوا

آنکھین قتل صفدر تھا مد نظر
فقط جرم الفت بہانہ ہوا

جو حسین دیکھا کہین مین اُسکا دیوانہ رہا
باغ مین بلبل رہا محفل مین پروانہ رہا

عمر بھر دلمین خیال روے جانانہ رہا
بادۂ گلرنگ سے لبریز پیمانہ رہا

کوئی زینت خوش نہ آئی خاکساری کے سوا
عیش و عشرت مین مزاج اپنا فقیرانہ رہا

یان دل مضطر رہا فرقت مین اُنکی چاک چاک
اور وہان زلف رسا مین رات بھر شانہ رہا

ابتدا مین بادہ کش تھا اب ہون پیر میکدہ
مذہب و مشرب مرا ہر وقت رندانہ رہا

کوئی ہوگا اِس خرابات جہان مین ہوشیار
عمر بھر مین تو مے وحدت سے مستانہ رہا

انقلاب دہر سے کوئی جگہ خالی نہین
ایک مدت دیکھ لو کعبہ صنم خانہ رہا

دلمین رہتے تھے جوانی تک حسینون کے خیال
یہ خرابہ ایک مدت تک پریخانہ رہا

ساتھ اُسکے ہو لیے ہم جو بلا وحشی مزاج
دشت مین سودائیون سے اپنا یارانہ رہا

منزل آفاق مین تھا مین عجب وحشی مزاج
آشنا تو آشنا اپنون سے بیگانہ رہا

اب نہ ساقی ہے نہ مینا ہے نہ ساغر ہے نہ خم
میکشون کے دم تلک آباد میخانہ رہا

وہ غم فرقت کہ میرے رات بھر سنتے رہے
عاشق و معشوق مین دلچسپ افسانہ رہا

رات بھر بزم حریفان مین عجب ذوق رہی
سرنگون شیشہ رہا گردش مین پیمانہ رہا

خاک بھی اپنی پریشان کو بکو پھرتی رہی
بعد مردن بھی خیال زلف جانانہ رہا

جلوۂ رخسار سے اُس مہر طلعت کے مدام
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ رہا

امتحان عشق مین صفدر رہے ثابت قدم
حوصلہ فضل خدا سے اپنا مردانہ رہا

پس فنا ہمین گردون ستائیگا پھر کیا
مٹے ہو دن کو یہ ظالم مٹائیگا پھر کیا

ضعیف نالہ دل اُسکا ہلا نہین سکتا
یہ جا کے عرش کا پایہ ہلائیگا پھر کیا

شریک جو نہ ہوا ایکدم کو پھولون مین
وہ پھول آکے لحد پر چڑھائیگا پھر کیا

خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنے ذبح کرو
تڑپ کی سیر یہ تمکو دکھائیگا پھر کیا

کہا سُنا جو یہ لوگون سے بخشوا کے چلا
گلی سے یار کی قاصد نہ آئیگا پھر کیا

کہو مصور تقدیر سے کہ خیر تو ہے
بگاڑ کر مرا چہرہ بنائیگا پھر کیا

ہلال بدر بھی ہوتا ہے ایک شب صفدر
گھٹا کے مجکو نہ گردون بڑھائیگا پھر کیا

ردیف باے موحدہ

سیر چمن کو آئیگا وہ گلعذار کب
گھونگھٹ ترا اُٹھیگا عروس بہار کب

روندیگا میری خاک کو وہ شہسوار کب
آئیگا یارب اوج پہ میرا غبار کب

روز فراق و روز وصال ایک حال ہے
تیری تڑپ مٹیگی دل بیقرار کب

بیگانگی کا مین نے جو اُنسے گلہ کیا
بولے بگڑ کے ہمنے بنایا تھا یار کب

تا صبح شوق دید مین آنکھین کھلی رہین
ٹھنڈے ہوے چراغ شب انتظار کب

مدت سے بحر عشق مین کشتی تباہ ہے
بیڑا مرا لگائیگا ای خضر یار کب

مین اپنی دُھن مین حشر کے دن بھی کہا کیا
اسد ہو گی صبح شب انتظار کب

مدت سے قتلگاہ مین ہون مین تو سربکف
کرتی ہی التفات مگر تیغ یار کب

گھڑیان شب فراق کی کبتک گنا کرون
پروردگار آئیگا روز شمار کب

اِنکار صاف صاف وہ کرتے ہین وصل سے
مایوس ہوگا تو دل امیدوار کب

توبہ جو کی شراب سے آئی ندائے غیب
صفدر تمھاری بات کا ہی اعتبار کب

کوئی عالم مین نہین ہی اُس ستمگر کا جواب
ذرہ جسکے در کا ہی خورشید محشر کا جواب

وہ رخ روشن ہی مہر و ماہ انور کا جواب
نکہت گیسو شمیم مشک و عنبر کا جواب

جسکے رخ کی ہی خجالت بال پرواز چمن
رنگ بھی اُڑنے مین ہی بوئے گل تر کا جواب

خط کیا تحریر جب اُسکو ہوا شوق مین
بنگیا نامہ مرا بال کبوتر کا جواب

خط کو میرے دیکھکر قاصد سے وہ کہنے لگے
اتنی فرصت کسکو ہی لکھے جو دفتر کا جواب

وہ فلک پر جلوہ گر یہ آسمان حسن پر
عقد پروین ہو سکے کیا اُسکے جھومر کا جواب

خدمت آئینہ داری جسکو دے وہ خوبرو
رتبہ پائے بخت چمکین ہو سکندر کا جواب

دیکھکر افشان جبین صاف پر ثابت ہوا
یار کو مد نظر ہی ماہ و اختر کا جواب

خضر کی حاجت نہین راہ مکان یار مین
نکہت اُس زلف معنبر کی ہی رہبر کا جواب

داغ کھلائے اِسقدر اُس گلبدن کی یاد مین
جسم لاغر ہو گیا طاؤس کے پر کا جواب

ذبح مین پائی ہی یہ لذت کہ کہتا ہی گلا
تیرے بازو کا ہی اے قاتل نہ خنجر کا جواب

ہون وہ میکش خانۂ تن بھی مرا میخانہ ہے
دل مرا شیشہ ہے تو تیری آنکھ ساغر کا جواب

نامہ بر کیسا تقاضا ہے یہی گر شوق کا
اپنے کانون سے سنینگے چلکے دلبر کا جواب

دخت رز میخانہ شیشہ جام ہے میرے حضور
حور کا فردوس کا طوبیٰ کا کوثر کا جواب

پھر پسند آئی انھین پوشاک دھانی اندنون
پھر انھین مد نظر ہے چرخ اخضر کا جواب

سنکے احوال دل صد چاک خط پرزے کیا
اسنے قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب

دل مین ہین رنج و حسرت و ارمان عجب عجب
گھر مین ہمارے آئے ہین مہمان عجب عجب

سمجھا ہین حال موج و گل و صبح دیکھکر
ہین تیرے غم مین چاک گریبان عجب عجب

بحر مین در دباغ مین سنبل ختن مین مشک
ہین مبتلائے زلف پریشان عجب عجب

دلمین خیال روئے حسینان ہے اندنون
پریان ہین جمع گرد سلیمان عجب عجب

سو سو طرح کی دل کو ہے وحشت بہار مین
لایا ہے رنگ اب کی گلستان عجب عجب

بہکا رہے ہین میری طرف سے اسے رقیب
انسان کی صورتون مین ہین شیطان عجب عجب

گردن مین طوق حلقۂ زنجیر پائون مین
دیتی ہے پیچ زلف پریشان عجب عجب

کونین وقت بادیہ گردی ہین دو قدم
وحشت دکھا رہی ہے بیابان عجب عجب

ساقی ہے زہرہ مہر ہے ساغر سبو ہے چرخ
اپنی بھی میکشی کے ہین سامان عجب عجب

ہمسے کبھی کھنچا ہے کبھی ہے رکا ہوا
کرتا ہے بل وہ خنجر بران عجب عجب

رہتا ہے دلمین خال و خط و زلف کا خیال

صفدر ہمارے گھر مین ہین مہمان عجب عجب

حکم آپکا جو اُس کوچے مین پائے عندلیب
آشیان کو آتش گل سے جلائے عندلیب

باغبان نالے کرے گلچین کلیجا تھام لے
طرز اگر کچھ میرے نالون کے اُڑائے عندلیب

قدر عاشق اک تمھاری ہی نگاہ مین نہین
دیکھ لو گل سے زیادہ ہی بہاے عندلیب

پھول بنجاتے ہین نقش پا خرام یار سے
ہر قدم خلخال پا مین ہی صدائے عندلیب

صفحہ دیوان یہ ہی اب تختہ گل کا گمان
ہی صریر کلک اپنی یا نوائے عندلیب

قید کرکے دام مین آتا نہین صیاد پاس
داستان کسکو گلستان کی سنائے عندلیب

مین تو کیا ہوجائین عاشق تجھپہ اے گل جانور
سر سے پا تک گل ترے چھلون کے لکھائے عندلیب

بدلے رشتون کے اگر تار رگ گل صرف ہون
دام مین جو اُڑ سکے اے صیاد آئے عندلیب

میکدے پر صاف مستونکو ہی گلشن کا گمان
قلقل مینا ہی ساقی یا صدائے عندلیب

ہی گلستان بھی قفس پابندی عشاق کو
موج بوے گل ہوئی زنجیر پائے عندلیب

باغ مین دخل خزان ہی اُڑ گئے سب ہمصفیر
سبزۂ بیگانہ ہی اب آشنائے عندلیب

باغبان بیدرد ہی گل بیوفا گلچین رقیب
کون سنتا ہی چمن مین نالہاے عندلیب

ہم بھی اک گل کے تصور مین ہین دم نالہ کش
کون ہی ہمدرد اے صفدر سوائے عندلیب

فرقت مین ہین یہ عیش کے سامان تمام شب
اندوہ و درد و رنج ہین مہمان تمام شب

تھی بسکہ یاد ناوک مژگان تمام شب
دل مین مرے چُبھا کیے پیکان تمام شب

تیرے مریض ہجر کا غمخوار کون ہی
بالین پہ ایک شمع ہی گریان تمام شب

گیسو کی یاد مین اگر آئی بھی مجکو نیند
دیکھا کیا مین خواب پریشان تمام شب

کھا کھا کے داغ الفت گیسو مین مرگیا
ہوگا مری لحد پہ چراغان تمام شب

جلتا ہی اسلیے کہ ہوئین کشتہ حسرتین
دل ہی چراغ گور غریبان تمام شب

پھر نظارہ پھرنے ہین اُسکے مکان کے گرد
سورج تمام دن مہ تابان تمام شب

آئے وہ شام سے مگر ایسے خفا رہے
نکلا نہ دل سے ایک بھی ارمان تمام شب

صفدر شب وصال جو آئے تو دیکھنا
میرا ہی ہاتھ اُسکا گریبان تمام شب

ردیف بائے فارسی

آئینہ دیکھتے نہین جادو کے ڈر سے آپ
اسرا تہو بچئے ہین اپنی نظر سے آپ

دنکو نکلتے ہین نہ کبھی شب کو گھر سے آپ
کیا شرم ہی کہ چھپتے ہین شمس و قمر سے آپ

سینے سے میرے ہاتھ اُٹھاتے نہ عمر بھر
واقف نہین ہین لذت درد جگر سے آپ

صحن چمن مین نرگس حیران کو دیکھکر
بولی حیا کہ بچکے نکلیے ادھر سے آپ

رخصت کیوقت مجھ سے کہا ہنسکے یار نے
ابکی خدا کرے نہ پھرین اِس سفر سے آپ

آنکھین ملائین دونون کا ہوجائے امتحان
ہم آفتاب حشر سے روئے قمر سے آپ

خط کے لفافے پر انھین مین نے یہ لکھدیا
پردے مین خط شوق کو بین نامہ بر سے آپ

میرا غریب خانہ تمھارے قدم کہان
آئے ہین اتفاق قضا و قدر سے آپ

آنسو کی طرح خاک مین ملجاؤنگا ابھی
بس بس حضور اب نہ گرائین نظر سے آپ

ہنگامہ دیکھتا ہے یہ برپا جہان کہین
کہتا ہے دل کہ گذرے ہین اس رہگذر سے آپ

محفل مین انکے سامنے سو بار ہم گئے
پوچھا نہ یہ بھی آئے ہین صفدر کدھر سے آپ

ردیف تائے قرشت

وہان شانہ اور زلف معنبر تمام رات
یان سر ہے اور بلائین ہین سر پر تمام رات

کیا جانئین کسکو آج وہ ظالم کریگا قتل
دیکھا ہے کھینچ کھینچ کے خنجر تمام رات

آنکھو نمین نیند بکھری ہوئی زلف رنگ زرد
جا کر کہین رہے ہو مقرر تمام رات

پروانہ مین نہین ہون کہ دم بھر مین جل بجھون
گھلتا ہون مثل شمع برابر تمام رات

راضی ہوا نہ وصل پہ ہرگز وہ ماہرو
چمکا کسی طرح نہ مقدر تمام رات

ہے شام ہی سے موت کی ہچکی لگی ہوئی
زندہ رہونگا ہجر مین کیونکر تمام رات

سویا تھا چاندنی مین جو منھ کھولکر وہ مہر
تھا ماہتاب جامے سے باہر تمام رات

اپنی تو یون گذرتی ہے ساقی کی یاد مین
شیشہ بغل مین ہاتھ مین ساغر تمام رات

ایجان یہ بھی کوئی جلانے کا طور ہے
انگارون پہ لٹاتے ہو دن بھر تمام رات

اس بت کے انتظار مین آغوش کی طرح
گھر کا مرے کشادہ رہا در تمام رات

قدرت خدا کی غیر سے خلوت رہے وہان
ہم خاک پر پڑے رہین باہر تمام رات

فرقت مین حال گریۂ صفدر مین کیا کہون

بستر رہا ہی پانی کی چادر تمام رات

یہ شب بزم جانان مین تھی دلکی صورت	جلا صبح تک شمع محفل کی صورت
نہ آہون مین گرمی نہ نالون مین تیزی	الٰہی یہ کیا ہوگئی دل کی صورت
ہلال و فلک دیکھکر کیون نہ تڑپون	وہ خنجر کی صورت یہ قاتل کی صورت
مین افسردہ ہون تو یہ پژمردہ غم سے	جو صورت ہی میری وہی دل کی صورت
رہی مرتے مرتے بھی بسمل کو حسرت	نہ دیکھی دم ذبح قاتل کی صورت
وہ ابرو ہی خمدار مثل مہ نو	وہ رخسار ہی ماہ کامل کی صورت
رہے دشت غربت مین آوارہ برسون	نہ دیکھی کبھی ہمنے منزل کی صورت
چمن سے چلا جب وہ رشک گلستان	پھڑکنے لگے گل عنادل کی صورت
نہ آرام عاشق نے الفت مین پایا	مسافر نے دیکھی نہ منزل کی صورت
چل ای تیغ دم لے کے گردن پہ میری	ذرا دیکھ لینے دے قاتل کی صورت

جو دیکھا مرقع حسینون کا صفدر
نظر آگئی اسکی محفل کی صورت

ہر چند جسم زار ہوا خاک کوے دوست	باقی ابھی ہی دلمین مگر آرزوے دوست
کیا صحن باغ بھی ہی کوئی جلوہ گاہ حسن	پھولونمین بوے دوست ہی کانٹونمین خوے دوست
نظارہ عجیب تماشا ہی باغ کا	نرگس ہی چشم دوست تو سنبل ہی موے دوست
اللہ نے دیے شنوا ایسے ہمکو گوش	سبکی زبان سے سنتے ہین ہم گفتگوے دوست

آئینہ دیکھتے ہین سحر تک وہ شام سے
رہتے ہین آپ اپنے مقابل تمام رات

واماندگی سے شام ہوئی مجکو راہ مین
تکتا رہا مین جانب منزل تمام رات

ہی بسکہ بال بال گرفتار عشق زلف
سر پر بلائین رہتی ہین نازل تمام رات

مست مے شباب ہی وہ شوخ اندنون
رقص و غنا کی رہتی ہی محفل تمام رات

قاتل نے لی نہ خنجر قاتل نے لی خبر
تڑپا تمام رہ ذریہ بسمل تمام رات

مجکو تھا خوف انکو حیا تھی شب وصال
پردہ رہا حجاب کا حائل تمام رات

پھولونکے ہار اتار کے بولا وہ گلبدن
سونے نہ دیگا شور عنادل تمام رات

صفدر وہ شوخ جب مرے پہلو سے اٹھ گیا
بیٹھا رہا مین تھامے ہوے دل تمام رات

ردیف تاے ثقیلہ

کچھ تو تڑپ کے ای دل نالاں وہین الٹ
الٹے نہ آسمان جو تجھ سے زمین الٹ

ای آہ دود جہان کو دکھا اپنی تیزیان
فرش زمین بساط سپہر برین الٹ

آنا مٹا نہ ای اثر بخت واژگون
سیدھے ہون حرف نام کے نقش نگین الٹ

انسان تو کیا ملک ترے مشتاق دید ہین
رخ سے نقاب ای بت زہرہ جبین الٹ

آئے اندھیری شب مین نظر چودھوین کا چاند
چہرے سے زلف بہر خدا ای حسین الٹ

نازک بہت ہی دل نہ الٹ جائے یار کا
چادر بہار منہ سے نہ ای ہمنشین الٹ

کب تک ہلا کے عرش کو زور آزمائیگی

صفدر رکھو پکار کے آہ حزین اُلٹ

ردیف ثائے مثلثہ

آنکھین چرائے ہمسے ہر وہ دلربا عبث
گوشے مین چھپ کے بیٹھ رہی ہی حیا عبث

جو کچھ کہ ہمنے اُس سے کہا سب وہ تھا عبث
سُنتا نہین جو بات ہی اُس سے گلا عبث

آئینہ رکھکے دیکھو تو کیا چاہتا ہی دل
تم مجھ سے پوچھتے ہو مرا مدعا عبث

شب کو لحاظ ٹوٹ چکا شرم اُٹھ چکی
اب میری جان کرتے ہو مجھسے حیا عبث

جب ہم نہین تو کون تمھارا ہی قدردان
مسی عبث ہی سرمہ عبث ہی حنا عبث

خلوت مین کام غیر کا روز وصال کیا
آئی ہی آج ساتھ تمھارے حیا عبث

دکھلائینگے نہ دست حنائی وہ عمر بھر
ای دل ہی اُنسے حوصلہ خونبہا عبث

تکلیف ہوگی پھر نگہ خشمناک کو
مجکو جلاتے ہین لب معجز نما عبث

تیر نگہ نے کام مرا کر دیا تمام
اب کھینچتے ہو قتل کو تیغ ادا عبث

رکھتے نہین وہ پانون زمین پر غرور سے
آنکھین بچھاؤن کیون صفت نقش پا عبث

دل سینے مین ہی قاضی حاجات کا مکان
سوے فلک اُٹھاتے ہین دست دعا عبث

دل مین ہمارے مثل سویدا مکین ہی تو
آنکھون کو جستجو ہی تری جابجا عبث

روز حساب چاہیے ای دل رضائے دوست
خوف سزا عبث ہی امید جزا عبث

آیا نہ زندگی مین ملاقات کو کوئی
گھیرے ہین اب جنازے کو سب آشنا عبث

لائی نہ زندگی مین کبھی بوے زلف یار
تربت پہ گل چڑھاتی ہی باد صبا عبث

اس بحر مین ہی ہستی موہوم نقش آب
مثل حباب سر مین بھری ہی ہوا عبث

مہمان تن ہی روح برنگ شمیم گل
شوق نظارۂ چمن دلکشا عبث

بوسے تو لیکے رخ کے مزے مین اٹھا چکا
منھ پھیر اب وہ بیٹھے ہین مجھ سے خفا عبث

بستر پہ لاغری سے ملینگے نہ ہم کبھی
پھرتی ہی ڈھونڈھتی ہوئی ہمکو قضا عبث

نام وفا وہ غیر جفا جانتا نہین
صفدر ہی اس صنم سے امید وفا عبث

نظر آتا ہی پژمردہ گل رخسار کیا باعث
پریشان اِن دنون ہین گیسوے خمدار کیا باعث

نہ وہ منھ دیکھنا ہر دم نہ وہ گیسو کی آرایش
خفا آئینے سے شانے سے ہو بیزار کیا باعث

نہ لب پر پان کی سرخی نہ مسی ہی نہ سرمہ ہی
ہوا کیون منھ دکی سے ملنے سے تمھین انکار کیا باعث

نہ وہ شوخی کی باتین ہین نہ وہ گرمی طبیعت کی
لبون پر دمبدم ہی آہ آتشبار کیا باعث

رخ نازک جو رشک لالۂ احمر تھا سرخی مین
ہوا کیون زرد مثل نرگس بیمار کیا باعث

بیان کرتے ہو کچھ تم منھ سے زبان سے کچھ نکلتا ہی
ہوئی کیون بیخودانہ آپکی گفتار کیا باعث

نہ شوق ساغر مل ہی نہ ذوق لالہ و گل ہی
ہوئی پژمردگی ایسی گلے کا ہار کیا باعث

صداے قلقل مینا سے کانونکو ہوئی نفرت
یہ اُف اُف ہی لب میگون پہ کیون ہر بار کیا باعث

مسیحا تم تو تھے ای جان جان سارے مریضون کے
نصیب دشمنان کیون ہو گئے بیمار کیا باعث

چھپاتے ہو عبث راز محبت جان روشنا سے
نہین کرتے جو ہمسے حال دل اظہار کیا باعث

جہان سے اٹھ گیا صفدر رسا کیا صاحب وفا کوئی

سیہ پہنے ہو کپڑے مثل ماتمدار کیا باعث

مائل جور ہین یہ بت جان ندے دلا عبث
جنمین ذرا وفا نہین اُنسے ہے التجا عبث

کب دل و جان فدا نہین عذر کبھی کیا نہین
جرم نہین خطا نہین ہمسے ہین وہ خفا عبث

آئنے سے حصول کیا کون ہو منفعت خودنما
سیر جہان سے فائدہ جام جہان نما عبث

جوش جنون اگر ہوا ٹھہرینگے ہم نہ قید مین
فائدہ روک ٹوک سے پھرتے ہین جابجا عبث

عشق کا نام ہے قضا درد یہی ہے لادوا
اِس سے بچیگی جان کیا کرتے ہین سب دوا عبث

دولت اگر ہوئی تو کیا عمر بشر ہے بے بقا
چارہ نہین بجز فنا خواہش کیمیا عبث

کرتے ہی دفن گور مین جائینگے اپنے اپنے گھر
ساتھ مرے جنازے کے آئے ہین آشنا عبث

دیر مین بت ہین مست ناز شان خدا ہے بے نیاز
کس سے کہون مین درد دل کس سے کرون گلا عبث

صفدر اگر یہی ہے دل چین نہوگا ایک دن
رکھتے ہو تھام تھام کر صبح عبث مسا عبث

ردیف جیم عربی

صد شکر بے حجاب ہوا مجھ سے یار آج
جی بھر کے پائی لذت بوس و کنار آج

ہونی ہے کل جو حشر مین سارے جہان پر
دکھلا رہی ہے وہ مجھے رفتار یار آج

پہلو مین تھام تھام کے رکھون نہ مین اگر
ٹھہرے نہ ایکدم کبھی دل بیقرار آج

بے لطف ہو گئے تم جو چمن سے چلے گئے
آزردہ ہے بہار سے باد بہار آج

مرنے سے میرے خوش ہے مگر وہ شمع رو
شب بھر ہنسا کیا ہے چراغ مزار آج

کس کس خوشی سے روند رہا ہی وہ شہسوار
چمکا ہوا ہی اختر بخت غبار آج

پھولا سماؤن کیا کہ وہ رشک چمن ہی پاس
مہمان ہی میرے گھر مین عروس بہار آج

صیاد چھوڑتا نہین آئی ہی فصل گل
کرتی ہی ایک ایک کی منت ہزار آج

جل جلکے دل بھی سینے مین شاید کہ بجھ گیا
ہی کچھ اداس صورت شمع مزار آج

اسدری بیقراری دل شوق وصل مین
کاٹی تڑپ تڑپ کے شب انتظار آج

رخسار و زلف دونون ہین آمادہ ظلم پر
یکرنگ ہی دورنگی لیل و نہار آج

گنتا ہی پوچھ پوچھ کے قاتل مرے گناہ
ہوتی ہی مجھ سے پرسش روز شمار آج

صفدر جو بیقرار نہین ہو فراق مین
کیون کروٹین بدلتے ہو تم بار بار آج

ابر آیا گھر کے ساقی پھر سوے میخانہ آج
پھر ہوئی توبہ شکستہ پھر چلے پیمانہ آج

پھر گرج بادل کی تڑپاتی ہی میخوارون کے دل
پھر فلک پر کوندتی ہی برق بیتابانہ آج

باغ مین جھولے پڑے ہین جھولتے ہین مہ جبین
ہر طرف گلزار مین ہی ناز معشوقانہ آج

بلبلون کے زمزمے کویل پپیہے کی صدا
ہر روش پر رقص طاؤسونکا ہی مستانہ آج

شاہد گل کیطرح باد صبا کس شوق سے
ہر قدم پر کر رہی ہی ناز معشوقانہ آج

ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہی یار ہی گلزار ہی
بادۂ گلگون سے چھلکے ساقیا پیمانہ آج

ہر طرف ہی شہر مین ہنگامۂ محشر بپا
ای پری زندان سے چھوٹا کیا ترا دیوانہ آج

سنتے تھے مدت سے ہم افسانہ برق طور کا
دیکھ آئے مثل موسیٰ جلوۂ جانانہ آج

خود نمائی پھر ہوئی اُس شوخ کو مد نظر
قابل نظارہ ہی پھر جلوۂ جانانہ آج

انبساط نونہالان چمن کا ذکر کیا
لہلہاتا ہی خوشی سے سبزۂ بیگانہ آج

بیخودی مین ہوگئی اتنی خطا کیجیے معاف
لے لیے دو چار بوسے ہمنے گستاخانہ آج

بعد مدت خفتگان خاک کے جاگے نصیب
مرقد عشاق پر آئے وہ بیباکانہ آج

یہ دل سوزان مرا اک شمع رو کی یاد مین
صبح تک جلتا رہا ہی صورت پروانہ آج

عشق کہتا ہی نجانا کوے جانان سے کہین
خواہش جوش جنون ہی چل سوے ویرانہ آج

کل تلک مشہور تھے ہم نازپرورد چمن
دام مین صیاد کے لایا ہی آب و دانہ آج

سب سے پہلے جاکے رکھدے تیغ قاتل پر گلا
حوصلہ دکھلا دے اپنا ہمت مردانہ آج

اُسطرف ہمراہ غیرون کے وہ پیتے ہین شراب
ہی ادھر لبریز اپنی عمر کا پیمانہ آج

کیون پریشان ہو اگر افسانہ گو آیا نہین
حکم ہو تو مین کہون اپنا کوئی افسانہ آج

بعد مدت پھر اِدھر اُس حور کے آئے قدم
بڑھکے باغ خلد سے ہی رونق کاشانہ آج

خانۂ زندان ہی ویران بیڑیان ہین بے صدا
ای پری رو مر گیا شاید ترا دیوانہ آج

آئے ہین وہ کھینچکر تلوار بہر امتحان
جوہر اپنے تو بھی دکھلا ہمت مردانہ آج

کیسکی آنکھین پھر گئین جو میکدہ ویران ہوا
چور ہر شیشہ شکستہ ہی ہر اک پیمانہ آج

کس بت کافر کی آنکھون نے دیا صفدر فریب
کعبہ کل تھا گھر مرا مسکن ہوا بتخانہ آج

مشہور زمانہ ہی تری جلوہ گری آج
دیوانہ ہو کوئی جو کرے فکر پری آج

آیا ہی جو دلمین رخ جانان کا تصور
کیا بند ہوئی ہی مرے شیشے مین پری آج

بیمار محبت کی بھی کچھ تم کو خبر ہی
کل سے بھی زیادہ ہی اُسے بیخبری آج

بیمار ہی صیاد نہین قصد گلستان
مرغان چمن کرتے ہین کیون نوحہ گری آج

امند کرے عزم سفر تم کو مبارک
ہو جائینگے ہم پہلے جہان سے سفری آج

آمد ہی مگر صحن گلستان مین خزان کی
ہی مضطرب ابحال نسیم سحری آج

بیوجہ نہین درد زیادہ مرے سر مین
سنتا ہون کہ صندل سے ہی مانگ اُسنے بھری آج

کٹتی نظر آتی نہین صفدر شب فرقت
کچھ شام ہی سے ہم ہین چراغ سحری آج

بعد مدت کے ملاقات ہوئی یار سے آج
سامنا عید کا ہی طالع بیدار سے آج

جلوہ فرما ہی کسی یوسف ثانی کا خیال
کم نہین کشور دل مصر کے بازار سے آج

شکر احسان ہمین لازم ہی اسیران قفس
بوے گل لیکے صبا آئی ہی گلزار سے آج

تاک مین بیٹھے ہین قاضی کے سر رہ جاسوس
ہم نکلنے کے نہین خانہ خمار سے آج

قطع امید ہوئی یار گیا غیر کے گھر
سر ٹپکیے کبھی در سے کبھی دیوار سے آج

مرض عشق کی جب ہو نہ سکی کچھ تدبیر
ہاتھ اُٹھا بیٹھے مسیحا ترے بیمار سے آج

سر بازار وہ نکلے ہین کلاہ کج رکھکر
غیر ممکن ہی کہ جھگڑا نہو دو چار سے آج

منتظر لوگ ہین فردائے قیامت کے عبث
حشر برپا ہی جہا مین تری رفتار سے آج

شاید اس بزم سے تا شام ہی رخصت صفدر

کیا سبب ہے جو وہ ملتے ہیں بڑے پیار سے آج

ردیف حاے حطی

حال پر میرے تڑپتا ہے وہ بسمل کیطرح	درد بھی اب داغ دیتا ہے مجھے دل کیطرح
ہر نظر پر دل تڑپ جاتا ہے بسمل کی طرح	دیکھتی ہے چشم جانان مجھکو قاتل کی طرح
ای پری حسن جوانی پر نہ کر اتنا غرور	رات بھر کا ہے یہ جلوہ ماہ کامل کیطرح
پھر تمھین بھی درد الفت کا مزہ حاصل ہو کچھ	میرے پہلو مین جو آ بیٹھو مرے دل کی طرح
کچھ مرے درد اسیری سے اگر آگاہ ہون	انکے گیسو غل کرین میری سلاسل کیطرح
خوب نالے کیجیے وہ روے گلگون دیکھکر	کیجیے پھولون کا نظارہ عنادل کیطرح
قیس کا دل بھی فروغ حسن سے خالی نہین	جلوہ لیلی سے ہے پر نور محمل کی طرح
قتلگہ مین آب خنجر بھی نہین مجھکو نصیب	پاس ہے دریا مگر پیاسا ہون ساحل کیطرح
ای صنم اک بوسہ لب دے خدا کے نام پر	التجا کرنے کو مین آیا ہون سائل کیطرح
اہل محفل نے نہ لی مجھ سوختہ دل کی خبر	جلتے جلتے گھل گیا مین شمع محفل کیطرح
ضعف نے کی راہ مین کیسی مری مٹی خراب	جب اٹھا بٹھلا دیا پھر گرد منزل کیطرح

لیگیا ہے نامہ ای صفدر کبوتر کی ہو خیر
دل پھڑکتا ہے مرے سینے مین بسمل کی طرح

مثل رقیب اس سے صفائی ہو کس طرح	قسمت نصیب ہمکو برائی ہو کس طرح
بڑھتا ہے روز ہمسے دل یار کا غبار	ایسی کدورتون مین صفائی ہو کس طرح

دونون پسے ہوئے ہین تری چال ڈھال سے | طاؤس و کبک مین نہ لڑائی ہو کس طرح
خالی نہین تصور جانان سے ایک دم | غیرون کی اپنے دلمین سمائی ہو کسطرح
لکھتا ہون نامہ یار کو رو رو کے اشک خون | قرطاس ہاتھ مین نہ حنائی ہو کس طرح
اُس تک خیال کا بھی تو جانا محال ہے | خلوت سرا مین اپنی رسائی ہو کس طرح
مغرب سے بار بار پلٹتا ہے آفتاب | یا رب تمام روز جدائی ہو کس طرح
ہوتے ہین روز عشق کے بندے نئے نئے | باطل بھر ان بتونکی خدائی ہو کس طرح
دل سے ہین خیر خواہ ہون سارے جہان کا | حق مین کسی کے مجھ سے برائی ہو کسطرح

صفدر رہین سب رقیب شناسا نہین کوئی
بزم پری رخان مین رسائی ہو کسطرح

اُلجھتے ہین گیسو اُدھر بے طرح | اِدھر پیچ ہین پیچ پر بے طرح
قدم رکھ نہ اے فتنہ گر بے طرح | لچکتی ہے تیری کمر بے طرح
یہ بجلی گریگی الٰہی کہان | نظر آتی ہے وہ نظر بے طرح
لکھا خط تو رونے پہ آنکھین تلین | برسنے لگا ابر تر بے طرح
نہ پامال ہو جائے سارا جہان | یہ چالین ہین بیداد گر بے طرح
نکلجائے تن سے نہ گھبر کے روح | ستاتا ہے درد جگر بے طرح
ہوئے جمع طالب تو بولا وہ شوخ | فقیرون نے گھیرا ہے گھر بے طرح
مریض محبت کی یارب ہو خیر | اُڑی ہے کچھ اُسکی خبر بے طرح

فلک مجکو دیکھون دکھاتا ہی کیا
کہ صفدر رہی دور قمر بے طرح

ردیف خاے معجمہ

کیا تماشا تھا ہمین اُس ستم ایجاد کا رخ
ذبح کیوقت بھی دیکھا کیے جلاد کا رخ

خیر ہو خیر اسیران قفس کی یارب
آج بدلا ہوا پاتا ہون مین صیاد کا رخ

اے صنم چہرۂ زیبا کا ترے کیا کہنا
نہ سُنا حور کا ایسا نہ پریزاد کا رخ

آپ رکھدیتا گلا شوق سے زیر خنجر
کچھ بھی پاتا جو ادھر مین کبھی جلاد کا رخ

اور امید تو کیا پر یہ دعا ہی قاتل
نہ پھرے مجھ سے ترے خنجر بیداد کا رخ

ہی یقین شام تلک آج خوشی مین گذرے
دیکھکر صبح اُٹھے ایک پریزاد کا رخ

ہم وہ وحشی ہین جو تصویر ہماری کھینچی
رنگ اُڑا زرد ہوا خوف سے بہزاد کا رخ

ولمین اُس بت کے مری آہ کرے کیا تاثیر
اُڑگیا رنگ اثر دیکھ کے فریاد کا رخ

نہین معلوم خطا کیا ہوئی ایسی صفدر
پھر گیا ہمسے جو چرخ ستم ایجاد کا رخ

اِسطرح روے یار ہی پیکر شراب سُرخ
ہوتا ہی جیسے وقت طلوع آفتاب سرخ

آب رواں ہی سبزہ ہی ابر سیاہ ہی
ساقی مجھے خدا کے لیے دے شراب سرخ

مد نظر ہی قتل کسی کا اُسے ضرور
آیا ہی رخ پہ ڈالکے قاتل نقاب سرخ

موے مژہ پہ صاف ہین لوٗ ان اپنے لخت دل
ہوتے ہین جیسے سیخ پہ بھنکر کباب سرخ

مضمون کسی کے دست حنائی کے جو لکھے
مثل بیاض گل ہوئی ساری کتاب سرخ

گلگون ہی سینہ یار کا پستان ہی لالہ فام
کیونکر نہ آب سرخ سے اٹھین حباب سرخ

شنجرف سے خط اسنے لکھا مین نے خون سے
اچھا یہ مین نے سرخ کا بھیجا جواب سرخ

نازک گلے مین اسکے نہین پان کا یہ رنگ
مینائے سبز مین یہ بھری ہی شراب سرخ

تب میکدے مین لطف ہی صفدر شراب کا
زاہد کی ریش مین جو لگے یہ خضاب سرخ

ردیف دال مہملہ

دام الفت مین کوئی دل نہ پھنسا میرے بعد
مختصر ہو گئی وہ زلف رسا میرے بعد

حسن انداز و کرشمہ نہ رہا میرے بعد
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

ہاے اس شوخ نے کی ترک جفا میرے بعد
امتحان غیر کا کچھ بھی نہوا میرے بعد

بلبلین نوحہ کرین گی مری تربت پہ مدام
برگ گل روز چڑھائیگی صبا میرے بعد

دور عالم مین نہ مجھ سا کوئی میخوار رہا
ساغر مے مری مٹی سے بنا میرے بعد

میرے دم تک تھی فقط قلقل مینا کی صدا
ساقیا میکدہ ویران ہوا میرے بعد

دخل اغیار ہی اس رشک چمن کے گھر مین
کیسی بدلی ہی گلستان کی ہوا میرے بعد

مجھ سا جانباز ملیگا نہ مرے قاتل کو
کند ہو جائیگی شمشیر ادا میرے بعد

میرے مرتے ہی مٹی گرمی ہنگامۂ عشق
باغ مین شور عنادل نہ رہا میرے بعد

بوے کاکل کے عوض جان صبا کو بخشی
ڈھونڈھتی پھرتی ہی اب کسکو قضا میرے بعد

خلش اے خار جنون کوئی نہ باقی رکھنا
پھر نہ آئیگا ادھر آبلہ پا میرے بعد

کشتگان رہ الفت کا مین تھا ماتمدار
بجھ گئی شمع مزار شہدا میرے بعد

دل پہ لالہ کے مرا داغ رہیگا صفدر
خون دل غم مین بہائیگی حنا میرے بعد

نہ پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد
سنی نہ جائیگی تجھ سے مری فغان صیاد

فغان کو سنکے مری تو عبث بگڑتا ہے
مرا گلا ہے مرا منھ مری زبان صیاد

فسانہ گل و بلبل تو مجکو یاد نہین
سنے تو حال کچھ اپنا کرون بیان صیاد

قفس مین آکے مرے بال و پر گرے تو گرے
ہری بھری رہین پھولون کی ڈالیان صیاد

وہ آشناے قفس ہون دعا مین کرتا ہون
خدا کرے کہ نہو مجھپہ مہربان صیاد

صدا سنا کے پھنساتا ہون ہمصفیرونکو
ملیگا تجکو نہ مجھ سا مزاجدان صیاد

خوشی سے پھول کے بیٹھا ہون صحن گلشن مین
کہ مجکو چھوڑے سمجھکر نہ ناتوان صیاد

نہ جاؤ تم مجھے اے ہمصفیرو بتلادو
شکارگاہ مین کتنے کہان کہان صیاد

فغان کا ضبط ہے اب اختیار سے باہر
کہے مین دل ہے نہ قابو مین ہے زبان صیاد

کبھی تو پوچھ لے کچھ حال ہم اسیرون کا
نہ منھ دکھیگا نہ تھک جائیگی زبان صیاد

چمن سے بڑھکے ملی تیرے گھر مین آسایش
قفس مین بھول گیا ہون مین آشیان صیاد

اسیر تازہ ہے صفدر خفا نہ ہو اتنا
ابھی نہین ہے وہ تیرا مزاجدان صیاد

کب بھولتی ہی چشم بت دلشکن کی یاد
شوخی رہیگی ہم کو غزال ختن کی یاد

بھولی نہ عندلیب کو قفس مین چمن کی یاد
غربت مین ہی غریب کو کتنی وطن کی یاد

پھندے سے نیستی کے نہ چھوٹا کسی طرح
بھولی کمر کی یاد تو آئی دہن کی یاد

مدت ہوئی ہی کعبے مین آئے ہوے مگر
ہین کاوشین ہنوز مجھے برہمن کی یاد

توبہ تو کی ہی مے سے مگر کیا ہی اعتبار
پھرتی ہی دلمین ساقی توبہ شکن کی یاد

صحن چمن مین سنبل پیچان کو دیکھکر
آئی کسی کی زلف شکن در شکن کی یاد

مرقد مین بھی خیال نہ احباب کا گیا
خلوت مین ہون مگر ہی مجھے انجمن کی یاد

پایا نیا مکان تو کیا گور کا خیال
پہنا نیا لباس تو آئی کفن کی یاد

مدت سے ہمصفیر و اسیر قفس ہین ہم
پھولون کی شکل ہی نہ شباہت چمن کی یاد

صفدر یہی وظیفہ رہے بعد ہر نماز
بھولے نہ پانچ وقت تمھین پنجتن کی یاد

نہ بیخبر ہو اسیرون سے اسقدر صیاد
انھین کے دم سے ہی آباد تیرا گھر صیاد

نہ حال زار سے میرے ہو بےخبر صیاد
اسیر دام مصیبت ہون رحم کر صیاد

مزہ ملا مری فریاد مین کہانی کا
سنا کیا مرے نالون کو رات بھر صیاد

مین آشیانے سے صحن چمن مین کیا اُترون
ادھر تو تاک مین ہی باغبان اُدھر صیاد

کہان ہی طاقت پرواز ہم اسیرون مین
کہ آب و دانہ کی لیتا نہین خبر صیاد

نظر جب آئیگا خالی قفس بھر آئیگا دل
ملیگا ہاتھ مجھے کھو کے عمر بھر صیاد

پھڑک پھڑک کے قفس ہی مین جان کھو دونگا
نہ جا چمن کی طرف مجکو چھوڑ کر صیاد

فغان سنا چکا پرواز بھی دکھادونگا
نکل تو آنے دے اچھی طرح سے پر صیاد

پھنسے ہین زلف مین دل زلف تیرے شانے سے
لچک نہ جائے کہین بوجھ سے کمر صیاد

قفس مین ہم ہین قفس دام مین ہی اسیر بھی
جکڑ کے باندھ رہا ہی ہمارے پر صیاد

یہ مجکو شوق اسیری چمن مین تھا صفدر
اُسی طرف کو گیا مین گیا جدھر صیاد

ردیف ذال معجمہ

نہ ملا پر نہ ملا درد جگر کا تعویذ
تیرے بیمار نے کِس کِس سے نہ مانگا تعویذ

اضطرابِ دل مضطر نہ گیا پر نہ گیا
اور بیتاب ہوا مین نے جو باندھا تعویذ

وائے قسمت کہ نظر اپنی نہ واتک پہونچی
اور مزے لوٹے ترے سینے پہ کیا کیا تعویذ

جب کسی طرح کی تاثیر نہ دیکھی مین نے
غرق رورو کے کیا جلکے جلایا تعویذ

نظر بد کا ہی کیا خوف کہ پہنے ہی وہ شوخ
ہیکلین نادعلی ڈھولنا گنڈا تعویذ

تیری فرقت مین اُنھین چین نہ دم بھر آیا
نہ دیا لکھ کے کسی نے مجھے ایسا تعویذ

غم فرقت وہ مرض ہی کہ نجائے ہرگز
لکھ کے بھیجین جو فلک سے مجھے عیسی تعویذ

درد فرقت نہ کسی طرح سے موقوف ہوا
کبھی بازو پہ جبین پر کبھی باندھا تعویذ

کسی تدبیر سے یہ سوزش دل کم نہوئی
لاکھ احباب نے لکھ لکھ کے جلایا تعویذ

قیس و فرہاد جو اِس عہد مین زندہ ہوتے
پیتے دھو دھو کے مرے سنگ لحد کا تعویذ

کبھی بازو پہ جگہ ہی تو کبھی سینے پر
لطف اُٹھاتا ہی ترے وصل کے کیا کیا تعویذ

لکھ کے عامل نے دیا تھا جو ترے وحشی کو ۔ پھاڑ کر راہ مین دیوانے نے پھینکا تعویذ

مرض عشق کی تدبیر عبث ہے صفدر
فکر بے سود ہے بیکار ہے گنڈا تعویذ

سوز دل سے وہ لکھون جانب دلبر کاغذ ۔ خاک ہوجاے جو ہو بال سمندر کاغذ

جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا ۔ وہی ظالم نے کیا خارج دفتر کاغذ

روز و شب اس دل بیتاب کے بہلانے کو ۔ اُنکی جانب سے لکھا کرتا ہون اکثر کاغذ

صفت خال مین لکھے ہین یہ دفتر ہمنے ۔ کہ نہین اب کہین بازار مین تل بھر کاغذ

کوئی پرچہ تو مجھے آپ نے لکھا ہوتا ۔ اسقدر کیا نہین آتا ہے میسر کاغذ

خط لکھا اُنکو مگر خط کا لفافہ نہ لکھا ۔ قاصد آوارہ لیے پھرتا ہے گھر گھر کاغذ

یاد آئین جو وہ آنکھین دم تحریر ہمین ۔ اسقدر روئے کہ اشکون سے ہوا تر کاغذ

نہین بنتے ہین وہ اخبار بھی اس قسم سے اب ۔ اسمین بھیجا نہو عشاق نے رکھکر کاغذ

تیری خوشبو سے بدن کی جو صفت لکھی ہے ۔ شاخ صندل مرا خامہ ہے معطر کاغذ

نامہ اُس قاتل عالم کو لکھون مین بھی ضرور
ہاتھ آئے جو ختائی مجھے صفدر کاغذ

ردیف راے مہملہ

حمد اے عالم رہِ رضا مین وہ دل وہ ہمت مجھے عطا کر
چھری کے نیچے گردن مین سجدہ قلم کے مانند سر جھکا کر

کہا تھا بلبل سے حال مین نے ترے ستم کا بہت چھپا کر
یہ کس نے انکو خبر سنائی کہ ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر

کبھی رکاوٹ کبھی کھنچاوٹ کبھی ہی جھڑکی کبھی ہی گالی
بُری بلاؤن مین مبتلا ہون مین اِن حسینون سے دل لگا کر

مگر وہ سمجھے ہین شمع مجکو کہ کشتہ کرتے ہین وصل کی شب
جلا جلا کر بجھا بجھا کر رُلا رُلا کر گھلا گھلا کر

بلند تیغ نگاہ قاتل ذرا جو ہو جاے قتلگہ مین
زمین پہ خورشید و ماہ لوٹین برنگ بسمل فلک سے آکر

مریض درد فراق ہون مین کمال مرنے کی ہی تمنا
ملے جو کوئی فقیر کامل کہون کہ حق مین مرے دعا کر

مرے جنازے کو اُنکے کوچے مین ناحق احباب لیکے آئے
نگاہ حسرت سے دیکھتے ہین وہ رخ سے پردہ اُٹھا اُٹھا کر

فغان بکا آہ نالہ زاری یہی رہے شغل روز اے دل
یہ عاشقون کا ہی نیچگانہ قضا نہ کر اِسکو تو ادا کر

نماز مین بھی ہی فکر دنیا کدھر ہی تیرا خیال صفدر
خدا پرستی مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر

کہا تھا کیا مجھ سے یاد ہی کچھ یہ کہ کے پھرنا ذرا حیا کر

ضرور دل مین فساد ہی کچھ یہ ظلم ظالم خدا اخدا کر

عجیب دنیا کا حال دیکھا کہ جسکا جاہ و جلال دیکھا
اُسی کو پھر خستہ حال دیکھا بگاڑتے ہین وہی بنا کر

ہمیشہ کی جنکی خیر خواہی وہی ہوئے درپئے تباہی
مقام انصاف ہی الٰہی تبون مین اور مجھ مین فیصلا کر

سحر ہی نزدیک شب ہی آخر سرا سے چلتے ہین ہم مسافر
جنھین ہی ملنا وہ سب ہون حاضر جرس سے کہدے کوئی صدا کر

کیا تھا قاصد جو مین نے راہی گذر گئی اُسپہ کیا تباہی
پھرا نہ اتبک وہ یا الٰہی گلی مین اُس فتنہ گر کی جا کر

کڑی اُٹھاتا ہون بے تکلف نہین ہی صفدر مجھے تاسف
زبان سے مین کبھی کہون اُف یہ مجھ سے ہوگا خدا خدا کر

بعد فنا ہین داغ محبت بہار پر
لالہ کھلا ہوا ہی ہمارے مزار پر

جوبن عجب شباب مین ہی روئے یار پر
فصل بہار مین یہ چمن ہی بہار پر

کھایا ہی زہر سبزۂ رخسار یار پر
چادر بھی سبز چاہیے میرے مزار پر

نوشاہ کی طرح سے چمن ہی سجا ہوا
کیا جوبن آجکل ہی عروس بہار پر

لاغر ہوئی قفس مین یہانتک نوے عندلیب
دو چار استخوان رہے دو تین چار پر

کشتے نگاہ شوخ کے ہین کچھ عجب نہین
بجلی جلائے شمع ہمارے مزار پر

منظور تھا جو اُسکی سواری کا دیکھنا
شل کلیم چڑھ گئے ہم کوہسار پر

ای چرخ یہ بھی ہر کوئی انصاف کی روش
یہ بارش بلا مری مشت غبار پر

مین نے کہا جو اُنسے کہ شب کو یہین رہو
آنکھین چڑھا کے بولے کہ کس اعتبار پر

مین نامور ہون نام کی کافی ہر روشنی
حاجت نہین چراغ کی اپنے مزار پر

صفدر رگڑ گئی خندۂ گل کی اُسی پہ برق
بلبل کا آشیانہ ہر جس شاخسار پر

حسینان جہان تھے مر رہے کیا کیا اُسکے جوبن پر
حیا پہ حور قربان ہی پری صدقے ہی چتون پر

یہ کہتا ہی نظر پڑتی ہی جسکی اُسکی چتون پر
یہ بجلی کوند کر یارب گری کسکے خرمن پر

سراپا سے کسی کے قدرت خالق نمایان ہی
ازل سے لوٹ ہی برق تجلی روئے روشن پر

رہی بہر حمی قاتل نہ خنجر دست قاتل مین
قیامت تک مگر احسان ہی اس بسمل کی گردن پر

مین ایسے صاحب عصمت پری پیکر کا عاشق ہون
نمازین پڑھتی ہین حوریں ہمیشہ جسکے دامن پر

ہجوم خلق ہی لازم جہان ہو حسن کا جلوہ
فدا ہوتے ہین پروانے ہزارون شمع روشن پر

جنون کے جوش مین افسوس اتنا بھی نہ سمجھا مین
کہ ہاتھ اپنے گریبان پر پڑا یا اُسکے دامن پر

الٰہی کون رشک ماہ اسمین جلوہ فرما ہی
شعاع مہر تابان کا گمان ہی آج چلمن پر

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ہر طرف دیکھا
بہت روئے گئے جسوقت ہم صفدر کے مدفن پر

ہوئے دیوانے اہل بزم کیا کیا اُسکے جوبن پر
گریبان چاک تھا کوئی کسی کا ہاتھ دامن پر

گریبان چاک کیا گل ہو رخسار روشن پر
الٰہی صورت شاخ شکستہ خشک ہو جائے
قدم رکھتے ہی وہ بازار کو مقتل بناتا ہی
بیابان جنون مین تھا مین ایسا کشتۂ بیکس
نہ پوچھو کسطرح کاٹی ہی راہ الفت مژگان
پس مردن بھی تُربِ مردہ دلی کا ہی اثر اتنا
صنمخانہ کی انکی صحبتین دلکش جو یاد آئین
بلاؤ وحشیو صحرا سے اب سیر چمن دیکھو

بسنی برگ حنا کیطرح نرگس اُسکی چتون پر
مزہ جو ہاتھ لوٹے بوجھ ڈالے انکی گردن پر
چھری چلتی ہین تیغین کھنچتی ہین کافر کی چتون پر
بگولے بھی نہ آئے خاک اُڑانے میرے مدفن پر
اُٹھایا پانُون نشتر سے تو رکھا مین نے سوزن پر
کہ مرجھا جاتے ہین گل رکھتے رکھتے میرے مدفن پر
بہت رد یا مین رات آواز ناقوس برہمن پر
بہار آمد گل مین عجب عالم ہی گلشن پر

تکلف سے نہین خالی ہی لٹ اُس زلف مشکین کی
کہ مسکن طائر بو کا ہی صفدر اِس نشیمن پر

رکھدیا سر کو تیغ قاتل پر
آنکھ جب بسملون مین اونچی ہو
کون واماندہ رہگیا پیچھے
ایک دم بھی تڑپ سے چین نہین
اور اِک تیر تاک کر مارا
اِسقدر خاک اُڑا نہ اِی مجنون
اُنکی ترچھی نگاہین آفت ہین

ہم گرے بھی تو جا کے منزل پر
سر گرے کٹ کے پائے قاتل پر
کچھ اداسی ہی آج منزل پر
دیکھ لو ہاتھ رکھکے تم دل پر
رحم آیا انھین جو بسمل پر
گرد اُڑ کر پڑے نہ محمل پر
برچھیان پڑتی ہین مرے دل پر

تجھپر ای گل نثار ہونے کو
تو لے بیٹھے ہین سب عنادل پر
ہم سے وحشی کہان نہ مانے ہین
ہر گمان زلف کا سلاسل پر
پھول ہنستے ہین شمع روتی ہر
رات بھر حال اہل محفل پر
جب گذرتے ہین وہ ادھر صفدر
کیا کہون کیا گذرتی ہر دل پر

بس گیا دل انکی آرائش کا سامان دیکھکر
لب پہ مسی دیکھکر ماتھے پہ افشان دیکھکر

ہم کہان پھر یہ تماشا باغ ہستی کا کہان
چار دن خوش ہو چلے سیر گلستان دیکھکر

سرو کو دیکھا تو آیا قد موزون کا خیال
روے جانان یاد آیا گل کو خندان دیکھکر

دیکھتا ہون جسطرف پاتا ہون عالم نور کا
آج اٹھا تھا مین کسی کا روے تابان دیکھکر

وصل مین اِس دیدۂ تر نے بڑا احسان کیا
ہنس پڑے بے ساختہ وہ مجھکو گریان دیکھکر

سوز دل چھالا نہ ڈالے پاے نازک مین کہین
پانون رکھو میرے سینے پر مری جان دیکھکر

نیند آتی ہر جو گیسو کے تصور مین کبھی
چونک چونک اٹھتے ہین ہم خواب پریشان دیکھکر

اتفاقاً لیگئی عبرت جو تکیے کی طرف
خواہشین سب مٹ گئین گور غریبان دیکھکر

روز محشر کسکے کوچے کی فضا یاد آگئی
پھر پڑا مین وہین سے باغ رضوان دیکھکر

پوچھ ای واعظ نہ ہمسے عشق کی افتاد کو
پانون پھسلا گر پڑے چاہ زنخدان دیکھکر

کیا رفوگر پر ہمارا رعب وحشت چھا گیا
ہاتھ تھرانے لگے چاک گریبان دیکھکر

حوصلے سے حوصلے تھے دلولے سے دلولے
آج وہ سب مٹ گئے گور غریبان دیکھکر

دیر مین کعبے مین کچھ آیا نہ اے صفدر نظر
گھر مین پھر آبیٹھے ہم یان دیکھکر وان دیکھکر

روز ہنستا ہی برنگ گل مری فریاد پر
ایکدن بجلی گریگی خانۂ صیاد پر

باغبان بیرحم گل بیدرد گلچین بیوفا
پھٹ پڑا ہی آسمان مجھ خانمان برباد پر

مین جو روتا ہون تو ہنس ہنسکر یہ کہتا ہی وہ شوخ
قہقہے اڑتے ہین ایسی بے اثر فریاد پر

رنج دنیا خوف عقبیٰ جور بت فکر معاش
یہ مصیبت ایک مشت خاک بے بنیاد پر

باغ مین آکر فریب سرو یہ رفتار ناز
یہ جفائین اے سہی قد بندۂ آزاد پر

زیر خنجر کی نگاہ یاس ایسی وقت قتل
تیغ گویا بٹھے رکھدی گردن جلاد پر

ہم تو جب جانین کہ ہر نالے مین تیرے کچھ اثر
باغبان کا دل دکھے بلبل تری فریاد پر

آب و دانہ روز دیتا ہی قفس مین بے طلب
ختم ہی مہمان نوازی بلبلو صیاد پر

یان جدا سر ہو گیا کھنچنے نہ پائی تیغ وان
چلنے دیے ہم رکھگئے احسان گردن جلاد پر

باغبان سنتا نہین نالے تو کیا پروا تجھے
گل گریبان چاک ہین بلبل تری فریاد پر

تھکگئے ہین دست نازک تاکجا تیغ افگنی
اب ترحم بسملون کو چاہیے جلاد پر

سخت دل وہ کی بعد مرنیکے بھی ہم مٹی خراب
کوئی رونے کو نہ آیا کشتۂ فولاد پر

شوق کہتے ہین اسے اڑ جائین وہ بھی ہو کے باغ
پھینکدے جو بلبلون کے کاٹ کر صیاد پر

موت کو ڈھونڈھا بہت لیکن نپایا کچھ پتا
جی مین آتا ہی کہ جا بیٹھون در جلاد پر

مرتے مرتے بھی وہی صفدر رہا نظارہ کا شوق

تیغ گردن پر نظر ہی حیدرؔ کہ جلاد پر

ہنستے ہین اکثر مری بیتابی دل دیکھکر
کیا خوشی ہوتی ہی انکو رقص بسمل دیکھکر

دم پھڑک جاتا ہی خنجر کا مرا دل دیکھکر
لوٹ جاتا ہی اسے بسمل کو قاتل دیکھکر

شمع رو اسکو بنایا جس سے روشن ہو جہان
ہمکو پروانہ کیا جلنے کے قابل دیکھکر

خاک جسکی راہ مین ہو وہ کرے مٹی عزیز
جان دینا چاہیے جلاد کا دل دیکھکر

وقت راحت جب قریب آیا مصیبت بڑھ گئی
آگئی کشتی بھنور مین روے ساحل دیکھکر

بیچ مین وہ دلربا تھا دونون پہلو مین رقیب
ہم پھر آئے دور ہی سے رنگ محفل دیکھکر

سوجھتی ہی مجکو الٹی اشتیاق قتل مین
دیکھتا ہون ماہ نو شمشیر قاتل دیکھکر

رو دیا قاتل نے جب دیکھی مرے دلکی تڑپ
جاے خنجر آہ کھینچی سوے بسمل دیکھکر

قصد جلنے کا ہی مقتل مین مبارک ہو مگر
اک ذرا اپنا پرایا تیغ قاتل دیکھکر

یہ دل ناکام اول ہی سے تھا دقت پسند
عشق اسنے لے لیا مشکل سے مشکل دیکھکر

غیر وحدت عالم کثرت نہ تھا مجکو پسند
باغ سے بھاگا مین انبوہ عنادل دیکھکر

قاسم روز ازل بھی تھا بڑا مردم شناس
عشق صفدرؔ کو دیا مشکل سے مشکل دیکھکر

نظر پڑ جاے سعدی کی جو اسکے روے تابان پر
گلستان بوستان دونو نکو رکھدین طاق نسیان پر

ہوا سے آگئے گیسوے رخ رنگین جانان پر
گھٹائین کالی کالی چھا گئین کیسی گلستان پر

گداے در ترے مغرور رہتے ہین اے شہ خوبی
قدم رکھتے نہین ٹھوکر سے بھی تخت سلیمان پر

دل گم گشتہ کا مجکو اگر غم ہی تو تعجب کیا — گران تھی کسقدر یوسف کی فرقت پیر کنعان پر

زمانہ الحذر مانگے نہ کیونکر میرے رونے سے — تلاطم پر تلاطم ہی عجب طوفان ہی طوفان پر

ترے جانباز اے قاتل یہ مشتاق شہادت تھے — نہ جو دا کر گلے رکھ رکھ دیے شمشیر بران پر

بہت دیوانے ہین لیکن جنون کو ربط ہی مجھ سے — اٹھا جسوقت ہاتھ اسکا پڑا میرے گریبان پر

حسینونکی شرارت ہو نہ کیونکر باعث نفرت — نہ دیکھا فاختہ کا آشیان سرو چراغان پر

لگائی آگ کس وحشی کے نالونے یہ صحرا مین — گمان سرو چراغان کا ہی ہر نخل مغیلان پر

ملے جب خاک مین مظلوم تب ظالم کو رحم آیا — چڑھائی چادر مہ چرخ نے گور غریبان پر

بنایا ہی گلستان داغ کی کثرت نے سینے کو — گمان کوچہ گلزار ہی چاک گریبان پر

خبر آئی نہین مدت سے کچھ یاران رفتہ کی — ذرا اے بیکسی لے چل مجھے گور غریبان پر

ملا لعل لب جانان کا بوسہ ہمکو اے صفدر — عمل تقدیر سے اپنا ہوا شہر بدخشان پر

ہجر مین نیند آئے کیا اے ماہ پیکر رات بھر — تیری دوری سے گنا کرتا ہون اختر رات بھر

زلف و رخ کا یار کے ہر دم جو رہتا ہی خیال — لوٹتا ہی دل مرے سینے مین دن بھر رات بھر

شام سے بھولی نہ اکدم صبح تک مژگانکی یاد — تھا گلا دل کا ہمارے اور خنجر رات بھر

وصل کی شب صبح تک سویا مین کس آرام سے — تکیہ ہی زانوے جانان پر رہا سر رات بھر

دل فغان کرتا تھا فریادی تھی فرقت مین زبان — میرے گھر برپا رہا محشر سا محشر رات بھر

فرقت ساقی مین کیا بزم طرب برہم رہی — شیشے پر شیشے گرے ساغر پہ ساغر رات بھر

اٹھنے دیتی تھی کب بیتابی دل ہجر مین
کوے جانان مین لگائے مین نے چکر رات بھر

کیا کہون کسطرح گذری ہجر کی شب بزم مین
شمع کے ہمراہ مین رویا ہون صفدر رات بھر

عدم کو کیون نہ مین ہستی سے جاؤن سرخرو ہو کر
اگر دل پہونچا ہے تر دست حنائی تک لہو ہو کر

مدد لازم ہے اے دست جنون اب جوش وحشت مین
گریبان تنگ کرتا ہے مجھے طوق گلو ہو کر

جو اس مہ کو شب مہتاب مین ہو شوق مینخواری
قمر آئے قدح بنکر فلک آئے سبو ہو کر

پڑے احباب اگر میرے اُنکے درمیان ہمدم
مگر مطلب نہ نکلا رہ گئی کچھ گفتگو ہو کر

نقاب اُٹھوا اگر رخ سے دم گلگشت گلشن مین
تو گل ہوون ایسے شرمندہ کہ رنگ اُڑ جائے بو ہو کر

کسیکی بات کب سنتے ہین میکش جوش مستی مین
نصیحت کو جو آنکلا گیا بے آبرو ہو کر

تری آنکھونکی شوخی قضا بنکر جاتی ہے نظرون مین
نکلتا ہے کوئی آہو جو میرے روبرو ہو کر

کبھی کے ابروے پرخم کا نظارہ میسر ہو
دعا مسجد مین کرتا ہون یہ اکثر قبلہ رو ہو کر

عبث تکلیف کرتا ہے رفوگر جوش وحشت مین
گریبان چاک ہو سکتا نہین کیا پھر رفو ہو کر

جگہ حور جنان کو کیا تعجب ہے کہ مل جائے
مرے دلمین اگر آئے کسی کی آرزو ہو کر

تھکانا کیا نہین ملتا ہے غم کو دونون عالم مین
کہ میرے دل مین آتا ہے یہ صفدر چارسو ہو کر

آنکھ کسکی چہرے کو آئی دیکھکر
روتی ہے جسکو خدائی دیکھکر

شاخ گل نے سر جھکایا شرم سے
آپ کی نازک کلائی دیکھکر

ٹوٹتی ہے خود دستِ متقل قضا
دست قاتل کی صفائی دیکھکر

کچھ رسا ہوتی چلی ہے اپنی فکر
تیری زلفون کی رسائی دیکھکر

بحر مین ہے دست مرجان آب آب
پنجۂ دست حنائی دیکھکر

مین تو کیا آئینہ بھی سکتے مین ہے
اُسکے عارض کی صفائی دیکھکر

تم وہ ہو جسکو کہ موسیٰ کی طرح
غش ہوئی ساری خدائی دیکھکر

آئنے مین آپ کا ہمسر بھی ہے
کیجیے اب خود نمائی دیکھکر

کیا کرین صفدر بتون سے اتحاد
بیوفائی کج ادائی دیکھکر

قاتل رُکا جو حسرت بسمل کو دیکھکر
بسمل تڑپ گیا رخ قاتل کو دیکھکر

قاتل ہے میرے قتل سے غمناک وقت قتل
مین شاد شاد چہرۂ قاتل کو دیکھکر

رونق ہے مجھ سے بزم کی لیکن برنگ شمع
روتا ہون بے ثباتی محفل کو دیکھکر

رکھا تو پانون مین نے رہ عشق مین مگر
جی کانپتا ہے دوری منزل کو دیکھکر

گل کیطرف چمن مین بڑھایا تو مین نے ہاتھ
پر رک رہا قریب عنادل کو دیکھکر

زندان مین میرے ہو جو گذر قیس کا کبھی
جی چھوٹ جاے طوق و سلاسل کو دیکھکر

قاتل نہ تیرے پانون مین پڑجائین آبلے
سینے پہ رکھو قدم تپش دل کو دیکھکر

تنگ ہے گدا کے بھیس مین عاشق نہو کوئی
دیتے ہین وہ جواب بھی سائل کو دیکھکر

حسرت سے دونون عشق مین رونے لگے ذرا
دل مجکو دیکھ دیکھ کے مین دل کو دیکھکر

منصور وقت کہتے ہین صفدر کو آپ کیون
انصاف کیجیے حق و باطل کو دیکھکر

صفدر رتبون سے چاہ کو مانع نہین کوئی
دل دو مگر کسی کے ذرا دل کو دیکھکر

ردیف راے ثقیلہ

چل عندلیب دام مین صحن چمن کو چھوڑ
ہی عنقریب فصل خزان اب وطن کو چھوڑ

دنیا و دین حصول ہون دونون محال ہی
ای دل بگاڑ شیخ سے یا برہمن کو چھوڑ

اُلجھے ہوے ہین سیکڑون دل بال بال مین
آہستہ اپنی زلف شکن در شکن کو چھوڑ

اچھی نہین ہر ایک سخن مین نہین نہین
ہان ہان نہ کہہ بلا سے مگر اس سخن کو چھوڑ

کر رحم میرے ضعف پر ای پنجہ جنون
ٹکڑا کوئی لباس مین میرے کفن کا چھوڑ

گیسو سنوار منہدی لگا دیکھ آئنہ
ہان ای پری خدا کے لیے سادہ پن کو چھوڑ

منعم کے حق مین دولت دنیا ہی سم مگر
دو طعا فدا ہی کون کہے اس وطن کو چھوڑ

ہستی بہت خراب ہی غافل عدم ہی خوب
اُس انجمن کا قصد کر اس انجمن کو چھوڑ

مومن وہی ہی جسمین ہی خلق محمدی
صفدر غرور خوب نہین ما و من کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

یہ شیشہ یہ سبو ہی یہ پیمانہ چند روز
ہی میہمان رونق میخانہ چند روز

گل پر کبھی فدا ہون کبھی شمع پر نثار
بلبل ہون چند روز تو پروانہ چند روز

ای موسم بہار تو اتنا قیام کر
حسرت نکال لے کوئی دیوانہ چند روز

گیسو پہ تھا فدا کبھی رخسار پر یہ دل
آئینہ چند روز رہا شانہ چند روز

دورِ فلک رہیگا موافق نہ عمر بھر
ساقی کھلا رہے درِ میخانہ چند روز

پھڑکا نہ دم جہان مین مرا کِس حسین پر
کِس شمع پر رہا نہ مین پروانہ چند روز

مہمان یہین رہو اگر آئے مزاج مین
سمجھو تم اپنا گھر مرا کاشانہ چند روز

یارب جنون وہ دے کہ رہے تا دمِ حیات
کیا لطف ہی رہا جو مین دیوانہ چند روز

معلوم برہمن کو ہین سب بتون کا حال
ہم بھی رہے ہین ساکن بتخانہ چند روز

پریون کے جھگڑے تھے مرے دل مین تا شباب
یہ گھر کبھی رہ چکا ہی پریخانہ چند روز

شیشے کو ہی بقا نہ یہان جام کو ثبات
چلتا ہی بزم عیش مین پیمانہ چند روز

پھر ہم کہان یہ دیر کہان لو لے کہان
آباد اِن بتون سے ہی بتخانہ چند روز

ہشیار پا کے ہمکو ستاتے ہین آشنا
ہی جی مین رہیے آپ سے بیگانہ چند روز

صفدر وہ شوخ کتنا تلون مزاج ہی
اپنا ہی چند روز تو بیگانہ چند روز

کیونکر اُٹھا سکے کوئی اُس دلربا کے ناز
آفت کے غمزے قہر کے عشوے بلا کے ناز

بلبل کی جان پر ہین ہزارون مصیبتین
گل کے ستم سہے کہ اُٹھائے صبا کے ناز

سہ سہ کے ظلم اور اُنھین کردیا شریر
پچھتا رہے ہین بیٹھے ہوئے ہم اُٹھا کے ناز

یہ کھنچ کے رک گئی ہی وہ آتی نہین قریب
غمزے اُٹھاؤن تیغ کے مین یا قضا کے ناز

خون شہید ناز کا کیونکر اُٹھائے یار	جس دست نازنین سے نہ اُٹھین حنا کے ناز
ہرچند جان زار ملی اپنی خاک مین	ابتک وہی ہین ناز پہ اُس دلربا کے ناز
بل کر رہا ہی سنبل پیچان جو باغ مین	سیکھے ہین اسنے بھی تری زلف دوتا کے ناز
آگے ترے کرشمون نے ای کعبۂ جمال	بالاے طاق رہ گئے ہر دلربا کے ناز
کیا غم گلے پہ رک کے جو چلتی ہی تیغ یار	اہل وفا اُٹھاتے ہین اہل جفا کے ناز
خوش بھی یہی کریگا خفا ہی تو کیا ہوا	آنکھون پہ ہین مری اُس دل درد آشنا کے ناز

صفدر کہین وہ پھیر لین مسکرا کے منھ
اُٹھین فرش سے جو ساتھ ہون شرم و حیا کے ناز

یہ تمنا ہی تڑپیے مثل بسمل چند روز	دیکھیے ناز و ادا سے تیغ قاتل چند روز
پھر بہار آئی جنون پھر سلسلہ جنبان ہوا	پھر رہیگا کوبکو شور سلاسل چند روز
شوخون کو ہی عبث حسن دو روزہ پہ غرور	چرخ پر رہتا ہی اکثر ماہ کامل چند روز
اب کچھ اُنکی خبر مجکو نہ کچھ میری اُنھین	آئینہ مائل مین رہا وہ مجھپہ مائل چند روز
ہون تہون سے مین بھی خاطر خواہ بدلا ظالم کا	یا خدا اُنکا سا ہو جاے مرا دل چند روز
سر پہ ہی فصل خزان دو چار دن کی ہی بہار	چہچہے کر لین گلستان مین عنادل چند روز
صفحۂ ہستی غلط آخر فنا نقش وجود	ایک کا ہی دوسرا ضد مقابل چند روز
چشم جوہر سے بہایا میرے ماتم مین لہو	قتل کرکے روئی مجکو تیغ قاتل چند روز
قصد ہی اب کوے جانان مین نجانا چاہیے	ہی مناسب امتحان طاقت دل چند روز

دور ہی ہر چند کوے یار برای شوق دل　　اور چلنا چاہیے منزل بمنزل چند روز

آجکل صفدر بہت تیغ نگہ کی دھوم ہر
ہم بھی ہو کر دیکھیں قاتل پہ مائل چند روز

کب تجھے یہ کسی آئنہ رخسار کے انداز　　سیکھے ہین حسینون نے مرے یار کے انداز

معشوق تو ہین بھی سب نہین رکھتے ہین سلیقہ　　البتہ پسند آتے ہین دو چار کے انداز

گر آج قضا سے وہ بچا کل نہ بچیگا　　بگڑے ہوے کچھ ہین ترے بیمار کے انداز

بہکی ہوئی باتین ہین جو ہر وقت زبان پر　　کیا تمنے اڑائے کسی میخوار کے انداز

تھی کبک کی یہ چال نہ طاؤس کی یہ چال　　دونون نے اڑائے تری رفتار کے انداز

اورون سے جو ہو گرم سخن ہمکو سنا کر　　ہم خوب سمجھتے ہین یہ گفتار کے انداز

دل خاک لگے قاف و جہان ہین مرا صفدر
پریون مین نہ حورون مین مرے یار کے انداز

ردیف سین مہملہ

پہونچون کہین مین اس بت غنچہ دہن کے پاس　　لیجاے عندلیب کو قسمت چمن کے پاس

شکر خدا کہ سنتے ہین آواز ہمصفیر　　صیاد کا مکان ہی صحن چمن کے پاس

آئینہ سامنے ہی ذرا خوب دیکھیے　　ایک اور انجمن بھی ہی اس انجمن کے پاس

جسوقت دونون گالون پر اسکے نظر پڑی　　سمجھے یہ ہم شگفتہ چمن ہی چمن کے پاس

آئی بکھر کے زلف جو رخسار یار پر　　ثابت ہوا ہمین کہ حلب ہی ختن کے پاس

نازک بہت ہے آپ کو اسکا رہے خیال
دل چھوڑتا ہون زلف شکن در شکن کے پاس

کیسی حیا کہان کا تکلف وصال مین
لب ہو قریب لب کے دہن ہو دہن کے پاس

ایسی ہے زیر خنجر قاتل مجھے خوشی
دوڑا ہو شاد جیسے ہو نکلکر وطن کے پاس

دام بلا مین کیون نہ پھنسین عاشقون کے دل
تعویذ جب ہے زلف شکن در شکن کے پاس

صفدر یہی دعا ہے خدائے کریم سے
تربت ہو میری روضۂ شاہ زمن کے پاس

یارب ہے وصل یار پریزاد کی ہوس
نکلے کبھی تو اس دل ناشاد کی ہوس

اُس گل کے اشتیاق مین آئے عدم سے ہم
کب تھی بہار گلشن ایجاد کی ہوس

آرام سے تھے کیا ہمین مقتل سے کام تھا
لائی نظارۂ رخ جلاد کی ہوس

بلبل چمن سے اُڑ گئی گل بھی ہوا ہوئے
گلچین کی آرزو رہی صیاد کی ہوس

ہم کیا سمجھ کے کوہکنی عشق مین کرین
نکلی کبھی نہ خاطر فرہاد کی ہوس

یاران رفتہ سے ہو ملاقات بعد مرگ
ہے اسلیے ہمین عدم آباد کی ہوس

دلکو ہے شوق قامت و رخسار یار کا
کب ہے نظارۂ گل و شمشاد کی ہوس

نشتر جنون مین خار رہی زنجیر پا ہے ضعف
فصاد کی ہوس ہے نہ حداد کی ہوس

مشکل تو سانس لینی بھی ہے فرط ضعف سے
صفدر رہے ہم کو نالہ و فریاد کی ہوس

داغ وحشت سے میرے ہوتے ہین نمایان سر برس
گل کھلاتی ہے نئے فصل بہاران سر برس

بیڑیوں پر بیڑیاں پڑتی ہیں اپنے پانوں میں
طوق اک منت کا بڑھتا ہی اگروان ہر برس

فصل گل میں جام مے بنتے ہیں گل غنچے سبو
بادہ خواری کا مرے ہوتا ہی ساماں ہر برس

سال جب گذرا مرے دل میں نئے چھالے پڑے
جیسے لاتے ہیں ثمر نخل گلستاں ہر برس

ہم میں اور نخل گلستاں میں فقط اتنا ہی فرق
وہ خزاں میں فصل گل میں ہم ہیں عریاں ہر برس

وہ پہنتے ہیں نئی پوشاک ہر نوروز میں
قتل کا میرے نیا ہوتا ہی ساماں ہر برس

عمر بڑھنے سے ہیں خوش اتنا نہیں دل میں خیال
ہوتے جاتے ہیں قریب مرگ انساں ہر برس

کوچۂ قاتل میں یوں اپنا گذر ہی گاہ گاہ
عیدگہ میں جاتے ہیں جیسے مسلماں ہر برس

سال بھر چلتی ہی تیغ ناز اُس سفاک کی
سیکڑوں بنجاتے ہیں گنج شہیداں ہر برس

کل تلک سبزہ گل تھا آج یاں اُڑتی ہی خاک
رنگ نیرنگی دکھاتا ہی گلستاں ہر برس

اِس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب
چاہیے صفدر غم شاہ شہیداں ہر برس

ردیف شین معجمہ

کبھی تمھاری تو ہوتی نہ تھی زباں خاموش
یہ آج کیا ہی کہ بیٹھے ہو میری جان خاموش

ہر ابتدائے محبت مجھے تمیز نہیں
کہاں کلام کروں میں ہوں کہاں خاموش

یہ بے سبب نہیں سنسان خانۂ زنداں
ہیں غش میں ہوں مرے پانو کی بیڑیاں خاموش

چمن سے رخصت فصل بہار ہی شاید
اُداس بیٹھی ہی بلبل تو باغباں خاموش

قضا تو کیا ہی کہ دم مار دے گے قاتل سے
زبان تیغ کی ہی وقت امتحان خاموش

ہمین ہی شہر خموشان فراق مین عالم — زمین ساری ہی سنسان آسمان خاموش

گیا چمن سے الٰہی یہ کون سرو روان — کہ آج سر دبہ بیٹھی ہین قمریان خاموش

کسی نے لی نہ خبر میری بزم جانان مین — تمام رات جلا ہون مین شمع سان خاموش

گیا جو قصد کہ قاتل سے کچھ کہے دم قتل — تڑپ کے دل نے صدا دی کہ اے زبان خاموش

یہ دیکھتا ہی وہ قاتل کہ سرفروش ہی کون — کھڑا ہی تیغ لیے بہر امتحان خاموش

شب وصال کی صحبت بھی بزم حیرت تھی — مین بیزبان تو چپ تھا وہ بیدہان خاموش

یہ اضطراب و تعلی نالہ و فغان کب تک — ٹھہر بس اے دل بیتاب اے زبان خاموش

جہان کے چپ ہوا صفدر تو بولے روح الامین — مین سن رہا ہون نہو میرے خوش بیان خاموش

یار کو ہی شراب کی خواہش — ہم کو ہی آفتاب کی خواہش

ہی رخ بے نقاب کی خواہش — کیا کرون آفتاب کی خواہش

ایک دن خاک مین ملائیگی — دل خانہ خراب کی خواہش

وصل مین چھیڑتے ہین ہم انکو — لطف مین ہی عتاب کی خواہش

مجکو شوق نظارۂ رخسار — آپ کو ہی نقاب کی خواہش

آئے آغوش مین سمٹ کر بحر — ہی یہ ہر دم حباب کی خواہش

دختر رز کو تاکتا ہی شیخ — پیر کو ہی شباب کی خواہش

پردے پردے مین قتل ہو عالم — ہی یہ انکے نقاب کی خواہش

مجکو تڑپا کے مار ڈالے گی
دل پر اضطراب کی خواہش

پھیر بھی دیجیے دل بیتاب
دیکھ لی بس جناب کی خواہش

یہی دو خواہشین لی ہین ہمین
مے کی خواہش کباب کی خواہش

نامہ اُس شوخ کو بھیج جاے
نہین ہم کو جواب کی خواہش

دل سوزان مرا تو حاضر ہی
کیون ہی تم کو کباب کی خواہش

دیکھ سکتا ہی کون صورت مہر
کیون ہی اُنکو نقاب کی خواہش

مست ہون یاد چشم ساقی مین
نہین جام شراب کی خواہش

بوسہ مانگا تو بولے وہ ہنسکر
بس یہی تھی جناب کی خواہش

لے اُڑیگی نجف کو ای صفدر
روضۂ بوتراب کی خواہش

ہوئی اک خلق تم کو دیکھکر غش
ادھر مومن ہین غش کافر اُدھر غش

پس دیوار جانان شل سایہ
پڑے رہتے ہین ہم دو دو پہر غش

تم آئے بلبل و گل کی بن آئی
ادھر صیاد ہی گلچین اُدھر غش

جو برق چہرۂ جانان کو دیکھین
ابھی موسی کرین بار دگر غش

تپ فرقت سے یان تک بڑھگیا ضعف
ہمین رہنے لگا آٹھون پہر غش

لب و دندان پہ عاشق لعل و گوہر
رخ و گیسو پہ ہین شام و سحر غش

جواب نامہ لائے کون صفدر

اُسے دیکھا ہوا خود نامہ بر غش

ردیف صاد مہملہ

کسطرح کہون وصل کی تدبیر ہی ناقص
قسمت مری برگشتہ ہی تقدیر ہی ناقص

کچھ کند ہی ایسی کہ گلا کٹ نہین سکتا
ای قاتل عالم تری شمشیر ہی ناقص

وحشی ترا توڑیگا فقط زور جنون سے
یہ طوق ہی کمزور یہ زنجیر ہی ناقص

دن وصل کا آتا نہین جاتی نہین فرقت
گردش تری کیا ای فلکِ پیر ہی ناقص

کیا شعر کہے سست جو ہو شاعر کامل
ہی نقص مصور کا جو تصویر ہی ناقص

اکثر مرے گھر آکے وہ پھر جاتے ہین اُلٹے
شاید کچھ ابھی آہ کی تاثیر ہی ناقص

رک رک کے کہا حال دل اُسنے تو وہ بولے
لکنت ہی زبان مین تری تقریر ہی ناقص

زاہد نہ عبادت پہ ابھی ناز کر اتنا
سجدہ ترا ناقص تری تکبیر ہی ناقص

نامے کو مرے دیکھ کے قاصد سے وہ بولے
کیا خاک پڑھون مین کہ یہ تحریر ہی ناقص

ہر ذرہ ہلاتا ہی جوان خاک مین کیا کیا
کس درجہ مزاج فلک پیر ہی ناقص

بلبل نہین پھنسنے کی کوئی دام مین تیرے
صیاد ترے خواب کی تعبیر ہی ناقص

نفرت ہی مرے اشک مری آہ سے تجھکو
یہ آب و ہوا کیا بت بے پیر ہی ناقص

صفدر خط رخسارۂ جانان نہین اچھا
آئینے مین طوطی کی یہ تصویر ہی ناقص

کرتا ہی کام سارے جہان کا تمام رقص
رکھا ہی تمنے حشر خرامی کا نام رقص

دیکھین ترا جو ای صنم لالہ فام رقص
ہرگز کہین نہ اہل شریعت حرام رقص

قاتل کے دلمین شوق تماشے کا ہر دہی
بسمل ہوا تمام رہا ناتمام رقص

کس مست بادہ نوش کے آنیکی ہر خوشی
پھر پھر کے بزم مین جو کرتا ہر جام رقص

ایسی ہر آکے خانہ صیاد مین خوشی
طاؤس وار کرتے ہین مرغان دام رقص

ٹھنڈی ہوا ہر لطف شب ماہتاب ہر
کچھ دیر چلکے کیجیے بالاے بام رقص

دیکھیگا کون تیرا تماشا فراق مین
ای دل تڑپ تڑپ کے نہ کر صبح و شام رقص

صفدر ہزار شکر کہ گا کر مری غزل
کرتا ہر ناز سے وہ بت خوشخرام رقص

ردیف ضاد معجمہ

مکین گوشۂ عزلت ہون کیا جہان سے غرض
زمین سے مجکو نہ مطلب نہ آسمان سے غرض

حرم سے دیر سے مسجد سے میکدے سے صنم
تری طلب مین اُٹھا دی کہان کہان سے غرض

سجود کعبہ و بتخانہ سے ہر کیا مطلب
ہمارے سر کو ہر اُس سنگ آستان سے غرض

فقط تفاوت شاہ و گدا ہر حاجت سے
سب ایک سے ہین جو اُٹھ جاے درمیان سے غرض

ہین اب تو خانہ صیاد مین اسیر قفس
رہی نہ ہمکو چمن سے نہ آشیان سے غرض

مقیم کوچہ جانان ہون کہدو رضوان سے
یہین بہشت ہر کیا گلشن جنان سے غرض

شب فراق مین سنتا ہون داستان دلکی
فسانہ گو کی نہ حاجت نہ قصہ خوان سے غرض

کوئی خفا کوئی آزردہ ہو مگر دل کو
تڑپ سے آہ سے فریاد سے فغان سے غرض

کوئی یہ پوچھے کہ مقتل مین آئے کیون اغیار
فقط انھین تو ہی صفدر کے امتحان سے غرض

تم دوپٹے مین چھپاتے ہو جو ایجان عارض
صاف بنتے ہین چراغ تہ دامان عارض

دیکھے اُس بت کا اگر مہر درخشان عارض
شکل آئینہ رہے دیکھ کے حیران عارض

حق یہ ہے آپ سے کس کسکی دوا چاہون مین
سو مرض مین مجھے ای عیسیٔ دوران عارض

دو مہ نو ہین یہ دو ابروے خمدار نہین
کیون نہو چاند سے رتبے مین دو چندان عارض

دم الجھتا ہی مرا دیر سے تاریکی مین
چاند سا مجکو دکھا دو شب ہجران عارض

شمع کا نور کبھی فانوس مین چھپتا ہی کہین
کیا چھپاتے ہو حیا سے تہ دامان عارض

چشم بد دور نہین باغ سے کم باغ جمال
سرو قد زلف ہی سنبل گل خندان عارض

ہی یقین سعدی شیراز بھی دیکھین تو کہین
بوستان ایک ہی اور ایک گلستان عارض

روز روشن ہی شب تار نظر مین صفدر
کس ستمگر نے کیا زلف مین پنہان عارض

ردیف طاے مہملہ

یہ کہکے پھیر دیتا ہی قاصد کو یار خط
لونگا جو ایک مین وہ لکھینگے ہزار خط

سمجھونگا میرے خط کا جواب اُسنے اب لکھا
اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط

مضمون لکھے ہین عارض گلرنگ یار کے
دکھلائے کس طرح نہ چمن کی بہار خط

مکتوب ایک ہو تو وہ نازک ادا پڑھے
آتے ہین روز چار طرف سے ہزار خط

ٹکڑے ہیں میرے نامے کے میں جانتا ہوں خوب
قاصد نے مجکو لاکے دیے ہیں جو چار خط

سر پر میں اپنے رکھوں کہ آنکھوں پہ دوں جگہ
لایا ہی نامہ بر جو بس انتظار خط

جبریل بنکے آئے کہیں اسکا نامہ بر
نازل ہو مثل رحمت پروردگار خط

قاصد نے میرے خلق میں رسوا کیا مجھے
گھر گھر لیے پھرا صفت اشتہار خط

مضمون اشتیاق جو کچھ بھی رقم ہوا
دم بھر نہ لیگا ہاتھ میں میرے قرار خط

اسواسطے کہ ایک تو پہونچیگا یار تک
ڈالے ہیں لکھکے ڈاک میں میں نے ہزار خط

امید خط یار کی ہو کس طرح مجھے
لکھتا ہی کب گدا کو کوئی شہریار خط

صفدر رہی یہ بھی اک مری تقدیر کا لکھا
پڑھتے نہیں وہ دیکھتے ہیں بار بار خط

کیونکر بڑھاؤں اس بت نامہرباں سے ربط
مجھ سے بگاڑ اسکو ہی سارے جہاں سے ربط

مجھ زار کو ہی یار کے موے میاں سے ربط
ہو جیسے ناتوان کو کسی ناتواں سے ربط

گلشن میں عندلیب کا حافظ ہی اب خدا
صیاد کو زیادہ ہوا باغباں سے ربط

پائیں کسی طرح تو جگہ کوے یار میں
درباں سے دوستی ہو بڑھے پاسباں سے ربط

دلکو ہی میرے رشتہ جان اسلیے عزیز
ہی اسکو کچھ نہ کچھ ترے مو میاں سے ربط

کیا پیر خانقاہ سے حاجت روا ہوئی
دل میں ہی اب بڑھایئے پیر مغاں سے ربط

نفرت ہی اک ہمیں سے ہمیں ہیں گناہگار
ملتے ہیں سب سے انکو ہی سارے جہاں سے ربط

گردن میں طوق بنکے وہ شمشیر رہ گئی
حیران ہوں میں یہ دونوں میں آیا کہاں سے ربط

صفدر شب وصال مین کیا کیا مزے اُٹھے
لب کو تھا اُسکے لب سے زبانکو زبان سے ربط

ردیف ظاء معجمہ

صحبت بادہ ہے اِسوقت کہان یار لحاظ
مست ہم نشہ مین تم اتنو ہے دشوار لحاظ

شوق کہتا ہے شب وصل اُٹھا دو پردہ
ناز کہتا ہے کہ ٹوٹے نہ خبردار لحاظ

کونسی ہے وہ ادا جسمین نہین ہمکو حجاب
دم رفتار حیا ہے دم گفتار لحاظ

ابر ہی باغ ہے سبزہ ہے مے گلگون ہے
آج رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

ہاتھ پھیلا کے لپٹتے تو لپٹ ہی جاتے
سہل سی بات کو کر دیتا ہے دشوار لحاظ

کیا عجب پیر مغان کا بھی ادب پھر نہ کرین
نئی صحبت ہے ابھی کرتے ہین میخوار لحاظ

آپ کی چال سے پامال ہوے جاتے ہین
اپنے کشتون کا بھی رکھیے دم رفتار لحاظ

بڑھکے مقتل مین گلے سے جو لپٹ جاتی ہے
کچھ قضا کا بھی نہین کرتی ہے تلوار لحاظ

پوچھ مجھ سے سر محفل نہ تمنا میری
شرم کی بات ہے آئیگا تجھے یار لحاظ

خوش جو پاتا اُسے سب حال مرا کہدیتا
نامہ بر وقت یہ کرنا نہ خبردار لحاظ

آگے ہے عرش پلٹ پھونک چکی گردونکو
کچھ خدا کا بھی کر اے آہ شرربار لحاظ

حال دل یار سے سب چلکے کہو اے صفدر
اپنے عیسی سے نہین کرتے ہین بیمار لحاظ

چلا جو مین نہ کسی نے کہا خدا حافظ
غُرب مین بھول گئے آشنا خدا حافظ

ابھی تم آئے ابھی کہتے ہو کہ جاتے ہین
درست ٹھیک مناسب بجا خدا حافظ

چمن سے رخصت بلبل ہی گل ہین پژمردہ
چٹک کے دیتے ہین غنچے صدا خدا حافظ

دل اُسکے زلف کیجانب چلا تو ہمنے کہا
بلا کے منھ مین جو جاتا ہی جا خدا حافظ

جو آئے بھی مری بالین پہ وہ یہ کہکے گئے
بری بلا مین ہو تم مبتلا خدا حافظ

سوائے ترک ملاقات کیا مآل اِسکا
یہی جفا ہی تو اے بیوفا خدا حافظ

ہزار بار ہوے ہونگے تم سے ہم رخصت
کبھی نہ کبھو نکلے تمنے کہا خدا حافظ

یقین ہی چھوٹ کے ہم قافلہ سے رہ جائین
قدم قدم پہ ہی بانگ درا خدا حافظ

مٹا ہوا ہی عبث خوش قدونکی جانون پر
یہی چلن ہی تو صفدر ترا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

وہی نظر وہی چتون وہی ہی ساری وضع
اڑا لی قاف مین پریون نے بھی تمھاری وضع

مین ٹھیک ٹھیک بتا اُسکا دون تجھے قاصد
جو بھولی بھولی ہین باتین تو پیاری پیاری وضع

یہین تمکو دیکھ کے یوسف کو آج دیکھ آیا
یہی ہی شکل یہی دھج یہی ہی ساری وضع

کہان ہی ہم سا وفادار کوئی دنیا مین
ہمین پہ ختم ہی جو کچھ کہ ہی ہماری وضع

بدن چرا کے نکلتے ہین اب لجائے ہوئے
ہزار شکر کہ کچھ آپ نے سنواری وضع

تمام فتنے اُٹھائے ہوے ہین خیزن کے
نہ یہ روش ہی ہماری نہ یہ تمھاری وضع

شرابخانے مین پی پی کے شیخ مست ہوے
گیا وہ زہد مٹا اتقا سدھاری وضع

شراب رات کو پی دنکو روزہ دار رہے
خدا کا شکر کہ اچھی نبھی ہماری وضع

شرابخوار ہو چاہے نبے نماز گذار
ہر ایک شخص کی صفدر رہی اختیاری وضع

رکھتی ہی شاید کہ عشق عارض جانانہ شمع
سوز غم سے جل رہی ہی صورت پروانہ شمع

داغ کھاتے ہین ترے دلسوز جا ہین جہان
جلتی ہی یکسان میان کعبہ و بتخانہ شمع

ہون وہ میکش کچھ نہ سوجھا جوش مستی مین مجھے
جاکے مسجد سے اٹھا لایا سوے میخانہ شمع

ہی سحر نزدیک کرلے اب تو پروانون سے ربط
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

یون کبھی عاشق سے کوئی معشوق کرتا ہی سلوک
مرگ پروانہ ہی تیرا ناز معشوقانہ شمع

خستہ جانون کا کہان اب رہا ہے دوست کو خیال
کون لاتا ہی جلا کر جانب ویرانہ شمع

خط نکلنے سے کہان باقی رہا اب وہ فروغ
یاد آیا مر کہ تھا وہ چہرہ بے پروانہ شمع

دل جلون کا ہی وہی ہمدرد جو ہی دلجلا
تو مرا سن مین ترا شب بھر سنون افسانہ شمع

یاد رکھتا ہی کسی کو کون صفدر بعد مرگ
لائیگا اپنا نہ میری قبر پہ بیگانہ شمع

ردیف غین معجمہ

سینے سے کیون نہ آئے صدا ہاے داغ
داغ آشنائے دل ہی تو درد آشنا داغ

پہلو مین بعد وصل جو خالی ہی جاے داغ
دل ٹوٹتا ہی سینے مین کہ کھلکے ہاے داغ

کیا بیکسون سے پوچھتے ہو ماجراے داغ
اب کوئی دلنواز نہین ہی سواے داغ

لالے سے جا کے باغ مین ہمنے ملائے داغ
کیا موسم بہار مین یان کام آئے داغ

سینے کو میرے حق نے بنایا براے داغ
کہتے ہین دل جسے وہ ہے دوسراے داغ

دلکو مرے پسند ہے ایسی جفاے داغ
پھوٹا جو آبلہ ہوئی آواز ہاے داغ

اُٹھتی نہین ہے اب مرے دل سے جفاے داغ
انگارہ آگ کا کوئی رکھدے بجاے داغ

اے سوز عشق دے مرے دل کو روشنی
مہتاب آفتاب سے آنکھین ملاے داغ

دل سے کبھی بتون کی محبت نہ جائیگی
پتھر کا نقش ہے کوئی کیونکر مٹاے داغ

شدت ہوئی جو پیاس کی خون جگر پیا
بھوکے ہوے تو فرقت جانان مین کھاے داغ

تسکین دل جو ہجر مین کچھ بھی اسی سے ہے
سینے سے میرے ہاتھ نہ یارب اُٹھاے داغ

دو چار داغ لالۂ گلشن کو بھی ملے
باقی رہی نہ جب مرے سینے مین جاے داغ

دوڑاے گل سمجھ کے مرے دل پہ یار ہاتھ
چھوڑے نیا شگوفہ نیا گل کھلاے داغ

غمخوار جان زار جگر ہے نہ دل مرا
یہ آشناے درد ہے وہ آشناے داغ

بوسے ملے رقیب کو ہم جل کے رہگئے
پھول اُس کو ہاتھ آئے ہمین ہاتھ آئے داغ

بعد فنا بھی حق رفاقت ادا کیا
صفدر ہمیشہ یاد رہے گی وفاے داغ

پروا نہین جو عرش پہ ہے یار کا دماغ
ہے عرش سے بلند دل زار کا دماغ

ایسے ہین بیدماغ وہ سُنکر سوال وصل
اقرار کا دماغ نہ انکار کا دماغ

یون تیز تیز چل نہ گلستان مین اے نسیم
نازک بہت ہے بلبل گلزار کا دماغ

ای منکر و نکیر ہٹو میری قبر سے
بچتو تم اُس سے جسکو ہو تکرار کا دماغ

مُنھ سے لگائے غیر کے جھوٹی شراب کو
ایسا نہین ہی آپ کے میخوار کا دماغ

پھولون کے ڈھیر گرد ہین مطلق نظر نہین
دیکھو قفس مین مرغ گرفتار کا دماغ

چپکے سے نبض دیکھ کے اُٹھ جائین چارہ گر
کہدو بہت ضعیف ہی بیمار کا دماغ

دربار مین نہ یاد کیا کیجیے مجھے
مین خاکسار عرش پہ سرکار کا دماغ

یوسف کو کھوٹے دامون بھی لیتا نہین ہی مول
پہونچا کہان تمھارے خریدار کا دماغ

صفدر مین مدح ساقی کوثر سے مست ہون
کِس کو ہی وصف بادہ و خمار کا دماغ

حاصل ہی ہمکو کنج قفس مین فضاے باغ
دل باغ باغ آہ سرد ہی اپنی ہواے باغ

مر بھی چلے جو سرد چلی ہی ہواے باغ
ساقی گلابیون مین دکھا دے فضاے باغ

قسمت ملی ہی سبزۂ بیگانہ کی مجھے
باغ آشنا ہی مجھ سے نہ مین آشناے باغ

ہر روز کوے یار مین جاؤن نہ کس طرح
بلبل کا دل کہین نہین لگتا سواے باغ

مدت ہوئی کہ دام قفس مین پھنسے ہین ہم
اللہ ہی کہ پھر ہمین قسمت دکھاے باغ

لگتی ہی دل پہ تیر سی آواز عندلیب
مقتل ترے بغیر نظر کیون نہ آے باغ

آئے کبھی جو سیر چمن کو وہ رشک گل
ہو اسقدر خوشی کہ نہ پھولے سماے باغ

جو شیشہ ہی وہ سرد ہی جو جام ہی وہ گل
گلزار میکدہ ہی ہمین کوے جاے باغ

آنکھون سے خون بہا کے کھلاتے ہین تازہ گل
ڈالی ہی قید خانہ مین ہمنے بناے باغ

صیاد ایک شب نہین سنتا ہی داستان
بلبل بیان کس سے کرے ماجراے باغ

پھونکا ہی باغبانون نے بلبل کا آشیان
صفدر کہین نہ آہ سے وہ بھی جلاے باغ

ردیف فا

ہم جان دینے جاتے ہین یون بزم جانان کیطرف
پروانہ آئے جسطرح اڑکر چراغان کیطرف

تونے پھنسایا قید مین دیوانونکو ای بیخودی
جاتے تھے گلشن کیطرف آنکلے زندان کیطرف

بلبل ترے نالون مین ہو آتا تو وحشت کا اثر
گلچین گریبان پھاڑکر جاتے بیابان کیطرف

مجھ عشق مشرب کیطرف ای جان جا کوئی نہین
گیسو ہی ہندو کیطرف عارض مسلمان کیطرف

آنکھین اشارے کرتی ہین ہم مارلین تو باندھ لے
دلکو ہمارے دیکھکر اُس زلف پیچان کیطرف

ڈرتا ہون مین یہ زمین مر دے نہ سنکر ذبح ہون
تکبیر جاکر کہتے ہو گور غریبان کیطرف

نظارہ رخسار سے رویا جو مین مجبور تھا
آنکھین بھر آئین دیکھکر خورشید تابان کیطرف

فریاد میری ایک تو سنتا نہین ای گلبدن
ورنہ گلون کے کان ہین مرغ خوش الحان کیطرف

آنکھونکی الفت نے مجھے رہ اجل دکھلادیا
آہو لگاکر لیگئے شیر نیستان کی طرف

فصل گل آئی گل کھلے سُنکر قفس مین یہ خبر
ہوش اُڑ گئے دل کھنچ گیا اپنا گلستان کیطرف

بھولینگے صفدر خواب مین کوچہ نہ قاتل کا کبھی
جو مرد ہین سوتے ہین وہ منھ کرکے میدان کیطرف

ہونے دو باغبان ہی جو صیاد کیطرف
پھولون کے کان ہین مری فریاد کیطرف

پہونچی جو روح خلد مین کچھ دیکھ بھالکر
پھر آئی وان سے کوچۂ جلاد کیطرف

اُس گل کے دیکھنے کا نہوتا جو اشتیاق
آتا نہ کوئی گلشن ایجاد کی طرف

آنکھیں تو سوے برق تجلی ہین طور پر
دل ہی تمھارے حسن خداداد کیطرف

مشکل یہ ہی کہ قمری و بلبل ہین بحث پر
گل کیطرف مین ہو ون کہ شمشاد کیطرف

عیسی کے اشتیاق مین نکلے تھے گھر سے ہم
تقدیر لائی کوچۂ جلاد کی طرف

مشتاق ہو نہین قامت و رخسار یار کا
دیکھون نہ بھولکر گل و شمشاد کیطرف

مانع ہی ضبط ورنہ ارادہ اگر کرون
آجاے خود اثر مری فریاد کیطرف

غم ہو الم ہو درد ہو حسرت ہو یاس ہو
صفدر ہو کوئی اس دل ناشاد کیطرف

حال سے میرے تم ہو گیا واقف
ای بتو خوب ہی خدا واقف

کوچۂ عشق شاہراہ نہین
کوئی واقف ہی کوئی ناواقف

حال گلشن چھپا نہین گلچین
تپے تپے سے ہی صبا واقف

میرے درد دل و جگر سے ہی
تیر اغمزہ تری ادا واقف

یاد اُس زلف کی لگا لائی
میرے گھر سے نہ تھی بلا واقف

ایک مین راز دار الفت ہون
کچھ نہین اس سے دوسرا واقف

دست وحشت ہی ضعف سے مجبور
چاک سے خاک ہو قبا واقف

تم نہین میرے بند بند تو ہین
درد دل سے جدا جدا واقف

تھک گئی ہجر مین زبان صفدر
نہ اثر سے ہوئی دعا واقف

ردیف قاف

ہزار ہونگے اگر تم پہ جان جان عاشق ملیگا ایک نہ مجھ سا مزاجدان عاشق
تلاش حسن مین کس شہر مین گذر نہ کیا کیا نہ دل نے ہمارے کہان کہان عاشق
بشر تو کیا ہی جہان وہم کا گذر مشکل کیا ہی مجکو مرے بخت نے وہان عاشق
تمھارے ظلم و ستم سے خیال آتا ہی کہ تم پہ کیون نہ ہوے بعد امتحان عاشق
جو عاشقون پہ گذرتی ہی تمکو کیا معلوم خدا کرے کہین تم بھی ہو مہربان عاشق
جو آدھی بات کا بھی اُنسے مین ہوا طالب کہا کہ تم سے ہزارون ہین نیمجان عاشق
تمھارے سایے سے بھی اتہو شک گذرتا ہی نہ دیکھے ہونگے کہین ہمسے بدگمان عاشق
قدم جنون مین نکلتا نہین جو زندان سے ہمارے پانون کی شاہد ہین بیڑیان عاشق

تمھین سناتے ہو سب کچھ وہ کچھ نہین کہتا
نہ پاؤگے کہین صفدر سا بیزبان عاشق

وصل ہوتا نہین سوائے فراق دیکھیے کب ہو انتہائے فراق
کہہ چکا لاکھ داستانین مین ابھی باقی ہی ماجرائے فراق
کبھی یہ بھی ہو انقلاب ای چرخ میرے گھر وصل آئے جائے فراق
ہم کو اللہ سے ہی خواہش وصل وہ کیا کرتے ہین دعائے فراق

ای موذن اذان ندی شب وصل
کان مین آتی ہی صدائے فراق

بیقراری یہ ای دل بے صبر
ابھی نادان ہی ابتدائے فراق

خواب مین اُنکو دیکھ لیتا ہون
خوب سوجھی مجھے دوائے فراق

جس نے لکھا مرا خط تقدیر
وصل لکھا نہ کیون بجائے فراق

انجم ای چرخ کیا دکھاتا ہی
اور چمکین گے داغہائے فراق

صبر بگڑیگا مجھ سے ای صفدر
مُنھ سے کیونکر کہون کہ ہائے فراق

ردیف کاف عربی

یہ شرمگین آنکھ میری دل سے حیا سے مُنھ پر نقاب کب تک
رہیگی دو دھا سے روز صحبت دُلھن کریگی حجاب کب تک

ہمارے دلمین ضرور آؤ نہ باتین ہر روز تم بناؤ
یہ بستی اجڑی ہوئی بساؤ رہیے یہ کشور خراب کب تک

غرور ہر دم ستم پیاپے جفا کی آخر کچھ انتہا ہی
یہ ظلم کب تک یہ جور تا کی رہیگا ہم پر عتاب کب تک

خزان ہی آخر بہار دنیا بقا ہی اِس مین ہوا کا جھونکا
غرور اتنا نہین ہی اچھا بھلا یہ حسن شباب کب تک

مین مر گیا اور غش سمجھکر یہ رو کے کہتا ہی ماہ پیکر

کہ اُنکی غفلت تو ہی برابر یہ بلا مین چھڑکو ہن گلاب کب تک

وہ بت عنایت پہ جلد آ ئے خدا کرے منھ سے منھ ملائے

تکلف اُٹھے لحاظ جائے کریگا شرم و حجاب کب تک

کہین وہ خونریز مہربان ہو کہ تن سے بسمل کی جان نکلے

کہان تلک خاک پر تڑپان جو کرے غریب اضطراب کب تک

یہان ہی جینے کا کیا بھروسا کہ حادثون سے بھری ہی دنیا

یہی جو ہی موج کا تماشا تو پھر قیام حباب کب تک

ضرور آفاق سے سفر ہی سر دریان قابل حذر ہی

مقام عبرت یہ خشک و تر ہی شراب کب تک کباب کب تک

چھپا جو لیتا ہی ابر گھر کر تو پھر نکلتا ہی مہر انور

حجاب سے تم بھی آؤ باہر رہیگی منھ پر نقاب کب تک

خفا نہ صفدر رہو مانو کہنا تغافل اتنا نہین ہی اچھا

سحر ہوئی آفتاب چمکا اب آنکھ کھولو یہ خواب کب تک

حوصلہ ہو جانیکا خاک بزم جانان تک

ضعف مین چلون کیونکر ای جنون بیابان تک

کسطرح رسائی ہو اپنی بزم جانان تک

ایک دل نہین قاتل کتنی ہی رگِ جان تک

اسقدر ہی دلتنگی بس گئے ہین ارمان تک

اتبو جا نہین سکتا ہاتھ بھی گریبان تک

اہل بزم مین دشمن بھر گیا ہی دربان تک

نوک بانکپن کی ہی اِس نکیلی مژگان تک

نصل

فصل گل قریب آئی ای جنون مبارک ہو
ہاتھ پھر لگا جانے خود بخود گریبان تک

خاک مین ملایا ہی چرخ نے تو کیا پروا
گرد بن کے پہونچینگے ہم کسی کے دامان تک

یہ تو کہہ نہین سکتا چھوڑ دے مجھے صیاد
چل مرا قفس لیکر ایکدن گلستان تک

حال مو بمو کہنا میرے دم الجھنے کا
ای صبا اگر جانا اُسکی زلف پیچان تک

مجھ مین طاقت اُڑنیکی ضعف سے کہان صیاد
پر ہی میرے پہونچینگے اُڑکے اب گلستان تک

یا وہ زور وحشت تھا توڑتے تھے زنجیرین
چاک ہو نہین سکتا ہمسے اب گریبان تک

حال گریہ صفدر کیا بیان کرون ہمدم
موجزن ہی اک دریا شہر سے بیابان تک

لایا تو ہی نصیب ہمین کوے یار تک
دیکھین گذر ہو یا نہو اُس گلعذار تک

توبہ تو مے سے کی مگر آتا ہی یہ خیال
دیکھین کہ کس طرف ہو طبیعت بہار تک

سر سے گئی نہ بعد فنا بھی ہواے زلف
ہم خاک ہین مگر ہی پریشان غبار تک

بوسے لیے زیادہ تو بولے وہ ناز سے
بس بس مضایقہ نہین دو تین چار تک

اتنے ہین میرے جرم فرشتے اگر لکھین
ہرگز نہ لکھ سکین انھین روز شمار تک

احسان یہ ہوگا بعد فنا ہم پہ ای صبا
پہونچانا مشت خاک کو اُس شہسوار تک

دامن پہ بوے گل کو سمجھتے ہین جو غبار
ای دل وہ خاک آئینگے مجھ خاکسار تک

بوسہ تو ایک اور ہی لینگے شب وصال
سرکار سے پر اذن رہے پانچ چار تک

صفدر غم فراق مین جینا محال ہی

اپنی تو زندگی ہی فقط وصل یار تک

ردیف کاف فارسی

چمک گیا یہ جوانی مین روے یار کا رنگ
کہ جسکو دیکھ کے صاف اُڑگیا بہار کا رنگ

ہوا فراق سے دونا وصال یار کا رنگ
خزان نے اور بڑھایا مرے بہار کا رنگ

چمن مین گریۂ بلبل پہ پھول ہنستے ہین
بدل گیا ہی عجب باغ روزگار کا رنگ

ہین کسکے دست حنائی کا کشتہ ہون یارب
کہ بعد مرگ ہی گلگون مرے غبار کا رنگ

نسیم لائی ہی اُس گلبدن کی بو شاید
چمن مین اور ہی کچھ آجکل بہار کا رنگ

ادائین حورونکی جنت مین کیا خوش آئینگی
نظر مین اپنے سمایا ہی حسن یار کا رنگ

گلونکو ہنسنے دے بلبل کو نالے کرنے دے
کہ چند روز ہی اے باغبان بہار کا رنگ

ہمارا سینۂ پر داغ دیکھیے آکر
تہوگا اِس سے کبھی بڑھکے لالہ زار کا رنگ

لکھے ہین وصف جو ابروے یار کے صفدر
ہر ایک شعر مین اپنے ہی ذوالفقار کا رنگ

رخسار یار پر ہین جو یہ تل الگ الگ
ہر ایک مانگتا ہی مراد دل الگ الگ

کس نے چمن مین آکے یہ ڈالا ہی تفرقہ
پھولون سے ہین جو آج عنادل الگ الگ

جاکر ہمارے سینے سے گیسوے یار مین
کیا کیا مزے اُڑاتا ہی یہ دل الگ الگ

کاکل کے وحشیونکو اُلجھنے نہ دیجیے
گتھ جائینگے تو ہونگے بمشکل الگ الگ

ہی اک نگاہ میری طرف ایک سوے غیر
دونون کے اب وہ دیکھتے ہین دل الگ الگ

اعضا کے ارتباط کا کیا اختیار ہی — سب ہونگے زیر خنجر قاتل الگ الگ

عقدے ہین کیون یہ آپکے گیسو مین جا بجا — باندھے ہین عاشقونکے مگر دل الگ الگ

غیرونکو مجکو ایک نظر سے نہ دیکھیے — ایجان چاہیے حق و باطل الگ الگ

کس بت کے انتظار مین ہین گرم جستجو — آنکھین جدا جدا جگر و دل الگ الگ

ہوتا جو تجھ مین زور کچھ ای پنجۂ جنون — کرتا نہ حلقہاے سلاسل الگ الگ

جب چاہتا ہون جاکے پھرون ہالہ وار گرد — کٹتا ہی مجھ سے وہ مہ کامل الگ الگ

منزل ہی ایک پہونچینگے صفدر سب ہین — بلکہ چلین کہ رہبر و منزل الگ الگ

ردیف لام

لیے پھرتا ہی مجکو جا بجا دل — مرا بیچین میرا چلبلا دل

وہ شوخ فتنہ گر جب لیچلا دل — بہت لوٹا بہت تڑپا مرا دل

نہ تھا منظور مجکو پھیرنا دل — فقط مین دیکھتا تھا آپکا دل

ملایا خاک مین کیون اسکو تونے — بہت نازون کا پالا تھا مرا دل

ہزارون حسرتون کا خون ہوگا — ارے ظالم نہ مٹی مین ملا دل

پھر آیا دیکھکر دیر و حرم کو — کہین پاتا نہین تیرا پتا دل

مرا دل لیکے مٹھی مین وہ بولے — بھلا تم لے تو لو مجھ سے مرا دل

ابھی تک یہ نہین معلوم ہمکو — ہوا کیا ہاے کسنے لے لیا دل

بنا پروانہ ہر شمع رو کا — جسے دیکھا اُسی پر مٹ گیا دل

ذرا سیدھی نظر سے دیکھ لو تم — نہیں کہنے کا پھر تمنے لیا دل

نظر ملتی ہی اُنسے انجمن مین — ہر اک کہتا تھا میرا کھو گیا دل

ملا روز ازل عالم کو سب کچھ — ہمین آفت رسیدہ اک ملا دل

اُٹھاتا کیون تہونکے ناز بیجا — اگر ہوتا مرے بس مین مرا دل

ادا و ناز جانان کی دہائی — گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل

ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا — ارے او بیمروت بیوفا دل

گلی سے اُنکے گھر تک آتے جاتے — مچلکر سو جگہ رہ رہ گیا دل

اِسی نے مجکو آفت مین پھنسایا — عبث کرتا ہی اب مجھ سے گلا دل

تری فرقت کے صدمے سہتے سہتے — مری جان ہو گیا ہی آبلہ دل

خوشی ہو غم ہو کچھ ہو ہمنے صفدر — بس اب تو اک صنم کو دیدیا دل

کیا پوچھتے ہو کتنا ہی عالی وقار دل — عرش خدا ہی کعبۂ پروردگار دل

ہی وجہ نزہت چمن روزگار دل — یارب ہی بوے گل کہ نسیم بہار دل

بجلی شرار شعلہ سمندر ہزار دل — المختصر ہی قدرت پروردگار دل

قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہی خوشی — سر پیشکش ہی جان فدا ہی نثار دل

ہوتا ہی بیقرار حسینون کو دیکھکر — ایسا دیا تھا کیون مجھے پروردگار دل

افلاک ہل گئے تہ و بالا ہوا جہان
جاتا نہین خیال کبھی چشم یار کا
الفت نے اسکو خاک مین آخر ملا دیا
سودائے زلف یار مین رکھتا ہی کیا دماغ
ممکن نہین ہی فرقت جانان مین ضبط آہ
وعدہ وفا ہو ڈل کا ہرگز یقین نہین
اندوہ و یاس و حسرت ارمان کا ہی ہجوم

تا چند یہ تڑپ ٹھہر ای بیقرار دل
ہم مبتلائے گردش لیل و نہار دل
تھا ورنہ یہ کبھی گہر آبدار دل
سونگھے نہ بوئے نافہ مشک تتار دل
طاقت کہان کہ جبر کرے اختیار دل
کتنا تری طرف سے ہی بے اعتبار دل
آباد ہی انھین سے مرادا عتبار دل

صفدر مدار زیست تڑپنے پہ ہی مرا
مرجاؤن ایک دم جو نہو بیقرار دل

آبداری پر ہی پھر شمشیر بران آجکل
پھر بہار آئی چٹکتے ہین عنادل آجکل
تیسرے دن انکی عادت ہی کہ ملتے جاتے ہین آپ
پھر ہوا سودا کسی کے زلف پیچان کا ہمین
خم کے خم اُلٹے پڑے ہین میکدہ مین چار سو
قیس نے بلکون سے اپنی صاف کی ہین منزلین
شوخ ایسا تو نہ تھا پہلے تری مہندی کا رنگ
یا دعا رض مین جو قرآن کی تلاوت کا ہی شوق

پھر تڑپتے ہین پڑے بسمل پہ بسمل آجکل
ہی فضائے باغ نظارے کے قابل آجکل
صبر کرنا چاہیے ہر طرح ای دل آجکل
پھر ہمین درکار ہین طوق و سلاسل آجکل
قابل نظارہ ہی مستون کی محفل آجکل
شاید آئیگا ادھر لیلی کا محمل آجکل
ہوگیا ہی خون کس بسمل کا شامل آجکل
روز پڑھ لیتا ہون مین اک آدھ منزل آجکل

باغبان گلشن مین ہر کس گل کے آنیکی خوشی
دو گھڑی گلشن مین چلکر سیر سنبل دیکھیے

بھولے بیٹھے ہین گلستانمین عنادل آجکل
یاد گیسو مین پریشان ہی بہت دل آجکل

ٹھنڈی سانسین کیون ہین لب پر کچھ تو ای صفدر کہو
کس پری رو پر ہوے ہین آپ مائل آجکل

بلبل نہو بہار مین تو آشنائے گل
پروانہین جو قبر پہ کوئی نہ لائے گل
سمجھے مجھے کہ وحشی نازک مزاج ہون
جان اُنکی رخ پہ صدقے ہر قد پہ ہی دل نثار
جو آپ کو پسند ہو کہیے وہی کہون
مدت کے بعد آئی مری قبر پر جو شمع
یون فصل گل مین حق محبت ادا کیا
نیرنگیان دکھائے اگر عشق حسن کو
صیاد عندلیب کا ملتا نہین دماغ
کمھلا کے پھول خاک مین ملجائینگے ابھی
انصاف ہاتھ سے نہ دیا کھیل مین کبھی
باد خزان نے خاک مین آخر ملا دیا
ماتم سرا ہی قمری و بلبل سے بوستان

انگارون پر نہ باغ مین تجکو لٹائے گل
باد صبا نے لاکے چمن سے چڑھائے گل
لڑکون نے جائے سنگ بدن پر لگائے گل
ایک آشنائے سرو ہی ایک آشنائے گل
افسانہ عندلیب کا یا ماجرائے گل
وہ بھی ہوئی ہوا کی شرارت سے ہائے گل
مرقد پہ عندلیب کے ہمنے چڑھائے گل
پانؤون مین عندلیب کے مہندی لگائے گل
کیا آ گئی قفس مین چمن سے ہوائے گل
بلبل خدا کیواسطے کہتا نہ ہائے گل
بلبل کے پر تراش کے ہمنے بنائے گل
اللہ کیا بہار پہ تھی ابتدائے گل
اک سمت ہائے سرو ہی اک سمت ہائے گل

کاوش عدو کے ساتھ بھی مد نظر نہین | کانٹے نہین ہمارے چمن مین سوائے گل

صفدر وہ گل جو آئے چمن مین تو مثل بو
شادی سے پیرہن مین نہ پھولے سمائے گل

رقیبون مین منہ دی لگانے سے حاصل | جلے دل کو میرے جلانے سے حاصل
یونہین فتنہ پرداز عالم ہی جتبون | پھر آنکھون مین سرمہ لگانے سے حاصل
جو چوری ہی مد نظر دل ہی حاضر | مری جان آنکھین چرانے سے حاصل
جو ہنستا ہی تم کو ہنسو بے تکلف | یہ منھ پھیر کر مسکرانے سے حاصل
جگہ دل مین تیرے کسی کی نہین ہی | بناوٹ کی باتین بنانے سے حاصل
جو جورنگ کرتا ہی تلوار کھینچو | غرہ بون یہ تیوری چڑھانے سے حاصل
ہر اک وعدہ ہوتا ہی سچا تمھارا | قسم تم کو اے جان کھانے سے حاصل
جنازے پہ میرے کہا اُسنے ہنسکر | بس اُٹھ بیٹھو اب دم چرانے سے حاصل
نہ میری سنو کچھ نہ اپنی کہو کچھ | پھر آنے سے حاصل بلانے سے حاصل
نہ لو چٹکیان غیر کا ذکر کرکے | دکھے دل کو میرے دکھانے سے حاصل

نکلتے ہی گھر سے نہین ہین وہ صفدر
سر راہ آنکھین بچھانے سے حاصل

مرا گھر کہان اُنکے آنے کے قابل | بلاؤن اگر ہون بلانے کے قابل
غرض دیر سے ہی نہ کعبے سے ہمکو | یہ سر ہی ترے آستانے کے قابل

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے
چلو تم نہین مُنھ لگانے کے قابل

ہنسا مین تو ہنسکر کہا اُسنے مجھ سے
ہوے آپ بھی مسکرانیکے قابل

مرے خون سے سرخ کر ہاتھ قاتل
یہ تازہ حنا ہی لگانے کے قابل

کیا بزم مین یاد غیرون کو اُسنے
ہمین کو نہ سمجھا بلانیکے قابل

در یار پر نقش پا بنکے بیٹھے
کہان ضعف سے ہم اُٹھانیکے قابل

ق
جنازے پہ میرے کہا سب نے اُنسے
مسیحا ہو تم یہ جلانے کے قابل

کہا سوچکر اُسنے کچھ اپنے دلمین
یہ فتنہ نہین ہی جگانے کے قابل

کہا کچھ جو مین نے وہ بولے بگڑ کر
ہوے تم بھی باتین بنانیکے قابل

پڑھونگا وہان اس غزل کو مین صفدر
جہان جمع ہونگے زمانے کے قابل

قفس مین بجھو لی رکھنے سے ستم ایجاد کیا حاصل
گرفتارون کے تڑپانے سے اے صیاد کیا حاصل

مرے دلبر جفا آد سے ستم ایجاد کیا حاصل
کسی کا گھر اگر تونے کیا برباد کیا حاصل

کرو مین آسمان سے شکوۂ بیداد کیا حاصل
شکایت ظلم کی پیش ستم ایجاد کیا حاصل

شکایت دور انجم کی بھلا کب چرخ سنتا ہی
برہمن سے بتون کے ہم کرین فریاد کیا حاصل

خزان آئی چمن مین خاک اے صیاد اُڑتی ہی
قفس سے اب جو کرتا ہی مجھے آزاد کیا حاصل

نہین ہون ذبح کے قابل کہ مشت استخوان ہون مین
پھنساتا ہی جو مجھکو دام مین صیاد کیا حاصل

نہ خنجر جو کھینچا ہون اُٹھا رخ سے ذرا پردہ
تو کس [illegible] سے کہتا ہی وہ جلاد کیا حاصل

جو کچھ بھی بسم رکھتا ہو در شیرین پہ سر پھوڑے
اٹھاتا ہی جو سختی کوہ پر فرہاد کیا حاصل

جھکا لیتا ہی سر اس قد کے آگے کچھ نہین چلتی
اکڑنے سے تجھے گلشن مین اے شمشاد کیا حاصل

رہی شب بھر تو صحبت عیش و عشرت کی رقیبون سے
ہوئی ہی صبح کرتے ہو مجھے اب یاد کیا حاصل

عبث ہی پیش زاہد ساغر لبریز لیجانا
اگر دو مین دختر رز کی آبرو برباد کیا حاصل

کوئی سنتا نہین ہمدرد ہین سب قافلے والے
کہے کوئی جرس سے بے اثر فریاد کیا حاصل

سناؤن جاہلونکو معنی روشن ہین کیا صفدر
جلانا شمع پیش کور مادرزاد کیا حاصل

کھینچکر تیغ جو آیا سوے بسمل قاتل
وہ ادا کی کہ قضا بول اٹھی قاتل قاتل

جسطرف جاتا ہی سب کہتے ہین قاتل قاتل
قتل سے میرے ہوا یہ تجھے حاصل قاتل

کون ہی قابل رحمت کوئی پوچھیگا اگر
صاف محشر مین یہ کہہ دونگا کہ قاتل قاتل

ذبح کیوقت نہ اتنا دل بیتاب تڑپ
ایسے صدمونکا نہ ہوگا متحمل قاتل

دم رخصت ترے خنجر سے گلے ملتا ہون
کہ عدم کی مجھے درپیش ہی منزل قاتل

جسطرف دیکھ لیا لوٹ لیا مار لیا
آنکھ رہزن ہی تری آنکھ کا ہی تل قاتل

مر گیا رشک سے مین تیغ عدو پر جو پڑی
ہو گیا حق مین مرے آپ کا بسمل قاتل

آب خنجر نے ترے زندۂ جاوید کیا
خضر کی عمر ہوئی اب مجھے حاصل قاتل

محفل عیش ہی یہ گنج شہیدان نہ سمجھ
رقص کرتے ہین خوشی سے ترے بسمل قاتل

مرغ بسمل کیطرح نجد مین بیتاب ہی قیس
ہوگئی کیا نگہ صاحب محمل قاتل

قید ہستی سے اگر مجھکو رہا کرتا ہی
کاٹ دی الفت گیسو کی سلاسل قاتل

کیا تکلف ہی جو دم بھرتے ہین بسمل تیرا
بات جب ہی کہ مسیحا کہے قاتل قاتل

یون تو خونریز ہین عالم مین ہزارون لیکن
کوئی بیدرد نہین تیرے مقابل قاتل

لوگ دیوانے ہین جو ڈھونڈھ رہے ہین صفدر
قتل کرکے مجھے پہونچا گئے منزل قاتل

کیا ترقی پر ہی حسن رخ جانان آجکل
چھپتا ہی چرخ پر مہر درخشان آجکل

کیا جنون انگیز ہی فصل بہاران آجکل
بڑھ چلا ہی میرے دامن سے گریبان آجکل

میرے گھر مین وہ پری پیکر ہی مہمان آجکل
خوب نکلینگے دل شیدا کے ارمان آجکل

لب ہین انکے غیرت لعل بدخشان آجکل
پنجہ رنگین ہی رشک شاخ مرجان آجکل

دھوم یہ ڈالی ہی دیوانے نے تیرے ای پری
قاف سے اڑتے چلی آتی ہین پریان آجکل

کس قیامت کی بہار آئی ہی اب کی ای جنون
ہاتھ مین بلبل کے ہی گل کا گریبان آجکل

تیغ ابرو تیر مژگان دونون ہین مصروف قتل
کیا نکلتے ہین ترے بسمل کے ارمان آجکل

خاک اڑائون کھولکر جی چلے اب ایسی جگہ
وحشت دل تنگ ہی مجھپر بیابان آجکل

کس خوشی سے کٹ رہے ہین گردنین عشاق کی
کیا مرے قاتل کے گھر ہی عید قربان آجکل

بسملون کے قتل مین کیا کیا کرشمے کر گئین
شوخیون سے ہین وہ آنکھون کے پشیمان آجکل

منہہ ہی ملنے کا ہوا ہی شوق پھر کس شوخ کو
رنگ لایا ہی نیا خون شہیدان آجکل

دیکھیے کسکو جلاے کس کو پھونکے خیر ہو
گرمیان دکھلا رہی ہی آہ سوزان آجکل

پان مسی سرمہ کاجل غازہ مہندی آئینہ
جمع وان کیا کیا ہین آرایش کے سامان آجکل

پھر کہان یہ فصل گل یہ جوش یہ دست جنون
رہ نہ جائے حسرت چاک گریبان آجکل

پانون مین انکے ملا جاتا ہی مہندی کے عوض
صرف ہوتا ہی بجا خون شہیدان آجکل

یان شب تاریک مین اختر شماری ہی ہمین
وان چنی جاتی ہی پیشانی پر افشان آجکل

اک صنم کے عشق نے دلمین ہمارے کی جگہ
بت ہوا ہی خانۂ کعبہ مین مہمان آجکل

برق لرزان ہی تڑپ سے اس دل بیتاب کے
چھپتا ہی چشم تر سے ابر نیسان آجکل

لہلہاتا سبزہ ہی ہر مو جزن ٹھنڈی ہوا
قابل نظارہ ہی صحن گلستان آجکل

آگیا ہی پھر کسی کم سن کے زلفون کا خیال
پھر ہوا ہی یہ دل نادان پریشان آجکل

کہدو مشتاقون سے جلدی کیا ہی ملجائیگا جلد
لکھ گیا چھپنے کو ہی صفدر کا دیوان آجکل

ردیف میم

نسرین مین تم ہو بیلے مین تم یاسمن مین تم
گویا برنگ بو ہو ہر اک پیرہن مین تم

طاقت دل و جگر مین زبان ہو دہن مین تم
مین ہون کہ بوتے ہو مرے پیرہن مین تم

مسجد مین بتکدے مین کلیسا مین دیر مین
دیکھا تو تھے چراغ ہر اک انجمن مین تم

گل مین شمیم نشۂ مے لالہ فام مین
موتی مین آب رنگ عقیق یمن مین تم

موے میان نازک مہ طلعتان مین بل
خم گلرخون کی زلف شکن در شکن مین تم

نیرنگی جمال مین سو رنگ حسن و عشق
شمشاد و فاختہ گل و بلبل چمن مین تم

ہم عیش ہر امیر کے بیت السرور مین
ہمدرد ہر فقیر کے بیت الحزان مین تم

وجہ صفاے چہرۂ آئینۂ حلب
خوشبو لباس نافۂ مشک ختن مین تم

بل کر گدن کی شاخ مین جتنے کے تن مین داغ
جرأت مزاج شیر مین شوخی ہرن مین تم

زینت کے وقت زانوے شیرین پر آئنہ
ہنگام جہد تیشۂ کف کوہکن مین تم

کہتے تھے کیا زبان سے کیا کچھ نکل گیا
صفدر کمال آج تو بہکے سخن مین تم

جانے کو گھر اُسکے جائینگے ہم
دل روز کہان سے لائینگے ہم

پہلو مین جو تم ہو حضرت دل
اک دم بھی نہ چین پائینگے ہم

پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن
تصویر تری دکھائینگے ہم

بگڑیگا جو میکدے مین زاہد
مسجد مین اُسے بنائینگے ہم

ہنستے ہوے آئے اِس چمن مین
روتے ہوے یانسے جائینگے ہم

کیون خاک مین ہو ہمین ملاتے
دیکھو تمھین یاد آئینگے ہم

جی بھر کے کرینگے دل کا ماتم
چھوٹی سی لحد بنائینگے ہم

صفدر اک روز وصل ہوگا
کب تک صدمے اُٹھائینگے ہم

کسی کو اُسکے دہن کا نشان نہین معلوم
سوا خدا کے یہ راز نہان نہین معلوم

گلی مین یار کے یا وادی جنون کیطرف
گیا ہے یہ دل وحشی کہان نہین معلوم

تمہارا دل جو کہین آ ئیگا تو سمجھو گے
ہماری قدر ابھی جان جان نہین معلوم

نہ پوچھ خانہ بدوشون کا کچھ پتہ صیاد
کدھر چمن تھا کدھر آشیان نہین معلوم

کبھی تو پیک صبا آئے بھول کر یا رب
قفس مین کچھ خبر بوستان نہین معلوم

چلی جو ہجر مین آندھی ہمارے نالون کی
کدھر کو اڑ کے گیا آسمان نہین معلوم

کبھی وہ میلون مین یا محفلون مین ملتے ہین
انھین مرا اب مجھے انکا مکان نہین معلوم

عبث بہار دو روزہ پہ ناز کرتا ہی
خزان کا حال تجھے باغبان نہین معلوم

عدم کو لوگ چلے جاہین جو ہستی سے
یہان سے کیا ہی زیادہ وہان نہین معلوم

رہے وہ گور غریبان مین یا گئے سوے خلد
مسافران عدم کا نشان نہین معلوم

عبث بگڑتا ہی صیاد آہ صفدر سے
اسیر تازہ ہی طرز فغان نہین معلوم

دل دیکے تمھین تبو چلے ہم
کیا مفت یہ مال کھو چلے ہم

اس باغ مین مثل شبنم و گل
ہنستے ہوے آئے رو چلے ہم

کیا خاک اس انجمن مین دیکھا
بس کھلتے ہی آنکھ سو چلے ہم

اب جلد لگا دے منھ سے ساغر
ساقی ہشیار ہو چلے ہم

اے عشق جو آبرو تھی باقی
اب اس سے بھی ہاتھ دھو چلے ہم

اس چاہ ذقن پہ دل کو لاکر
یوسف کی طرح ڈبو چلے ہم

تنگ آگئی جان سختیون سے
تو دیر سے اے تبو چلے ہم

وہ بت نہ ملا یہان بھی ای شیخ — کعبے مین بھی آج ہو چلے ہم
ای دل تجھے دیکے ایک گل کو — کانٹے ترے حق مین بو چلے ہم
ہم دفن ہوئے تو روح بولی — کشتی اپنی ڈبو چلے ہم

یان شمع کی طرح آکے صفدر
احوال پر اپنے رو چلے ہم

صفدر رکمال تنگ ہین جور و جفا سے ہم — فریاد ان بتون کی کرینگے خدا سے ہم
دل کو خیال گیسوے پیچان نہین رہا — اچھا ہوا کہ چھوٹ گئے اس بلا سے ہم
چھلا چرا کے ایک تو دست یار کا — کہتے ہین ہاتھ جوڑ کے دزد حنا سے ہم
جس جا کبھی ہوا نہ فرشتے کا بھی گذر — پہونچے وہان رسائی بخت رسا سے ہم
دعوی کرینگے حشر مین کیا تجھ سے خون کا — قربان تجھپہ ہوتے ہین اپنی رضا سے ہم
ایسی دماغ کو ہی تمنائے بوے گل — گلشن مین اُڑ جاتے ہین پہلے صبا سے ہم
سینہ فگار ہو کہ جگر چاک چاک ہو — موڑینگے منہ نہ یار کی تیغ جفا سے ہم
کی شوق نے جو راہ محبت مین ہمرہی — دو چار گام بڑھکے چلینگے ہوا سے ہم
پوچھا مزاج ہنسکے تو بولے کہ شکر ہی — اچھے ہین آجتک تو تمھاری دعا سے ہم
نفرت ہی دلکو دولت دنیا سے اسقدر — چلتے ہین بچکے سایہ بال ہما سے ہم

صفدر ہمارا دل جو پریشان یوہین رہا
کھینچینگے ہاتھ الفت زلف دوتا سے ہم

وہ شیرین ہی پرویز دوران ہین ہم
وہ بلقیس ہی تو سلیمان ہین ہم

نشانہ پے تیر مژگان ہین ہم
وہ ابرو کمان ہی تو قربان ہین ہم

فقیری ہماری فقیری نہین
سکندر ہین قیصر ہین خاقان ہین ہم

بظاہر ہین کوچے مین اُسکے گدا
حقیقت مین دیکھو تو سلطان ہین ہم

نہ آنے نظر لاغری سے تجھے
اجل سخت تجھ سے پشیمان ہین ہم

دکھا دو کبھی پھول سا رخ ہمین
کہ مشتاق سیر گلستان ہین ہم

بنایا ہمین غنچہ کس فکر نے
کہ مدت سے سر در گریبان ہین ہم

اجل سر پہ ہی وقت رحلت قریب
خبر لو کہ دو دن کے مہمان ہین ہم

جو سرو خرامان ہی صفدر وہ گل
تو داغون سے سرو چراغان ہین ہم

نہ رہے اپنے اختیار مین ہم
اور کچھ ہو گئے بہار مین ہم

قید کر ہم کو یار ہا صیاد
اتبو ہین تیرے اختیار مین ہم

گل کو کہنے لگے ترا عارض
ایسے اندھے ہوے بہار مین ہم

پی چکے ہین ہزار خُم لیکن
ساقیا ہین ابھی خمار مین ہم

اب خزان آئی ہوشیار ہوے
مست تھے ساقیا بہار مین ہم

کوئی پہچانتا نہین ہم کو
یا خدا آئے کس دیار مین ہم

واعظو بس زبان بند کرو
ویسی سنتے نہین بہار مین ہم

شور محشر نے کیا قیامت کی	سو گئے تھے ابھی مزار مین ہم

نیند آئی نہ رات بھر صفدر
تھے کسی کے جو انتظار مین ہم

ردیف نون

کیف مے کہن ہون مین بوے گل و سمن ہون مین
لالہ ہر چمن ہون مین شمع ہر انجمن ہون مین
میکدے مین مین بادہ نوش مدرسے مین تمام ہوش
کعبے مین شیخ جبہ پوش دیر مین برہمن ہون مین
رنگ رخ خجل ہون مین حسرت منفعل ہون مین
گریۂ چشم و دل ہونمین خندۂ زخم تن ہون مین
سایۂ ہر شجر ہون مین لذت ہر ثمر ہون مین
آتش لعل تر ہونمین آب در عدن ہون مین
ساکن بے مکان ہون مین بسمل بے سنان ہونمین
نالۂ بے زبان ہون مین خندۂ بے دہن ہون مین
بلبل نار کش ہون مین پھولونکی بوے خش ہونین
طوطی خفر وش ہون مین آئینۂ چمن ہون مین
گریۂ آبشار مین تازگی بہار مین

سنبری سبزہ زار مین زردی یاسمن ہون مین

صفدر اگر ہو سر عیان حشر مین بہر عاصیان
سایۂ رب دو جہان رحمت ذو لمنن ہون مین

کوئی کیا جانے مجکو مرکز عالم مین کیا ہون مین
خط نصف النہار آسمان اعتلا ہون مین

شہیدونکو دیت مطلوب ہو تو خونبہا ہونمین
حسینونکو جو زینت کا خیال آئے حنا ہونمین

اگر سرمہ بھی ہون تو سرمۂ چشم بصیرت ہون
اگر شبنم بھی ہون تو شبنم باغ صفا ہونمین

ستمگردی سے سو سو رنگ عالم مین بدلتا ہون
سمن ہون یاسمن ہون نکہت گل ہون صبا ہونمین

تعلی پر اگر آؤن فروغ تازہ دکھلاؤن
قمر ہون مشتری ہون مہر تابان ہون سہا ہونمین

مری فریاد سے زندہ ہو عالم ہو اگر مردہ
صدائے صور ہون ہنگامۂ روز جزا ہونمین

کوئی بھٹکے کسی صحرا مین خضر راہ ہون اُسکا
کوئی کشتی بہے دریا مین اُسکا ناخدا ہونمین

کیا ہے شہرۂ آفاق مجکو گنج عزلت نے
کہین ہون ایکجا عالم مین لیکن جابجا ہونمین

بروز قحط تاثیر دعائے احمد مرسل
دم پیکار زور بازوے مشکلکشا ہونمین

کبھی برق تجلی ہون کبھی نور رخ یوسف
کہین بدر الدجی ہونمین کہین شمس الضحی ہونمین

مداوا درد کے حق مین مرہم داغ کے حق مین
غریبون کا سہارا ہون مریضونکی شفا ہونمین

نہ چھوٹے شل جوہر خون میرا تیغ قاتل سے
بنائے مہر الفت پاس ناموس وفا ہونمین

عتاب و لطف دونون ذاتیے ہین ذات مین میری
دم آب بقا ہون جرعۂ زہر فنا ہونمین

[illegible]نا اس چمن کا کیا سمائے میری نظرون مین
دل بے آرزو ہون تارک برگ و نوا ہونمین

مقابل مجھ سے ہو کر کون بچ سکتا ہی اے صفدر
نشانہ سامنے آکے تو تیر بے خطا ہون مین

تہی دستون کو دولتمند کر دون وہ گدا ہون مین
پسند طبع عالم خاک ہو میری سیہ بختی
برنگ گل بسر کرتا ہون مین اوقات کانٹون مین
پریشان خاک کی صورت شتابان آب کی صورت
جدا ہی میری خلقت سب سے اس گلزار ہستی مین
تحمل رکھتی ہی مجکو خود مرے طالع کی کوتاہی
قدم ثابت ہی میرا غم مین جلکر خاک ہونے پر
نہ طاقت مجکو جنبش کی نہ قدرت دفع دشمن کی
کسی کا کام اس دل مین مجھ سے کب نکلتا ہی
جو ظاہر مین ہین یہ ہمدم تو مین کب انسے ملتا ہون
بشکل آئنہ وارفتہ چشم عنایت ہون

سیہ بختی مین مثل سایۂ بال ہما ہون مین
مسی آلیدہ لب ہون مین نہ چشم سرمہ سا ہون مین
سراپا عرق خون ہون گرچہ لعل بے بہا ہون مین
حرارت مین ہون آتش تیز جلنے مین ہوا ہون مین
نہ موج سبزۂ مخمل نہ موج بوریا ہون مین
حجاب آستین مین مثل دست نارسا ہون مین
سپند سوختہ کی طرح آتش زیر پا ہون مین
الٰہی پائے خوابیدہ کہ دست بے عصا ہون مین
نہ نقش پائے رہبر ہون نہ آواز درا ہون مین
یہ جبتک سامنے ہین انسے صورت آشنا ہون مین
جو مجکو دیکھتا ہی بس اسی کو دیکھتا ہون مین

اسی کی سمت پھرتا ہون اسی جانب ہی رخ میرا
خبر ہی ذات رب صفدر ضمیر مبتدا ہون مین

کس شان سے گھر مین وہ مرے آئے ہوئے ہین
پھر ہاتھ نہ آئیگا جو لیتا ہی تو لے لو

سہمے ہوئے جھجکے ہوئے شرمائے ہوئے ہین
ابتک دل بیتاب کو ٹھہرائے ہوئے ہین

ہر صبح شب وصل بھی کس لطف کی صحبت
ہم چھیڑ پہ آمادہ وہ شرمائے ہوئے ہین

خلوت مین بھی اظہار تمنا نہین ممکن
انداز و ادا یار کے ساتھ آئے ہوئے ہین

خنجر کو نہ آتی تھی کھنچاوٹ نہ رکاوٹ
قاتل یہ چلن سب ترے سکھلائے ہوئے ہین

کیا جانیے بیمار محبت کا ہی کیا حال
جو دیکھ کے آئے ہین وہ گھبرائے ہوئے ہین

آکر وہ مری لاش پہ کس ناز سے بولے
اب پانون نہ پھیلائیے ہم آئے ہوئے ہین

کہدی مرے مرنے کی خبر اُنسے کسی نے
کچھ سوچ مین بیٹھے ہین وہ گھبرائے ہوئے ہین

صرصر سے کہو جلد چراغ آکے بجھادے
تربت پہ کئی پردہ نشین آئے ہوئے ہین

کرتا دل بیتاب قیامت مگر اب تک
روکے ہوئے تھامے ہوئے بہلائے ہوئے ہین

حورون کو کبھی منھ نہ لگائینگے وہ صفدر
جو یار کے بوسون کا مزہ پائے ہوئے ہین

ہمیشہ مجکو حسرت سے ستمگر یاد کرتے ہین
تاسف خون ناحق کا مرے جلاد کرتے ہین

نہو برہم جو عاشق شکوہ بیداد کرتے ہین
تمھین سے یہ تمھاری ظلم کی فریاد کرتے ہین

ٹھہر جا کوئی ساعت اے ادا ای تیغ قضا دم لے
ابھی بسمل تماشائے رخ جلاد کرتے ہین

ہوئی ہی ترک میخواری مگر کچھ ربط باقی ہی
صراحی ہچکیان لیتی ہی جب ہم یاد کرتے ہین

چمن پر آجکل جوبن ہی فصل گل کی آمد ہی
عنادل باغ مین شور مبارکباد کرتے ہین

یہ الفت ہی جو اُٹھتے ہین بگولے خاک شیرین سے
وہ اب بھی طوف گرد تربت فرہاد کرتے ہین

چہکنا ہمصفیران چمن سب بھول جاتے ہین
تڑپکر جب اسیران قفس فریاد کرتے ہین

سوال وصل پہ لازم نہین ہین گالیان دینی
ہماری عرض کیا ہی آپ کیا ارشاد کرتے ہین

ابھی مشتاق ہی عالم نہو قصر سخن صفدر
غزل ایک اِس زمین مین اور ہم بنیاد کرتے ہین

صنم کا ذکر کرتے ہین نہ حق کی یاد کرتے ہین
ہم اِس عمر دو روزہ کو عبث برباد کرتے ہین

خدا سمجھے یہ بت طرزِ ستم ایجاد کرتے ہین
نرالے ظلم کرتے ہین نئی بیداد کرتے ہین

سحر کو طایرانِ خوش نوا کس کس فصاحت سے
ثنائے باغبان گلشن ایجاد کرتے ہین

نظر ہمسے چرا کر غیر سے آنکھین لڑاتے ہین
کسی کو رنج دیتے ہین کسی کو شاد کرتے ہین

نہین یہ نزع کی ہچکی ذرا دم لے قضا شاید
یہین خنجر جان دیتا ہون وہ مجکو یاد کرتے ہین

تری تیغ نگہ سے حال ہی ایسا مرے دل کا
کہ توبہ توبہ جسکو دیکھکر جلاد کرتے ہین

تصدق کر کے اک محبوب کے فرق مبارک پر
قفس سے مرغ جان کو اپنے ہم آزاد کرتے ہین

تصور آجکل پھر دلمین آیا خوبرویون کا
پھر اُس اُجڑی ہوئی بستی کو ہم آباد کرتے ہین

یہ کس محبوب کی تصویر ہی آئینہ دل مین
کہ صفدر رشک جس سے مانی و بہزاد کرتے ہین

صبا کیا چھو گئی ہی آپ کیون شرمائے جاتے ہین
گلِ عارض نصیب دشمنان کُمھلائے جاتے ہین

گیا تھا صد شوق شہادت اُنکے ملنے کو
اجل اتنا توقف کر کہ وہ بھی آئے جاتے ہین

ذرا مقتل مین چل کھینچ کھینچکے دم لیگئے پر کے
قیامت ہی یہ غمزے تیغ کو سکھائے جاتے ہین

بڑھا ہی شوق دل دست ہوس بستان جانان پر
یہ پھل شمشاد قامت سے ابھی ہاتھ آئے جاتے ہین

جہا نمین رہ بجائے نام الفت تا کہین باقی
نشانے تھا مزار عاشقان مٹوائے جاتے ہین

کوئی کہدے کہ جلدی کیا ہے دم بھر تو ٹھہر جائین
فقط اکدم کا مین مہمان ہون کیون گھبرائے جاتے ہین

نظر آتی ہے شان کبریا اُس بت کی محفل مین
اُٹھائے جاتے ہین اغیار ہم اُٹھوائے جاتے ہین

الٰہی خیر ہو اب دیکھیے کیا پیچ پڑتا ہے
اُلجھتا ہے مرا دل بال اُن سلجھائے جاتے ہین

وہ مست حسن و نون مین کسی کی بھی نہین سنتا
عبث شیخ و برہمن اپنی اپنی گائے جاتے ہین

دکھا کر آب تیغ تیز وہ سفاک کہتا ہے
جو ہم پر مرتے ہین اُس گھاٹ وہ نہلائے جاتے ہین

بھلا صفدر مین اُنکو راہ پر کس طرح سے لاؤن
کھنچے جاتے ہین رونے لگتے ہین شرمائے جاتے ہین

کبھی سبزہ لب نہر ہون کبھی اس چمن مین نسیم ہون
کبھی رخت لالہ مین داغ ہون کبھی جیب گل مین شمیم ہون

نئے حال مین ہون مین ہر نفس کم و بیش پر مجھے دسترس
جو گھٹون تو تحت ثری نہون جو بڑھون تو عرش عظیم ہون

نہ نکل سکون نہ سنبھل سکون نہ ٹھہر سکون نہ تہ فلک
کوئی کشتی جیسے بھنور مین ہو انھین گردشون مین مقیم ہون

جو ستائے مجکو کوئی ذرا وہ عذاب مین رہے مبتلا
نہین سہل کچھ مجھے چھیڑنا اثر سرشک یتیم ہون

مرے رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مرے خوشی کی ہے انتہا

جو جلون تو نار مجسم ہون جو ہنسون تو باغ نعیم ہون
نہ سفر مین کوئی رفیق ہی نہ وطن مین کوئی شفیق ہی
نہ غبار دامن راہرو نہ عبیر جیب مقیم ہون
نہ کرم سے ہی مجھے کچھ خبر نہ ستم سے ہی مجھے کچھ ضرر
نہ نگاہ چشم امید ہون نہ مین خار دامن بیم ہون
یہ لرز رہا ہی بلا سے دل جو کرون ثواب بھی ہون خجل
عرق خجالت بے خطا نم انفعال کریم ہون
نہ ہوا نصیب بجز الم نہ بلا سرور سوائے غم
کہ ہمیشہ تلخی دہر سے مزہ دہان سقیم ہون
نہ حیات پر ہی نظر مجھے نہ ممات سے ہی خطر مجھے
زر دولت دو جہان ملے تری تیغ سے جو دو نیم ہون
نہین اس جہان پہ نظر مجھے کہ مآل سے ہی خبر مجھے
نہ ہوائے لعل و گہر مجھے نہ مین طالب زر و سیم ہون
نہ مجھے کسی سے ہی التجا نہ کسی کا مجھ سے ہی مدعا
لب خشک کاسہ فقیر ہون نہ سحاب دست کریم ہون
جو جلا ہی آتش عشق کا وہی آگ ہوگی اُسے دوا
نہین احتیاج حکیم کی کہ مین آپ اپنا حکیم ہون

عنصر عشق تیری ترقیان ترے زیر حکم ہو سب جہان
مجھے بھی قدم سے نہ کر جدا مین ترا رفیق قدیم ہون

نہ کرون مین صفدر خستہ جان جو رجوع اُس سے یہ دل کہان
وہ طبیب ہی مین مریض ہون وہ حکیم ہی مین سقیم ہون

شہرہ ہی تیرے حسن کا جانان کہان کہان
ہی نور آفتاب درخشان کہان کہان

پہونچا نہ تیرے حسن کا فرمان کہان کہان
بندے ہوے نہ گبر و مسلمان کہان کہان

شمعو نمین اُسکا نور ہی پہولو نمین اُسکا رنگ
دیکھا ہی ہمنے جلوۂ جانان کہان کہان

جاتا ہی کوئی سوے حرم کوئی سوے دیر
پھرتے ہین ڈھونڈھتے تجھے انسان کہان کہان

مرغوب طبع ہی جو زمانے مین ہی حسین
اک دل ہی اُسکو کیجیے قربان کہان کہان

دل ناگہان جو گیسوے خمدار مین گیا
بولا یہ شانہ ہو کے پریشان کہان کہان

کرسی و عرش کیا کہ یہ دیکھ آئے لامکان
پہونچے مکان سے حضرت انسان کہان کہان

پاتا نہین ہون گھر مین کسی شب مین آپکو
سچ کہیے آپ جاتے ہین مہمان کہان کہان

وہ زلف و رخ یہ کہتے ہین تاراج کے لیے
ہندو کہان کہان ہین مسلمان کہان کہان

دریا مین موج باغ مین گل جادہ دشت مین
پہیلے ہین میرے چاک گریبان کہان کہان

پہلے یہ پوچھا ہمنے گئے جب دیار مین
یارو یہان ہی مجمع خوبان کہان کہان

صفدر جواب نامہ نہ لایا جو نامہ بر
کیا جانے پھر رہا ہی پریشان کہان کہان

چمن میں کی ہر پھر پھر کر تمھاری جستجو برسون
کسی گل میں نہ پائی پر یہ پھیلنی پھیلنی بو برسون

چھایا ہر چمن مین ہمنے رنگ جستجو برسون
گلی مین برگ گل کے پھرے مانند بو برسون

کسی کی یاد نے بخشا ہے ایسا ذوق خاموشی
کہ بت بنکر رہے ہین ہم خدا کے روبرو برسون

چمک دیکھی جو میرے درد کی الصاقت سے دم بھر
تو بجلی کیطرح تڑپا کرے ای تیغ تو برسون

یہ کسکے خون کی منھدی اُنکی ملکے آئی تھی
کہ آئی تیغ قاتل سے دُلھن کی مجکو بو برسون

نہ محراب بروحکم تب ہوتا ہے سجدے کا
جب آب تیغ سے جانباز کرتے ہین وضو برسون

ولا ہے حرص بیجا اکدم کی زندگانی مین
جہان مین ہمنے آیا ہو نہ مین برسن سو نہ تو برسون

لحد پر بھی وہ مجھ ناشاد کے آیا نہ مدت تک
مرے بن بھی نہ میرے دلسے نکلی آرزو برسون

رہی کیا دیج اسیری مین بھی ساقی تیرے مستون کی
کہ حلقہ گردن خم کا رہا طوق گلو برسون

نہ کچھ عقدہ کھلا اُنپر مرے حال پریشان کا
کہا کی زلف پیچان حال میرا مو بمو برسون

زبانِ حال سے اظہار درد دل کیا صفدر
لب خاموش سے کرتے رہے ہم گفتگو برسون

عالم تباہ ہو جو مین آفت رسیدہ ہون
طوفان نوح آئے اگر آبدیدہ ہون

رفعت ہی ساتھ اگرچہ بخاک آرمیدہ ہون
سایہ بھی ہون تو سایہ مرغ پریدہ ہون

شکوہ نہین جو یار رہا مجھ سے بیخبر
مین حرف مدعائے لب نارسیدہ ہون

بھولا کبھی نہ غنچہ صفت تنگدل رہا
یارب مین کس چمن کا گل نودمیدہ ہون

جاتا ہون جسطرف وہ چھپاتا ہے مجھسے آنکھ
آشوب گاہ دیر مین خاک پریدہ ہون

پائی ہی مین نے خاک مین ملنے سے آبرو
وہ اپنے گھر مین خوش رہین مین اپنے گھر مین خوش
ممکن نہین کہ چھوٹ سکون دام سے کبھی
مین کیا تباہ ہون کہ زمانہ تباہ ہی
کیونکر جھکین نہ آگے مرے اک جہان کے سر
موے ثمرہ یہ ہی یہ مرے اشک کا کلام
صیاد کا نہ خوف نہ ڈر مجکو دام کا
وحشت کی دیتی ہی مرے افتادگی خبر
پروانہ مین نہین کہ جلون شمع بزم پر

اِس غمکدے مین صورت اشک چکیدہ ہون
مجھ سے جو وہ خفا ہین تو مین بھی کشیدہ ہون
باغ جہان مین طائر شہپر بریدہ ہون
بحر جہان مین کشتی طوفان رسیدہ ہون
محراب وار مین ترے در پر خمیدہ ہون
مین نخل عشق مین ثمر نو رسیدہ ہون
مین اس چمن مین طائر رنگ پریدہ ہون
صحرا مین نقش پائے غزال رمیدہ ہون
بلبل نہین جو نکہت گل پر طپیدہ ہون

صفدر مین بوستان جہان مین قبول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

ستاتے ہین یہ گیسو والے ہمین
چمن سے نہ گلچین نکالے ہمین
نہ دیوانے ہین ہم نہ وحشی ہین ہم
کسی کی ہمین یاد آئی ہی چال
نہ جائینگے ہم بزم دلدار سے
سلامت یہ پیر مغان خم کی خیر

خدا اس بلا سے نکالے ہمین
کہ رو رو کے بھرتے ہین تھالے ہمین
جو چاہین کہین کہنے والے ہمین
کہو ہمنشین اب سنبھالے ہمین
نہین مانگ جو وہ نکالے ہمین
دیے مے سے بھر کر پیالے ہمین

تری زلف پیچان سے ڈرتے ہین ہم
کہین پیچ مین یہ نہ ڈالے ہمین

جدائی کے اب رنج اُٹھتے نہین
الٰہی جہان سے اُٹھالے ہمین

ستم گلرخون کی جدائی ہوئی
بُرے اپنے جینے کے لالے ہمین

نہ شکوہ کرینگے خدائی قسم
وہ بُت جتنا چاہے ستائے ہمین

لحد تک سب آکر گئے اپنے گھر
کیا ہی خدا کے حوالے ہمین

بہت مضطرب ہی دل بیقرار
کبھی تو گلے سے لگالے ہمین

گلے مین مرے ہاتھ وہ ڈال کر
یہ کہتے ہین صفدر رہنا لے ہمین

رہی ہی کعبہ و بتخانہ مین قید مکان برسون
رہے ہم یہان برسون بسر کی ہی وہان برسون

نہین کچھ آج نالے نے مری تاثیر دکھلائی
رہے ہین برہم و درہم زمین و آسمان برسون

شب وصلت کبھی بوسہ جو اُسکے لب کا پایا تھا
جدائی مین مزے کیا کیا اُڑایا کی زبان برسون

گلستانکو نہ آکر خانۂ صیاد مین بھولے
رہا ہمکو قفس مین بھی خیال آشیان برسون

نہین پایا ہی اُس ظالم نے مجھ سا صابر کامل
مہینون آزمایا ہی کیا ہی امتحان برسون

کسی دن چہرۂ گل کو جو گستاخی سے دیکھا تھا
ہوئی سیدھی نہ بلبل سے نگاہ باغبان برسون

نہین اُستاد مجھ سا کوئی علم خوش بیانی مین
پڑھی ہی بلبلون نے آکے مجھ سے بوستان برسون

کبھی ہمنے نہ دیکھا روز وصلت جز شب فرقت
رہا برگشتہ بے تقصیر ہمسے آسمان برسون

وہ رہرو ہون نہ ہرگز منزل مقصود تک پہونچا
رہا ریگ روان کیطرح صحرا مین روان برسون

ہمارے دل کا کیا احوال کیفیت سے خالی ہی
عجب اک عالم وحشت تھا آغاز محبت مین
اجازت دے مجھے صیاد اتنی ایک نالے کی

کبھی سیری سنو سنیے اگر یہ داستان برسون
رہا ہین خانمان برباد بے نام و نشان برسون
زبان و کی ہی مدت تک کیا ضبط فغان برسون

چھوا تھا اسکے گو فقط اس جرم پر صفدر
رہے زندان مین ہم محبوس پہنین بیڑیان برسون

غم دل جو اسپہ عیان نہین تو کچھ اسکی وجہ نہان نہین
مرے لب پہ شور و فغان نہین مرے اشک چشم روان نہین
وہ شجر ہون جس مین ثمر نہین وہ صدف ہون جسمین گہر نہین
وہ سخن ہون جسمین اثر نہین وہ دہن ہون جسمین زبان نہین
تری مدح ہمسے ہو جانجان کبھی اپنے دل کو نہین گمان
وہ دہن کہان وہ زبان کہان وہ سخن نہین وہ بیان نہین
جسے ذوق الفت یار ہی اسے سب طرح سے قرار ہی
عجب اس چمن کی بہار ہی کبھی جسکو خوف خزان نہین
اسی بت کے در پہ رہے جبین مری زندگی ہو بسر وہین
وہی باغ ہی وہی گلزمین ہوس ریاض جنان نہین
شب وصل مرغ جو بول اٹھا مجھے صدمہ حد سے سوا ہوا
کہو بے محل نہ کرے صدا مرے دلکو تاب فغان نہین

جنھین زندگی پہ غرور ہی اُنھین عقل ہی نہ شعور ہی
سفر اِس سرا سے ضرور ہی کہ قیام عمر روان نہین
جنھین ناز جاہ وحشم پہ تھا جنھین کبر گنج ودرم پہ تھا
جنھین فخر طبل وعلم پہ تھا کہین آج اُنکا نشان نہین
غزل اور صفدر خوش بیان کہو خوش ہو جسسے دلِ جہان
نہ رُکے قلم نہ تھمے زبان ابھی بند طبع روان نہین
یہ گل ہمیشہ بہار ہی مرے دل مین داغ عیان نہین
صفت گل چمن جنان کبھی اُسکو خوف خزان نہین
وہی سبزۂ لب نہر ہی وہی آبشارون کا شور ہی
وہی قمریون کا ہجوم ہی مگر اپنا سرو روان نہین
ابھی تیغ غمزہ کھنچی نہین ابھی تیر عشوہ چلا نہین
ابھی اُسمین ناز وادا نہین ابھی طفل ہی وہ جوان نہین
مرے شور پر نہو خندہ زن ترا اور حال ہی فاختہ
ترا سرو تجھ سے خفا نہین ترا طوق اتنا گران نہین
مجھے ذوق لذت زخم ہی اُسے ناپسند ہی بانکپن
مجھے آرزو کہ ہدف ہو مین اُسے شوق تیر وکمان نہین
وہی کعبہ ہی وہی دیر ہی وہی خانقہ وہی میکدہ

جو دوئی کا پردہ اُٹھا دیا تو خدا کا جلوہ کہان نہین

کہا اُسنے صفدر نیمجان نگر اِس جہان سے گذر گیا
کہ ہمارے کوچے مین دیر سے وہ صدائے آہ و فغان نہین

کچھ دھیان ہجر کا نہ رہا وصل یار مین
بھولا خزان کو مرغ خوش الحان بہار مین

کشمیر مین ختن مین حلب مین تتار مین
شہرہ تمھارے حسن کا ہر ہر دیار مین

جائین بہشت کو کہ چلین کوے یار مین
کیا کیا خیال آتے ہین ہمکو مزار مین

اِس درجہ ناتوان ہوا ہجر یار مین
بنتے ہین سو لباس مرے ایک تار مین

دیکھا نہ ایک مین ترے عارض کا ہمنے رنگ
پھولے ہزار گل چمن روزگار مین

معشوق آپ کو مجھے عاشق بنا دیا
کیا دخل ہی مشیت پروردگار مین

گستاخیون سے میرے وہ آزردہ ہو گئے
سوجھا نہ خاک لذت بوس و کنار مین

کیونکر نہ بوسے لون لب میگون کے وصل مین
سچ ہی کہ لطف بادہ کشی ہی بہار مین

روز فراق ہو نہ شب وصل کے سوا
گردش فلک کی ہو جو مرے اختیار مین

جنت سے بھیج اُنکو کوئی حور اے خدا
دی جان ہمنے حسرت بوس و کنار مین

پاس رقیب سے اِدھر آتا نہین وہ شوخ
اُلجھا ہوا ہی دامن گل نوک خار مین

مستونکو اُسنے وادی جنت دکھا دیا
انگڑائی لی جو ہاتھ اُٹھا کر خمار مین

پھر ہی کسی کے چشم فسونگر کا انتظار
پھر مبتلا ہون گردش لیل و نہار مین

صفدر ہی آنسوونمین مرا جسم زار یون

رشتہ ہو جسطرح گہر ابدار مین

خاک دیکھی سیر ہمنے گلشن ایجاد مین
پر نہ نکلے تھے کہ آئے خانۂ صیاد مین

کیا اثر تھا بلبلون کے نالہ و فریاد مین
گر پڑی بجلی تڑپ کر خانۂ صیاد مین

عمر بھر نالان رہا اک شاخ گل کی یاد مین
پھل یہ پایا مینے آکر گلشن ایجاد مین

لیلی و عذرا و شیرین مین ہین افسانے ترے
تذکرے میرے ہین قیس و وامق و فرہاد مین

چاہتا ہون زیر خنجر حشر تک گردن رہے
کیا کہون قاتل جو لذت ہے تری بیداد مین

سرو کی الفت مین قمری شوق گل مین عندلیب
مین ترا مشتاق آیا گلشن ایجاد مین

ہونہ سودائی ذرا چکھا جو میرا خون گرم
پڑ گئے چھالے زبان نشتر فصاد مین

کیا سمجھکر بلبلین کرتی ہین مجھ سے سامنا
انکے نالون مین اثر ہے یا مری فریاد مین

تھا فرشتونکو بڑا دعوی عبادت کا مگر
پھنس گئے آکر فریب حسن آدم زاد مین

ذبح ہونے وقت کی وہ یاس کی ہمنے نگاہ
گر پڑا خنجر ہوا رعشہ تن جلاد مین

غیر سے آزردہ ہوکر میرے گھر آئے وہ بت
یا خدا ہو یہ اثر پیدا مری فریاد مین

ہمصفیرونکی جدائی کا نہ اٹھا مجھ سے غم
جان دی آخر تڑپ کر خانۂ صیاد مین

رہ گئے مقتل مین مشتاق شہادت نیمجان
ہے نزاکت سے نزاکت بازوے جلاد مین

ہے سکندر کا نہ دارا کا نہ قیصر کا نشان
چار دن سب رہ گئے اس قصر بے بنیاد مین

حسرت و یاس و غم و رنج و الم کا ہے ہجوم
آگئی وسعت کہان سے اس دل ناشاد مین

ٹھوکرین کھائین بہت ہمنے تو کوے عشق مین
زندگی باقی بسر ہو اب خدا کی یاد مین

دخل دیتے ہی نہین ہین کچھ بھی تحسین کے سوا
کیا غزل بھیجون مین صفدر زحد استاد مین

اب کہتے ہو کہ تم مری محفل مین آئے کیون
کہتا یہ ہو تو کوئی کسی کو بلائے کیون

کہتا ہون صاف صاف کہ مرتا ہون آپ پر
ظاہر جو بات ہو اُسے کوئی چھپائے کیون

مین نے جو آہ کی تو کہا ہنسکے یار نے
ایسے جو ناتوان تھے تو پھر ناز اُٹھائے کیون

اے دل اگر کسی کی نہ تھی تجھکو جستجو
قلابے آسمان و زمین کے ملائے کیون

ہستی مین نیستی سے تو آنے کو آئے ہم
لیکن بہت ہین دل مین پشیمان کہ آئے کیون

سنکر جو میرا نام چڑھاتا تھا تیوریان
دو پھول وہ مزار پہ لاکر چڑھائے کیون

اہل نظر کو طاقت دیدار جب نہ ہو
پردہ اُٹھا کے رخ سے وہ جلوہ دکھائے کیون

اُس شوخ بیوفا کا اشارہ نہ ہو اگر
وے چرخ مجکو رنج زمانہ ستائے کیون

فرماتے تھے کہ آہ مین تیرے اثر نہین
بیتاب ہو کے آپ مرے گھر پھر آئے کیون

جب اُسکو التفات نہو حال زار پر
پھر کوئی اپنے درد کا قصہ سنائے کیون

کافی تھی میرے داغ جگر ہی کی روشنی
لاکر چراغ میری لحد پر جلائے کیون

عبرت کا ہے مقام تماشا نہین ہے یہ
لاشے پہ میرے جمع ہین اپنے پرائے کیون

محراب پھر سجدہ ہو جب ابروے بتان
صفدر دیار ہند سے کعبے کو جائے کیون

کہون کیا مین تمسے کہ کیا چاہتا ہون
جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہون

نہ وصلت سے مطلب نہ فرقت سے مطلب	فقط مین تمھاری رضا چاہتا ہون
دل آئینہ ہے اُس سے معلوم ہوگا	نہین چاہتا تمکو یا چاہتا ہون
بہت آشنا ہین زمانے مین لیکن	کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون
دم نزع تو آکے صورت دکھا دو	نہین دیر رخصت ہوا چاہتا ہون
غم ہجر سے تنگ آیا ہون ایسا	کہ مرنے کی تمسے دعا چاہتا ہون
چمن مین تو آیا ہون ساقی کو لیکر	اُٹھے ابر ٹھنڈھی ہوا چاہتا ہون
کسی گل کی بو مجکو لاکر سنگھا دے	یہی تجھ سے باد صبا چاہتا ہون
غرض کوئی مجکو نہو ان تبون سے	دل بے غرض یا خدا چاہتا ہون
خدا دوست کو میرے مجھسے چھڑائے	جو دشمن کا بھی مین بُرا چاہتا ہون

وہ عیسیٰ ملے تو کہون اُس سے صفدر
کہ مین درد دل کی دوا چاہتا ہون

دل و جگر خون ہو چکے ہین حواس تک اپنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہے ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین
یقین ہے اب رحم پر وہ آئین ستم کیے ہین کمال مجھ پر
ستا چکے ہین رُلا چکے ہین دل و جگر کو جلا چکے ہین
کبھی نہ رغبت تھو گی واعظ شراب گلگون کی میکشون سے
زبان سے اُسکو بُرا کہین کیا جسے کہ ہم منہ لگا چکے ہین

ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گران ہو
کسی کا اب اور امتحان ہو ہمین تو آپ آزما چکے ہین

لگا کے خنجر بجھائینگے کیا وہ پیاس میری سنا ہی مین نے
مری طرف سے رقیب اُنکو لگا چکے ہین بجھا چکے ہین

مقدر اپنا ہی خفتہ کب سے کہان ہی امید اب کہ جونکے
تڑپ کے چلا کے شور کر کے بہت اِسے ہم جگا چکے ہین

چمن سے گل توڑنا تو کیسا یہی ہی ہم کو بہت غنیمت
کہ دامن اُلجھا جو خار سے تھا بہ مشکل اُسکو چھڑا کے ہین

مشاعرے کا ہی قصد صفدر کہ شعر اچھے ہین چلکے پڑھیے
مگر یہ ہوتا ہی یاد ہم کو کہ یہ غزل ہم سنا چکے ہین

ہوئے الفت کے جب پابند تو کب قاضی سے ڈرتے ہین
جہان دیکھا کسی کو بس حسرت سے مرتے ہین
طلب ہے آئینے کی گیسوؤن مین شانہ کرتے ہین
کہا مجکو اجل نے دیکھکر مقتل مین قاتل سے
زیادہ اِس سے شوخی اور کیا ہوگی قیامت ہی
اُدھر جوشِ جوانی ہی اُدھر جوشِ جنون ہر دم
اُڑاتے ہین چمن سے بلبلونکو باغبان گلچین

خدا کے سامنے کہدینگے ای بت تجھپہ مرتے ہین
حسینون سے نہین ڈرتے ہم اپنے دل سے ڈرتے ہین
الٰہی خیر ہو بگڑے نکھرتے ہین سنورتے ہین
یہین حاضر اسکو جلدی آپ کیون پھر دیر کرتے ہین
لیے بیٹھے ہین مٹھی مین مرا دل اور مکرتے ہین
وہان جوبن اُبھرتا ہی یہان چھالے ابھرتے ہین
بہار آئی عروس باغ کے غنچے صدا اُترتے ہین

رہا جاتا نہین ہے بے کہے دلمین جو حسرت ہے
نہین سنتے ہین وہ کچھ بھی مگر ہم کہ گذرتے ہین

یہ خود بینی کہانتک آئینے کو اب کرو رخصت
ادھر بھی اک نظر ہم بھی تو تمکو پیار کرتے ہین

کہین کیا زندگی کیونکر بسر ہوتی ہے فرقت مین
تڑپتے ہین سسکتے ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

تری اس بیوفائی پر وفاداری کرتا ہے
نہین مرتے ہین تجھپر ہمتو اپنے دلپہ مرتے ہین

ہماری خاک دامنگیر ہوجائے نہ اے صفدر
اُٹھا لیتے ہین دامن جس گلی سے وہ گذرتے ہین

تعلق سے رہا آزاد سیر دشت گلشن مین
نہ گل میرے گریبان مین نہ کانٹا میرے دامن مین

مین یکتا عشق مین ہون تو اگر ہے حسن مین کامل
نہ مجھسا خار صحرا مین نہ تجھسا پھول گلشن مین

نہ کوئی غیر کعبے مین نہ بتخانے مین بیگانہ
زبردستی کا جھگڑا پڑ گیا شیخ و برہمن مین

وہ میکش ہین کہ اے زاہد ہمارے ہاتھ رہتے ہین
کبھی شیشے کی گردش مین کبھی ساقی کی گردش مین

نہ ہو وحشت سے خالی اے رفوگر چارہ سازی بھی
گریبان پھاڑ کر پیوند کرنا میرے دامن مین

دو شالے اوڑھکر گل بستر گل پر جو سوتے تھے
پڑے ہین منہ لپیٹے آج وہ چادر مدفن مین

کسی کے دیکھنے پر ترس کھاتا نہین کوئی
گھٹائین رو رہی ہین ہنس رہی ہے برق ساون مین

تمھارا ایک جلوہ ہر جگہ نیرنگ رکھتا ہے
صمد چشم مسلمانین صنم چشم برہمن مین

مضامین منتخب میری غزلین کیون نہون صفدر
مین کانٹون کو ہٹا کر پھول چن لیتا ہون دامن مین

پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کاری اندنون
مرغ بسمل کی تڑپ ہے بیقراری اندنون

واه کیا جوبن پہ ہی حسنِ عروسانِ چمن
ناز کرتی پھرتی ہی بادِ بہاری اندنون

فصلِ گل پھر آئی پھر جوشِ جنون تازہ ہوا
رنگ لائی پھر نیا وحشت ہماری اندنون

لہلہاتا سبزہ نہرین موجزن ٹھنڈھی ہوا
کیا گلستان مین ہی لطف بادہ خواری اندنون

پاے خم پر غدر خواہی کو پڑے ہین اہلِ زہد
جاکے سر پھوڑے کہان پرہیزگاری اندنون

عندلیبو تم بھی اُسکے ساتھ گلشن سے چلو
لیچلی ہی بوے گل بادِ بہاری اندنون

تھا یہ رندِ بادہ کش کوئی کہ جسکی خاک پر
ابرِ رحمت کر رہا ہی اشکباری اندنون

فرقتِ دلدار مین رخصت ہوے ہوش و حواس
درد اک کرتا ہی دلکی غمگساری اندنون

فرقتِ جانان مین دل بھی ہمارے چھوڑدی
ہمنشینی غمگساری دوستداری اندنون

واه کیا جوبن دکھاتی ہین تمھاری چھاتیان
اُبھری اُبھری گوری گوری پیاری پیاری اندنون

فصلِ گل مین توڑی توبہ رہا جاتا نہین
کیا کرین صفدر رکہ ہی بے اختیاری اندنون

کم سن ہین آئینہ ابھی پیشِ نظر نہین
کیا لین مری خبر انکھین اپنی خبر نہین

کچھ بات معتبر تری ای حیلہ گر نہین
تا نصفِ شب تھی ہان ہوئی پچھلے پہر نہین

ہمدم کہان رفیق کہان ہجرِ یار مین
پہلو نشین سواے دلِ نوحہ گر نہین

لیتا ہون ایک گال کے بوسے جو چار پانچ
کس ناز سے وہ کہتے ہین بس اب ادھر نہین

اُٹھ اُٹھ کے میرے دلکو کرین آپ پائمال
مین دیکھون بیٹھے بیٹھے یہ میرا جگر نہین

کیا میکدہ بھی شہرِ خموشان ہی ساقیا
غافل ہین سب کسی کو کسی کی خبر نہین

سودے مین زلف یار کے کہتا ہون رات بھر
یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

تسکین کو میرے دلسے بنائی ہی تونے بات
پیغام اُسکے مُنھ کا یہ ای نامہ بر نہین

ملتی نہین ہی آنکھ بھی بوسے کا ذکر کیا
اگلی سی وہ حضور کی ہمپر نظر نہین

میری تمھاری باتونمین نقصان ہین ایک سے
وہ معتبر نہین ہین تو انمین اثر نہین

آتا ہی ای مسیح تو جلد آکے دیکھ جا
تیرے مریض غم کو امید سحر نہین

پامال کوئی ہو کوئی ٹھوکر سے جی اُٹھے
مستانہ اُسکی چال ہی اُسکو خبر نہین

صفدر کہین چھپائے سے چھپتا ہی درد دل
بیتاب کیون ہین آپ محبت اگر نہین

ہم آئے تھے گھڑی بھر غم غلط کرنیکو یارونمین
وہ سب ہمسے سوا نکلے تمھارے دوستدارونمین

مین توبہ کرکے آبیٹھا تو ہون پرہیزگارونمین
کوئی کھینچے لیے جاتا ہی دلکو بادہ خوارونمین

نہ میرا عشق مین ثانی نہ تیرا حسن مین ثانی
ہوئے ہین لاکھونمین یکتا منتخب ہی تو ہزارونمین

نہین آرام اسکو ایکدم شل دل عاشق
نگاہ ناز بھی ہی کیا تمھارے بیقرارونمین

تمھاری چھاگلین آوازہ کستی ہین مسیحا پر
کہ جب چلتے ہو تم جی اُٹھتے ہین مردے مزارونمین

نکالے رنگ اچھے خضر زاہد نے ان دزدون
کہ دن بھر روزہ دارونمین ہین شب بھر بادہ خوارونمین

ہمین ہی جستجو ہر بزم مین معشوق کم سن کی
تمنا لالہ بیداغ کی ہی لالہ زارونمین

نہ عاشق ہی کوئی مجھسا نہ ظالم ہی کوئی تجھسا
وفا میری جفا تیری چھپی ہی اشتہارونمین

اُڑاتے ہین مے در پردہ سارے قاضی و مفتی
ملے راتونکو اکثر دخت رز پرہیزگارونمین

چھکایا مے سے اک عالم کو ساقی تو نے محفل مین
ادھر بھی کوئی ساغر ہم بھی ہین امیدوار دکن مین

کہو یہ برق سے لذت تڑپنے کی اگر چاہے
رہے دو چار دن آ کر تمھارے بیقرار دکن مین

شب فرقت مرا نالہ صدائے صور تھا شاید
زمین جنبش مین آئی مردے اُٹھ بیٹھے مزار دکن مین

بھلا رکھتے ہین صفدر اور شاعر مجھسے کیا نسبت
مین ہون شاہ سخن یہ لوگ ہین جاگیردار دکن مین

کوئی بات مُنھ سے نکل گئی جو خلاف وصلت یار مین
تو یہ عذر اُس سے کرونگا مین کہ جنون ہے مجکو بہار مین

مرے دل کی کچھ ہے نئی فغان الم جدائی یار مین
نہ جرس کے نالہ مین درد یہ نہ اثر یہ صوت ہزار مین

نہ وہ ناز اُٹھانے کے حوصلے نہ وہ شوق ہے نہ وہ ولولے
نہین طاقت اب دل زار مین نہین تاب جان نزار مین

ترے رحم حد سے کہین سوا مرے جرم کی نہین انتہا
نہ وہ آسکینگے حساب مین نہ یہ آسکینگے شمار مین

وہ کھڑے ہوے ہین سر لحد مرے اقربا سے کہے کوئی
انھین اور دیکھ لون کوئی دم ابھی تختے دین نہ مزار مین

دم وصل ایسا لحاظ تھا نہ زبان سے کچھ بھی مجھے کہا
مگر آنکھین شرم سے بند کین نئی سوجھی بوس و کنار مین

شب وصل غلبۂ شوق ہی یہ خیال بھی ہی مگر سب مجھے
کہ بگڑ نہ جاسے وہ تند خو کہین مجھ سے چاہ مین پیار مین

عجب انقلاب زمانہ ہی وہ ہوسے جوان ہوسے پیر ہم
ہمین سیر باغ کا لطف کیا کہ خزان ہی اپنی بہار مین

مرا شہرہ سارے جہان مین ہی مرا ذکر کون مکان مین ہی
نہین غم اگر نہین جانتا کوئی مجھکو میرے دیار مین

چمن جہان مین مین پھر چکا نہین تم سا گل کوئی دوسرا
فقط ایک بلبل زار کیا جو کہو تو کہدون ہزار مین

دل تنگ کا تو الم نہین مجھے صفدر اتنا خیال ہی
مرے دلمین غم ہی جو یار کا وہ پڑا ہی طرفہ فشار مین

مذکور اُس دہن کا جسدم سُنا چمن مین — موتی بکھر گئی شبنم سر غنچے کے دہن مین
بیگانہ مثل سبزہ اکثر رہے وطن مین — کیا لطف سیر ہمکو حاصل ہوا چمن مین
سمجھے چمن مین ہو نیچے آئے جو انجمن مین — کیا عطر کی مہک ہی اُس گل کے پیرہن مین
وحشت نئی ہماری ہی وادی سخن مین — کانٹے کبھی ہین زبانپر چھپا لے کبھی ہین دہن مین
ٹکڑے ہوے ہین لاکھون دل اسمین عاشقون کے — کنگھی کرو سمجھکر گیسوے پرشکن مین
نکلے صنمکدے سے ہو کر جو وہ مکدر — جھنجھلا کے خاک ڈالین مت چشم برہمن مین
ٹھوکر نہ یون لگاؤ تیرون کو ناز سے تم — مردے اُچھل پڑینگے بیساختہ کفن مین

اے باغبان ہے پھر ہم برسون نسیم آسا / آئی نہ ایک گل سے بوئے وفا چمن مین

معشوق جس جگہ ہے عشاق بھی وہین ہین / ہمراہ شمع دیکھے پروانے انجمن مین

گم گشتہ دل ہمارا تم سے جدا نہ ہوگا / چاہِ ذقن مین ہوگا یا زلف پرشکن مین

گلگشت باغ کو وہ شاید ہین آنیوالے / پھرتی ہے کیسی مضطر بادِ صبا چمن مین

حیرت سے تیغ قاتل مقتول نے نہ دیکھی / پردہ یہ آئنہ ہے دولھا مین اور دولھن مین

یہ سروقامتون سے ایذا اٹھائی ہم نے / گلگشت کو نجائین ہون سرو جس چمن مین

اسواسطے ہے خواہش ملک عدم کی صفدر / بچھڑے ہوے احبا ملجائینگے وطن مین

شرم آنکھ مین ہے آنکھ ہے پنہان نقاب مین / رہتا ہے اب حجاب بھی انکا حجاب مین

پیدا ہوا ہے کچھ تو اثر اضطراب مین / شبکو کبھی کبھی جو وہ آتے ہین خواب مین

آنکھونسے میرے ہے رخ جانان حجاب مین / اے برق حسن آگ لگا دے نقاب مین

اللہ رے شوق پوچھتے ہین نامہ بر سے ہم / کچھ تو بتا دے کیا وہ لکھینگے جواب مین

ہم میکدے کی راہ سے پہونچینگے یار تک / واعظ پڑے رہینگے عذاب و ثواب مین

قاصد بھی اسکو دیکھ کے بیتاب ہوگیا / کیا جانے کیا زبان سے کہا اضطراب مین

گنتی کے بوسے لینے کی ٹھہری ہے انسے جب / دھوکا ہی مین نے ڈالدیا ہے حساب مین

کعبے کو مین گیا تو وہ بت ہوگیا خفا / چلکر رہ ثواب پڑا کس عذاب مین

یہ خوف تھا جب مجھے کہ یہان بھی نہو رقیب / مطلب کی بات کہہ نہ سکا انسے خواب مین

کم سن ہین وہ ابھی سے شرارت ہی اسقدر
بجلی چمک دمک کے نبلینگے شباب مین

رو رو کے مثل برق تڑپتا ہون بار بار
اللہ رے درد دل کی چمک اضطراب مین

وہ کچھ لکھا کہ دلکو مرے یاس ہوگئی
اِس سے تو کاش کچھ وہ نہ لکھتے جواب مین

رنج فراق حضرت ناصح سے روز بحث
صفدر کی ایکجان ہی کس کس عذاب مین

گالیون پر بھی ترے حق مین دعا کرتے ہین
ہم وہ کرتے ہین جو ارباب وفا کرتے ہین

دل مرا پانون کے نیچے وہ ملا کرتے ہین
دھیان آتا نہین اتنا کہ یہ کیا کرتے ہین

تیری بو سونگھنے کو چاہیے ای یار دماغ
کیا سمجھکر گلہ باد صبا کرتے ہین

کوئی اتنا تو بتادے کہ حسینان جہان
دل جو لیجاتے ہین عشاق کا کیا کرتے ہین

دھیان کب اُسکی کمر کا نہین آتا ہمکو
سفر ملک عدم روز کیا کرتے ہین

گالیان دینے لگے کیسی وہ برہم ہوکر
ہمنے اتنا ہی کہا تھا کہ دعا کرتے ہین

بسملونکو جو ہوئی دولت دیدار نصیب
سجدۂ شکر تہ تیغ ادا کرتے ہین

صاف ہی بیدہنی اُنکی اسی سے ثابت
ہم جو کہتے ہین وہ خاموش سنا کرتے ہین

سرو کو دیجیے کیا اُس قد موزون سے مثال
ایسے بندے تو وہ آزاد کیا کرتے ہین

بادشاہی نہ اُٹھیگا ترے درویشون سے
وہ بھلا کب طلب خون بہا کرتے ہین

کی جو صفدر نے شکایت تو شکایت کیا ہی
دشمنون ہی کا تو احباب گلہ کرتے ہین

رہتا ہون رات دن جو کسیکے خیال مین
باقی نہین تمیز فراق و وصال مین

کیا احتیاط ہی انھین مجھ سے وصال مین
آتے ہین ساتھ لیکے کسی کو خیال مین

اٹھ اٹھ کے درد دل ہی تجھے چھیڑنے سے کام
کیا جانے تو کہ بیٹھے ہین ہم کس خیال مین

اللہ کیا مقام ہی میدان عشق بھی
قاتل جو وجد مین ہی تو بسمل ہی حال مین

دل بھاگتا ہی اب تو تصور سے یار کے
کمبخت غیر آتا ہی پہلے خیال مین

کس گل کی سیر باغ کو آمد ہی اے صبا
پھولے نہین سماتے ہین کلیان نہال مین

سو بار حسب خواہش ادھر سے ملا جواب
ہم کچھ کسی کی سنتے ہین ذوق سوال مین

کیا مجکو قتل کرکے پشیمان ہوے ہین وہ
بیٹھے ہین سر جھکائے ہوے انفعال مین

وہ اور جواب میرے سوالونکا نامہ بر
وہ بات کہہ کہ آئے کسی کے خیال مین

صفدر غضب ہی جان پہ عاشق کے ہر طرح
گرمی جلال مین ہی تو شوخی جمال مین

مین اگرچہ زار و نزار ہون مگر اُسکا شکر گذار ہون
نہ کسی کی آنکھ مین خار ہون نہ کسی کے دل کا غبار ہون

نہ کسی کی چوٹی کا پھول ہون نہ کسی گلے کا مین ہار ہون
یہ ہجوم داغ ہی جسم پر کہ مین آپ باغ و بہار ہون

نہ کسی کے سینے کا داغ مین نہ کسی کا لالہ باغ مین
نہ کسی کے گھر کا چراغ مین نہ کسی کا شمع مزار ہون

نہ شمار مین نہ قطار مین نہ کرور مین نہ ہزار مین
غم بیکسی کے دیار مین فقط ایک مشت غبار ہون
مجھے میرا گوشۂ انزوا مرے حق مین ہو سبب بقا
جو ذرا جہان کی لگی ہوا تو فنا برنگ شرار ہون
مرا سر قدم سے اُٹھائیے مجھے اب گلے سے لگائیے
بہت آنکھین اب نہ دکھائیے کہ ہزار دل سے نثار ہون
یہ ہوس صفدر خستہ جان کہ سوے مدینہ ہو مین روان
کرے خاک بھی جو یہ آسمان اُسی کوچے کا مین غبار ہون

خوابمین آنیکا اقرار ہو پر خواب کہان
خواب بھی آئے تو پھر دیکھنے کی تاب کہان

یار آزردہ مخل غیر مخالف دربان
کھینچ لایا ہو مجھے یہ دل بیتاب کہان

دشت غربت مین وطن سے ہمین لائی قسمت
اب وہ ہم بزم وہ غمخوار وہ احباب کہان

خشک کانٹے ہین فقط باغ مین آئی ہو خزان
گل شاداب کہان لالۂ سیراب کہان

بیقراری سے مرے دلکی نہین ہو واقف
تمنے دیکھی طپش ماہی بے آب کہان

ابروے یار مین ایدل ہو ادا سجدۂ شکر
پھر نظر آئیگی ایسی تجھے محراب کہان

کشتی ٹوٹی ہوئی گرتا ہوا اِک جوش یہ بحر
کتنا غافل ہون کہ آیا ہو مجھے خواب کہان

عہد پیری مین گیا حسن جوانی صفدر
ہو گئی صبح عیان جلوۂ مہتاب کہان

سخت بیمار درد فرقت ہون — آئیے جلد ورنہ رخصت ہون

صاف باطن ہون پاک طینت ہون — شکل آئینہ بے کدورت ہون

رنج فرقت سے دے نجات مجھے — موت کا مین رہین منت ہون

کیون ہین افسردہ ہمنشین میرے — پاس ہون مین نہ کوئی حسرت ہون

دور ساغر ہی اسطرف بھی ضرور — ساقیا لائق عنایت ہون

زلف کہتی ہی انکی مین ہون بلا — قد کا ہی قول مین قیامت ہون

راز عالم ہی سب عیان مجھپر — لوح محفوظ و کلک قدرت ہون

سایۂ عاقبت کہان مجھمین — شجر خشک دشت وحشت ہون

میرے اشکون سے سبز ہی یہ چمن — حق مین عالم کے ابر رحمت ہون

مین جدھر ہون اُدھر ہی اک عالم — ای جنون کیا مین کوئی دولت ہون

پیشرو سب کا ہو مرا پیرو — خضر سر منزل حقیقت ہون

اُنکے سر پہ اُدھر ہی خون مرا — مین اِدھر زیر بار منت ہون

غم کے آثار رخسے روشن ہین — کیا کسی کا چراغ تربت ہون

مثل سبزہ ریاض عالم مین — پائمال ریاض غفلت ہون

قیس و فرہاد و نل جہانسے گئے — عشقبازی مین مین غنیمت ہون

کیا بنائی ہی نور کی صورت — مین تو قربان دست قدرت ہون

دل کا ارمان آج نکلے گا — اک پریوش سے گرم صحبت ہون

عشق مجھ پہ تمام ہی صفدر
مہر درخشان ختم رسالت ہون

رونے مین ابر تر کے نقشے مٹا دیے ہین
ہم جب ابل پڑے ہین دریا بہا دیے ہین

وہ تیغ جب چلی ہی جوہر دکھا دیے ہین
مقتل مین چار جانب تودے لگا دیے ہین

دانتونکی یاد مین جب آنسو گرا دیے ہین
فرش زمین پہ ہمنے موتی بچھا دیے ہین

نالون سے دل ہلینگے کیونکر نہ ان بتون کے
عرش برین کے پائے اکثر ہلا دیے ہین

حسن و جمال کا کب چاردنطرف تھا شہرہ
یہ چار چاند ہمنے تمکو لگا دیے ہین

کیا منہ ہمارے آگے کھولے زبان جو بلبل
دو نالے کرکے ہمنے چھکے چھڑا دیے ہین

اس گلکے گیسوؤن تک جاتا ہی بے تکلف
شانے کو کیا خدا نے بخت رسا دیے ہین

صحرا چمن بنا ہی کانٹے لہو سے گلگون
چھالون نے وحشیون کے کیا گل کھلا دیے ہین

ہو پیش دست رنگین کیا قدر لالہ و گل
رنگ انکے ٹیکیونمین اسنے اڑا دیے ہین

ای میکشو بگاڑا کیا محتسب کا تم نے
کیون خم کے خم زمین پر ناحق لنڈھا دیے ہین

بیٹھے ہین اسکے در پر عزت ہو یا ہو ذلت
یہ وسوسے تو دل سے ہمنے اٹھا دیے ہین

احسان نسیم گلشن رکھتی ہی کیا لحد پر
کسنے چمن سے لا کر دو گل چڑھا دیے ہین

کچھ نقشبند امکان رکھتا نہین ہی پروا
کیا کیا بنا بنا کر نقشے مٹا دیے ہین

ای شوخ تیرے بسمل تڑپے ہین جب زمین پر
گردونکی قدسیون نے پردے اٹھا دیے ہین

رونے کی آنکھین خوگر جلنے کا شوق دلکو

الفت سے روگ کیا کیا صفدر لگائے ہین

رقیب اِن نگاہون سے کم دیکھتے ہین
تمھین جس محبت سے ہم دیکھتے ہین

رہِ عشق نے دل نے بھی ساتھ چھوڑا
وفادار دنیا مین کم دیکھتے ہین

شگفتہ ہر گلزار سبزہ ہر ساغر
تری راہ ابر کرم دیکھتے ہین

وہ میکش ہین اک جام مِی کے سوا ساقی
تماشا دو عالم کا ہم دیکھتے ہین

دم نزع ہر سلانے سے بچاؤ
تمھین اور ہم کوئی دم دیکھتے ہین

تری زلف پیچان کے سنبل مین ای گل
نہ بو دیکھتے ہین نہ خم دیکھتے ہین

بتون مین بھی جلوہ خدا کا ہی موسی
جو تم دیکھتے ہو وہ ہم دیکھتے ہین

بتا کر وہ مجھکو جلیسون سے بولے
مجھی کو یہ کیون دمبدم دیکھتے ہین

نگاہون سے ہی قصد قتل دو عالم
ارادے بڑے اُنکے ہم دیکھتے ہین

گلی مین ترے آکے گبر و مسلمان
تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین

بھلا اپنی ہستی بھی ہستی ہی کوئی
ادھر بھی اُدھر بھی عدم دیکھتے ہین

وہ صابر ہین خاموش بیٹھے ہین صفدر
جفا دیکھتے ہین ستم دیکھتے ہین

اُس کوچے مین ہم پہونچے تدبیر اسے کہتے ہین
وہ گھر سے نکل آئے تقدیر اسے کہتے ہین

سر اُسکے قدم پر ہو نام اُسکا زبان پر ہو
سجدہ اسے کہتے ہین تکبیر اسے کہتے ہین

گھبرا کے چلے آئے وہ آپ ہمارے گھر مین
ای نالۂ دل تجھ مین تاثیر اسے کہتے ہین

پیغام مرا سنکر خط پڑھکے کہا اُسنے — تقریر اِسے کہتے ہین تحریر اِسے کہتے ہین

وحشت مین تماشے کو کیا کیا نہ حسین آئے — پریون کو کیا تابع تسخیر اِسے کہتے ہین

دل زلف مین جب لائین آکے کہان اُلجھا — شانے نے کہا نادان زنجیر اِسے کہتے ہین

نقشہ تری صورت کا آیا جو تصور مین — بیساختہ دل بولا تصویر اِسے کہتے ہین

محفل مین جو ہم پہونچے تعظیم کو وہ اُٹھے — عزت کے یہ معنی ہین توقیر اِسے کہتے ہین

خاک قدم جانان ہاتھ آئے ہمین صفدر
کیا خوب ملی دولت اکسیر اِسے کہتے ہین

ماتم کشتہ فراق آج ہے بزم یار مین — موت خزان مین آئی تھی پھول ہوے بہار مین

آئیے سیر کیجیے داغ ہین جسم زار مین — دیکھیے یہ نئی بہار پھول کھلے بہار مین

حسن مین ہو تم لاجواب عشق مین ہم ہین انتخاب — فرد ہو سیکڑون مین تم ایک ہین ہم ہزار مین

گیسوے روے یار کی ایسی ہے ہم کو جستجو — ایک قدم حلب مین ہے ایک قدم تتار مین

فکر لباس کی ہمین جوشش جنون ہین کچھ نہین — بیٹھے ہین ہم برنگ گل جامہ تار تار مین

آتا ہون مین مدام اگر پاس ترے خفا نہ ہو — عذر رہے قابل قبول دل نہین اختیار مین

واہ رے لطف میکشی میکدہ اور دخت رز — باغ جنان ہے روبرو حور ہے کنار مین

نور نگاہ اُڑ گیا صاف برنگت آئینہ — آنکھین سفید ہو گئین صدمہ انتظار مین

قید ہین بال بال مین سیکڑون بیکسو کے دل — شانہ سمجھ کے کیجیے گیسوے مشکبار مین

دیکھے تڑپ کا ہو برا جسنے ہمین جگا دیا — سونے نہ پائے چین سے چار گھڑی مزار مین

مالک کوثر و جنان روز جزا ہین مرتضی
ذکر یہی ہر صحبت صفدر بادہ خوارین

جب سے مہمان ہوا ہر تو دل مین
نہ رہی کوئی آرزو دل مین

جب سے ساقی بسا ہر تو دل مین
جام آنکھو نمین ہر سبو دل مین

حسرت آنکھو نمین ڈھونڈھتی ہر اُسے
درد کرتا ہی جستجو دل مین

جب اُٹھا جان پر ہوا صدمہ
درد کی طرح سے ہر تو دل مین

نہین آتی ہر شرم سے باہر
یہ دُھن ہر کہ آرزو دل مین

بیوفا یہ بھی ہو گیا کمبخت
آگئی ہر تمھاری خو دل مین

پھر نکلنے کا نام لو نہ کبھی
تم رہو مثل آرزو دل مین

اُٹھ کے پہلو سے تم گئے باہر
ڈھونڈھتا ہون مین چارسو دل مین

بیوفا دلربا کو کہتے ہین
اور مجکو ہر گفتگو دل مین

بت خدا اِس سے کچھ نہین باہر
کیجیے سب کی جستجو دل مین

وصل سو بار ہو چکا صفدر
آرزو سی ہر آرزو دل مین

مین کب جنس دل رایگان بیچتا ہون
خریدار تم ہو تو ہان بیچتا ہون

فقط ایک بوسے پہ دیتا ہون دل کو
نہ سمجھو کہ سوداگران بیچتا ہون

جو تلوار تم نے کوئی مول لی ہر
مین سر اپنا اے جان جان بیچتا ہون

تمھیں جو پسند آئے حاضر ہے لے لو
خریدار ہون اک بُت نازنین کا
وہ مکتب مین جسدم گئے مین بھی ہمراہ تھا
نئی جوش مستی مین سوجھی ہے مجھکو
بتون کو جو دیتا ہون مین کعبۂ دل
ابھی دیکے دل مول لیتا ہون بوسہ

دل و دین و نام و نشان بیچتا ہون
محبت مین دونون جہان بیچتا ہون
کہ سعدی کی مین بوستان بیچتا ہون
کہ پیر مغان کی دکان بیچتا ہون
نہین دھیان کِسکا مکان بیچتا ہون
وہ اتنا تو کہدین کہ ہان بیچتا ہون

گلی مول لیتا ہون اُس گل کی صفدر
تماشا ہے باغ جنان بیچتا ہون

لگائے زخمکاری اُسنے قاتل اسکو کہتے ہین
نہین نادان بڑا ہوشیار ہے دل اسکو کہتے ہین
قدم رکھکر جو کوئے یار مین نےنشان چھوڑا
نہ اِسکو تیغ کا ڈر ہے نہ اندیشہ ہے خنجر کا
بُرے جو چلنے والے تھے تھکے راہِ محبت مین
نہ چھوٹا پھنسگیا جو اُسکے گیسوئے مسلسل مین
وہ جسدم آئنہ خانہ مین آئے یہ کہا ہنسکر
تری محفل مین ہمنے شمع جب فانوس مین دیکھی
کوئی کہتا ہے غنچہ اُس دہن کو اور کوئی نقطہ

ہنسے کیا کیا نہ اپنے زخم بسمل اسکو کہتے ہین
زمانے مین جو عاقل ہین وہ عاقل اسکو کہتے ہین
صدائے غیب آئی کوئے قاتل اسکو کہتے ہین
تری اُلفت مین کھیلا جان پر دل اسکو کہتے ہین
کسی سے طے نہین ہوتی ہے منزل اسکو کہتے ہین
بلاکی اِسمین گرہ یان ہین سلاسل اسکو کہتے ہین
عجب جلسہ حسینونکا ہے محفل اسکو کہتے ہین
گمان گذرا کہ یہ لیلی ہے محمل اسکو کہتے ہین
یہ عقدہ حل نہین ہوتا ہے مشکل اسکو کہتے ہین

انا الحق سے غرض منصور کی تھی عین ذات حق
بڑے نافہم ہین جو قول باطل اسکو کہتے ہین

نہ تڑپا زخم کھاکر زیر خنجر بھی جو مین صفدر
کہا قاتل نے ہنسکر واہ بسمل اسکو کہتے ہین

پھر نظر آگئے وہ گیسوے خمدار کہین
پھر گرفتار ہوا آج دل زار کہین

دل تڑپتا ہی بہت آج قفس مین صیاد
کوئی آزاد ہوا تازہ گرفتار کہین

آگئی آہ زبان تک تو کہان چرخ کی خیر
کھنچ گئی میان سے اب رکھتے ہین تلوار کہین

اتنی سی بات پہ ہوتے ہین عبث آپ خفا
ایک بوسے پہ یہ دیکھی نہین تکرار کہین

فرش پر اُسکا نشان ہی نہ سر عرش پتا
ہاتھ آتا نہین نقش قدم یار کہین

وہ تصور مین بھی آتے ہین تو یہ ڈرتے ہین
پرچہ عفت کو لگا دین نہ خبردار کہین

باغبان دیکھ زیادہ نہ ستا بلبل کو
پھونکدے نالہ سوزان سے نہ گلزار کہین

وقفہ ہستی مین نہین عمر روان کو ہرگز
راہ مین دم نہین لیتا ہی یہ رہوار کہین

سر بازار نہ یون نازو ادا سے چلیے
آپکی چال پہ چلجاے نہ تلوار کہین

اس ادا سے نہ قدم وقت تماشا رکھیے
ہو نہ ہنگامہ محشر سر بازار کہین

صاف چہرے سے تمھارے یہ عیان ہی صفدر
دام الفت مین کسی کے ہو گرفتار کہین

طلب دین کی یا فکر دنیا کرین
حیات دو روزہ مین کیا کیا کرین

اطبا نہ میرا مداوا کرین
اگر دستکش ہون تو اچھا کرین

ستمگر نے چھوڑا ہمین نیم جان
بہت دلکے ہاتھون سے مجبور رہین
کہان تاب نظارہ ای شوق دل
یہ چالین حسینون کی اچھی نہین
عجب مغبچو مین ہر دریا دلی
وہ دل لیکے پھیرین یہ ممکن نہین
زمانے مین رسم مروت نہین
زمین مین بھی ہر ذرہ گر جھکا

یہ مدنظر ہر کہ تڑپا کرین
نہ آئے ہمین صبر تو کیا کرین
کن آنکھون سے اُسکا تماشا کرین
یقین ہر کوئی فتنہ برپا کرین
یہ چاہین تو قطرے کو دریا کرین
کہان تک ہم اُنسے تقاضا کرین
کہان سننے والا کہ شکوا کرین
قدم رنجہ اب کیا مسیحا کرین

بس اتنا ارادہ ہر صفدر یہی
محبت کسی سے نہ اصلا کرین

طور نرالا تم نے نکالا تم سا کوئی خود کام نہین
سب سے ہین راہین سب پہ نگاہین ہمسے سلام و پیام نہین
ظلم ہین لاکھون جور ہزارون مہر و وفا کا نام نہین
خیر یہی ہین طور تو بہتر تم سے ہمین کچھ کام نہین
منھ سے تمھارے ہان کبھی نکلے ایسی بھی کوئی ساعت ہو
دن کو نہین ہر شب کو نہین ہر صبح نہین ہر شام نہین
حال دل اپنا کیا کہون ہمدم کیسی گذرتی ہر شب غم

صبر نہین ہر تاب نہین ہر چین نہین آرام نہین
اپنا جہان سے عزم سفر ہر آنکھ نہ پھیرو رحم کرو
ہجر کا ہمسے وقت نہین ہر ترک کا یہ ہنگام نہین
تم نے جو خط کے پُرزے اُڑائے نامہ رسانکو قتل کیا
تھا یہ مرا تقدیر کا لکھا تم پہ کوئی الزام نہین
وجہ نہین کچھ کھلتی اِسکے طائر دل کیون پھنستے ہین
آپ تو کچھ صیاد نہین ہین کاکل پیچان دام نہین
بادہ کشی سے ہوگئی نفرت جبسے جدا ہین یار سے ہم
دل مین ہین چھالے آنکھ ہر پر خون شیشہ نہین ہر جام نہین
کیسی تسلی کیسی تسکین دل کو ہر اپنے یاس وہی
لایا ہر ایسا نامہ قاصد جس مین کسی کا نام نہین
صبح جو اُسکے در پہ گئے ہم ہو کے خفا دربان نے کہا
ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارو آجکی صحبت عام نہین
خوف خدا بھی چاہیے اے بت ہو کے مسلمان سجدہ بت
یہ تو نیا ہر کوئی طریقہ دین نہین اسلام نہین
ہر جو ہجوم اغیار کا ہر سو کوچے مین اُسکے خوف ہر کیا
اِنکی صفون کو مین جو نہ توڑون صفدر میرا نام نہین

یہ کون آتا ہو رکھکر پھول جعد عنبر افشان مین
صبا اتراتی پھرتی ہو جو ان روزون گلستان مین

وہ وحشی ہون کہ جب رکھا قدم مین نے بیابان مین
سنانین تیز کین کانٹون نے ہر نخل مغیلان مین

جو تڑپاتا ہو تو اچھی طرح تڑپا مجھے قاتل
کوئی چٹکی نمک کی رہ نجائے اب نمکدان مین

کہین اب جلد لیچل اے جنون مجھ آبلہ پا کو
ہوئی ہو دیر کانٹے راہ تکتے ہین بیابان مین

حیا کا رنگ چھایا جب شب وصل انکی آنکھون پر
تو شوخی خوف سے جا کر چھپی چشم غزالان مین

دکھا دو جلوہ زلفین کھولکر جورو دیابان پر
کوئی جھگڑا نہ پھر باقی رہے گبر و مسلمان مین

خرام ناز تم گور غریبان پر جو فرماؤ
تو شور حشر برپا ہو ابھی شہر خموشان مین

روانی بڑھ گئی چلنے لگی اب سارے عالم پر
ہمارے قتل سے دم آ گیا شمشیر بران مین

مگر فصل بہاری آ گئی نزدیک اے صفدر
کہ پھر کچھ ربط باہم ہو چلا دست و گریبان مین

محبت کا مزا ہو اور مین ہون
دل درد آشنا ہو اور مین ہون

مسیحا در ترا ہو اور مین ہون
یہی دار الشفا ہو اور مین ہون

تری زلف دوتا ہو اور مین ہون
یہی کالی بلا ہو اور مین ہون

وہ بت ہو اور اک عالم کا مجمع
یہان میرا خدا ہو اور مین ہون

شب وصلت میسر ہو الٰہی
سحر تک یہ دعا ہو اور مین ہون

نشانہ ہو نگاہ ناز کا دل
یہ تیر بے خطا ہو اور مین ہون

جوانی جا چکی پیری بھی آئی
بس اب آگے قضا ہو اور مین ہون

خط آتے ہی روانہ ہو گئے سب
بس اب وہ مہر لقا ہی اور مین ہون

اسی نے نقد دل میرا اُچرایا
ترا دزد حنا ہی اور مین ہون

کبھی اُس گل کی بو مجھ تک نہ آئی
اب آئی تو صبا ہی اور مین ہون

خوشی ہی خرمی ہی اور ہین وہ
مصیبت ہی بلا ہی اور مین ہون

دم عیسیٰ نہین درکار صفدر
وہ شمشیر ادا ہی اور مین ہون

الٰہی دے اثر ایسا مرے بیتابی دل مین
چلے آئین کلیجا تھام کر وہ میری محفل مین

طلب غیرونکی ہوتی ہی بلا کر مجھکو محفل مین
خدا جانے ارادہ کیا ہی اُس عیار کے دل مین

خیال لب مین غمزے نے ترے عشاق کو مارا
مریضونکو لگا لایا مسیحا کوچۂ قاتل مین

جدائی مین کسے خواہش سیر لالہ و گل کی
ہزارون داغ ہین سینے مین لاکھون زخم ہین دلمین

اُٹھاتے سر بھی زانو سے نہین ہم بولنا کیسا
حجاب و شرم کی کچھ حد بھی ہی یارونکی محفل مین

ہمین اور غیر کو وہ بیخبر یکسان سمجھتا ہی
ابھی تک فرق کچھ اُسکو نہین ہی حق و باطل مین

وہ مجنون ہون نہین ہی حسن سے خالی مری وحشت
یہ حلقے جتنے ہین یہ یون کے آنکھین ہین سلاسل مین

تمھارے خال رخ کو دیکھنے یہ لوگ آئے ہین
کہ تل رکھنے کی جا باقی نہین کثرت سے محفل مین

مزہ یہ ہی کہ مقتل مین لگائی تیغ ہنس ہنسکر
نمک بھر بھر دیا قاتل نے ہر اک زخم بسمل مین

اوگی ہین بوٹیان منہدی کی قبرونپر شہیدونکے
لہو انکا ہی اب تک حسرت پابوس قاتل مین

علی مرتضیٰ سے ہو اعانت خواہ ای صفدر

وہی مشکلکشا ہین کام آجاتے ہین مشکل مین

ہوئی ایسی کشش پیدا کمند نالۂ دل مین
حسینان جہان کھنچ کھنچ کے آئے اپنی محفل مین

اسے منظور میرا قتل ہے مین آمادہ مرنے پر
وہی ہے میرے دل مین بھی جو کچھ ہے یار کے دل مین

بہار آئی ہے کب زندان مین مین وحشی ٹھہرتا ہون
گلے مین طوق ڈالو یا مجھے جکڑو سلاسل مین

خود آیا ہے سو مقتل عذر سر دینے مین کسکو ہے
کشیدہ ہے عبث شمشیر مجھسے دست قاتل مین

ترے چاہِ زنخدان کا یہ ادنی سا کرشمہ ہے
دیئے غوطے فرشتونکو پھنسایا چاہ بابل مین

اثر نالے وہ دکھلاتے گلون کے کان کھل جاتے
اگر ہوتا دل نالان بھی انبوہِ عنادل مین

لب جان بخش و تیغ ابرو جانان کا دھیان آیا
مسیحا سے ملاقات اپنی ٹھہرے کوچے قاتل مین

نہ پوچھو کیون اٹھا صفدر تمھاری بزم سے نالان
نہین معلوم کیا تھے ولولے کمبخت کے دل مین

لطف مینخواری ہے پھولا ہے چمن برسات مین
اے دل مشتاق ہو توبہ شکن برسات مین

ہر پریوش آجکل اک نور کی تصویر ہے
ہے مرقع گلرخون کے انجمن برسات مین

واہ کیا جلسہ ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے کیا فضا
ہین خرامان سیکڑون گل پیرہن برسات مین

بلبلو دیکھو تماشا شاہد گل ہر طرف
نکلی ہین شاخون سے بن بنکر دلھن برسات مین

چار جانب چھائی ہے گلزار پر کالی گھٹا
ہو مقرر میکشی کی انجمن برسات مین

پی کہان باغون مین کہتا ہے پپیہا بار بار
بلبل شیدا کہین ہے نعرہ زن برسات مین

دلکو تڑپاتی ہے بادل مین کہین کوئل کی کوک
اور کہین رقصان ہے طاؤسِ چمن برسات مین

فصل گل سے بھی زیادہ آجکل ہی کچھ فضا ٭ سر سے پا تک ہر شجر ہی گلبدن برسات مین

یہ شفق یہ برق یہ قوس قزح یہ کہکشان ٭ رنگ لایا ہی نیا چرخ کہن برسات مین

ہر طرف گلزار مین شور مبارکباد ہی ٭ سیر کو آتا ہی وہ رشک چمن برسات مین

سیر گلشن کو وہ جاتے ہین تو کہتی ہی نسیم ٭ لطف ہی جھولے کا ای گل پیرہن برسات مین

ہر روش گلشن مین فرش گل بچھا ای باغبان ٭ سیر کو آتا ہی وہ نازک بدن برسات مین

ہی شراب و ساقی و مینا و ساغر رات دن ٭ کیا ہی بگڑا ہی ترا صفدر چلن برسات مین

سیر گلشن چاہیے ای گلبدن برسات مین ٭ سنتے ہین سرسبز ہوتا ہی چمن برسات مین

آجکل یہ سادہ پن ای جانجان اچھا نہین ٭ کچھ تکلف چاہیے کچھ بانکپن برسات مین

زعفرانی صندلی دھانی بسنتی شربتی ٭ اک نیا ہر روز بدلو پیرہن برسات مین

ہاتھ مین رنگ حنا ماتھے پر افشان چاہیے ٭ دوش پر لہرائے زلف پرشکن برسات مین

مغبچے نامہربان ساقی خفا میخانہ بند ٭ کیا سمجھکر مین ہوا توبہ شکن برسات مین

ملکے مسی غنچۂ سوسن کو شرمندہ کرو ٭ کچھ اداہٹ چاہیے زیب دہن برسات مین

دل بھر آیا ہجر ساقی مین گھٹائین دیکھکر ٭ ہوگیا دریائے الفت موجزن برسات مین

جب کہین غربت مین دیکھی محفل عیش و نشاط ٭ یاد آئے ہمکو یاران وطن برسات مین

رونے مین یاد آئی یون شکل حنائی یار کی ٭ جسطرح دولھا کے گھر آئے دلھن برسات مین

مجکو گریان دیکھکر بیساختہ وہ ہنس پڑے ٭ کھل گئے یا غنچہ ہاے یاسمن برسات مین

مے پرستی کے سوا مذہب کوئی باقی نہین　　ہو گئے ہین ایک شیخ و برہمن برسات مین

لطف بے ہمدرد کے کچھ نالہ کرنے مین نہین　　کو بلبلین کو کہین تو مین ہون نعرہ زن برسات مین

حکم دو ساقی کو سامان لیجلے اُٹھی گھٹا　　میکشی کو چاہیے صحن چمن برسات مین

ہر طرف جھولے پڑے ہون جھولتے ہون مہ جبین　　طائفے حاضر ہون بھر انجمن برسات مین

غزل

آئی بہار تازہ گلستان ہے اندنون　　باغ جہان بھی روضۂ رضوان ہے اندنون

ہمسے جدا جو وہ گل خندان ہے اندنون　　اپنی نظر مین خار گلستان ہے اندنون

صحن چمن مین دور ہو جام شراب کا　　ساقی ہوائے سرد ہے باران ہے اندنون

فرش زمردین ہے زمین پر بچھا ہوا　　سبزی سے طرفہ سبز بیابان ہے اندنون

جز بوے گل نہین ہے زمین پہ کہین غبار　　ہر گرد باد سرو خرامان ہے اندنون

بلبل ہے شاخ گل پہ صنوبر پہ فاختہ　　کیا مجمع طیور خوش الحان ہے اندنون

مستی مین آج حضرت واعظ کو مار لو　　مستعد یہی ہے گو یہی میدان ہے اندنون

لطف و کرم سے مطرب و ساقی ہین فران　　جو ہے وہ اپنا بندۂ احسان ہے اندنون

ساقی کے ایک جام سے یہ مرتبہ ملا　　جمشید اپنا تابع فرمان ہے اندنون

دور شراب و گردش ساغر ہے اور ہم　　کسکو خیال گردش دوران ہے اندنون

جلسے پری رخون کے ہین دورِ شراب ہے
صفدر بھی مرتبے مین سلیمان ہے اندنون

قتل کو خنجر ادا دور سے کیون دکھاکہ یون
طفل تھا طور ذبح کی جانتا تھا وہ کیا کہ یون
آگے دورا ہے مین پھنسے فکر ہی کسطرف چلین
شوق یہ دلکو جب ہوا شکل فنا کی دیکھیے
در پہ ترے گذر رہا ہو پھر نہ اُٹھونگا بیٹھکر
چاک دل و جگر مین جب اُس گل تر کو شک ہوا
واہ ری بر خلافیان ضد رہی بات بات مین
فکر دل گرفتہ تھی ہوگا شگفتہ کس طرح
مین نے کہا کہ تمنے مے غیر کو دی تھی کسطرح

کچھ مین لپٹ نہ جاؤنگا آکے مجھے بتا کہ یون
صید پہ پھیر کر چھری غیر نے کہدیا کہ یون
رند بتاتے ہین کہ یون کہتے ہین پارسا کہ یون
مٹکے حباب نے مجھے نقشہ دکھادیا کہ یون
راہ بتائیگا مجھے خود مرا نقش پا کہ یون
غنچہ نو شگفتہ ایک ہمنے دکھادیا کہ یون
کہنے لگا وہ شوخ دون مین نہ اگر کہا کہ یون
غنچہ نے ہنس کے صبحدم کان مین کہدیا کہ یون
اُسنے منگا کے جام زہر مجھکو پلادیا کہ یون

غیر نے پوچھا یار سے عشق مین کس طرح رہون
صفدر جان بلب کا حال اُسنے سنادیا کہ یون

دل کے ہمراہ پھنسی روح تن انسان مین
کیا ہوا ذکر اگر غیر کا ہی دیوان مین
ہون مین وحشی مجھے نسرین و سمن سے کیا کام
وائے قسمت نہ مین جنت نہ جہنم کا ہوا
قدر سلطان ہی وہی تیرے گدا کے آگے
ذبح کرتا ہی جو منظور سنبھالو پوشاک

ساتھ دیوانے کے ہو قید پری زندان مین
جا بجا نام ہی ابلیس کا بھی قرآن مین
ٹکڑے ہین میرے گریبان کے مرے دامان مین
چشم مالک مین جگہ ہی نہ دل رضوان مین
آبرو ہی جو گدا کی نظر سلطان مین
جامن خون کے دھبے نہ لگین دامان مین

بڑھ گئی خط کے نکلنے سے بہار عارض
جیسے اعراب سے رونق ہو سوا قرآن مین

راہرو آئے گئے میری طرف سے کتنے
مین وہ کانٹا ہون جو الجھا نہ کسی دامان مین

حور کا حال ہی یہ بزم بتان مین صفدر
جسطرح کوئی طفیلی ہو صف مہمان ہین

فصل گل آئی ہوا عشرت کا سامان باغمین
نغمہ زن ہین بلبلین طاؤس رقصان باغمین

ہر روش پر سرو مینا جام گل غنچے سبو
میکشی کا غیب سے کیا کیا ہی سامان باغمین

نغمہ مطرب ہی کلیون کے چٹکنے کی صدا
چہچے کرتے ہین مرغان خوش الحان باغمین

دل گرفتہ جتنے تھے سب ہو گئے اب باغ باغ
ایک بھی غنچہ نہین سر در گریبان باغمین

کیون نہ دریا نوش مستی مین چڑھائین خم خم
ہر طرح کا جب ہے لطف برق باران باغمین

جوش ہی ہر دل مین ایسا چاہتا ہی سرو باغ
کبک کے مانند ہون مین بھی خرامان باغمین

جھوم کر پڑھتے ہین گلبن طفل مکتب کیطرح
دفتر گل ہی کہ سعدی کی گلستان باغمین

باغبان ہی خواب مین جلدی جگا دے اے نسیم
پھول چنکر بھر لیا گلچین نے دامان باغمین

بزم مین پڑھکر غزل خاموش صفدر رہو گیا
یا چہک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغمین

ہم تو ہزار بار تری جستجو کرین
پر دل نہین رہا ہو تو خاک آرزو کرین

جب پاکدامنی مین تری گفتگو کرین
کوثر سے چاہیے کہ فرشتے وضو کرین

اک دل تھا وہ بھی عشق مین برباد ہو گیا
لائین کہان سے دل کہ تری آرزو کرین

دامن ہی چاک چاک گریبان ہی تار تار
پرزے ہی سب لباس کہان تک رفو کرین

کھلجاے انکو دعوی یکتائیے جمال
ہی دل مین آج آئنہ ہم روبرو کرین

مرغان دام پر ہو جو صیاد مہربان
ممکن نہین کہ باغ کی پھر آرزو کرین

محراب تیغ یار مین سجدے کا ہو جو قصد
واجب ہی پہلے آب بقا سے وضو کرین

کوے بتان مین شہر مین صحرا مین باغ مین
دل کی کدھر تلاش کہان جستجو کرین

صفدر یہ آرزو ہی کہ تنہا جو وہ ملین
کچھ روئین کچھ گلہ کرین کچھ گفتگو کرین

اک قیامت ہی انکی چال نہین
کسکا دل ہی جو پائمال نہین

ہم تو ذرے اس آفتاب کے ہین
جسکو اندیشۂ زوال نہین

ایک بوسے کا تمسے طالب ہون
اور کوئی مرا سوال نہین

نزع مین دیکھتا ہون جلوۂ یار
وصل کا روز ہی وصال نہین

رخ پر نور ہی کہ شعلۂ طور
قدرت حق ہی وہ جمال نہین

وعدۂ وصل ہو وفا انسے
یہ کسیطرح احتمال نہین

خون صفدر یہ رنگ لایا ہی
ہاتھ منہدی سے انکے لال نہین

ہستی مین ہم عدم کی منزل کو ڈھونڈھتے ہین
گردن پہ بار ہی سر قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

یون سر فروش کوے قاتل کو ڈھونڈھتے ہین
گم کردہ راہ جیسے منزل کو ڈھونڈھتے ہین

الفت مین تیرے دونون گم ہو گئے ہین ایسے
دل ہمکو ڈھونڈھتا ہی ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

صحرائے معرفت مین کیا راستہ بتائین
یان خضر آپ گم ہین منزل کو ڈھونڈھتے ہین

سیر چمن سے ہمکو کیون باغبان ہی مانع
غنچون سے کیا ہی مطلب ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

کہدو ابھی نہ کھولے باب بہشت رضوان
میدان حشر مین ہم قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

دشت جنون مین ہوگا یا کوچۂ بتان مین
پہلو مین اپنے ناحق ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

آوارہ پھر رہے ہین ہم گرد باد آسان
مدت گذر گئی ہی منزلکو ڈھونڈھتے ہین

پھرتے ہین اُس گلی مین جب تو پوچھتا ہی دربان
کہتے ہین گر پڑا ہی ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

رہتا تھا ساتھ جنکا گذرے وہ سب جہان سے
صفدر عبث ہم اگلی محفل کو ڈھونڈھتے ہین

کیا کیا فضا دکھاتا ہی گلشن بہار مین
پھولون پہ کیسے کیسے ہین جوبن بہار مین

دکھلا رہے ہین رنگ سب اپنے جدا جدا
نسرین و لالہ و گل و سوسن بہار مین

لالہ ہی کی فقط نہین تیور نئے نئے
نرگس کی بھی کچھ اور ہی چتون بہار مین

مینوش باغ سے کبھی گھر کو نجائینگے
گذریگا جبتلک کہ نہ ساون بہار مین

اپنی تو ہی صلاح کہ گلشن مین آ رہین
دیر و حرم سے شیخ و برہمن بہار مین

دست سبو ہی دست جنون کیطرح دراز
کیونکر بچیگا زہد کا دامن بہار مین

ہر شعر اس غزل مین ہی صفدر برنگ گل
گویا بھرا ہی پھولون سے دامن بہار مین

یہان ہمارے سوالونکا کچھ حساب نہین
وہان جواب یہی ہی کہ کچھ جواب نہین

وہ ولولے نہین وہ عالم شباب نہین
چمک وہ درد کی وہ رنگ اضطراب نہین

دہن ہی غنچہ تو سنبل ہی زلف گل عارض
بہار باغ سے کم عالم شباب نہین

وہ ذبح کرتے ہین یان آنکھ اٹھ نہین سکتی
مجھے حجاب ہی اُٹھتا انھین حجاب نہین

فراق یار مین گھبرا نہ اسقدر اے دل
مقام صبر ہی کچھ جاے اضطراب نہین

شرابخانہ عرفان ہی میکدے سے جدا
رہے جو شیشہ و خم مین یہ وہ شراب نہین

نہ آئے نیند کبھی ہو جو فرش مخمل بھی
شب فراق مین ہمکو خیال خواب نہین

جہان حسینون سے خالی ہو غیر ممکن ہی
ہی ماہتاب فلک پر جو آفتاب نہین

وہ رخ نظر نہین آتا عجب تماشا ہی
کوئی حجاب نہین ہی کوئی نقاب نہین

تڑپ تڑپ کے یہ موجین بیان کرتی ہین
کسی کا دیدۂ پر آب ہی حباب نہین

وہ بیدہن ہین تو ہم بھی زبان نہین رکھتے
ادھر سوال نہین ہی ادھر جواب نہین

بنا مزار پس مرگ کوے جانان مین
ہزار شکر کہ مٹی مری خراب نہین

شرف دہی ہی نہ پوچھے کوئی تو کیا صفدرؔ
امام سبحہ ہون گو داخل حساب نہین

ردیف واو

ہرا ہو صیاد کا الٰہی نکال کر آشیان سے ہمکو
قفس مین پھینکا بلا مین ڈالا کہان یہ لایا کہان سے ہمکو

تمھارے عاشق تمھین سے الفت تمھین کو جانین تمھین کو سمجھین
سوا تمھارے نہین ہی مطلب جہان و اہل جہان سے ہمکو
نہ شکوہ مُنھ سے مرے نکلتا نہ رنگ اُس شوخ کا بدلتا
کیا ہی دونون کو سخت نادم گلہ ہی اپنی زبان سے ہمکو
یقین کامل ہی راستے مین ملینگے وہ اب ضرور ہم سے
کہ جذب دل نے کیا روانہ وہان سے اُنکو یہان سے ہمکو
چمن مین ہم سیر کو تو آئے مگر ہی کھٹکا سا ایک دل کو
نہ دوست اپنا یہان ہی گلچین نہ راہ ہی باغبان سے ہمکو
عجب ہی نیرنگ ہاے الفت خبر نہین بیخودی سے ابتک
ہمارے دردِ نہان سے ہمکو تمھارے دردِ نہان سے ہمکو
ہوا ہی مدت مین وصل جانان عجیب راحت سے سو رہے ہین
ابھی تو ہی رات اے موذن جگا نہ شور اذان سے ہم کو
قضا کے مشتاق دیر سے ہین وبال گردن ہی سر ہمارا
ہزار شمشیر ناز جھکے نہین خطرہ امتحان سے ہم کو
پس فنا بھی نظر مین ابتک وہی ہین جمگھٹ وہی ہین جلسے
اگرچہ اِس عمر بے بقا نے چھڑا دیا کاروان سے ہمکو
یہان تھے جلسے پریرخون کے وہان ہین صحبت مین حور و غلمان

خدا نے داخل کیا جنان مین اگر نکالا جہان سے ہم کو
یہ شیخ و واعظ سے جا کے کہدو کہ آپ بھی تہنیت کو آئین
شرابخانے مین آج بیعت ہوئی ہے پیر مغان سے ہمکو
ہوا سے الفت مین ایک گل کے ہوے ہین ہم ایسے محو حیرت
کہ اب نہ حسرت بہار کی ہے نہ خوف فصل خزان سے ہمکو
وہ توڑ کر چوڑیون کو اپنے یہ بولے میرے کفن مین رکھکر
کہ صحن محشر مین ڈھونڈھ لینا کسی جگہ اِس نشان سے ہمکو
کمال احسان ہو جوش وحشت اگر دکھائے تو اور عالم
غبار ہے اِس زمین سے ہم کو ملال اِس آسمان سے ہمکو
یہ صور محشر سے کہدو صفدر کہ خاکسارون سے کیا کدورت
لحد مین راحت سے سو رہے ہین جگا نہ شور فغان سے ہمکو

موسم گل ہو باغ ہو ہم ہون وہ گلعذار ہو
لطف اُٹھے بہار مین اور نئی بہار ہو

صحن چمن مین ہر جگہ رنگ جمے نشاط کا
نہرین رواں ہون جا بجا جوش پر آبشار ہو

برق کی بیقراریان ابر کی اشکباریان
خندۂ گل ہو ہر طرف زمزمۂ ہزار ہو

ایک طرف ہو جام مے ایکطرف ہو بانگ نے
ایک بغل مین شیشہ ہو ایک بغل مین یار ہو

پاس اُسے بٹھاؤن مین ساغر مے پلاؤن مین
دل مین سرور وصل ہو آنکھ مین کچھ خمار ہو

جوش مے نشاط مین اُسکی کمر مین ایک ہاتھ
دوسرے ہاتھ مین مرے گیسوے مشکبار ہو

سینہ بسینہ لب بہ لب جسم مین دونکی نکلین سب
اس سے مین ہمکنار ہون مجھ سے وہ ہمکنار ہو

اسکے گلے مین میرے ہاتھ میرے گلے مین اسکے ہاتھ
دونون طرف سے چاہ ہو دونون طرف سے پیار ہو

وہ کہے دم تو لو ذرا وصل کی تمام شب
مین کہون کہ کسکو تاب ہے دل پہ بھی اختیار ہو

صدقے مین گل پہ بلبلین سرو پہ قمریان فدا
دل مرا لاکھ جان سے تم پہ نہ کیون نثار ہو

میری وہ گرم جوشیان اسکی وہ بیقراریان
آتش تیز نہو وصل اگر ہزار ہو

چہرہ بحال ہو ادھر شرم سے سرنگون ادھر
صبح کو چھیڑ چھاڑ ہو آنکھ اگر دوچار ہو

جان سے شوق کا سخن اسکی ادا پہ ہو فدا
دل سے کلام آرزو ناز پہ تو نثار ہو

بسمل تیغ ناز ہو یا ہو اسیر دام زلف
طائر دل کہان کہان صید بنے شکار ہو

صفدر امیدوار ہے اسکی برآئے آرزو
ایسی بھی ای خدا کبھی گردش روزگار ہو

آجکل دھن یہ بندھی ہے سر دیوانے کو
چلکے آباد کرون اب کسی ویرانے کو

وصل مین دور کرو آئینے کو شانے کو
اور راتین ہین بہت زلف کے سلجھانے کو

دیکھکر در پہ خفا ہوتے ہو کیون جاتا ہون
تھم گیا تھا دل بیتاب کے ٹھہرانے کو

فرقت یار مین کس کس کو بھلاؤن دل سے
ناز کو غمزے کو انداز کو شرمانے کو

دل دکھے یا نہ دکھے رحم کرین یا نہ کرین
کاش اکبار وہ سن لین مرے افسانے کو

سخت حیران ہون کس کس کی سنون وحشت مین
غول یارون کے چلے آتے ہین سمجھانے کو

موت اسکی ہے جو ہو تیغ ادا کا چورنگ
یون تو سب خلق مین مرجاتے ہین مرجانے کو

ایسے آنے سے تو ہم کاش نہ آئے ہوتے
چار دن گلشن ہستی کی ہوا کھانے کو

وائے قسمت نہ کہین جلوۂ جانان دیکھا
کبھی کعبے کو گیا مین کبھی بتخانے کو

کوے جانان کے سوا مین کہین جاگیر نلون
شمع پر پھونک دون فردوس کے پروانے کو

اپنی آنکھونکو ذرا جان جہان سمجھا دے
چھیڑتی ہین یہی پریان ترے دیوانے کو

مین تو مسجد کیطرف جاتا ہون واعظ بخدا
دل مجھے کھینچے لیے جاتا ہی میخانے کو

باغبان مجکو ہی گلگشت چمن سے کیا کام
آگیا ہون دل بیمار کے بہلانے کو

پھر گئی صاف نگاہونمین وہ چشم میگون
آنکھ بھر آئی مری دیکھ کے پیمانے کو

کبھی منہدی کبھی افشان کبھی کنگھی چوٹی
خوب حیلے تمھین آتے ہین یہان آنے کو

دل جگر آنکھین مری ساتھ لیے جا قاصد
کچھ کھلونے رہین اس طفل کے بہلانے کو

پاس خاطر سے کہے شعر یہ مین نے صفدر
اک پری مجھ سے غزل مانگتی تھی گانے کو

صفدر زبان سے راز محبت عیان نہو
دل آشنائے درد ہو لب پر فغان نہ ہو

مجھ نالہ کش کے ساتھ جو گرم فغان نہو
فریاد عادت جرس کاروان نہ ہو

تنگ آ کے جور چرخ سے کہتا ہی مجھ سے دل
اس سرزمین پہ چلیے جہان آسمان نہ ہو

زنجیر کیا ہی پنجہ وحشت کے سامنے
ٹکڑے کرے قدم جو مرا درمیان نہ ہو

باتین بھی چھیڑ چھاڑ کی کیجیے شب وصال
بوسے کا لطف کیا جو دہن مین زبان نہ ہو

شام و سحر دعا ہی یہی عندلیب کی
یارب کبھی بہار چمن کو خزان نہ ہو

کہلائین مست توبہ بھی ہم رند اگر کرین
قاضی یہین شراب تو انپر گمان نہ ہو

تاثیر عشق ہوتی ہر دونون طرف ضرور
ممکن نہین کہ شوق یہان ہو وہان نہ ہو

کیا خوف برق کا تمھین گلچین و باغبان
تم پر تو جب گرے کہ مرا آشیان نہ ہو

وہ مہربان اگر ہو تو عالم ہو مہربان
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہ ہو

کھٹکا ہی بار بار یہی عندلیب کو
صیاد کا عزیز کہین باغبان نہ ہو

جو ہر دکھا رہے ہین وہ شمشیر ناز کے
مد نظر کسی کا انھین امتحان نہ ہو

لاغر ہوا ہون فرقت جانان مین اسقدر
دوش صبا پہ بھی مرا مردہ گران نہ ہو

ہم اس جہان سے درد و غم و یاس لیچلے
پروا نہین جو ساتھ کوئی کاروان نہ ہو

تن سے نکلکے روح پریشان ہی کس قدر
طائر کوئی زمانے مین بے آشیان نہ ہو

ہر چند ہی یہ جنس گران رشک جام جم
پر کیا کرین جو دل کا کوئی قدردان نہ ہو

صفدر کبھی مین نام محبت نہ لون اگر
یہ دل نہو یہ آنکھ نہ ہو یہ زبان نہ ہو

بیچین کر رہا ہی کیا کیا دل و جگر کو
ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہم تو گھر کو

کب تک یہ طول فرقت تاثیر دے الٰہی
اس آہ نارسا کو اس اشک بے اثر کو

ایک ایک ناز انکا بیچین کر رہا ہی
کیونکر کوئی سنبھالے اپنے دل و جگر کو

ہر بار کون مانگے ساقی سے ساغر می
اپنی خبر نہین ہی مجھ مست بے خبر کو

راہ طلب مین مجھپر چھائی ہی ایسی غفلت
خود بھی نہین ہون واقف جاتا ہون مین کدھر کو

عاشق ہون مین قفس کا مشتاق دام کا ہون
صیاد کاٹتا ہی کیون میرے بال و پر کو

آئے نہ آئے قاتل اب ہے یہی ارادہ
پھینک آؤن کاٹ کر مین اُسکے قدم پہ سر کو

بولے وہ وصل کی شب گیسو اُٹھا کے رخ سے
ہے صبح ٹھنڈی ٹھنڈی جاؤ سدھارو گھر کو

پھرتا ہون مثل سایہ ہمراہ اُسکے ہر دم
جاتا ہے وہ جدھر کو جاتا ہون مین اُدھر کو

اے باغبان وہ طائر ہون گلشن جہان مین
سیر چمن دکھاؤن جھاڑون جو بال و پر کو

بیتابیان نہ سمجھا کچھ بھی وہ ناوک افگن
پیکان کے ساتھ کھینچا میرے دل و جگر کو

زندان سے جب مین نکلا زنجیر نے کیا غل
آباد پھر بھی کرنا آکر اس اُجڑے گھر کو

جب قافلہ چلیگا سوے دیار جانان
پہلے چلینگے سب سے ہم باندھکر کمر کو

ہر بات مین ہے رونا ہر گام پر ہے نالہ
مشکل ہے ساتھ میرا ہر ایک ہمسفر کو

اُس بت نے درد میرا صفدر کبھی نہ پوچھا
کسدن نہین گیا مین تھامے ہوے جگر کو

نظر آتا ہے گل آزردہ دشمن باغبان مجکو
بنانا ہی نہ تھا ایسے چمن مین آشیان مجکو

دہن تیرا دکھاتا ہے فضاے لامکان مجکو
کمر تیری بتاتی ہے نشان بے نشان مجکو

فراہم اپنے بیگانے ہین ضبط آہ لازم ہے
خدا کے واسطے رسوا نکرنا اے زبان مجکو

مقیم محفل عشرت تھا اب صحرا مین پھرتا ہون
کہان تھا مین کہان لایا یہ دور آسمان مجکو

کیا ہے عہد دل سے کوے جانان مین نہ جاؤنگا
کہ اپنے صبر کا مدنظر ہے امتحان مجکو

تصور جبسے دامنگیر ہے اک رشک یوسف کا
بیابان مین پھراتی ہے تلاش کاروان مجکو

نہ دکھلائے اثر جذبہ محبت غیر ممکن ہے
تڑپ جاے دل اُنکا ہو جو بیتابی یہان مجکو

بنایا ہی خدا نے شمع تمکو مجکو پروانہ
جہان جلوہ تمھارا ہی رسائی ہی وہان مجکو

اُتر منبر سے ای واعظ کہ مین ہشیار مسکین ہون
نہین ممکن کہ دھوکا دے تری دیکھی دُکان مجکو

بشکل نقش پا کر رہگیا مین ناتوان پیچھے
کریگا یاد منزل پر پہونچکر کاروان مجکو

برنگ گل شگفتہ رہتے ہین داغ جگر ہر دم
ملی ہی باغ الفت مین بہار بیخزان مجکو

جگہ دی تھی غم الفت کو دلمین یہ سمجھا تھا
کریگا قتل قابو پا کے میرا میہمان مجکو

مرا دل کوے قاتل مین پہونچکر مجھ سے کہتا ہی
کہ یہ تو ہی شہادتگاہ تو لایا کہان مجکو

اگر فرصت ملی مسجد مین کبھی آجاؤنگا زاہد
ابھی کرنے دے چندے خدمت پیر مغان مجکو

مین ای صفدر پڑھون اشعار کیا ناقدر دانون مین
بہار طبع دکھلاتا جو ملتا قدر دان مجکو

شادی وصل مین آیا جو تبسم مجکو
غم فرقت نے کہا بھول گئے تم مجکو

خندہ گل ہی کسی گل کا تبسم مجکو
نغمۂ بلبل شیدا ہی ترنم مجکو

حسن و انداز و ادا تمکو ملے روز ازل
درد و غم رنج و الم یاس و توہم مجکو

ہاے یاد آتی ہین کیا کیا وہ ادائین اُسکی
آنکھ مین شرم تکلم مین تبسم مجکو

غیر جو رشک سے جلتے ہین جلین کیا پروا
مین تمھین چاہتا ہون چاہتے ہو تم مجکو

رونق گلشن الفت ہی مرے اشکون سے
صفت قطرۂ شبنم نہ کرو گم مجکو

وہ پری ناز و ادا سے ہو اگر گرم سخن
پھر سلیمان سے نہو ذوق تکلم مجکو

وہ موحد ہون ملے ہین مجھے گوش شنوا
خندہ گل بھی ہی بلبل کا ترنم مجکو

بار خاطر تھا شب وصل ہوا کا بھی گذر
وان جواب ایک نہین اور یہان لاکھ سوال

بدگمانی اُنھین ہوتی تھی تو ہم مجکو
خاموشی اُنکو پسند آئی تکلم مجکو

یاد ہر خواب مین صفدر وہ کسی کا کہنا
سچ کہو یاد بھی کرتے ہو کبھی تم مجکو

پیار سے دیکھ لو اکبار اگر تم مجکو
اپنی آنکھو نمین جگہ دین ابھی مردم مجکو

کیا کہون کسکے تصور مین زمانہ چھوٹا
کسکی تصویر خیالی نے کیا گم مجکو

جسکی تقدیر مین جو تھا وہ ملا روز ازل
لیلی مجنون کو ملی نل کو دمن تم مجکو

جب گلستان مین شگفتہ کوئی غنچہ دیکھا
آگیا یاد کسی گل کا تبسم مجکو

تو نے ای زہرہ جبین مانگ مین افشان چھڑکی
نظر آئے شب تاریک مین انجم مجکو

کوچہ یار مین بھیجا تو ہر قاصد لیکن
دل مین سو طرح کے آتے ہین توہم مجکو

پھر بہار آئی ہوئی پھر وہی مستی کی ترنگ
لیچلا پھر دل بیتاب سوے خم مجکو

راہ الفت مین کچھ ایسے ہوے دونون بیخود
دلکو گم مین نے کیا دل نے کیا گم مجکو

یاس سر پیٹتی ہے روتی ہے حسرت صفدر
بیکسی کہتی ہے کیون چھوڑ گئے تم مجکو

تب لطف زندگی ہے جب ابر ہو چمن ہو
پیش نظر ہو ساقی پہلو مین گلبدن ہو

لبریز بادہ شیشے دور شراب گلگون
معشوق نوجوان ہو جام مے کہن ہو

گلچین لگائے ڈالی پھولونکی پیش مسند
نرگس ہو یاسمن ہو نسرین ہو نسترن ہو

مجمع مصاحبون کا یاران بے تکلف ‎ شب خلسے کہ ربط باطن مانند روح وتن ہو
مینا سے صاف تر ہو ہر ایک کی طبیعت ‎ آئینے سے زیادہ ہر جبہہ بے شکن ہو
مذکور حسن لیلی تقریر ناز شیرین ‎ گہ داستان مجنون گہ ذکر کوہکن ہو
بزم طرب مہیا جلسہ پری رخون کا ‎ آغوش مین وہ دلبر جو زیب انجمن ہو
گہ رخ ہو اُسکے رخ پر گہ لب ہون اُسکے لب پر ‎ آب بقا نصیب کام ولب ودہن ہو
زانو پر اُسکے زانو بازو پر اُسکے بازو ‎ ہاتھون مین اُسکے گیسو لب پر مرا دہن ہو
طوق کمر کسی دم یہ دست شوق اپنا ‎ طوق گلو کسی دم وہ زلف پرشکن ہو
ہنگام وصل جانان ایسا ہو ربط باہم ‎ وہ روح مین بدن ہون مین روح وہ بدن ہو

صفدر یہ عیش مجکو ہر روز ہین میسر
کیونکر ادا سے شکر الطاف ذوالمنن ہو

وہ مزہ وصال کی رات کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی شرم تھی کبھی ناز تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ زمانہ جوش شباب کا وہ مزہ سرور شراب کا
کبھی گریہ تھا کبھی قہقہہ تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ ہمارا وصل مین چھیڑنا وہ تمھارا شرم سے جھینپنا
کبھی منتین کبھی التجا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی گرمیان کبھی شوخیان کبھی ٹھنڈھی سانسین کبھی فغان

کبھی نیچی نظرون سے دیکھنا تمھیں یاد ہوکہ نہ یاد ہو

کبھی ہم سے تم سے وہ ربط تھا کہ ہمیشہ رہتے تھے ایکجا
کبھی خواب مین بھی نہ تھے جدا تمھیں یاد ہوکہ نہ یاد ہو

ہوے ایسے غیرون سے آشنا ہمیں صاف دلسے بھلا دیا
کہو ہم سے تمنے کہا تھا کیا تمھیں یاد ہوکہ نہ یاد ہو

نہ یہ چھیڑ چھاڑ کا ڈھنگ تھا نہ یہ دیکھو بھال کا رنگ تھا
نہ یہ غمزہ تھا نہ کرشمہ تھا تمھیں یاد ہوکہ نہ یاد ہو

نہ لبون کو مسّی سے کام تھا نہ تھا سرمہ آنکھون سے آشنا
نہ حنا سے سرخ تھے دست و پا تمھیں یاد ہوکہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ یاد کرو ذرا کہ نہ ہوش تھا تمھیں مہ لقا
ہمیں اِک تمھارے تھے آشنا تمھیں یاد ہوکہ نہ یاد ہو

نہ یہ دلبری کا سلیقہ تھا نہ ستمگری کا طریقہ تھا
نہ یہ شوخیان تھیں نہ یہ جفا تمھیں یاد کہ نہ یاد ہو

نہ یہ گیسوون کا سنگار تھا نہ یہ جوبنون کا اُبھار تھا
نہ یہ آئنہ نہ یہ شانہ تھا تمھیں یاد ہوکہ نہ یاد ہو

یہ نئی ادائین یہ شوخیان تو اب آگئین تمھیں جانجان
کبھی آئنے سے بھی تھی حیا تمھیں یاد ہوکہ نہ یاد ہو

یہ لکھا تھا میرے نصیب کا کبھی عاشقون کو اگر گنا
مرا نام لکھ کے مٹا دیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی تم بھی صفدر باوفا کسی بیوفا پہ تھے مبتلا
وہ کلیجا ہاتھون سے تھامنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جہان کے اچھے برون سے خبر نہین ہمکو
کسی سے نفع کسی سے ضرر نہین ہمکو
کسی کے عشق مین ایسی ہوا ہے بیخبری
کہ چند روز سے اپنی خبر نہین ہمکو
نصیب خفتہ زمانہ عدو فلک دشمن
کبھی دعا سے امید اثر نہین ہمکو
ہزار بار ریاض جنان پھلے پھولے
نہال عشق سے حاصل ثمر نہین ہمکو
بہار عارض جانان کی آئنہ لوٹے
کسی طرح سے یہ مد نظر نہین ہمکو
بتون سے رسم و رہ عاشقی نبھے کیونکر
ادھر تو رحم نہین صبر ادھر نہین ہمکو
ہجوم غم نے کیا دلکو اسقدر مایوس
شب فراق امید سحر نہین ہمکو
ہر ایک ذرے سے پیدا ہے جلوۂ خورشید
نظارہ خاک ہو تاب نظر نہین ہمکو
وہ ہنس کے بولے سنگھایا جو عطر صندل کا
تمھارے سر کی قسم درد سر نہین ہمکو
یہ بار بار الجھتا ہے کیون دل مضطر
ہوائے زلف پریشان اگر نہین ہمکو
لحد مین بعد فنا بیکسون پہ کیا گذری
مسافران عدم کی خبر نہین ہمکو
وہ شاخ ہین کہ نہ ہرگز کبھی پھلے پھولے
وہ نخل ہین کہ امید ثمر نہین ہمکو

وہ سرفروش ہین میدان عشق مین صفدر

اُسی سے خوف کسی سے خطر نہین ہمکو

جبسے ہی عشق رخ و زلف پریشان مجکو — کوئی کافر کوئی کہتا ہی مسلمان مجکو
حاجی کعبہ اُس ابرو کے تصور مین ہوا — یاد عارض نے کیا حافظ قرآن مجکو
حور کی دلکو تمنا نہ پری کی خواہش — مل گئے تم نہ رہا اب کوئی ارمان مجکو
مین کہان عشق کہان دعوی الفت کیسا — جان نثار و نہین سمجھین تیرے قربان مجکو
جان بلب ہون تری آنکھونکی قسم فرقت مین — پیار سے دیکھ لے اکبار مری جان مجکو
مین وہ آئینہ ہون اس انجمن ہستی مین — دیکھکر آئینہ رو ہوگئے حیران مجکو
صبح تک شام سے کیا کیا ہین عذاب فرقت — کم نہین روز جزا سے شب ہجران مجکو
جلد ای خضر جنون وسعت صحرا دکھلا — تنگ کرتا ہی بہت خانۂ زندان مجکو
مین کہان اور ہوس کوچۂ دلدار کہان — لیے جاتا ہی عبث یہ دل نادان مجکو
زلف شبگون کے تصور مین جو سوتا ہون کبھی — خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان مجکو
لطف صیاد سے وہ قید مین راحت پائی — ہوگیا کنج قفس صحن گلستان مجکو
تو سلامت مرے دشمن ہون قضا کے ممنون — مار ڈالیگی تری جنبش مژگان مجکو

کسکی تصویر خیالی نظر آئی صفدر
کر دیا حسن خداداد نے حیران مجکو

کیا آزاد قید زندگی سے اپنے بسمل کو — الٰہی زور بازو دے زیادہ میرے قاتل کو
ابھی قاتل نہین سمجھا مری بیتابی دلکو — ہمیشہ رقص کی تعلیم دی ہی اُسنے بسمل کو

ہین آوارہ وہ سودائی ہین سرگرداں دیوانے
نہ کچھ دلکی خبر مجکو نہ کچھ میری خبر دلکو

خدا جانے کہ کیا لذت ملی دونونکو مقتل مین
ادھر حیرت ہی بسمل کو ادھر سکتا ہی قاتل کو

سبکرویونکو اندیشہ نہین کچھ ظلم ظالم سے
کیا زندانمین کس نے قید آواز سلاسل کو

ہمارا انجمن سے کیا اٹھانا ہم تو جب جائین
اٹھا دین آپ اگر آئینے سے اپنے مقابل کو

کسی کے روے روشن پر سحر تک تھی بلا گردان
جلایا رات پروانون نے کیا کیا شمع محفل کو

اگر عیسیٰ جلاتے ہین جلائین شوق سے ہمکو
مگر اتنا مناسب ہی بلا لین پہلے قاتل کو

وصال یار سے اے دل نہو مایوس فرقت مین
خدا آسان کر دیتا ہی ہر بندے کی مشکل کو

قریب کوے جانان جب واماندہ ہوتے ہین
رقابت سے فرشتے دور کر دیتے ہین منزل کو

تمنا یاس حسرت درد کیا کیا اسمین رہتے ہین
عجب وسعت خدا نے دی ہے صفدر مرے دلکو

رہِ سفر مین نہ جی رہروؤ چرائے چلو
عدم کی دور ہی منزل قدم اٹھائے چلو

جو عزم کوچۂ قاتل ہی تم کو جانبازو
طلسم ہستی فانی یہین مٹائے چلو

مزار پر جو ہمارے گذر ہوا انکا
کہا یہ نازنے دامن ذرا اٹھائے چلو

خرام ناز کے ہم بھی ہین دیکھنے والے
حسینو ہم سے بھی آنکھین ذرا ملائے چلو

کہین سفر مین نہ حاجت پڑے قدح نوشو
کمر مین چاہیے بوتل کوئی لگائے چلو

ہم اسکی بزم سے اٹھے تو شوق نے یہ کہا
کسی کے زیر قدم چشم و دل بچھائے چلو

زبان خار مغیلان ہی خشک صحرا مین
کہو یہ چھالون سے آنسو ذرا بہائے چلو

اگر ہی مد نظر سیر منزل تسلیم
رہ رضاے الٰہی مین سر جھکائے چلو

عدم کا قصد جو ہم روسیاہ کرتے ہین
حیا یہ کہتی ہی چادر سے منھ چھپائے چلو

قریب کوچۂ قاتل یہ دل نے مجھ سے کہا
وہ آئی سامنے منزل قدم بڑھائے چلو

جو عزم کعبہ مصمم ہی دل مین ای صفدر
ضرور ہی کہ رہ بتکدہ دبائے چلو

بہار آئی ہی دیوانو چلو صحراے گلشن کو
نگاہ شوق سے دیکھو عروس گلکے جوبن کو

بہار اگر الٰہی برق کردے سارے گلشن کو
بھڑک کر آتش گل پھونکدے گلچین کے دامن کو

وہ چلتے ہین ابھر کر جوش مستی مین تو کہتے ہین
نہین کچھ مال چوری کا چھپاؤ کیون نہین جوبن کو

تمنا ہی بٹھا کر سامنے دیکھا کرون ہر دم
تری اس بھولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو

بہار گل مین توبہ کرکے کس حسرت سے تکتا ہون
کبھی ساقی کے چہرے کو کبھی شیشے کی گردن کو

ترے گھر سے اگر نکلے تو بیڑی پانو مین ڈالو
کرو نہ مین قطع ہاتھونکو جو چھوڑین تیرے دامن کو

ہمین کو پہلے مقتل مین دیا خلعت شہادت کا
خدا کا شکر وہ پہچانتے ہین دوست دشمن کو

جہان مشتاق نظارہ ہی یہ شرم و حیا کب تک
اٹھاؤ زلف پیچان کو دکھاؤ روے روشن کو

جوانی کو حسینان جہان بھی پیار کرتے ہین
لگائے رکھتے ہین چھاتی سے اپنے اپنے جوبن کو

تکلف سے ہی نفرت عاشقونکو بعد مرن بھی
اٹھاؤ چادر گل کو بجھاؤ شمع مدفن کو

وہ بلبل ہون کہ سیر باغ گھر بیٹھے میسر ہی
مرے داغون نے گلدستہ بنایا ہی نشیمن کو

نہان کبتک رہے وہ حسن عالم سوز پردے مین
جلادے شعلۂ برق تجلی اسکے چلمن کو

بُت جھکے جو آپ سے لازم ہی جھکنا اُس سے ای صفدر
تہ شمشیر قاتل مین جھکاؤن کیون نہ گردن کو

چمن مین مے کا مزہ ہی جو پاس یار بھی ہو
ہوا ہے سرد بھی ہو نغمۂ بہار بھی ہو

نجاؤن اُسکی گلی مین مگر قرار بھی ہو
سنبھالون خاک جگر دل پہ اختیار بھی ہو

سوال وصل مین لازم ہی بیقراری دل
دعا قبول ہو شامل جو اضطرار بھی ہو

دیا تھا دل انھین کس کس امید پر مین نے
نہ جانتا تھا کہ ایسے ستم شعار بھی ہو

شب وصال بسر ہوگی آج گلشن مین
صدائے چنگ بھی ہو نغمۂ ہزار بھی ہو

ہزار دعوی الفت پہ مین قسم کھاؤن
حضور جب مری قسمون کا اعتبار بھی ہو

نہ اُٹھین کوچۂ جانان مین بیٹھکر یارب
یہین ہمین اجل آئے یہین مزار بھی ہو

چمن مین بزم مین منظور ہو جہان چلیے
مگر یہ شرط ہی ہمراہ جان نثار بھی ہو

وہ لاکھ وعدے کرین ہمکو تاب صبر کہان
کچھ اختیار ہو دل پر تو اضطرار بھی ہو

سحر قریب ہی بیٹھوگے بزم مین کب تک
چلو پلنگ پہ عاشق سے ہمکنار بھی ہو

شب وصال کا جب لطف اُٹھے ای صفدر
چمن مین جام بھی مینا بھی مے بھی یار بھی ہو

فرقت مین ستاتی ہی شب تار کسی کو
دکھلا دو ذرا چاند سا رخسار کسی کو

شکوون پہ مرے ہاے یہ اُس شوخ کا کہنا
معشوق بھی ملتا ہی وفادار کسی کو

کہتے ہین وہ عشاق کے احوال کو سنکر
کیون مرتے ہین کیون کرتے ہین پیار کسی کو

کچھ دل سے جو کہتا ہون تو کہہ دیتا ہو یہ بھی
کرنا نہ خبر اُسکی خبردار کسی کو

بل کھا کے نزاکت سے یہ کہتی ہی کلائی
زیور نہین بھولونگا سزاوار کسی کو

احباب جانے کی میری سفارش تو وہ بولے
دشمن سے مگر کیا کرنے لگے پیار کسی کو

تابوت مرا دھوم سے یارو نہ اُٹھاؤ
رسوا نہ کرو یون سر بازار کسی کو

کس مُنہ سے ہی پھر آپکو دعوے سخاوت
کب آپ نے بوسے دیئے دو چار کسی کو

سمجھا دل نادان کہ یہ عاشق ہی مقرر
دیکھا جو کہین جان سے بیزار کسی کو

آکر مری میت پہ وہ کس پاس سے بولے
دیکھا نہ زمانے مین وفادار کسی کو

بالین پہ مرے کہتے ہین گھبرا کے مسیحا
اِس درد کا دیکھا نہین بیمار کسی کو

آغوش مین کھینچا تو کہا اُسنے بگڑ کر
اسطرح بھی کرتا ہی کوئی پیار کسی کو

بیچین ہین بے صبر ہین بیتاب ہین صفدر
دیکھا ہی مقرر سر بازار کسی کو

بادۂ عشق گلرخان ہمنے پیا جو ہو سو ہو
صوم و صلوٰۃ و اتقا چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

دل اُسے جوش عشق مین ہمنے دیا جو ہو سو ہو
لطف و کرم و فا و مہر جور و جفا جو ہو سو ہو

باغ مین کوئی مست ناز سویا ہی آج بیخبر
رخ سے نقاب اُٹھا بھی دی بادِ صبا جو ہو سو ہو

راحت وصل رنج ہجر رشک عدو جفاے چرخ
اک بت بیوفا کو دل ہم نے دیا جو ہو سو ہو

دل سے نہ ضبط ہو سکا بوسہ تو ہمنے لے لیا
اب تمھین اختیار ہے اسکی سزا جو ہو سو ہو

مین نے کہا کہ جان و دل ہجر مین بیقرار ہین
اُسنے اداؤ ناز سے ہنسکے کہا جو ہو سو ہو

دیکھیے فتنہ کیا اُٹھے بے ادبی تو ہو گئی
بزم بتان مین جاکے مین بیٹھ گیا جو ہو سو ہو

داد و ستد مین عشق کے بحث عبث ہے ناصحا
دل اُسے دیکے درد و غم ہمنے لیا جو ہو سو ہو

دل ہو ہزار مضطرب جان ہو لاکھ بیقرار
عشق بتان کو چھوڑ دے بہر خدا جو ہو سو ہو

ایک ہے ہستی و عدم کیسی خوشی کہان کا غم
نقش خودی مٹا دیا اب ہمین کیا جو ہو سو ہو

اتبو شب وصال ہین یار سے مین لپٹ گیا
شوخی و غمزہ و ادا شرم و حیا جو ہو سو ہو

عہد شباب فصل گل موسم ناو نوش ہے

کس کو ہی فکر عاقبت بعد فنا جو ہو سو ہو

صفدر خستہ جان کا دل پھر کہین مبتلا ہوا
تھا جو جنون ذرا ذرا پھر وہ بڑھا جو ہو سو ہو

دیتے دعائین حشر تلک کوے یار کو
تھوڑی زمین ہمین بھی جو ملتی مزار کو

توفیق دے خدا یہ ہمارے غبار کو
دامن پکڑ کے روک لے اُس شہسوار کو

آئی جو موج نکہت گیسوے یار کو
مٹی کیا تتار مین مشک تتار کو

دکھلا کے باغ مین گل رخسار یار کو
انگارون پر لٹائینگے اکدن ہزار کو

افسوس تم ہو غیر کے گھر اور ہم یہان
کاٹین تڑپ تڑپ کے شب انتظار کو

زائل نمود خط نے کیا روے حسن پاک
آخر خزان نے کھو دیا لطف بہار کو

وہ چشم مست ساغر مے ہی تو کیا گرین
خوش بھی کبھی کیا ہی کسی بادہ خوار کو

جوش جنون مین بھی وہی باقی رہے تمیز
دیتا ہون آبلے مین جگہ نوک خار کو

دل نے تڑپ تڑپ کے لحد مین ہزار بار
پھینکا ہی آسمان پہ سنگ مزار کو

کیا جانیے کہان کی کدورت صبا کو تھی
برباد کر دیا مرے مشت غبار کو

کس کس کو یاد کیجیے صفدر فراق مین
ہم کو چمن کو یار کو بادِ بہار کو

گیا مین چھپکے اُس محفل مین لاغر ہو تو ایسا ہو
نہ دیکھا مجکو دربان نے مقدر ہو تو ایسا ہو

ہمارے دل نے منھ پھیرا نہ اُس شمشیر ابرو سے
بہادر ہو تو ایسا ہو دلاور ہو تو ایسا ہو

بچائے دل اُسے پہلو مین لازم ہے چھپا رکھون
مقرر ڈھونڈھنے آئیگا قاتل اپنے پیکان کو

نئی تدبیر سے اے دل شب فرقت بڑھائینگے
کرینگے یاد زلفونکی طرح شبہاے ہجران کو

نہ گل توڑے کبھی گلچین نہ کاٹے باغبان شاخین
کبھی بلبل کی آنکھون سے اگر دیکھے گلستان کو

کسی محفل مین ہمکو کب ملی جمعیت خاطر
کہ ہر مجمع مین رکھا یاد اُس زلف پریشان کو

خزان مین ہوش کسکو ہے اُٹھائے ہاتھ کون اسیر
بہار آئی تو صفدر دیکھ لینگے ہم گریبان کو

یون ہے مردلکو ہے اُس گل پیرہن کی آرزو
جسطرح دولھا کو ہوتی ہے دلھن کی آرزو

ایسی بلبل کو قفس مین ہے چمن کی آرزو
جیسے غربت مین مسافر کو وطن کی آرزو

ہمکو اے صیاد اب بہر خدا آزاد کر
فصل گل آخر ہے اور دل مین چمن کی آرزو

آستین دامن گریبان اندنون بیکار ہین
کسکو ہے جوش جنون مین پیرہن کی آرزو

دور گردون سے بیابان مرگ ہم وحشی ہوے
جب تلاش پیرہن تھی اب کفن کی آرزو

آگئی فصل خزان رخصت ہوئی فصل بہار
اب قفس مین کیا کرے بلبل چمن کی آرزو

وہ نہ آئے بھولکر بھی دیر و کعبہ مین کبھی
ایک بھی نکلی نہ شیخ و برہمن کی آرزو

آنکھین ہی کچھ طالب دیدار فرقت مین نہین
اپنے کانونکو بھی ہے اُسکے سخن کی آرزو

ہمکو غربت مین اجل آئی بڑا افسوس ہے
رہ گئی دیدار یاران وطن کی آرزو

شاخ گلبن مین کبھی صیاد لٹکا دے قفس
بلبل نالان کو ہے سیر چمن کی آرزو

کاش صفدر اپنا جانا ہو مدینے کیطرف

ہے طواف روضۂ شاہِ زمن کی آرزو

دیوانہ بنایا ترے جلوے نے پری کو
رفتار نے پامال کیا کبک دری کو

مرتا ہون خبر تک نہین اُس رشک پری کو
اے آہ مین کیا رؤون تری بے اثری کو

اُس شوخ نے سینے پہ مرے ہاتھ تو رکھا
اللہ جزا دے مرے دردِ جگری کو

وہ آنکھ کہان ہے جو رخ عیش کو دیکھین
وہ کان کہان ہین جو سُنین خوشخبری کو

یاران عدم کا نہ پتا ہے نہ نشان ہے
بجستجون مین کہان پیک نسیم سحری کو

مرغان قفس کی کبھی سنتا نہین فریاد
صیاد لگے آگ تری بے خبری کو

یاد آتی ہے اُس ابروے خمدار کی محراب
جسوقت مین اُٹھتا ہون نماز سحری کو

وہ تیر کہان سینہ کہان یہ بھی مقدر
شیشے مین اُتارا ہے مرے دل نے پری کو

پیری مین گرایا مجھے محفل کی نظر سے
پوچھا نہ کسی نے کبھی چراغ سحری کو

ہم مرتے تھے زندہ کیا پھر آپ نے آکر
کیا روک لیا ملک عدم کی سفری کو

اُس زلف کی بو لائی ہے جسطرح ہو صفدر
ٹھہرالو کوئی دم تو نسیم سحری کو

ردیف ہاے ہوز

کہا دل نے جو دیکھی نرگس مخمور جانانہ
مے حسن جوانی سے لبالب ہے یہ پیمانہ

ہمین دونون سے بڑھکر ہے زمین کوے جانانہ
مبارک شیخ کو کعبہ برہمن کو صنمخانہ

حسینونکے ہمین خدا ہان نہین عالم ہے دیوانہ
فدا ہے گل پہ بلبل شمع پر قربان ہے پروانہ

ہے طواف روضۂ شاہِ زمن کی آرزو

دیوانہ بنایا ترے جلوے نے پری کو
رفتار نے پامال کیا کبک دری کو

مرتا ہون خبر تک نہین اُس شوخ پری کو
اے آہ مین کیا روؤن تری بے اثری کو

اُس شوخ نے سینے پہ مرے ہاتھ تو رکھا
اللہ جزا دے مرے دردِ جگری کو

وہ آنکھ کہان ہے جو رخِ عیش کو دیکھین
وہ کان کہان ہین جو سُنین خوشخبری کو

یاران عدم کا نہ پتا ہے نہ نشان ہے
بھیجون مین کہان پیک نسیم سحری کو

مرغان قفس کی کبھی سنتا نہین فریاد
صیاد لگے آگ تری بیخبری کو

یاد آتی ہے اُس ابروے خمدار کی محراب
جسوقت مین اُٹھتا ہون نماز سحری کو

وہ تیر کہان سینہ کہان یہ بھی مقدر
شیشے مین اُتارا ہے مرے دل نے پری کو

پیری مین گرایا مجھے محفل کی نظر سے
پوچھا نہ کسی نے کبھی چراغ سحری کو

ہم مرتے تھے زندہ کیا پھر آپ نے آکر
کیا روک لیا ملک عدم کی سفری کو

اُس زلف کی بو لائی ہے جسطرح ہو صفدر
ٹھہرا لو کوئی دم تو نسیم سحری کو

ردیف ہاے ہوز

کہا دل نے جو دیکھی نرگس مخمور جانانہ
مے حسن جوانی سے لبالب ہے یہ پیمانہ

ہمین دونون سے بڑھکر ہے زمین کوے جانانہ
مبارک شیخ کو کعبہ برہمن کو صنمخانہ

حسینونکے ہمین خواہان نہین عالم ہے دیوانہ
فدا ہے گل پہ بلبل شمع پر قربان ہے پروانہ

ہمیشہ دلمین رہتا ہی خیال روی جانانہ
پری ہی میرے شیشے مین مین عاقل ہون کہ دیوانہ

کھنچا ہی خنجر قاتل تو اپنا سر رکھی حاضر ہی
وہان تیغ آزمائی ہی یہان ہمت ہی مردانہ

رنا لیلی کی ابتک ہر طرف آواز آتی ہی
مرقع عالم وحدت کا ہی مجنون کا ویرانہ

ہزارون درد حسرت یاس ارمان دلمین مہمان ہین
کہان اُٹھین کہان بیٹھین ذرا سا ہی یہ کاشانہ

دکھایا انقلاب دہر نے کیا عالم حسرت
جہان جمگھٹ تھے پریونکے وہان ہی آج ویرانہ

غنیمت ہی وہ سمجھا تو جو کچھ سمجھا بجا سمجھا
مین آوارہ ہین سودائی مین سرگردان ہین دیوانہ

سر مو فرق کچھ اسمین نہین تشبیہ کامل ہی
کسی زلف پریشان کا دل صد چاک ہی شانہ

تماشا ہی دل نادان کسی کے ساتھ جاتا ہی
قیامت ہی ہمارا آشنا ہوتا ہی بیگانہ

غرض طوبی و کوثر سے نہ پروا حور و جنت کی
وہ مینا ہو وہ ساغر ہو وہ ساقی ہو وہ میخانہ

عیان ہی نور وحدت بزم عالم مین دوئی کیسی
اُسی کا ہر جگہ جلوہ ہی کعبہ ہو کہ بتخانہ

کبھی تو ماجرائے عاشقان زار بھی سن لو
عجب دلچسپ قصہ ہی عجب دلسوز افسانہ

تمہاری شوخیون سے بیباکیون سے تنگ آئے ہین
کرینگے اب کسی پردہ نشین کم سن سے یارانہ

ادائین انکی دیتی ہین خبر جوش جوانی کی
نگاہین شرمگین شوخ چتون چال مستانہ

جہان سے اُٹھتے ہی صفدر کے برہم ہو گئی صحبت
نہ شیشہ ہی نہ مطرب ہی نہ ساقی ہی نہ پیمانہ

پریرو آدمی کا دل نہو کسطرح دیوانہ
تری بہکی ہوئی باتین تری چالین ہین مستانہ

خرابات جہان مین رہ گیا مستونکا افسانہ
نہ وہ ساقی نہ وہ مطرب وہ شیشہ نہ پیمانہ

ترقی پر ہی ان روزون بہار حسن جانانہ
ہوای شوق مین آپس گلگے اک عالم ہی دیوانہ

وہ دل کیا ہی نہو جسمین تصور اپنے دلبر کا
وہ سر کیا ہی نہو جسمین ہوائے زلف جانانہ

غضب آیا کہ آیا محتسب میخانہ مین ساقی
فلک ٹوٹا سبو پر بھر چکا شیشہ کا پیمانہ

کبھی جب دل مین ہتے تھے تصور ہے جنبنون کے
وہی دل گردش افلاک سے ہی آج ویرانہ

چھپا تھا عشق کے پردے مین اُسکے حسن کا جلوہ
جسے سمجھے تھے داغ دل وہی تھا شمع کا شانہ

محبت نے کیا بیخود کہے جو جسکا جی چاہے
نہ آوارہ نہ سودائی نہ وحشی ہون نہ دیوانہ

ذرا فرصت نہین ملتی ہی انکو زیب زینت سے
کبھی سرمہ کبھی مسی کبھی غازہ کبھی شانہ

کسی کا آشنا مین ہون نہ کوئی آشنا میرا
جنون تیری بدولت وہ ہو گیا عالم سے بیگانہ

جوانان چمن اپنا نہ سمجھے آجتک مجکو
رہا باغ جہا مین مثل سبزہ سب سے بیگانہ

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے
رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

بدلتا ہی مرا دل رنگ کیا کیا عشقبازی مین
کبھی بلبل ہی گلشن مین کبھی محفل مین پروانہ

ابھی اُٹھ جاؤنگا مجھ سے عبث اتنا بگڑتا ہی
بہت نزدیک ہی ای شیخ کعبے سے صنم خانہ

لکھون دفتر مین تیرے حسن اپنے عشق کا کوئی
پرانا ہو گیا ہی لیلی و مجنون کا افسانہ

مجھے مطلب نہین آئین ہفتاد و دو ملت سے
مرا مذہب فقیرانہ مرا مشرب ہی رندانہ

دل اغیار کو صفدر ہمارے دل سے کیا نسبت
یہ مسجد ہی وہ میخانہ یہ کعبہ ہی وہ بتخانہ

سودا کرینگے دل کا کسی دلربا کے ہاتھ
اس با وفا کو بیچینگے اک بیوفا کے ہاتھ

کشتہ تمھاری زلف کا جنت مین جب گیا
حورین بلائین لینے کو دوڑین بڑھا کے ہاتھ

گھر گھر بھری تمام زمانے مین دخت رز
یارب مگر نہ آئی کسی پارسا کے ہاتھ

گھونگھٹ الٹ کے اُسنے شب وصل یہ کہا
کچھ بک نہین گئے مرے دشمن حیا کے ہاتھ

بجلی چمک کے رہگئی آنکھون کے سامنے
منھ پر کسی نے رکھ جو لیا مسکرا کے ہاتھ

اتنا رہے لحاظ کہ رسوا نہ ہو کوئی
ہر عاشقونکی شرم تمھاری حیا کے ہاتھ

تیغ جفاے یار یہ چمکی ہے آجکل
تھرّا رہے ہین اٹھ نہین سکتے قضا کے ہاتھ

صفدر ہمارے دل کی اُسے قدر خاک ہو
آیا ہے مال مفت یہ زلف رسا کے ہاتھ

لین مین نے وصل مین جو بلائین بڑھا کے ہاتھ
گردن مین اُسنے ڈالدیے مسکرا کے ہاتھ

اب کچھ خیال دولت دنیا نہین رہا
پھیلائے پانون ہمنے جہان سے اٹھا کے ہاتھ

ہوگی دعاے وصل مین تاثیر اب ضرور
دامن اثر کا آگیا آہ رسا کے ہاتھ

مے سے تمام بزم کو تو نے جھکا دیا
ساقی ادھر بھی دے کوئی ساغر بڑھا کے ہاتھ

قدرت خدا کی یار کے منھدی لگائے غیر
ہون آشنا کے پانون یہ نا آشنا کے ہاتھ

مقتل مین آج جمع ہین سامان نئے نئے
شمشیر ناز گردن بسمل قضا کے ہاتھ

دو دو قدم وہ رقص مین چلنا کسی کا ہائے
دامن پکڑ کے پانون بڑھا کر اٹھا کے ہاتھ

سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے
جھنجھلا کے طیش کھا کے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ

قاصد ہے تیز رو نہ کبوتر ہے تیز پر
اُس گل کو نامہ بھیجیے پیک صبا کے ہاتھ

صفدر ہے خوف کیا مجھے روز حساب کا
ہے شرم میری داور روز جزا کے ہاتھ

ہی عشق خط بھی الفت زلف دوتا کے ساتھ
کیونکر بچیگی جان بلا ہی بلا کے ساتھ

جو آپکی ادا ہی وہ ہی اک ادا کے ساتھ
غمزہ جفا کے ساتھ ہی عشوہ حیا کے ساتھ

طرز نگہ نے چھین لیے قدسیون کے دل
آنکھین جو انکی اٹھ گئین دست دعا کے ساتھ

اک روز دیکھنا جو یہی اضطراب ہی
منھ سے نکل پڑیگا کلیجا صدا کے ساتھ

کہتے ہین ہوش اس کف رنگین کو دیکھکر
اڑ جائین ہم بھی طائر رنگ حنا کے ساتھ

تو مجکو قتل کرین تجھے مرحبا کہون
میری چلے زبان تری تیغ جفا کے ساتھ

روشن چراغ زیست ہے کیا جہان مین
دشت عدم سے آئے ہین جھونکے قضا کے ساتھ

کچھ انتہا ہی وہم کی اللہ ری احتیاط
آتے ہین خواب مین بھی وہ ناز و ادا کے ساتھ

ہو کر شہید ناز یہ پایا ہی مرتبہ
خلق خدا ہی آج ترے مبتلا کے ساتھ

خوشبو سے آج صحن گلستان مہک گیا
بیشک ہی بوے زلف رسا بھی صبا کے ساتھ

منھ پھیرنا کسی کا وہ شرما کے ناز سے
اور پھر سنبھالنا وہ دوپٹا ادا کے ساتھ

معلوم تمکو جب ہو ہماری وفا کا حال
الفت تمھین بھی ہو جو کسی بیوفا کے ساتھ

رخصت ہی دلکی روتی ہین مل ملکے حسرتین
جاتا ہی آشنا کسی ناآشنا کے ساتھ

حسرت دم اخیر نہ دیدار کی رہی
شکر خدا کہ آپ بھی آئے قضا کے ساتھ

صفدر نہین ہی تم کو محبت تو یہ کہو
کیون دلکو تھامے جاتے ہو اُس بیوفا کے ساتھ

وہ تیغ ناز ہو یارب روان آہستہ آہستہ
غمزہ نے لیکے ٹرین نیمجان آہستہ آہستہ

جہان سے چل بسے پیر و جوان آہستہ آہستہ
روانہ ہو گئے سب کاروان آہستہ آہستہ

خفا بھی وہ ہو بگڑے بھی برہم بھی ہوے لیکن
سنا دی ہمنے ساری داستان آہستہ آہستہ

کہین دل بلبلونکے پس نجائین ساتھ پھولون کے
قدم رکھ باغ مین اے باغبان آہستہ آہستہ

نہ ایوان فریدون ہے نہ جام جم رہا باقی
مٹے شاہان عالم کے نشان آہستہ آہستہ

کہین گھبرا نہ جانا رعب سے اُس شوخ کے قاصد
ہمارا حال سب کیجے بیان آہستہ آہستہ

نہ رکھا عشق نے عشاق کا نام و نشان باقی
کیے برباد لاکھون خانمان آہستہ آہستہ

خرام ناز کے مشتاق ہین جانباز برسون سے
چلو گلشن مین اے سرو روان آہستہ آہستہ

کھنچے ابرو و مژگان نے ہمکو نیمجان چھوڑا
چلی شمشیر رک ک کر سنان آہستہ آہستہ

لگا دی ایک ٹھوکر جب وہ آئے فاتحہ پڑھنے
مٹایا قبر عاشق کا نشان آہستہ آہستہ

ہمارے حال دل سے اور تو واقف نہین کوئی
صبا کچھ ہو گئی ہے رازدان آہستہ آہستہ

تری آواز وحشتناک سنکر وہ نہ اُٹھ جائین
شب وصل اے موذن دے اذان آہستہ آہستہ

کوئی رسوا نہو کچھ پاس بھی اسکا رہے صفدر
شب فرقت مین لازم ہے فغان آہستہ آہستہ

کیا صدمون نے ہم کو ناتوان آہستہ آہستہ
بہار باغ پر چھائی خزان آہستہ آہستہ

شب وصل صنم ہے صبح ہونے مین مگر جلدی
روان ہو آج تو اے آسمان آہستہ آہستہ

پسینا آنہ جائے تیز چلنے مین کہین تم کو
کہ نازک ہو چلو اے جانجان آہستہ آہستہ

نہین پروا اگر منزل پہ پہونچے تیز رو پہلے
پہونچ جائینگے ہمسے ناتوان آہستہ آہستہ

وفور ضعف سے اب بات کرنے مین تکلف ہی
دہن مین اپنے پھرتی ہی زبان آہستہ آہستہ

ٹھکانا بلبلونکو اب نہین ملتا ٹھہرنے کا
اُجاڑے باغبان نے آشیان آہستہ آہستہ

مکان تاریک مثل پردہ ظلمات ہی سارا
ہوا یہ جمع نالونکا دھوان آہستہ آہستہ

نظارہ روے لیلی کا تو کر لے نجد مین مجنون
روان ناقے کو کر ای ساربان آہستہ آہستہ

ابھی جلدی ہی کیا صیاد فصل گل تو آنے دے
سنادونگا تجھے سب داستان آہستہ آہستہ

نہ پایا آجتک ظالم نے مجھ سا صبر مین کامل
ہوے سب عاشقون کے امتحان آہستہ آہستہ

جگہ اِسمین ہی دلکی جانمن اور دلمین حسرت ہی
نکالو میرے پہلو سے سنان آہستہ آہستہ

گل عارض پر اُنکے رفتہ رفتہ خط نکل آیا
ہوا حرف خزان یہ بوستان آہستہ آہستہ

اُٹھے یہ دوست اپنے منزل ہستی سے ای صفدر
کہ خالی ہو گیا سارا جہان آہستہ آہستہ

خوش کرتی ہی دل دختر رز آکے ہمیشہ
رہتی ہی دلھن پاس یہ دولھا کے ہمیشہ

قیدی ہین ہم اُس زلف چلیپا کے ہمیشہ
بیمار ہین اِک نرگس شہلا کے ہمیشہ

لب نے جو جلایا تو تری آنکھ نے مارا
قاتل بھی رہا ساتھ مسیحا کے ہمیشہ

پردہ نہ اُٹھایا کبھی چہرہ نہ دکھایا
مشتاق رہے ہم رخ زیبا کے ہمیشہ

غیرون کو دیے بوسہ لب یار سے اُسنے
ہم رہ گئے منھ دیکھ کے للچا کے ہمیشہ

جمشید نہین اب تو مراد ور ہی ساقی
تا حشر مزے ہین یہی دنیا کے ہمیشہ

معشوق ازل سامنے رکھتا ہی بصد شوق
آئینہ ترے حسن کا چمکا کے ہمیشہ

اللہ ری حیا وصل مین سو جاتے ہین ہر وقت
وہ چھپتے ہین منہ پھیر کے شرما کے ہمیشہ

سودائی کبھی تھا کبھی عاشق کبھی مجنون
کیا جوش رہے اِس دل شیدا کے ہمیشہ

میخانے مین پھر رند دن کے جلسے ہین ہر روز
پھر دور چلین ساغر صہبا کے ہمیشہ

دان غیر دنکے ہمراہ وہ مے پیتے ہین ہر روز
یان کٹتی ہے شب خون جگر کھا کے ہمیشہ

کیا صاحب اقبال ہین جو وصل مین اُسکے
خوش ہوتے ہین بوسونکا مزا پا کے ہمیشہ

کس ناز سے اُٹھ جاتا ہے وہ برق تجلی
بجلی کی طرح سے مجھے تڑپا کے ہمیشہ

دن کو ہے اگر مہر تو شب کو وہ قمر ہے
جلوے ہین نئے اُس بت رعنا کے ہمیشہ

وہ دن ہمین جینے کا بھروسا نہین صفدر
چرچے تو رہینگے یہی دنیا کے ہمیشہ

وہ عارض گلگون ہے گل تر سے زیادہ
وہ قامت موزون ہے صنوبر سے زیادہ

ہین زخم مرے دلکے گل تر سے زیادہ
ہر داغ جگر لالہ احمر سے زیادہ

ٹوٹا جو حباب لب جو آئی یہ آواز
وقفہ نہین اِس بحر مین دم بھر سے زیادہ

نکلیگا نہ اب کوچۂ گیسو سے مرا دل
آرام ملا اِسکو یہان گھر سے زیادہ

بیفائدہ سب سعی ہے بیکار ہے کوشش
ملتا نہین انسان کو مقدر سے زیادہ

اتنا بھی نہ سمجھے کہ اِسے کون پڑھیگا
خط ہمنے لکھا یار کو دفتر سے زیادہ

روشن ہے مکان پرتو رخسار سے کسکے
ہر ذرہ ہے خورشید منور سے زیادہ

کوچے مین ترے کون یہ فریاد کو آیا
ہنگامہ ہے ہنگامۂ محشر سے زیادہ

صدمہ اُنھین پہونچے نہ کہین دل کی تڑپ سے — سینے سے لگاتا نہین اِس ڈر سے زیادہ

میری طپش دل مین اگر کچھ نہین تاثیر — بیتاب ہو تم کیون دل مضطر سے زیادہ

جاکر حرم و دیر مین کیا سجدہ کرون مین — در کون ہی عالم مین ترے در سے زیادہ

پہلو مین کھٹکتا نہین کب خار کی صورت — دشمن ہی مرا دل مرے دلبر سے زیادہ

بے قدر نہ سمجھو اِسے بیقدر نہ سمجھو — پاؤگے وفادار نہ صفدر سے زیادہ

بدلتا ہی صفدر کچھ ایسا زمانہ — کہ ہی آج اِسکا کل اُسکا زمانہ

حباب لب جو تھے ہم اُس چمن مین — کھلی آنکھ اپنی تو گذرا زمانہ

لڑکپن تھا جبتک نہ تھی فکر کوئی — بہت یاد آتا ہی پچھلا زمانہ

دیا دل جسے ہوگیا جی کا دشمن — حقیقت مین کتنا ہی اُلٹا زمانہ

بہت مہربان تھا وہ بمہر مجھ پر — ہوا ہی ابھی اِسکو تھوڑا زمانہ

کٹین ہجر کے دن شب وصل آئے — الٰہی کبھی آئے ایسا زمانہ

کبھی دشت گلشن کبھی باغ صحرا — دکھاتا ہی نیرنگ کیا کیا زمانہ

وہ فرقت مین کی آہ پُرسوز مین نے — جلا مین جلا مین پکارا زمانہ

جو ہی قتل مدنظر سر ہی حاضر — مگر یہ کہو کیا کہیگا زمانہ

جو وہ مہربان ہون تو کل مہربان ہو — پھرین وہ تو پھر جائے سارا زمانہ

کیا ذکر اگر اگلی صحبت کا اُنسے — کہا پھیر کر منھ وہ گذرا زمانہ

مری طرح تیرا ہو بیتاب یہ بھی　　ابھی کروٹین لیگا کیا کیا زمانہ

ہوا وصل اُس سے جدائی تھی جس سے
ہوا اِن روزون صفدر تمھارا زمانہ

ردیف یاے تحتانی

کیسے زندگی کی امید ہو کہ خبر ہو فرقت یار کی
یہی دن ہو اپنے وصال کا یہی شب ہو اپنے مزار کی

گئے تھے چمن سے گلی مین کیا کسی شوخ لالہ عذار کے
ترے پیرہن مین ہو ای صبا جو مہک عروس بہار کی

نہین چین دام مین ایک دم یہ تڑپ ہو بلبل زار کی
کوئی صحن باغ سے ہو نہو خبر آئی فصل بہار کی

مین وہ بادہ خوار ہون ساقیا کہ خدا سے ہو یہ مری دعا
جو قضا کرون تو مزار پر چڑھے چادر ابر بہار کی

کہون کیا مجھے جو ملال ہو شب ہجر نیند محال ہو
کہ اچھل رہے ہین دل و جگر نہین شکل کوئی قرار کی

وہ چھپا کے چہرے کو زلف سے پئے سیر آئین سر لحد
کوئی گردش ایسی ہو اے فلک مرے بعد لیل و نہار کی

یہ دعا خدا سے ہو ہر زبان کہ ملے لحد مین مجھے امان

بدن نحیف ہو ناتوان نہین تاب مجھکو فشار کی
رہے زندگی مین جو مجھسے پس مرگ سارے وہ طی ہوے
نہ طلب ہو دولت وزر کی اب نہ خبر ہو یار ودیار کی
جو عیان ہو چہرے پہ تیرے خط تو لکھونگا وصف مین ہاشر
مگراب ضرور ہو کچھ نہ کچھ مجھے مشق خط غبار کی
پس مرگ پھر نہ رہی ہوس چمن جہان کی کسی طرح
ترے کوچے مین جو زمین ملی بے دفن مجھکو مزار کی
ہمین پیرہن سے ہو کام کیا کہ جنون سے طبع ہو آشنا
جو قبا ہو تن پہ تو گرد ہو جو ردا ہو تو ہو غبار کی
نہین کوئی شاہ فقیر ہون مجھے بوریا ہی سریر ہو
نہ تلاش قصر و مکان کی ہو نہ ہوس ہو نقش و نگار کی
جو ہوا سے گرد کہین اُڑی تو سفر مین مجھکو گمان ہوا
نظر آئی شکل جوار کی خبر آئی اُجڑے دیار کی
ہون وہ مردہ دل مرا حال بھی کبھی لکھے کوئی تو یون لکھے
کہ قلم ہو شمع مزار کا تو ہو لوح سنگ مزار کی
مین اخیر وقت مین صفدر اب کہون کس سے حال شباب کا
وہ سرور نشۂ بادہ تھا یہ بلا ہو رنج خمار کی

دل رہے یا نہ رہے وہ ستم ایجاد رہے
سر رہے یا نہ رہے خنجر جلاد رہے

مشق غم ہجر مین یہ اے دل ناشاد رہے
سانس لینے مین بھی کیفیت فریاد رہے

آہ بلبل بھی کہ ہم نکہت گل تھے کیا تھے
نہ رہے جبتلک اِس باغ مین برباد رہے

نہ کھنچا پر نہ کھنچا تیرے دہن کا نقشہ
مدتون فکر مین گم مانی و بہزاد رہے

جب کیا قصد فغان ضبط پکارا کہ خموش
دل ہی مین حوصلۂ نالہ و فریاد رہے

دیکھ تو لیجیے کاشانۂ دل کی صورت
کبھی آباد ہو فرمائیے برباد رہے

آہ حسرت مری بوتی ہی غضب تخم اثر
ڈر ہی اِسکا کہ کہین کھیت نہ جلا د رہے

کون ایوان ہی نہین جسکے لیے بربادی
خانۂ گور ہی جو حشر تک آباد رہے

کبھی فرقت مین بھی اُنے نہ دیا رنج کو پاس
شادی وصل کی امید پہ ہم شاد رہے

شب فرقت مین ہمین بھول گئے سب اپنے
یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہے

الفت قید تھی مرغان قفس کو ایسی
چھوٹ جانے پہ بھی گرد سر صیاد رہے

تار موے کمر یار سے زنجیر بنے
پاس کچھ میرے نقاہت کا بھی حداد رہے

شانہ زلفون مین جو کرنا تو سمجھکر کرنا
دل بھی اُلجھا ہی کسی کا یہ ذرا یاد رہے

دل وہ دل ہی جو رہے تیغ جفا کا جو رنگ
سر وہ سر ہی جو تہ خنجر بیداد رہے

جوش وحشت مین بھی صفدر نہ گئی یاد بتان
خانۂ دل مین مرے جمع پریزاد رہے

اُڑایا ہی ستارون نے چمکنا اُنکی ہیکل سے
چمک کر منہ چھپانا برق نے سیکھا ہی چھلبل سے

نہ بھولونگا شب وصلت مین نوشہ نگنا اپنا
لجا کر مسکرا کر منہ چھپانا اُنکا آنچل سے

مجھے محروم رکھا وصل مین بھی تیرہ بختی نے
ملی فرصت نہ انکو رات بھر مسی سے کاجل سے

گرانی بوے گل سے آج کچھ تازہ نہین مجکو
خدا نے بخشی ہر نازک دماغی روز اول سے

بہار آئی ہو پھر مستی ہماری رنگ لائیگی
ہوا پھر عشق ساقی سے بڑھا پھر ربط بوتل سے

غضب ہر آپکا اس ناز اس انداز سے چلنا
ہزارون فتنے برپا ہر قدم ہوتے ہین چھاگل سے

براے خواب ہمکو سوزنی کانٹون کی کافی ہر
نہ خواہش بستر گل کی نہ مطلب فرش مخمل سے

ہوا ہر چشم لیلی کا اثر ہی خاک مجنون مین
ابھی تک اک غبار سرمہ گون اٹھتا ہر جنگل سے

کیا تیغ ادا نے یاد کس مظلوم کو یارب
قضا آئی ہر گھبرائی ہوئی کچھ آج مقتل سے

یہ بدلا رنگ عالم آسمان کے ایک گردش نے
نہ وہ صحبت رہی باقی نہ وہ احباب کے جلسے

اگر ہو چشم روشن فرق کیا گبر و مسلمان مین
چراغ دیر و کعبہ مشتعل ہر ایک مشعل سے

پریشان ہونا بل کھانا بکھرنا پیچ مین لانا
یہ ٹکے سیکھ لے کوئی تری زلف مسلسل سے

لطافت مین نزاکت مین صفا مین بو مین اے صفدر
وہ بہتر ہر صبا سے گل سے آئینے سے صندل سے

تمھاری سادگی پر دم فنا ہر روز اول سے
علاقہ ہی نہ منہدی سے نہ سرمے سے نہ کاجل سے

علاج درد سر ممکن نہین نازک دماغون کا
ہماری سر گرانی بڑھ گئی خوشبوے صندل سے

صفاے دل کے ہو مشق ریاضت کے سبب حاصل
گیا ہر دور ہونے آئنے کا زنگ صیقل سے

کھلونے کھیلتا تھا لیلی و مجنون کے طفلی مین
پری ہر اے جنون وحشت مری طینت مین اول سے

ہوا دیوانہ سر مست سایہ پڑ گیا جس پر
یہ دختر رز ہی ساقی یا پری نکلی ہی بوتل سے

جو میکش ہین نہین کچھ احتیاج انکو تکلف کی
بیاض گردن مینا کو ہی کیا کام جدول سے

بنانا دوستو تعویذ میری قبر کا اسکو
کوئی تعویذ ملجائے جو تمکو اسکی ہیکل سے

ابھی تک حسرت دیدار قاتل دل مین باقی ہی
صدا ہر دم شہید ناز کی آتی ہی مقتل سے

مین وہ ہون عاشق ابرو کہ جب ماہ صیام آیا
کیا افطار مین نے روز روزہ تیغ کے پھل سے

بجھیگی پیاس وقت قتل مشتاق شہادت کی
کہ چھلا تیغ کا کچھ کم نہین پانی کی چھاگل سے

غنیمت جان اس دم کو کہان پھر صحبت ساقی
یہی آتی رہی شب بھر مجھے آواز بوتل سے

چمک کر آسمان پر ابر مین جب چھپ گئی بجلی
تمھارا جھاکنا یاد آگیا پردیکی اوجھل سے

جنون کا جوش ہین نازک طبیعت فصل گل سر پر
کہو فصاد سے لے فصد شاخ گل کی کونپل سے

جو کھولا آپنے جوڑا تو خورشید ابر مین آیا
اٹھالی زلف چہرے سے تو نکلا چاند بادل سے

خدا جانے بنے گی آج کیونکر ہمسے ای صفدر
مزاج انکا نظر آتا ہی کچھ بگڑا ہوا کل سے

پری نے حور نے انسان نے کب یہ شکل پائی ہی
خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہی

یہ فصل گل ہین سب پر بیخودی گلشن مین چھائی ہی
صبا بھی جب چلی ہی ہر قدم پر لڑکھڑائی ہی

عبث گھبراتی ای روح تو اس جسم خاکی مین
یہ زندان چند روزہ ہی قیامت تک رہائی ہی

سیہ دل ہو رہے آتش رنگ پر دیکھا تو یہ سمجھے
پرستش کے لیے یہ آگ ہندو نے جلائی ہی

کوئی ناشاد کوئی شاد اپنی اپنی ہی قسمت
وہ بگڑے ہین جو ہمسے کیسے غیرونکی بن آئی ہی

ہوا جو کچھ ہوا قاتل سے کچھ شکوہ نہین ہمکو
جنازے پر ہمارے جمع کیون ساری خدائی ہی

یہ ہو جاتے ہین بیخود ہم کہ مطلق حس نہین رہتی
جدائی اُسکی ہمسے روح و قالب کی جدائی ہی

قفس مین کیون نہ ای صیاد مرغان قفس ٹھرکین
خبر بیک صبا نے موسم گل کی سنائی ہی

جدا ہم یار سے ہین غیر ہین ہر وقت پاس اُسکے
خداوند جہان کیا تیری شان کبریائی ہی

دم رفتار ہر ٹھوکر سے اُسکے مردے جیتے ہین
کہو عیسی سے دیکھین یہ نئی معجز نمائی ہی

یقین ہی اب دل بیتاب سینے مین تڑپے گا
اُٹھا کر یار کی تصویر سینے سے لگائی ہی

بڑھا کر ہاتھ جھاڑی گرد دامن سے اگر ہمنے
مکدر ہین بھلا کیون آپ کیا اِسمین برائی ہی

غنیمت ہی دلا جو دم ہی امید بقا کیسی
عناصر مین بھی باہم چار دن کی آشنائی ہی

تفاوت مہر و مہ کا صاف آتا ہی نظر ہمکو
تری تصویر جب تصویر یوسف سے ملائی ہی

ضیائے شمع ہو جیسے کسی فانوس سے ظاہر
نمایان آستین مین یون تری گوری کلائی ہی

جو کہتا ہون کہ کوئی جام مجکو بھی عنایت ہو
تو کہتے ہین فرنگستان سے می ہمنے منگائی ہی

بنا ہون بلبل تصویر اِس گلزار مین صفدر
مرے نزدیک سب یکسان اسیری و رہائی ہی

جہان اِس گلشن عالم مین رنگ آشنائی ہی
وہان دیکھا تو اُسکے ساتھ بوے بیوفائی ہی

یہ وقت نزع شوق دید نے صورت دکھائی ہی
سمٹ کر جان سارے جسم کی آنکھون مین آئی ہی

لباس آبی نہین یہ جوش پر ہی حسن کا دریا
جواب پنجہ مرجان ترا دست حنائی ہی

بھری جب آہ ہمنے بولی وہ رنگ اثر کیسا
نشانہ کیا اُڑائیگا کہ یہ تیر ہوائی ہی

فراق و وصل کی مین لوٹتا ہون لذت کیا کیا
کبھی اُنسے صفائی ہی کبھی اُنسے لڑائی ہی

نہ دل ہی اپنے قابو مین نہ آنکھین اپنی کہنے مین
جسے کہتے ہین روز حشر وہ روز جدائی ہی

نہین شرمائی اے بت آنکھ تیری وصل کی شب مین
دلہن بنکے ہماری جان لینے موت آئی ہی

رہا جو زیست بھر عریان حسینونکی محبت مین
لحد پر اُسکے یارون نے عبث چادر چڑھائی ہی

نہ کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہ سرمہ ہی نہ مسی ہی
یہ وضع سادہ تمکو سچ بتاؤ کب سے بھائی ہی

کشش کرتا ہی دلکی بیٹھتا ہی جب یہ پہلو مین
تمھارے تیر کو کس درجہ ذوق دلربائی ہی

نہ تجھ مین یہ رکاوٹ تھی نہ تجھ مین یہ کھنچاوٹ تھی
تری شمشیر نے یہ چال کیا تجکو بتائی ہی

عبث ہوتے ہو برہم تم ذرا سیدھی طرح بولو
کبھی پر ختم کیا صاحب تمھاری کج ادائی ہی

ذرا اے آفتاب حشر برقع ڈال کر آنا
ارے ظالم خدا سے ڈر یہ روز خود نمائی ہی

نہ ہم واقف کسی سے ہین نہ کوئی ہمسے واقف ہی
فقط آئینہ سان لوگون سے صورت آشنائی ہی

مقابل سارے عالم سے کیا خلوت نے اے صفدر
ادھر ہون مین تن تنہا اُدھر ساری خدائی ہی

بسکہ ہی عشق قد یار مین شہرت میری
منتظر ہین ہول قیامت کا قیامت میری

کبھی ہون بلبل گلشن کبھی پروانہ بزم
[illegible] پھرتی ہی محبت میری

اُس نظر سے جو گرا سب کی نگاہون سے گرا
آنکھ کیا اُسکی پھری پھر گئی قسمت میری

دل حسینونکو دیا جان اجل کو بخشی
وہ سخی ہون کہین قاصر نہین ہمت میری

تم جسے چاہتے ہو اُسکی قسم صاف کہو
ہی تمھین غیر سے الفت کہ محبت میری

نوحہ گر کوئی جو مرقد پہ نہین کیا پروا
بیکسی رو دیگی سر پیٹیگی حسرت میری

پاس میرا نہ سہی اپنی طرف دھیان کرو
تمکو غیرون سے مناسب ہی شکایت میری

مجھ سے کہتی ہی جوانی کہ بسر عیش مین کر
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت میری

گردش چرخ سے صفدر ہون حباب دریا
بن کے ہر لحظہ بگڑ جاتی ہی صورت میری

نہ ہوئی صبح کسی دن شب فرقت میری
آسمان نے نہ نکالی کبھی حسرت میری

سو رہے رات وہ سر رکھکے مرے زانو پر
بخت بیدار ہوے جاگ اُٹھی قسمت میری

پھر دم حشر نہوگا کسی مجرم سے حساب
پہلے آئی جو گنہگارون مین نوبت میری

دل تڑپ کر مجھے لیجائیگا حورون مین ضرور
بیقراری ہی کلید در جنت میری

ہون وہ برگشتہ مقدر کہ نہایت رویا
کی رقم کاتب قدرت نے جو قسمت میری

ہون رہا قید تعلق سے تو دیکھون اُسکو
پردۂ چہرہ مقصود ہی غفلت میری

کس نے کس نے مرے مضمون نہ لیے ای صفدر
جب سے دیوان چھپا لٹ گئی دولت میری

کہو آکے ہم سے وہ پوچھ لے جسے شرب مے مین کلام ہی
جو وصال ہی تو حلال ہی جو فراق ہی تو حرام ہی

نہ ہوای نزہت باغ ہو نہ خیال گردش جام ہی
کسے اب نشاط سے کام ہی کہ حیات اپنی تمام ہی

نہ ملینگے ہم نہ ملینگے ہم کبھی آبرو کو نہ دینگے ہم

جو رقیب سے بھی پیام ہی تو یہین سے اُنکو سلام ہی

نہ وہ آتے ہین نہ بلاتے ہین، ہمین باتون ہی مین لگاتے ہین
وہی ابتدا سے ہی آجکل وہی صبح ہی وہی شام ہی

وہ مئے نشاط سے مست ہین شب و روز جام بدست ہین
اُنھین کیا خبر اُنھین کیا غرض جو کسی کا کام تمام ہی

جو شراب نوش تھے ہر سحر وہ لحد مین سوتے ہین بیخبر
نہ ہواے سبزہ و باغ ہی نہ تلاش شیشہ و جام ہی

کبھی بزم مین جو کیا گذر تو وہ بولے تیغ کو کھینچکر
کہ جو بڑھکے سب سے کٹائے سر وہی صف مین پیش امام ہی

جو تمھارا عاشق زار تھا وہ تڑپ کے رات کو مرگیا
ہی یقین کہ تمنے بھی ہو سنا یہ خبر زمانے مین عام ہی

نہ کیا لحاظ ذرا صنم کہ کہا پیمبر حسن بھی
تجھے اب بڑھاؤن کہان تلک کہ خدا کا آگے تو نام ہی

جو نکھر کے آئے وہ سامنے تو اجل نگاہون مین پھر گئی
تن و پیرہن یہ گمان ہوا کہ یہ تیغ ہی وہ نیام ہی

جو گرے زمین مین تو پھر کہان یہ جلیس اور یہ صحبتین
وہ جہان خلوت خاص ہی یہ جہان محفل عام ہی

کبھی لے گیا جو زمین سے سر چرخ نشہ شراب کا
تو یقین ہوا مجھے ساقیا یہ سمند برق خرام ہے

یہ غضب کے طرز یکھی ہے نئی ابھی مجھے کچھ سرور ہے ابھی مین بھی
تری آنکھ مجھ سے جو پھر گئی یہی مجکو گردش جام ہے

دم حشر صفدر خستہ جان وہی دیگا ہمکو خط امان
جو ذبیح ہے جو قتیل ہے جو شہید ہے جو امام ہے

وحشت فزا ہوا ہے کچھ ایسی بہار کی
پھولا جو پھول اُسنے قبا تار تار کی

لیجائے کاش آکے ہوا کوے یار کی
مٹی خراب ہو نہ ہمارے غبار کی

بجلی سے کم نہیں یہ تڑپ ہین کسی طرح
پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی

کھولی ہے کسنے کاکل مشکین یہ اے صبا
آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

اب ترک عشق وضع سے اپنے خلاف ہے
تا صبح ہر دم کے ساتھ جو بات اختیار کی

اُس سنگدل کا دل نہ پسیجا کسی طرح
ہمنے تو اپنی جان تلک بھی نثار کی

آنکھیں لڑا لڑا کے دکھاتے ہین جنگجو
شکل انجمن مین معرکہ کارزار کی

دن رات اُسکی نرگس میگونکو نگہ ہے
توبہ شکستہ ہو کسی پرہیزگار کی

دُور سے دکھا کے نشہ کے دلکو پھنسا لیا
صیاد چشم یار نے بلبل شکار کی

اللہ رے طول روز قیامت بھی ہو چکا
لیکن ہوئی نہ صبح شب انتظار کی

بارش یہ آنسوؤنکی ہے یا بارش سحاب
بجلی ہے یا تڑپ ہے دل بیقرار کی

بے روے یار اگر رگ گل پر پڑی نظر
یہ غم ہوا کہ دل مین چبھی نوک خار کی

ہوتا خیال یار سے اس دل کا سامنا
اٹھتی جو درمیان مین نہ ہوتی غبار کی

جل جل کے مرگیا ہون کسی گل کے ہجر مین
بھرجید ہمین ہون شاخین چنار کی

قاصد تو کیا فرشتے کا اسکو یقین نہین
صفدر دوا ہی کیا دل بے اعتبار کی

ہر وقت گریہ یاد جو دندان یار کی
اشکون مین ہی چمک گہر آبدار کی

حالت یہ ضعف سے ہی مرے جسم زار کی
پتلی گران ہی یا تو نہین اشکونکے بار کی

تقلید کرکے میرے دل داغدار کی
طاؤس نے اڑائی ہی رنگت بہار کی

کیا تیرہ بختیان ہین دل بیقرار کی
دن ہجر کا گیا تو شب آئی بہار کی

کتنی چمک ہی ہستی ناپائدار کی
ہو آنکھ تو نمود ہی گویا شرار کی

آئے وہ خط نکال کے رخ پر ہمارے پاس
پنہان جو تھی کدورت دل آشکار کی

عشرت نصیب ہین جو مے عشق سے ہین مست
اس نشہ مین نہین ہی اذیت خمار کی

رنگین کمال تیر فگن کا مزاج ہے
منہدی پسند کیون نہو خون شکار کی

صحرا کو چھوڑتا ہون تو روتے ہین آبلے
لذت ملی ہی کیا خلش نوک خار کی

ہمسے کدورتین ہین رقیبون سے صحبتین
ہر طرفہ شان قدرت پروردگار کی

نرگس کی آنکھ کیون نہ چمن مین کھلی رہے
تصویر بن گئی ہی ترے انتظار کی

بجلی سے کم نہین یہ تڑپ مین کسی طرح
پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی

دیکھو ہمارے سینۂ پر داغ کی طرف
گھبرا اُٹھے جی تو سیر کرو لالہ زار کی

سو ٹکڑے کس طرح نہ قفس مین ہو دل مرا
آواز آرہی ہی چمن سے ہزار کی

پہونچا دے اسکو یار کے دامن تک ای صبا
مٹی خراب کر نہ ہمارے غبار کی

صفدر شراب پینے سے توبہ تو کی مگر
مجبور ہون کہ فصل پھر آئی بہار کی

سیر دیکھو بلبل اک گل کا وہ گلرخسار ہی
لالۂ شاداب جو تھا نرگس بیمار ہی

طرۂ طرار جسکا دام تھا سب کے لیے
دام اب اسکو کسی کا طرۂ طرار ہی

جسکے جنس حسن کا ہی اک زمانہ مشتری
مشتری وہ اور یوسف کا سر بازار ہی

جس گل بیخار کی الفت کا ہی ہر دلمین خار
خارزار عشق مین اب وہ گل بیخار ہی

جو گل خندان تھا گریان ہی وہ شبنم کیطرح
عین فصل گل مین پامال خزان گلزار ہی

ہین خجل جسکے خرام ناز سے طاوس و کبک
کیا تماشا ہی وہ خود وارفتہ رفتار ہی

جسکی ہی شیرینی گفتار عالم کو پسند
خود وہ محو لذت شیرینی گفتار ہی

مثل موسیقار جسکے غم مین ہین سب نالہ کش
نالہ کش وہ آپ ہر دم مثل موسیقار ہی

طالب دیدار ہین سب جسکے موسی کیطرح
اب وہ برق تجلی طالب دیدار ہی

گریۂ عشاق پر ہنستا تھا جو دریاے حسن
ابر نیسان کیطرح اب خود وہ گوہر بار ہی

مہر طلعت غش مین جسکے سایۂ دیوار پر
اب وہ خود مانند سایہ غش پس دیوار ہی

کنگھی چوٹی سے نہ اب مطلب نہ آرائش سے کام
کس پریشانی مین مثل گیسوے خمدار ہی

سرمہ آنکھو نمین نہ ہونٹھونپر وہ مسی کی دھڑی
کام شانے سے نہین کچھ آئنہ بیکار ہی

گرم و سرد عشق کا اب حال ظالم کو کھلا
اشک آنکھو نمین ہین لب پر آہ آتشبار ہی

اُڑ گئی سرخی وہ سب کیا غم سے زردی چھا گئی
پیش از ین لالہ جو تھا صد برگ وہ رخسار ہی

خشک لب ہین وہ مسیحائی کا دعوی کیا ہوا
ہو کے عیسی اپنی آنکھو نکی طرح بیمار ہی

جی مین آتا ہی جو ملجائے کرون جھک کر سلام
ہنس کے پوچھون کہیے کیا حال دل افگار ہی

درد دل عاشق کا اپنے اب تو سمجھے ہو کچھ سمجھ گئے
یاد ہی کبر جوانی ہی وہی پندار ہی

مہربان ہو جائے شاید رحم کی آجائے موج
ہی خدا مالک غریبونکا بھی بیڑا پار ہی

وہ لگے سمجھانیکی یہ باتین ہین صفدر ورنہ وہ
ایسی باتو نمین کب آتا ہی بڑا عیار ہی

تاب نظر ہی شرط رخ یار کے لیے
چشم کلیم چاہیے دیدار کے لیے

برسون نہ پوچھنا مجھے اغیار کے لیے
ظالم یہ جور و ظلم وفادار کے لیے

گیسو سنوارتے ہین جو وہ میرے سامنے
بنتی ہین بیڑیان یہ گنہگار کے لیے

منظور شہرہ حسن کا ہی جانتا ہون مین
پازیب تمنے پہنی ہی جھنکار کے لیے

بہکانے سے رقیب کے توڑو نہ دل مرا
مسجد نہ ڈھاؤ خاطر خمار کے لیے

جی ڈوب ڈوب جاتا ہی دانتون کے عشق مین
غوطے یہ غوطے ہین در شہوار کے لیے

بیکار خون دل کو ہمارے نجانیے
غازہ بنائیے اُسے رخسار کے لیے

بوسہ تو کیا بگڑتے ہین وہ بات بات پر
حیلے نئے نکالے ہین تکرار کے لیے

صحبت نصیب ہو جو گذر جائے جان سے
عیسی اجل ہی عشق کے بیمار کے لیے

شاید وہ آئین میرے جنازے پہ دوستو
آنکھین کھلی رہین مرے دیدار کے لیے

زندان سے نکلے ہین جو مقتل مین مجکو لوگ
شاید ہے حکم قتل گنہگار کے لیے

گریان ہون کیون نہ دیکھ کے ہم روے یار کو
نہر روان ضرور ہے گلزار کے لیے

تمکو ہی ہمسے پردہ تو لو ہم بھی جاتے ہین
موسی کے ساتھ طور پہ دیدار کے لیے

کیا کیا مزے اُٹھے نہ شب وصل یار مین
بوسے کبھی جبین کبھی رخسار کے لیے

مدت گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

حل کر شتاب جتنے ہین صفدر کی مشکلین
رب کریم احمد مختار کے لیے

صدمہ جو ہجر کا ہے تو اغیار کے لیے
ہے یار میرے واسطے مین یار کے لیے

آرایشین جہان کی ہین کفار کے لیے
نقش و نگار ہین در و دیوار کے لیے

باغ جہان مین تو ہے وہ گل جسکی خاک پا
سرمہ ہے چشم نرگس بیمار کے لیے

مدت ہوئی کہ آپکا عاشق مریض ہے
آؤ کبھی عیادت بیمار کے لیے

دل چاک چاک ہوکے جو سینے مین شانہ ہے
بھیجونگا نذر طرۂ طرار کے لیے

عاشق کی تیرے در پہ نہ کیونکر رہے جبین
کعبہ بنا ہے سجدہ دیندار کے لیے

رونق فزا وہ ہوتے ہین کمرے پہ انکے روز
چلمن اُٹھا کے گرمی بازار کے لیے

کافی ہین درد و غم ہمین جائین سرور عیش
یارون سے کیون لگاو رہے اغیار کے لیے

دامن سے اشک پونچھ رہا ہے وہ بحر حسن
کیا مرتبے ہین چشم گہربار کے لیے

کُمھلا نجائے صدمہ سے نہو اِس لحاظ سے
بوسے نہ اُنکے پھول سے رخسار کے لیے

دریا و دشت و گلشن و بتخانہ و حرم
کِس جا کہان کہان نہ پھرے یار کے لیے

کچھ سر نہین پھرا ہی کہ عزلت نشین ہون ہم
اللہ نے قدم دیے رفتار کے لیے

تیرے کلام سننے کو پائے ہین گل نے گوش
نرگس کی آنکھین ہین ترے دیدار کے لیے

تازہ رہینگے پھول مضامین کے حشر تک
صفدر خزان نہین مرے گلزار کے لیے

جمال یار دیکھا ہمنے فیض چشم پرنم سے
نظر آیا ہمین خورشید عالمتاب شبنم سے

مرے داغ جگر کو فائدہ کیا ہوگا مرہم سے
کبھی چھوٹا نہ دھبا باغ مین لالے کا شبنم سے

عجب ویرانہ ہی جسدن سے دل خالی ہوا غم سے
اِس اُجڑے گھر کی آبادی تھی اُس کمبخت دم کے دم سے

کبھی اِنسے ہوئی وصلت کبھی اُنسے ہوئی فرقت
جہنم مین گئے جنت سے جنت مین جہنم سے

عجب نیرنگ دکھلایا ہی ہمکو جوش وحشت نے
نئے عالم مین پہونچے ہین نکلکر دونون عالم سے

ہوئے از رہین چھوڑین دین کو ہون تابع دنیا
مسلمان ہوکے بت پوجین یہ کیونکر ہو سکے ہم سے

ہزارون زخم کھاکر تیغ ابرو کا لیا بوسہ
کیا وہ کام ہمنے جو کبھی ہوتا نہ رستم سے

بخوبی ہم مآل کار دونون کے ہین واقف
خوشی سے غم ہمین ہوتا ہی ہوتی ہی خوشی غم سے

وہ بیکس ہین ہمین دنیا نے چھوڑا ہم نے دنیا کو
نہ عالم ہمسے واقف ہی نہ ہم واقف ہین عالم سے

ترنگ آئی کسی دن جوش مستی مین تو سن لینا
خم افلاطون سے چھینا جام ہمنے لے لیا جم سے

غم الفت جو پایا ہی مزے کیسے اُٹھائے ہین
ہمارے دل سے پوچھے قدر اِسکی یا کوئی ہم سے

محبت ہو نہ کیونکر قید مین زنجیر سے ہمکو
کہ اِسکو سلسلہ ہی کچھ ترے گیسوے پرخم سے

مقدر مین یہ لکھا تھا کہ لینے کے پڑے دینے
گرین وہ چاک خط انعام مانگے نامہ بر ہم سے

جسے تھی وصل سے نفرت اُسی نے میرے مرقد پر
چراغ آکر جلایا روغن بادام توام سے

ہوئی تقدیر اُلٹی جسقدر تدبیر کی صفدر
دوا سے درد دل چمکا اُٹھا یا داغ مرہم سے

قفس مین یا الٰہی ایسی ہو گویا زبان میری
کلیجا تھام لے صیاد سُنکر داستان میری

بہار آئی ہے مین دیوانہ نازک طبیعت ہون
کہو گلچین رگ گل سے بنا بیڑیان میری

لیا تھا خواب مین بوسہ کبھی لبہاے شیرین کا
مزہ اُس ورد سے بھولی نہین اتبک زبان میری

گلون کو توڑتا ہے شاخ گل کو قطع کرتا ہے
خدا سمجھے نہین فریاد سنتا باغبان میری

یہ رویا ہون خیال چشم مین اُس بحر خوبی کے
کہ رشک مردم آبی بنی ہین تپلیان میری

نہ اُنکو ہوش اپنا ہے نہ مجکو ہے خبر اپنی
عجب حالت ہے فرقت مین وہان اُنکی یہان میری

شگفتہ داغ دل رہتے ہین آہ شعلہ افشان سے
ہرے گلشن کو تازہ رکھتی ہے باد خزان میری

سلیمان ہون مین اپنے وقت کا ہین مرغ عالم مین
پریرویونکے منہ مین رہتی ہے شب بھر زبان میری

اِس اندیشے سے رکھکر ہاتھ وہ سینے پہ سوتے ہین
شب مہتاب مین دیکھے نہ کوئی چھاتیان میری

یہ کہنا وصل مین اُس حور وش کا یاد ہے صفدر
بڑھا دو طوق گردن کا اُتارو بجلیان میری

بجھیگی جام سے کیا پیاس اے پیر مغان میری
صراحی کے دہن مین کاٹکر رکھدے زبان میری

یہ بیطاقت ہوئی ہے غم سے جان ناتوان میری
کہ میرے کان تک بھی اب نہین آتی فغان میری

کسی پر حال میرے غنچۂ دل کا نہین افشا
صبا کچھ رفتہ رفتہ ہوگئی ہے رازدان میری

کڑی منزل ہے مقتل سامنا ہے تیغ قاتل کا
الٰہی آبرو رہجائے وقت امتحان میری

جو خط لائیگا بھی قاصد تو ہوگا غیر کا لکھا
نوشتہ انکا دیکھون ایسی قسمت ہے کہان میری

ہوا یون لب بلب تو کیا مزہ ہوتا اگر ہوتی
مرے منھ مین زبان تیری ترے منھ مین زبان میری

غبار قیس سے آئی صدا ناقے کو ٹھہرا لے
ٹھکانے خاک لگجائے ذرا اے ساربان میری

متاع دل لیے بیٹھا ہون بازار محبت مین
خریدار آکے ہو تم تو چمک جائے دکان میری

بیان کرتا ہون اکثر وصف گلرویان جو اے صفدر
ہوئی ہے برگ گل سے بھی سوا نازک زبان میری

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے

تڑپ دل مین ہے دیدۂ شوق تر ہے
وہ بجلی یہ دریا ہوا چاہتا ہے

دکھا کر وہ تلوار کہتے ہین مجھ سے
خبر ہے تمھین کیا ہوا چاہتا ہے

وہ اٹکھیلی کی چال چلنے لگے ہین
کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے

وہ رخسار پر ملنے والے ہین غازہ
یہ قرآن مطلا ہوا چاہتا ہے

مرے قتل کرنے کو آتا ہے قاتل
تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہے

چھڑک دے نمک تو ہی اے شور بختی
مرا زخم اچھا ہوا چاہتا ہے

وہ بے پردہ کوٹھے پہ ہین آنیوالے
یہ خورشید ذرا ہوا چاہتا ہے

جنون تو سلامت ہین کیون پانون توڑن رو — مرا گھر ہی صحرا ہوا چاہتا ہی

مرے دلکو الفت ہین قطرہ نہ سمجھو — کہ یہ بڑھکے دریا ہوا چاہتا ہی

بہت تیز ہی آجکل تیر مژگان — کوئی دل نشانہ ہوا چاہتا ہی

چمک موتیون کی یہ کہتی ہی اُنسے — کہ جُھمکا ثریا ہوا چاہتا ہی

بہت اِسکو ایذا ہی پہلو مین میرے — یہ دل اب کسی کا ہوا چاہتا ہی

سحاب آگیا ہونگے اب مور رقصان — چمن مین تماشا ہوا چاہتا ہی

لیے سیر آتے ہین وہ بال کھولے — درختون کو سایہ ہوا چاہتا ہی

مرے گھر مین آمد ہی اُس رشک مہ کی — موافق ستارا ہوا چاہتا ہی

بلائین جو لین زلف کی ہنسکے بولے
کہ صفدر کو سودا ہوا چاہتا ہی

اُنکی رخصت کے شب وصل جو سامان ہونگے — صبح کے ساتھ ہی ہم چاک گریبان ہونگے

دو قدم ناز سے جسدم وہ خرامان ہونگے — فتنے اُٹھینگے نئے حشر کے سامان ہونگے

بزم ہو باغ ہو مسجد ہو صنم خانہ ہو — تو جہان ہوگا وہین سب ترے خواہان ہونگے

سونگھنے والے ہین جو لوگ تری زلفون کے — نکہت گل سے دماغ اُنکے پریشان ہونگے

تیغ و بازو کی صفت ایک جہان کرتا ہی — قتل کرکے مجھے وہ خاک پشیمان ہونگے

ایک ہم ہین کہ بجز غم نہین کچھ ہمکو نصیب — ایک وہ ہین کہ وہان عیش کے سامان ہونگے

سر پہ جسنے کہ لیا روز ازل عشق کا بوجھ — اور کوئی نہین وہ حضرت انسان ہونگے

اُنکی محفل مین گذر ہوگا جو اپنا صفدر
کبھی گریان کبھی خندان کبھی حیران ہونگے

اُٹھے لطف جتبک کہ طالع رسا تھے
نہ تھا چین جتبک کہ اُنسے جدا تھے
نہ تھا عشق مین پاس اخفاے اُلفت
یہ انداز یہ ناز کس دن تھے دلکش
وہ بیگانے ہین اب جو بیگانے ہین سب
جھکایا جو محراب شمشیر مین سر
نہ پوچھو جوانی مین پیری کا قصہ
عدم مین کہینگے یہ ہستی سے جاکر

ہم اُنپر تصدق وہ ہمپر فدا تھے
وہ آزردہ ہم زندگی سے خفا تھے
کہ نالے زبان پر مرے بے صدا تھے
یہ غمزے یہ عشوے کہان دلربا تھے
جو وہ آشنا تھے تو سب آشنا تھے
ادا ہو گئے جتنے سجدے قضا تھے
وہ دن اور کچھ تھے وہ عالم جدا تھے
کہین کیا کہ کس رنج مین مبتلا تھے

تہ خاک کی سیر ہمنے جو صفدر
وہی مہر طلعت وہی مہ لقا تھے

مصاحب ان روز دن آئنہ ہی سنگار کا اُنکو شغلا ہی
کبھی ہی سرمہ کبھی ہی مسی کبھی ہی غازہ کبھی حنا ہی
وہ طور ہی جلوہ گاہ تیری کہ جسکی تنویر جابجا ہی
وہی ہی خورشید آسمان پر زمین یہ تیرا جو نقش پا ہی
بہار آئی چمن مین ساقی کہ بادہ خواری کا دور آیا

کھڑی ہی ہو ساغر بدست نرگس درخت جو ہو وہ جھومتا ہی
گیا جو آغوش مین لحد کی کیا قیام اُسنے تا قیامت
یہان سے جاتا نہین مسافر عجیب دلچسپ یہ سرا ہی
گلی ہو اُس سنگدل کی محشر ہجوم فریادیون کا ہر سو
ہزار رؤو ہزار پیٹو کسی کو وان کون پوچھتا ہی
کھلے اگر دیدۂ حقیقت وہی ہو دریا وہی ہو قطرہ
حباب کچھ موج سے الگ ہو نہ موج گرداب سے جدا ہی
عجب گل داغ ہو جگر کا کہ اِسکو مطلب نہین خزان سے
عجیب سبزہ ہو زخم دل کا ہمیشہ بے آب یہ ہرا ہی
کٹی مصیبت جو نزع مین تھی کہ جان نکلی بدن سے لیکن
ابھی ہو خوف فشار تربت ابھی قیامت کا دغدغا ہی
لبون پر اُسنے جو ملکے مسی جمائی ہو پان کی بھی لالی
چمن مین گویا قریب سوسن یہ پھول لالے کا بھی کھلا ہی
نہین ہو کچھ ساتھیون کی پروا جو آگے جانا ہو آنکو جائین
کبھی تو ہم بھی پہونچ رہینگے کہ ہم غریبون کا بھی خدا ہی
وہ ہین لب بام جلوہ فرما کہان ہین موسی جو آکے دیکھین
وہی تو ہو طور کی تجلی وہی تو چارون طرف صبا ہی

دیا جو قاصد نے میرا نامہ تو اپنے منشی سے وہ یہ بولے
لفافہ کرتا ہی چاک ناحق کہ خط کا مطلب کھلا کھلا ہی

کیا ہی تیغ نگہ سے زخمی جو تم نے دل کو تو عین احسان
ضرور اسوقت ہی تبسم نمک بھی چھڑکو تو پھر مزا ہی

کیا ہی مقتول خود سر رہ ہجوم لاشے یہ ہی ہمارے
زہے تجاہل جو پھر کے آئے تو پوچھتے ہین کہو یہ کیا ہی

ہماری طرز اطاعت ایسی عتاب ظالم کا ہم سے ایسا
قدم پہ سر کاٹ کر جو رکھا کہا ہٹاؤ لہو بھرا ہی

یہ اُسکے آگے سے کھینچتا ہی وہ اُسکے آگے سے انجمن مین
غرض کہ آئینے کا بھی طوطی عجب حسینون مین بولتا ہی

جو ہمسے دلکو لیا ہی تمنے تو اسکو رہنے دو پاس اپنے
غریب اچھا ہو یا برا ہی مطیع فرمان تو آپ کا ہی

ہوے یہ دل لیکے مجھ سے منکر اگر کبھی مانگنے گیا مین
کہا یہ سب سے ڈھٹائی دیکھو یہ تہمتین طرفہ ماجرا ہی

ہمارے عشق و جنون سے نفرت نہین ہی کچھ قیس و کوہکن کو
جو اُنکی شورش کی انتہا ہی وہ اپنی وحشت کی ابتدا ہی

رہائی اِن بیڑیون سے ہرگز نصیب ہوتی نہین کسی کو

محبت اُن گیسو دن کی صفدر بری بلا ہی بُری بلا ہی

ظاہری کچھ لطف اُنکا چاہیے — دل لگانے کو سہارا چاہیے

خون میرا اور مرے دل کا کیا — خونبہا قاتل سے دوہرا چاہیے

چاہتا ہون مین تمھین تنہا تو کیا — تم مجھے چاہو تو پھر کیا چاہیے

جلوہ گاہ یار مین پہونچے تو ہین — آنکھین کیا دکھلائین دیکھا چاہیے

پوچھتے ہو کیا ہمارا حال دل — یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

تاب سوز عشق کچھ آسان نہین — شمع مین جلنے کو کلیجا چاہیے

جان دیوین ہم کہ جانان بھی کہے — عاشق جانباز ایسا چاہیے

اسلیے زہاد مین بیٹھا مین رند — ان برون مین کوئی اچھا چاہیے

لطف بوسے کا اُٹھانا ہی اگر — ناز بھی اُسکے اُٹھانا چاہیے

کب تلک باندھے کوئی دھیان آپکا — دھیان تم کو بھی کسی کا چاہیے

ملکے سو نازون نے مارا ہی مجھے — خون کا اب کس سے دعوا چاہیے

بیٹھے بیٹھے اُنکو یہ آیا خیال — بزم سے اُنکو اُٹھایا چاہیے

بزم مین بیٹھو ذرا غیرون سے دور — پاس کچھ تم کو ہمارا چاہیے

کل سے وہ صفدر ہین کچھ بگڑے ہوے
آج کیسا ہوتا ہی دیکھا چاہیے

تعریف کیا ہو اُسکی رخ بے نقاب کی — خوشبو جو گل کی ہی تو چمک آفتاب کی

بجلی سے ہی یہ قول دل بیقرار کا
سیکھی ہی تو نے طرز مرے اضطراب کی

کب تک ہو صبر ظلم اُٹھائین کہان تلک
کچھ حد نہین رہی ستم بیحساب کی

برپا کرونگا حشر مین ایک اور حشر
صورت یہی رہی جو مرے اضطراب کی

عصیان ہمارے ہو گئے باہر حساب سے
دہشت نہین رہی ہمین روز حساب کی

مجکو لحاظ آنکو حیا تھی شب وصال
حسرت نہ نکلی اس دل خانہ خراب کی

مشہور ہی جہان مین جو چودھوین کا چاند
تصویر ہی وہ آپ کے حسن و شباب کی

سیماب گو سپند کو آتش پہ دیکھ لو
پوچھو نہ مجھ سے شرح مرے اضطراب کی

صفدر یہ کم نہین ہی شرف میرے واسطے
امت مین ہون جناب رسالتمآب کی

اُس تبسم کی یاد آئی ہی
جب کلی کوئی مسکرائی ہی

دل پہ پھر بیخودی سی چھائی ہی
پھر طبیعت کسی پہ آئی ہی

جب نظر یار نے اُٹھائی ہی
مین نے برچھی جگر پہ کھائی ہی

ای بتو حسن پر نہو نازان
چار دن کی یہ خود نمائی ہی

قصہ فرہاد کا سنا تو کہا
داستان یہ سنی سنائی ہی

سر پہ عاشق کے لائے ہین وہ بلا
مسی ہونٹھون پہ جب جمائی ہی

آفرین کیجیے اُس مصور کو
جس نے صورت تری بنائی ہی

جب کڑی کی ہی سخت جانون سے
تیغ نے کیا ہی مُنہ کی کھائی ہی

دونون آنکھون نے مجکو لوٹ لیا
نازکے غمزے کی دہائی ہی

کیون نہو وحشیونکو جوش جنون
رنگ پر پھر بہار آئی ہی

مژدہ صیاد مجکو دیتا ہی
کوئی دم مین تری رہائی ہی

ہم ادب سے وہ کہ نہین سکتے
بات جو اپنے دل مین آئی ہی

مجھ سے مجرم کو خلد مین بھیجا
واہ کیا شان کبریائی ہی

کچھ تو دل کو خوشی ہوای صیاد
جھوٹ کہدے کہ اب رہائی ہی

سچ ہی کیون ہمسے وہ ملینگے اب
اور پر اب طبیعت آئی ہی

خط کا لکھتا ہی کب جواب وہ ترک
لاش قاصد کی وان سے آئی ہی

ہاتھ کھینچا وہ ناز سے بولے
دیکھو نازک مری کلائی ہی

کس ادا سے وہ کہتے ہین صفدر
اب نہ چھیڑو کہ نیند آئی ہی

مرغ قفس اسیری کے صدمے اوٹھا چکے
خوش ہون کہ دن بہار کے نزدیک آ چکے

گستاخ ہاتھ یار کے پردہ اوٹھا چکے
دامن پہ چاک میرے گریبان کے آ چکے

نالونکو میرے حشر جو لانا تھا لا چکے
قلابے آسمان و زمین کے ملا چکے

آتے ہین میرے گھر مین وہ اب کچھ نہین ہی ڈر
کپڑے بدل چکے ہین سواری منگا چکے

لائینگے ملک دل پہ وہ شبخون یقین ہوا
ہاتھون مین مہندی آنکھون مین سرمہ لگا چکے

اب ہی یقین کہ ہم بھی ہون کشتون مین سرخرو
قاتل ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھا چکے

کیا جانیے یہ دیدہ و دل لائین کیا بلا
سو سو مصیبتون مین تو ہم کو پھنسا چکے

بھیجا کبھی مرض مین خبر کو نہ آدمی
وہ بعد مرگ میرے جنازے پہ آ چکے

کٹواؤ میرے پانون کی بھی بیڑیان کہ تم
منت کے طوق اپنے گلے سے بڑھا چکے

حاصل ہوا نہ خاک ہمین شکل گرد باد
راہ طلب مین سیکڑون چکر لگا چکے

آئے نہ آئے رحم انھین اختیار کیا
ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے

کھائینگے لاکھو زخم نہ موڑینگے منھ کبھی
کیا آزمارہے ہو جسے آزما چکے

ای چرخ جفاے فلک ابتو کر کمی
جھونکے نشان تک بھی لحد کا مٹا چکے

ابتک وہی ہی حسن پرستی کا حوصلہ
دھوکا ہزار بار حسینون کا کھا چکے

کب تک تبون کے عشق مین مر مر کے ہم جیین
جھگڑا یہ زندگی کا کہین ای خدا چکے

کافر ہون اب جو ہمکو نہ وعدے کا ہو یقین
اقرار کر چکے ہین قسم بھی وہ کھا چکے

لائے ہین تیغ جس مین نہین آب نام کو
تسکین ہوئی وہ پیاس ہماری بجھا چکے

ہو جاؤ صاف اتنی کدورت سے فائدہ
اب کیا ہی خاک مین تو مجھے تم ملا چکے

قسمت کی خوبی دیکھیے صفدر رکھی نہ ایک
ساتھی جو تھے سحر کو سرا سے وہ جا چکے

نارسا طالع ہمارے جب رسا ہو جائینگے
آج بیگانے جو ہین کل آشنا ہو جائینگے

بوسہ لیکر خال کا عاشق فدا ہو جائینگے
ایک دن حق نمک سے یہ ادا ہو جائینگے

سیر گلشن سے نہو مانع ہمین ای باغبان
خشک ہو کر پھول تیون سے سوا ہو جائینگے

چلکے صحرا جوشِ وحشت مین گریبان پھاڑ کے
ایک دن بیکار اپنے دست و پا ہو جائینگے

ہون وہ دیوانہ جو آیا اُسکے گیسو کا خیال
جادۂ صحرا مجھے زنجیرِ پا ہو جائینگے

قیدیون کے چھوڑنے کو جب کسی نے عرض کی
بولے کیا جلدی ہی مر دور رہا ہو جائینگے

ضبط کرتا ہون فقط نالون کو اپنے اسلیے
درہم و برہم ابھی ارض و سما ہو جائینگے

اِس لبِ جان بخش کا آیا جو رونے مین خیال
دیدۂ تر چشمۂ آبِ بقا ہو جائینگے

دل مین آیا ہی کسی کے ابروے پرخم کا دھیان
آج ظاہر جوہرِ تیغِ قضا ہو جائینگے

دل حسینونکو دیا تھا کیا مجھے معلوم تھا
آشنا ہوکر وہ یون ناآشنا ہو جائینگے

فکرِ مضمونِ دہانِ یار اگر یون ہی رہی
ایک دن ہم راہیِ ملکِ فنا ہو جائینگے

فرقتِ جانان مین مَی پینا گوارا ہی کسے
کرکے توبہ ہم بھی آخر پارسا ہو جائینگے

باغبان نازان نہو اتنا بہارِ باغ پر
گل چمن سے دیکھنا اکدن جُدا ہو جائینگے

پیچ و تابِ اُن گیسوؤن کا دلکو آیا تھا پسند
یہ نہ سمجھے تھے گرفتارِ بلا ہو جائینگے

ہجر کا احوال لکھونگا جو خط مین یار کو
حرف الفاظ مرکب سے جدا ہو جائینگے

آج وحشت اُنکی آنکھونکو جو ہمسے ہی تو ہو
رفتہ رفتہ یہ ہرن بھی آشنا ہو جائینگے

گر یوہین اُس شوخ کے ہر روز نظارے رہے
حضرتِ صفدر بھی اکدن مبتلا ہو جائینگے

جو موج دریا مین دیکھتے ہین وہ رہنمائی رہِ عدم ہی
فلک کی ظاہر ہی بے ثباتی حباب آنکھون مین جامِ جم ہی

رہیگا کب تک یہ خواب غفلت کہ پیری آئی گئی جوانی
ذرا ہو بیدار سونے والو سحر ہی نزدیک رات کم ہی

ثواب لینا ہی جو وہ لے لو کسی کو دینا ہو جو وہ دے لو
بہت غنیمت تم اسکو سمجھو حیات باقی جو کوئی دم ہی

عجب دورنگی جہان مین دیکھی کوئی مسلمان کوئی ہی کافر
حرم مین ذکر صمو صمد ہی صنمکدے مین صنم صنم ہی

ملے گا دل خاک مین جو میرا غم محبت کہان رہیگا
نہین ہی مرنے کا رنج مجکو اگر الم ہی تو یہ الم ہی

تمام عالم کا حال ظاہر اسی سے ہوتا ہی روز ہم کو
ہمارے پہلو مین دل نہین ہی یہی حقیقت مین جام جم ہی

بلا کے محفل مین پاس اپنے جو مجھ سے ناچیز کو بٹھایا
تری توجہ ترا تلطف تری عنایت ترا کرم ہی

غضب ہی بسمل کی سخت جانی وہ تیغ بازو سے کہہ رہی ہی
کہان تلک وار اتبو دم لے نہ تجھ مین طاقت نہ مجھ مین دم ہی

وہ کھینچکر تیغ آ چکے ہین نہین ہی وقت اضطراب کا یہ
تڑپ نہ ای دل ذرا ٹھہر جا جو رحم آیا انھین ستم ہی

جو دل جلانے پر آگیا جی تمیز کیسے حسین ہو کوئی

بنے جو پروانے ہم تو یکسان چراغ بتخانہ و حرم ہی
گجر موذن خروس کیا کیا ستاتے ہین مجکو وصل کی شب
صدائین کانون مین آرہی ہین کہ صبح ہوتی ہی رات کم ہی
جبین مصفا ہی رخ مصفا ہی دل مین البتہ کچھ کدورت
زبان بھی سچی ہی تم بھی سچے اگر ہی جھوٹی تو یہ قسم ہی
کچھ ایسی اُلجھی ہوئی ہین زلفین کہ جنکا دشوار ہی سُلجھنا
گرہ گرہ مین شکن شکن مین ہی پیچ پیچ مین خم خم مین خم ہی
نہ چین فکر معاش سے ہی نہ چین فکر معاد سے ہی
یہی ہین جھگڑے یہی بکھیڑے جہان کے جبتک کہ دم مین دم ہی
غنی ہی دل فقر مین بھی ایسا نہین مین دنیا کو کچھ سمجھتا
نہ اِسکے آنے کی مجکو شادی نہ اِسکے جانیکا مجکو غم ہی
رسول اکرم کے مرتبے سے جہان مین واقف ہی کون صفدر
تمام عالم سے ہی زیادہ فقط جو کم ہی خدا سے کم ہی

سچ ہی کہ صنم قابل آزار ہمین تھے	سب چاہنے والون مین گنہگار ہمین تھے
غیرون کو جگہ گھر مین ملی لطف و کرم سے	پڑ رہنے کے لائق پس دیوار ہمین تھے
گلگشت چمن ساتھ رقیبون کے ہمیشہ	زندان مصیبت کے سزاوار ہمین تھے
ملجائے وہ یوسف تو صبا اُس سے یہ کہنا	رسوائی کے قابل سر بازار ہمین تھے

پہچاننے والا ہو عاشق کا تو تم سا — لائق تھے جفا کے کہ وفادار ہمین تھے

اب ہم سے سوا غیر پہ ہی چشم عنایت — آگئے تو نظر کردۂ سرکار ہمین تھے

خلوت مین پہونچنے بھی نہ پاتا تھا کوئی اور — ہمدرد ہمین محرم اسرار ہمین تھے

لیلی تھے اگر تم تو ہمین آپکے مجنون — تم رشک مسیحا تھے تو بیمار ہمین تھے

خلوتکدہ طور مکان تھا جو تمھارا — تھا کون وہان طالب دیدار ہمین تھے

آتا تھا نہ تم تک کوئی بے اذن ہمارے — سرکار کے دربار مین مختار ہمین تھے

اللہ کی قدرت کہ پھرا ایسا زمانہ — یا غیر ہوے آپ کے یا یار ہمین تھے

نزدیک ہین سب آپکے ہم دور ہین یون — کیا سبزۂ بیگانۂ گلزار ہمین تھے

رونا تو یہی اسکا کہ ہوا غیر کا حصہ — جس لطف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

اچھا نہ ملو ہم کو بھی پروا نہین صاحب — ہلکے ہوے خاطر پہ اگر بار ہمین تھے

مقتل مین تمھارے تو بہت جمع تھے عاشق — پر شوق سے سر دینے کو تیار ہمین تھے

وقت آئیگا کوئی تو بہت یاد کروگے — جانباز ہمین مونس و غمخوار ہمین تھے

کیون سیر کو وہ جانب گلشن گئے صفدر
داغون کی یہ کثرت تھی کہ گلزار ہمین تھے

کچھ اعتبار نہین تن مین جان رہے نہ رہے — روان چمن مین یہ آب روان رہے نہ رہے

بہار سبزہ و آب روان رہے نہ رہے — شراب پی لین کہ پھر یہ سمان رہے نہ رہے

ابھی بہار ہے دھومین مچالے اے بلبل — خزان مین طاقت شور و فغان رہے نہ رہے

بجز تم سے کام ہمیشہ رہو سلامت تم
غرض نہین ہمین سارا جہان رہے نہ رہے

ہو مست ہین کہ رہے اپنی میکشی باقی
سبوے خاک خم آسمان رہے نہ رہے

ستا ستا کے نشانہ کہین ہو طائر دل
پھر اسکے ہاتھ مین تیر و کمان رہے نہ رہے

تمھاری یاد نہ جائیگی میرے دل سے کبھی
تمھین خیال مرا جانجان رہے نہ رہے

چمک چمک کے گلستان مین برق آتی ہی
لرز رہے ہین طیور آشیان رہے نہ رہے

شراب آج ہی جی بھر کے شام تک پی لین
کہ کل عنایت پیر مغان رہے نہ رہے

مٹا رہا ہی فلک دیکھیے کہ مرگ کے بعد
مزار کا بھی ہمارے نشان رہے نہ رہے

خبر خزان کی یہی ہی کہ سیر سے نہ ہو مانع
بہار پر یہ چمن باغبان رہے نہ رہے

حباب دار یہان زندگی ہی دم بھر کی
یہ دم رہے نہ رہے یہ مکان رہے نہ رہے

یہ میفروش ہی ڈرا کہ میکشونکا ہجوم
مجھے یہ ڈر ہی کہ تیری دکان رہے نہ رہے

خدا کی حمد کرین نعت مصطفی صفدر
دہن مین دیکھیے گویا زبان رہے نہ رہے

جسوقت تصور مین تمھارے کمر آئی
ہستی مین مجھے راہ عدم کی نظر آئی

جب چودھوین کو چاند کی صورت نظر آئی
تصویر کسی کی مرے دل مین اتر آئی

تمنے نگہ گرم سے دیکھا ہی مقرر
بیوجہ نہین آئنے کی آنکھ بھر آئی

اسوقت تو مے دینے مین ساقی نہ کمی کر
میخانے پہ کیسی ہی گھٹا جھوم کر آئی

دو پھول جو تربت پہ مری ہین نہ چڑھائے
کیا موج مجھے آج نسیم سحر آئی

وہ صبح شب وصل جلے غیر کو تو مین سنے
باتون مین لگایا یہ انھین وہ پہر آئی

مرغان قفس آج بکھر گئے ہین زیادہ
کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی

دل لیکے مکر جاے مجھی کو کہے جھوٹا
ممکن نہین ایسے سے کبھی عہدہ بر آئی

اپنے دل افسردہ کو رویا ہین چمن مین
پژمردہ کلی جب کوئی مجکو نظر آئی

دل چھیننے لیے جاتے ہین وہ بس نہین چلتا
کیا قہر ہی ہوتی ہے یہ چیز اپنی پرائی

شاید کہ پری ہے تری تصویر خیالی
جب قصد کیا شیشۂ دلمین اتر آئی

شاخ گل تر کو جو لچکتے ہوے دیکھا
گلشن مین مجھے یاد وہ نازک کمر آئی

ساقی ہین وہ میخوار ہون میخانے مین تیرے
خالی جو ہوا شیشہ مری آنکھ بھر آئی

کیا جانیے کیا حال ہے یاران عدم کا
خط آیا کسی کا نہ کسی کی خبر آئی

حیرت سے خود آئینہ ہوے دیکھکے کیا تم
صورت کہو آئینے مین کسکی نظر آئی

سنتا ہون وہ گھبرا کے نکل آئے ہین گھر سے
یہ سچ ہے تو فریاد مری کام کر آئی

جان آگئی جب ساغر مین نے چڑھایا
کیا ہاتھ مجھے تیغ اجل کی سپر آئی

قاصد نے دیا لاکے مجھے یار کا نامہ
یا نکہت گل لیکے نسیم سحر آئی

اک تو ہی کہ اے بت نہ مسیحا نہ مسیحا
بالین پہ مرے خلق خدا نوحہ گر آئی

صفدر مرے رونیکی حقیقت کو نہ پوچھو
دریا ہے طبیعت جدھر آئی ادھر آئی

اب دلمین ظلم سہنے کی طاقت نہین رہی
وہ تم نہین رہے وہ محبت نہین رہی

اگلی سی آپ کی وہ محبت نہین رہی
کہیے قصور کیا کہ عنایت نہین رہی

بندے ہین تم بدل گئے یا ہم بدل گئے
کیا وجہ آپ کی جو وہ الفت نہین رہی

دنیا وہی زمین وہی آسمان وہی
پھر کیون حضور کی وہ طبیعت نہین رہی

تمکو تو سب طرح کی لیاقت خدا نے دی
سچ ہے ہمین مین کوئی لیاقت نہین رہی

شکوہ نہین ہے آپ جواب پوچھتے نہین
وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہین رہی

گئے وہ دن کہ لاکھون اُٹھاتے تھے جھڑکیان
اب ناز بھی اُٹھانے کی طاقت نہین رہی

کیسا مزہ کہ ہمسے شکر رنجیان ہوئین
اب زندگی کی کوئی حلاوت نہین رہی

بولے وہ اُنسے شکوہ نہ آئینہ کا جب کیا
ہان سچ ہے اندنون ہمین فرصت نہین رہی

کی گفتگو جو یار نے ثابت ہوا دہن
یہ عقدہ بھی کھُلا کوئی دقت نہین رہی

دل مجھسے لے لیا ابھی منکر ہوے ابھی
اتنا بھی جھوٹ آپ کو غیرت نہین رہی

ایذا اُٹھائی ایسی شب ہجر یار مین
کچھ طول روز حشر کی دہشت نہین رہی

توبہ تو وقت نزع مناسب تھی کیا کرین
منھ مین زبان ہلانیکی طاقت نہین رہی

راہین ہین بند بیٹھے ہین ہر گلی گلی
اب اُنسے وصل کی کوئی صورت نہین رہی

دل کیا کہ اُنکو جان بھی صفدر نے نذر کی
شکر خدا کہ کوئی شکایت نہین رہی

مانند سحر چاک گریبان نہ کرینگے
رسوا تجھے ای مہر درخشان نہ کرینگے

دیوانے ہین پر چاک گریبان نہ کرینگے
ہم سینے کے داغون کو نمایان نہ کرینگے

گل پھولیں تو پھولیں جو بہار آئے تو آئے
ہم ہجر مین رخ سے کے گلستان نہ کرینگے

اے جوش جنون شوق سے لیچل سوے صحرا
چھالے گلۂ خار مغیلان نہ کرینگے

ہندو و مسلمان کو رخ و زلف دکھا کر
کس روز وہ حیران و پریشان نہ کرینگے

پریون سے کہو ڈرتی ہین کیون آئین مرے پاس
لکھونگا تو کچھ عذر سلیمان نہ کرینگے

اک بوسے کے طالب ہین عبث خوف ہے ہمکو
ہم اور کسی بات کا ارمان نہ کرینگے

صیاد وہ پایا ہے مزہ پھنسکے قفس مین
منہ خواب مین بھی سوے گلستان نہ کرینگے

بوسے کی طلب جو نہین کھوئے کیون بات
سن سن کے کہینگے وہ نہین ہان نہ کرینگے

ہر وقت جھکاتا ہون مین سر تیغ کے نیچے
تا چند وہ مشکل مری آسان نہ کرینگے

دیکھو نہ رلاؤ مجھے آنسو ہین یہ میرے
کہتا ہون نہ سمجھو کہ یہ طوفان نہ کرینگے

کیون دل کی نہین کہتے ہو تمنے تو کہا تھا
ہم تم سے کسی بات کو پنہان نہ کرینگے

کہتا نہین اس ڈر سے مین اُس بت کی بزرگی
سجدہ طرف کعبہ مسلمان نہ کرینگے

صفدر رہی سوے ملک عدم قافلہ راہی
پچھتائینگے چلنے کا جو سامان نہ کرینگے

صبح اٹھکر کوچۂ جانان مین جایا چاہیے
جلوۂ خورشید آنکھونکو دکھایا چاہیے

سرمہ کہتا ہے بنا نقشہ جمایا چاہیے
قصد منہدی کا ہے کوئی رنگ لایا چاہیے

کوچۂ جانان مین جا کر غل مچایا چاہیے
طالع خوابیدہ کو اپنے جگایا چاہیے

سرو پر قمری فدا ہے گل پہ بلبل باغ مین
سرو گل اندام ہمکو بھی خدایا چاہیے

گرمی خورشید اگر ہوگی قیامت مین تو جو
ڈر نہین سر پر ترے رحمت کا سایا چاہیے

صفحۂ ہستی پہ برسون بھی رہے تو کیا رہے
نام اپنا آپ لکھ لکھکر مٹایا چاہیے

صبر و طاقت کو بھی ای دل آزمانا ہی ضرور
ناز معشوقان عالم کے اٹھایا چاہیے

خواب مین ہمکو نظر آیا ہی وہ لیلی جمال
چلکے چادر قبر مجنون پر چڑھایا چاہیے

دیکھکر محفل مین مجکو ہنسکے فرماتے ہین
شمع کے بدلے کسی کا دل جلایا چاہیے

مرتے دم تو دو ڈوپٹا تم کفن کے واسطے
آخری پوشاک بھی ہمکو پہنایا چاہیے

کاسہ گر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہی
خاک سے میرے کوئی ساغر بنایا چاہیے

آج کی شب مجھ گدا کے گھر مین آیا ہی وہ مہر
بوریے پر ماہ کی چادر بچھایا چاہیے

تا مرے گھر سے نجائے نیند آجائے اسے
کوئی افسانہ کوئی قصہ سنایا چاہیے

سبزۂ خط دیکھکر نکلی ہی میرے تن سے جان
سبز چادر میری مرقد پر چڑھایا چاہیے

خوش خرامی کا چلن تجھ مین کہان کبک دری
یار کی رفتار کا انداز اڑایا چاہیے

نرگس میگون دکھا کر مست زاہد کو کرو
زہد کے دامن مین بھی دھبا لگایا چاہیے

یہ تقاضا کون اٹھائے جا رہینگے دیر مین
شیخ کہتا ہی کہ کعبے کا کرایا چاہیے

پھرتے پھرتے نہ ہمارے گھر مین بھی آئے کبھی
کوچہ گردی کے چلن اسکو سکھایا چاہیے

شہر مین بدنام ہو جاؤ گے تم صفدر ابھی
کوچۂ محبوب سے بستر اٹھایا چاہیے

مصیبت مین دلکو پھنسا کر چلے
ہم آئے تھے کیا کرنے کیا کر چلے

چمن سے وہ یون مسکرا کر چلے
کہ پھولون پہ بجلی گرا کر چلے

جب آئے وہ محشر بپا کر چلے
کہ خوابیدہ فتنے جگا کر چلے

ہزارون گریبان ہوے چاک چاک
وہ اسطرح دامن اٹھا کر چلے

نہ بھولیگا رنج انکا ہنگام نزع
یہ کہنا کہ ہم سے دغا کر چلے

وہ دشمن ہین ہمتو ہین انکے دوست
سنین گالیان اور دعا کر چلے

ہوا اجر خطا کون ہم سے ثواب
جہان مین ہم آئے تو کیا کر چلے

شگفتہ ہوے انکے آنے سے گل
چمن مین وہ کار صبا کر چلے

نکلتی ہے دلسے کدورت مین آہ
ہوا جسطرح خاک اڑا کر چلے

مرے قبر پر وہ جو آئے کبھی
کدورت سے ٹھوکر لگا کر چلے

چلا قیس یون تیرے وحشی کے ساتھ
سواری مین جسطرح چاکر چلے

اگر آئے گور غریبان مین وہ
تو مدت کے مردے جلا کر چلے

رہی جنبش لب دم فاتحہ
کہ اعجاز عیسی دکھا کر چلے

دوا اور دل کی کہان چند روز
تماشاے دار الشفا کر چلے

نہ رحم آئے یا آئے صفدر انہین
جو کچھ حال تھا ہم سنا کر چلے

جو ملے تمھین کہین راہ مین تو کہو یہ بات نسیم سے
کہ دماغ تازہ کرے مرا کسی گلبدن کے شمیم سے

ہو ریاض الفت و ربط مین مرا اسکا ساتھ قدیم سے
جو وہ کم نہین ہین شمیم سے تو مین کم نہین ہون نسیم سے

کبھی وصل اُسکا نصیب ہو کبھی ہم ہون اور حبیب ہو
یہی آرزو یہی مدعا یہی التجا ہو کریم سے

ترے برق حسن جو طور پر کبھی چمکے رخسے نقاب اُٹھے
تو یقین ہو پھر نہ نکل سکے ارنی زبان کلیم سے

جو رضا تری ہو وہی رضا مجھے اختیار ہو اسمین کیا
نہ خطر ہو نار جحیم سے نہ غرض ہو باغ نعیم سے

ترے دیکھنے سے ہو مدعا لب جانفزا کا ہون مبتلا
نہ ہو بحث مجکو مسیح سے نہ کلام مجکو کلیم سے

مرے درد کی ہو دوا عبث مرے واسطے ہو دعا عبث
کہین موت کا بھی علاج ہو کوئی جاکے پوچھے حکیم سے

نظر آئے شیشے مین دختِ رز تو قدح کشونکو یقین ہوا
کہ خدا نے دہر مین بھیجدی کوئی حور باغ نعیم سے

جو نجات کی ہو طلب تجھے تو غریب بندون پہ کر کرم
کہ گدا جو خوش ہو کریم سے تو خدا بھی خوش ہو کریم سے

رہی طائر دل کی خبر کسے کہ پھنسا یاد انے نے دام مین

مری حرص تھی کہ چھڑا دیا مجھے ہمرہان قدیم سے

کہون کیا مین صفدر خستہ جان سر نفع ہی نہ غم زیان
نہ طلب ہی مجکو بہشت کی نہ خطر ہی مجکو جحیم سے

مین آواز جرس ہون قافلے مین وحشت دل سے
ٹھہرتے سب مین منزل پر مین بڑھ جاتا ہون منزل سے

نہ رکھ امید ضبط عشق کی عشاق کے دل سے
تڑپنے کا تحمل ہو نہین سکتا ہی بسمل سے

برنگ شمع جب مہمان اہل بزم ہوتا ہون
جلانے مین بجھاتے ہین اٹھا دیتے ہین محفل سے

کدورت انکو ہی مجھ سے نہین ہی سامنا جبتک
ادھر آنکھین ملین انسے ادھر دل ملگیا دل سے

نبھا دیتی ہی یہ زخمونکی بدھی جب لپٹتی ہی
گلے کا ہار ہونا کوئی سیکھے تیغ قاتل سے

پڑا ہی نقش پا کیطرح بیحس کیون پس محمل
غبار آسا لپٹ جا دوڑکر ای قیس محمل سے

مرے ہمراہ یہ بھی قید مین فریاد کرتی ہی
غم فرقت کی کڑیان اٹھ نہین سکتین سلاسل سے

تری فرقت مین میخانہ ہی یا مقتل ہی اے ساقی
نہین کم گردن مینا گلوے مرغ بسمل سے

تعجب ہی کہ غنچہ کھل گیا شبنم سے گلشن مین
گرہ جو بھیگ جاتی ہی ذرا کھلتی ہی مشکل سے

وہ بحر حسن بیٹھا تھا تماشے کو ذرا آکر
لپٹ جاتی ہین موجین آجتک آآ کے ساحل سے

شکست ایسی شیشے نے مستون کے ہاتھون سے اٹھائی ہی
کہ توبہ بھاگتی ہی دور میخوارونکی محفل سے

یہ سو سو بار کیون اٹھتا ہی یارب ماجرا کیا ہی
خفا ہی دلربا کیطرح شاید درد بھی دل سے

تری الفت مین دونون بت ہین دونونکو ہی حیرانی
نہ دل کہتا ہی کچھ ہمسے نہ ہم کہتے ہین کچھ دل سے

دم آخر ترا بسمل نہین قاتل تڑپتا ہی
یہ رخصت ہو رہی ہی بیقراری تیرے بسمل سے

اگر مشکلکشا ہون حضرت مشکلکشا صفدرؔ
تو ہو آسان ہے آسان جو مشکل ہو مشکل سے

رنگ بدلے ہوے وہ گلشن عالم مین رہے
خندۂ گل مین کبھی گریۂ شبنم مین رہے

سر ہوا تن سے جدا کب یہ خبر بھی نہوئی
ہم تماشائے رخ قاتل عالم مین رہے

مرض عشق کا تھا آب دم تیغ علاج
ہم تلاش نفس عیسی مریم مین رہے

قرب ہمجنس کا ہمجنس کو ہوتا ہی پسند
یاس کیون آ کے نہ میرے دل پر غم مین رہے

نہ ہوئی جوش جنون مین کبھی اتنی بھی تمیز
دیکھو ہم دھوپ مین یا رات کو شبنم مین رہے

داغ وہ داغ ہی جو سینۂ یعقوب مین ہو
اشک وہ اشک ہی جو دیدۂ آدم مین رہے

کبھی بیہوش کبھی ہوش مین رہتا ہی یہ دل
اسی عالم مین رہے یا اسی عالم مین رہے

رات دن اٹھتے چلے جاتے ہین احباب عزیز
ای فلک روز کہانتک کوئی ماتم مین رہے

دل پر سوز کی قسمت کا ستارا چمکے
بنکے جگنو جو کسی شب تر ہی محرم مین رہے

وہ بھی دن آئے کہ آئینۂ جانان ہو یہ دل
ہاتھ شانے کیطرح گیسوے پر خم مین رہے

تمسے مطلب ہی ہمین اور کسی سے کیا کام
رہین ہم تم نہ رہے یا کوئی عالم مین رہے

دخل پانون جو وہان حشر کو مین دامن
عالم آب یقین ہی کہ جہنم مین رہے

بیوفا تمسا جہان مین نہ وفادار کوئی
آپ ہی قتل کیا آپ ہی ماتم مین رہے

دلکی الجھن مرے پہلو مین جو دیکھی تو کہا
بھیجدو آ کے مرے گیسوے پر خم مین رہے

وہ رواں نہر کر اب فیض کی ای پیر مغان
گفتگو کی جگہ ہمت حاتم مین رہے

آپ مین بیخودی عشق سے آئے کب ہم
رہے عالم مین مگر اور ہی عالم مین رہے

غم عشق آئے تو رہنے کو ہین دو گھر صفدر
دل پر غم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے

زمین مین آکے چھپے جنکے ہم ستائے ہوئے
مزار پر ہین وہ اب فاتحے کو آئے ہوئے

تمام شب تو رہے ہمسے ہم بغل دم صبح
حیا سے بیٹھے ہین دامن مین منہ چھپائے ہوئے

وہ آتے ہین سر تربت تو ناز کہتا ہے
حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوئے

مقابلے مین مر گیا رقیب ٹھہرینگے
ہزار بار یہ میرے ہین آزمائے ہوئے

طلب جو آئنہ ہوتا ہے دیکھیے لیکن
حضور ہمسے بھی آنکھین ذرا ملائے ہوئے

نہین ہے تو ہی جہان سے گذشتنی اے شمع
قضا کی ہم بھی تو بیٹھے ہین لو لگائے ہوئے

ملے جو راہ مین کل ہمکو حضرت زاہد
بغل مین شیشۂ مے بھی تھے اک دبائے ہوئے

جور و فریب شریری عاشقو نہ اسکی نظر
کہا کہان سے یہ نکلے ہے مٹائے ہوئے

چمن مین پھول جو سب خیمون کی صورت ہین
یہ کسکی تیغ ادا کے ہین زخم کھائے ہوئے

ستا نہ گردش لیل و نہار سے ہم کو
ہم اپنے دل کے ہین اے آسمان ستائے ہوئے

ہزار حیف کہ اب بھی نہ تو ہوا اپنا
جو اپنے تھے ترے ملنے سے سب پرائے ہوئے

جہان مجھے نظر آتا ہے اک پریخانہ
پری جمال جو آنکھون مین ہین سمائے ہوئے

ڈرینگے تیرگی گور سے وہ کیا واعظ
شب فراق کے صدمے ہین جو اٹھائے ہوئے

کہان یہ چال بھی طاؤس و کبک کی آگے
تری خرام کے انداز ہین اڑائے ہوئے

کبھی تو جھانک کے غرفے سے دیکھو کوچے کو | غریب بیٹھے ہیں کچھ چادریں بچھائے ہوئے
وہ تیرہ روز ہوں میں میرے سیاہ خانے میں | چراغ دونوں ہیں شمس و قمر بجھائے ہوئے

کسی کے سنگ جفا سے ہے چور شیشۂ دل
نہ پوچھو حال کہ صفدر ہیں چوٹ کھائے ہوئے

رکے وہ نہ ہمکو برا کہتے کہتے | ہوا خشک منھ یاں بجا کہتے کہتے
جواب ایک بھی انسے سیدھا نہ پایا | زبان تھک گئی مدعا کہتے کہتے
بہت چل چکی تیغ ناز اب ٹھہر جا | قضا تھک گئی مرحبا کہتے کہتے
نہ کانوں کو مہلت نہ ہونٹھوں کو فرصت | برا سنتے سنتے بھلا کہتے کہتے
جو تھا خوف ہمکو بتوں کی گلی میں | گئے یا خدا یا خدا کہتے کہتے
غضب ہے کہ دیں گالیاں انکے منھ پر | جو وہ بیٹھے پیچھے برا کہتے کہتے
رقیب آگیا ناحق اسوقت یارب | وہ چپ ہو رہے ماجرا کہتے کہتے
اثر دیکھنا پھنس گئے کس بلا میں | ہم ان گیسوؤں کو بلا کہتے کہتے
سنا کر انھیں حال دل بوسہ مانگا | یہ بہکی زبان ماجرا کہتے کہتے
فسانہ مرے غم کا تھا طول ایسا | ہوا ختم روز جزا کہتے کہتے
دکھاؤ جو تم آنکھ ڈر سے برہمن | لگے پڑھنے قرآن کتھا کہتے کہتے
نہ سمجھا یہ دل درد و صاف زنار | تھکے ہمتو خدا ناصحا کہتے کہتے
یہ کہیے کہ مجنون کہا کیا سمجھ کر | فقط تم مجھے مبتلا کہتے کہتے

یہی آرزو اپنے دل مین ہو صفدر
کہ دم نکلے یا مصطفےٰ کہتے کہتے

صفدر کبھی رخ جانب دنیا نہ کرینگے
مرجائینگے پر شکوہ بیجا نہ کرینگے
کس روز تمنائے رخ زیبا نہ کرینگے
جو درد مین لذت ہی کہان ہو وہ دوا مین
آب دم شمشیر کا مشتاق گلا ہی
بھیجے گا اگر بہر طلب حور کو رضوان
عریان بدنی اپنی جتاتا ہی جو ہم کو
سودائی ہین پر چاک گریبان سے ہی نفرت
قبرون پہ جو تم آؤ گے یون فاتحہ پڑھنے
منہ دیکھین ہم اور غیرونکو دو ساغر می تم
دل شوق سے لو ہمسے یہ ہی مال تمھارا
دشوار حفاظت ہی شرارت سے بتون کی
غیرونکو جلانے کو مرے وہ مر آگے
تن پر تھا جو سر ہمنے دیا تیغ کے نیچے
جا بیٹھین گے اغیار کے پہلو مین وہ اٹھکر

گلزار فسونگر کا تماشا نہ کرینگے
آزردگی یار گوارا نہ کرینگے
کس شب صفت زلف چلیپا نہ کرینگے
منت کشی حضرت عیسیٰ نہ کرینگے
ہم پیاس مین منھ جانب دریا نہ کرینگے
اس کوچے سے جنت کا ارادا نہ کرینگے
لکھینگے خط انکو تو لفافا نہ کرینگے
ہم فاش جنون کا کبھی پردا نہ کرینگے
مردے کبھی جینے کی تمنا نہ کرینگے
یہ ننگ کسی طرح گوارا نہ کرینگے
کھاتے ہین قسم ہم کبھی دعوا نہ کرینگے
کیا کیا نہ کیے شر ابھی کیا کیا نہ کرینگے
اچھا جو کہینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے
فارغ ہوے اب وہ تقاضا نہ کرینگے
کچھ پاس سر بزم ہمارا نہ کرینگے

بیوجہ نہین بام پہ چڑھکر یہ اُتر نا
کس کیلئے وہ دل کو تہ و بالا نہ کرینگے

ہم آپ ہی صحبت مین نہین آنیکے قابل
دربان سے ترے شکوہ بیجا نہ کرینگے

مر جائینگے ہم درد کی لذت مین تڑپکر
ٹھانی ہی یہ دل مین کہ مداوا نہ کرینگے

رسوائی محبوب نہین شان محبت
ایسا نہ کرینگے کبھی ایسا نہ کرینگے

مستِ مے الفت ہین ہمین مے سے ہی کیا کام
صفدر طلب ساغر و مینا نہ کرینگے

آنکھون مین ادا پھرتی ہی ہر بار کسی کی
دل چھینے لیے جاتی ہی رفتار کسی کی

تڑپاتی ہی بجلی کو بھی رفتار کسی کی
چمکی ہوئی اِن روز دن ہی تلوار کسی کی

غنچہ بھی جو گلگشت چمن مین کوئی چٹکا
یاد آگئی وہ شوخی گفتار کسی کی

سوتون کو جگا دیتا ہی ٹھکرا کے وہ چلنا
مردونکو جلا دیتی ہی رفتار کسی کی

پھر باغ مین آتا ہی کوئی رشک مسیحا
مشتاق ہی پھر نرگس بیمار کسی کی

خون شہدا رنگ دکھائیگا مقرر
پوشاک رنگی جاتی ہی گلنار کسی کی

اُٹھونگا نہ مین شور قیامت سے بھی جبتک
سن لونگا نہ پازیب کی جھنکار کسی کی

قاضی ہو کہ زاہد ہو کہ واعظ ہو کوئی ہو
کچھ اصل سبھی سمجھتے نہین میخوار کسی کی

جلاد رگڑتا ہی جو خنجر کو گلے پر
یاد آتی ہی رہ رہ کے وہ تکرار کسی کی

پھولون کی طرح ناز کرے باد بہاری
جائے جو سواری سوے گلزار کسی کی

کہدے کوئی قاتل سے کہ سر خبر لے
اِک لاش پڑی ہی پس دیوار کسی کی

وان غیر کے گھر عیش مین ہو گا کوئی مصروف
یان کٹتی ہی حسرت مین شب تار کسی کی

کس ناز سے گلزار مین ہین آج خرامان
سیکھی ہی چکورون نے بھی رفتار کسی کی

حورون مین تو آیا ہون مگر یاد ہی صفدر
وہ ناز وہ انداز وہ گفتار کسی کی

ہاے یہ کیا طلسم ہی دید بھی ہی حجاب بھی
منہ بھی دکھا رہے ہین وہ چہرے پہ ہی نقاب بھی

نور و ضیا مین ہی مثل ماہ بھی آفتاب بھی
چہرۂ صاف کا ترے پر ہی کہین جواب بھی

یار ہی بخت چاہیے بزم طرب مین کیا نہین
سیخ پہ ہی کباب بھی شیشے مین ہی شراب بھی

پانون پہ مین جو گر پڑا بزم مین ہنسکے یہ کہا
خیر ہی ہوش مین کدھر کچھ ہی تجھے حجاب بھی

وصل تو یار سے ہوا وجہ مگر ہی اسکی کیا
آنکھو مین اشک ہین وہی دلکو ہی اضطراب بھی

انکو صبا یہ دے پیام آپ کا انتظار ہی
باغ بھی ہی شراب بھی سبزہ بھی ہی سحاب بھی

بحر جہان کی دیکھ لین سیر ذرا ہم ای فلک
وقفہ عمر اگر ملے کچھ صفت حباب بھی

بیٹھے ہی تھے چمک گیا نام خدا یہ روے یار
ماہ بھی جس سے ہی خجل منفعل آفتاب بھی

دیکھ کے پیر مدرسہ تم کو یہ محو ہو گیا
ہاتھ سے گر پڑا قلم طاق پہ ہی کتاب بھی

ہاے گئی وہ کم سنی آ گئی تمیز کچھ انھین
اب نہین دیتے وہ کبھی بوسہ علی الحساب بھی

اہل وطن کا کب خیال طول سفر مین ہی ہمین
اب کبھی دیکھتے نہین آنکھو میان خواب بھی

گر کسی بات کا جواب مین نے دیا کہا کہ واہ
شکر خدا ے پاک کا اتنے ہوے جناب بھی

ہو کے خفا جو مین چلا بزم سے اسکے یون کہا
جائیے جلد جائیے یان سے کٹے عذاب بھی

وصل کی رات تو ہوئی اب یہ چاہیے ای خدا	صبح عدم مین چھپ رہے نکلے نہ آفتاب بھی

صفدر اسے ہوا ذرا وقفہ نہ باغ دہر مین
موج نسیم صبح تھا گذران شباب بھی

دل سے اُس گل کے آرزو نہ گئی	مرتے مرتے یہ خو یہ بو نہ گئی
کجی طبع ماہ سرو نہ گئی	راستی نام کو بھی چھو نہ گئی
روح تن سے جدا ہوئی لیکن	حسرت وصل دل سے تو نہ گئی
رعب قاتل سے خون تھا جو سفید	حیف وہ تیغ سرخرو نہ گئی
کب نہ اچھو بغیر یار ہوا	بوند بھر مے تہ گلو نہ گئی
باتین ٹیڑھی ہمیشہ کین اُسنے	کج ادائی کی دل سے خو نہ گئی
کب نہ کی چار حد مین اُسکی تلاش	کب نظر اپنی چار سو نہ گئی
نیچی نظرین ہمیشہ اُنکی رہین	کبھی شرم و حیا کی خو نہ گئی
خم کے خم پی گئے مگر دل سے	خواہش ساغر و سبو نہ گئی
منہ مین آتا ہی جو وہ کہتے ہین	بد زبانی کی ہائے خو نہ گئی
شوق وحدت نے کی کمی کس دن	آہ کب تا مقام ہو نہ گئی
ہم بغل مین ہوا تھا کس گل سے	عطر کی پیرہن سے بو نہ گئی
مرکے غزلت نشین رہا مین فقیر	خاک اُڑ اُڑ کے کو بکو نہ گئی
[illegible] چمن مین [illegible] برنگ نسیم	لالہ رویون کی جستجو نہ گئی

داغ اٹھایا کیے لیکن ہے جبینوں کی آرزو نہ گئی
نہ بجھی پیاس تیغ قاتل کی پی کے جب تک مرا لہو نہ گئی
واہ رے شوق تیغ قاتل تک کھینچ کے کس دن رگ گلو نہ گئی
نزع میں وصل کا خیال رہا مرتے مرتے یہ آرزو نہ گئی
تیری چوٹی سے ہار جو لپٹا سالہا سال اسکی بو نہ گئی
رہی اچھلی قبائے عریانی ایک دن بھر شکست شو نہ گئی
میری آنکھوں سے سامنا کرکے ابر تر کی کب آبرو نہ گئی

اور سب خواہشین گئین صفدر
نہ گئی اسکی آرزو نہ گئی

مرتے رہے ہم لی نہ خبر آکے کسی نے
مارا دل مجروح کو تڑپا کے کسی نے
زیبا ہے پس مرگ جو ہو طور پہ مدفن
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے
دل مردہ ہے پہلو مین مرے کوئی نہ سمجھا
پرسا بھی کسی دن نہ دیا آکے کسی نے
یہ ضعف مرض ہے کہ اسے صور مین سمجھا
بالین پہ کہی بات جو چلا کے کسی نے
افتادہ سر راہ رہی لاش ہماری
زندہ نہ کیا پانون سے ٹھکرا کے کسی نے
شیشہ دل نازک کا جو سو ٹکڑے ہوا ہے
پھینکا اسے کیا سنگ پہ جھنجھلا کے کسی نے
صد شکر کہ اب دور ہوئی دل کی کدورت
پاس اپنے بٹھایا ہمین بلوا کے کسی نے
دیدار کی امید کسی دن نہ بر آئی
کیا کیا نہ تھکایا ہمین دوڑا کے کسی نے

دیکھا نہین ایک نے بھی تم کو
کیون دھوم ہی چارسو تمھاری

سلجھانے ہین دلنے گیسوونکو
اُلجھی ہوئی گفتگو تمھاری

اُس تیغ کو بسملو نہ دیکھو
پھڑکے نہ رگِ گلو تمھاری

پھولون کو صبانے بھی نہ پوچھا
پھیلی جو چمن مین بو تمھاری

اُن دانتون سے موتیو نہ بحثو
گر جائے گی آبرو تمھاری

بوسہ جو لیا وہ ہنسکے بولے
صفدر یہ بُری ہی خو تمھاری

شمع کیطرح جلین رشک سے جلنے والے
اُنکی محفل سے نہین ہمتو نکلنے والے

جگر و دل ہین ترے ساتھ ہی چلنے والے
او مجھے ناز کی ٹھوکر سے کچلنے والے

تیغ لیکر جو وہ گھر سے ہین نکلنے والے
ہم بھی بے سر دیے ہرگز نہین ٹلنے والے

تیری فرقت مین ہزار آنکھ سے آنسو نکلین
اپنے دلسے نہین ارمان نکلنے والے

قافلے والو عدم جانے مین جلدی کیا ہی
اک ذرا ٹھہرو کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے

چاہیے مین بھی چلون دیدۂ پرخون لیکر
خبر آئی ہی کہ منھدی ہین وہ ملنے والے

حال دل لاکھ کہون اُس سے وہ کب سنتا ہی
ایسے فقرے نہین عیار سے چلنے والے

سر جو دینے کو کہا ہی تو مقرر دین گے
قول سے ہم نہین او ترک بدلنے والے

ساتھ پروانے کے خاموش ہوئی شمع ستی
اُف زبان سے نہین کہتے جو ہین جلنے والے

شمع رو رکھتے ہین پتھر کا کلیجا ای دل
تیرے نالون سے نہین ہین یہ پگھلنے والے

گھر سے قاتل کے نکلنے کو سنین تو عاشق
بہت آنکھون سے بہت سے سر مین چلنے والے

چشم پوشی ہی دم شرع مروت سے بعید
دیکھنا جاہمین او آنکھ بدلنے والے

صور پھونکا مرے نالون نے قیامت آئی
مردے قبرون سے ہین دم بھومین نکلنے والے

تیغ پر تیغ پڑی تن پہ تو کیسا ہوتا ہی
اپنے تیور نہین او ترک بدلنے والے

دہن و عارض محبوب کے باندھون مضمون
وہ کہون شعر جو ہون پھول کھلنے والے

چارہ گر روکے سے رکتے ہین کہین لخت جگر
اشک بن بنکے نکلتے ہین نکلنے والے

نظر آیا کوئی معشوق جہان لوٹ گئے
نہین دیکھے دل نادان سے مچلنے والے

منزل دہر مین وقفہ ہی تو اتنا صفدر
بھیڑ مین جیسے ٹھہر جاتے ہین چلنے والے

مرے دل کو ایسی ہی الفت کسی کی
کہ آنکھون مین پھرتی ہی صورت کسی کی

حسین سیکڑون ہین زمانے مین لیکن
ترے سامنے کیا حقیقت کسی کی

دیا ایک بوسہ وہ کہتے ہین اس پر
کبھی ایسی دیکھی ہی ہمت کسی کی

پڑے آنکھ کیونکر نہ شمس و قمر پہ
کہ ہی انہین کچھ شباہت کسی کی

مصیبت مین دیتا ہی کب ساتھ کوئی
نہ کام آئے صاحب سلامت کسی کی

وہ مجھ تک نہ آئے گئے غیر کے گھر
کسی کو لگی ہاتھ دولت کسی کی

اٹھائے جو کوہ غم ہجر تیرا
مری طرح کیا ہی یہ طاقت کسی کی

ابھی جان دیتا مین فرقت مین لیکن
کرون کیا نہین ہی اجازت کسی کی

گھر سے قاتل کے نکلنے کو سنین تو عاشق
بہت آنکھون سے بہت سر سے ہین چلنے والے

چشم پوشی ہی دم نزع مروت سے بعید
دیکھتا جا ہمین او آنکھ بدلنے والے

صور پھونکا مرے نالون نے قیامت آئی
مردے قبرون سے ہین دم بھر مین نکلنے والے

تیغ پر تیغ پڑی تن پہ تو کیا ہوتا ہی
اپنے تیور نہین او ترک بدلنے والے

دہن و عارض محبوب کے باندھون مضمون
وہ کہون شعر جو ہون پھولنے پھلنے والے

چارہ گر روکے سے رکتے ہین کہین لخت جگر
اشک بن بنکے نکلتے ہین نکلنے والے

نظر آیا کوئی معشوق جہان لوٹ گئے
نہین دیکھے دل نادان سے مچلنے والے

منزل دہر مین وقفہ ہی تو اتنا صفدر
بھیڑ مین جیسے ٹھہر جاتے ہین چلنے والے

مرے دل کو ایسی ہی الفت کسی کی
کہ آنکھون مین پھرتی ہی صورت کسی کی

حسین سیکڑون ہین زمانے مین لیکن
ترے سامنے کیا حقیقت کسی کی

دیا ایک بوسہ وہ کہتے ہین اسیر
کبھی ایسی دیکھی ہی ہمت کسی کی

پڑے آنکھ کیونکر نہ شمس و قمر پر
کہ ہی ان مین کچھ کچھ شباہت کسی کی

مصیبت مین دیتا ہی کب ساتھ کوئی
نہ کام آئے صاحب سلامت کسی کی

وہ مجھ تک نہ آئے گئے غیر کے گھر
کسی کو لگی ہاتھ دولت کسی کی

اٹھائے جو کوہ غم ہجر تیرا
مری طرح کیا ہی یہ طاقت کسی کی

ابھی جان دیتا مین فرقت مین لیکن
کرون کیا نہین ہی اجازت کسی کی

ہمارا ہی پیر مغان پیر و مرشد
کرین کس لیے جا کے بیعت کسی کی

زر داغ سے کیون نہ خوش ہو طبیعت
کہ منعم ہین ہم بھی بدولت کسی کی

جسے وصل کہتے ہین وہ زندگی ہی
اجل ہی زمانے مین فرقت کسی کی

ہوے ہین وہ صبح شب وصل رخصت
خبر کیا جہان سے ہی رخصت کسی کی

جو دیکھا مجھے ہنسکے بولے کہ سچ ہی
ہوئی ہی نہ ہوگی یہ حالت کسی کی

وہ بولے یہ تھا کشتہ شوق میرا
جو دیکھی سر راہ تربت کسی کی

نہین دل تمھارا جو قابو مین صفدر
مسخر رہی تم کو محبت کسی کی

روز وصال دل مین ہین ارمان نئے نئے
اس گھر مین آج جمع ہین مہمان نئے نئے

دیکھو جدھر ہین گنج شہیدان نئے نئے
مقتل مین کیا کھلے ہین گلستان نئے نئے

آئی بہار پھولون نے بدلے ہین پیرہن
دامن نئے نئے ہین گریبان نئے نئے

شب بھر رہی جو یاد مجھے زلف یار کی
دیکھا کیا مین خواب پریشان نئے نئے

مدت ہوئی ہی ناز اٹھاتے ہوے مجھے
غمزے کرو نہ مجھ سے مری جان نئے نئے

گلشن سے لیچلا ہی یہ کہکر جنون مجھے
چل اب دکھائین تجکو بیابان نئے نئے

مسی لبون پہ آنکھون مین سرمہ ہی یار کے
بربادیون کے میرے ہین سامان نئے نئے

ہی اپنے نوگرفتون سے بھی وہ شوخ بدگمان
ہر روز بدلے جاتے ہین دربان نئے نئے

کاٹا کبھی جگر کبھی دل مین اتر گیا
چلتا ہی وار خنجر مژگان نئے نئے

ہے فصل گل ہرے نہون کیون داغہاے دل
پھولے ہین باغ مین گل و ریحان نئے نئے

حلقے نہین بناتے ہین اے دل وہ زلف مین
بنتے ہین تیرے واسطے زندان نئے نئے

ہر ایک دل ہزار طرح کے ہین داغ غم
غنچے مین ہین شگفتہ گلستان نئے نئے

تلوون مین تازہ تازہ نکل آگئے آبلے
پیدا ہوے جو خار مغیلان نئے نئے

ہے ابتداے عشق مین کیا سیر کا مزہ
وحشت نئی نئی ہے بیابان نئے نئے

دست جنون کا پاس ہے صفدر کو اسقدر
کرتا ہے روز نذر گریبان نئے نئے

جوانی مین بہار حسن صورت آہی جاتی ہے
ثمر جب وقت گدراتا ہے رنگت آہی جاتی ہے

شباب آیا ترقی پر تو بوسونکی اجازت دی
خدا دولت جو دیتا ہے تو ہمت آہی جاتی ہے

غضب کی چیز ہے یہ حسن انساں لاکھ بچتا ہے
مگر دل کھینچ ہی جاتا ہے طبیعت آہی جاتی ہے

ہزار اندوہ فرقت کو مین دلمین ضبط کرتا ہون
مگر پھر کچھ نہ کچھ لب پر شکایت آہی جاتی ہے

ہراساں ہو نہ اے دل اسقدر دوری منزل سے
بشر ہمت جو کرتا ہے تو طاقت آہی جاتی ہے

سمجھتے ہین کہ میرا عکس آئینہ دکھاتا ہے
مگر پھر اُنکے دلمین کچھ کدورت آہی جاتی ہے

تصور سے حسینون کے ہوا تن روح کی صورت
ریاضت سے طبیعت مین لطافت آہی جاتی ہے

یہ دیکھا ہے طبیعت کے حسین کتنے ہی ٹھنڈے ہون
ہوے دو چار جب عاشق شرارت آہی جاتی ہے

جب اُسکی گرمیان صفدر نظر آتی ہین غیرون سے
بدن مین آگ لگتی ہے حرارت آہی جاتی ہے

آمد فصل گل ہوئی موسم ناؤ نوش ہے / رند ہین اور اندنون خدمت میفروش ہے

دل جو سیاہ ہے مرا فرط گنہ سے واعظو / طعن کی کچھ جگہ نہین کعبہ سیاہ پوش ہے

آبلے میرے پانون کے کانٹون سے ملکے دشت مین / روتے ہین پھوٹ پھوٹ کر طرفہ لہو کا جوش ہے

مد نظر جو قتل ہے دیر نہ کیجیے ذرا / روح بھی تن کو ہے گران آہ بھی بار دوش ہے

ہجر مین حشر ہے بپا حشر ہے کس حساب مین / صور بھی پھک چکا مگر دل کا وہی خروش ہے

مد نظر ہے ساقیا عالم بیخودی کی سیر / اور بھی کوئی جام دے کچھ ابھی مجھ مین ہوش ہے

بہر نصیحت آئے ہین ناصح اگر تو یہ کہو / قصہ سنینگے اور دن آج تو درد گوش ہے

نشے کے ڈورے آنکھ مین مہندی ہے ہاتھ پانون مین / دیکھیے کون قتل ہو آج وہ سرخ پوش ہے

مرگ پہ میرے نالہ کش کوئی نہین جہان مین / شمع بھی میری قبر پر آئی ہے پر خموش ہے

بادہ کشی کا کام کیا پیتے ہین ہمتو خون دل / کہتے ہین اب بھی بدگمان یہ کوئی بادہ نوش ہے

ایک ہی جام وصل سے دونو طرف ہے بیخودی / اتبو نہ انکو ہوش ہے اور نہ مجھکو ہوش ہے

نہر چمن پہ میکشی غیر کے ساتھ ہے وہان / اشک ٹپک رہے ہین یان قلزم غم کا جوش ہے

صفدر خستہ جان کی قدر آپکو چاہیے ضرور / ایک ہی جان نثار ہے ایک ہی سرفروش ہے

لگایا ہے دل اسکی زلف رسا سے / اگر جان جائے تو جائے بلا سے

یہ ظاہر ہے ہر دم جرس کی صدا سے / بہت جلد ہے کوچ دار فنا سے

مرا حال سنکر کہا کس ادا سے / مرے یا جیے کوئی میری بلا سے

ڑپ وصل مین ہجر سے بھی ہر دو نی
مرا درد دل بڑھگیا اِس دوا سے

رسائی اگر عرش تک میری ہوتی
اسی بت کا سائل مین ہوتا خدا سے

لدورت نہین نام کو اپنے دل مین
بھرا ہی یہ ساغر شراب صفا سے

کر آتی ہی اُسکے کوچے سے ہوکر
کچھ آج اور آتی ہی خوشبو صبا سے

نگاوٹ تری خوب مین جانتا ہون
مری جان لینگے یہ جھوٹے دلا سے

نماشا تھا وہ کو سنا اُسکا مجھکو
شب وصل آنکھین چُرا کر حیا سے

ستم ہی حجاب اُنکا ہنگام بوسہ
نہین کہکے مُنہ پھیر لینا ادا سے

غضب ہی یہ بیماری عشق صفدر
نہ صحت دوا سے نہ حاصل دعا سے

ہر ہمی زلف یار دیکھیے کب تک رہے
کشمکش جان زار دیکھیے کب تک رہے

کاوش مژگان یار دیکھیے کبتک رہے
آبلہ دل مین خار دیکھیے کبتک رہے

ہجر مین یہ خار و دیکھیے کب تک رہے
سینہ ہمارا فگار دیکھیے کبتک رہے

ہزی دست جنون اور ترقی یہ ہی
پیرہن تار تار دیکھیے کبتک رہے

طوق گلوگیر سے تنگ ہین ہم قید مین
اپنے گلے کا یہ ہار دیکھیے کبتک رہے

ہمتو پھنسے آگئے دام مین صیاد کے
باغ مین فصل بہار دیکھیے کبتک رہے

رتے ہین ہر وقت وہ ہم پہ غضب کی نگاہ
تیر کلیجے کے پار دیکھیے کبتک رہے

غصہ اُترتا نہین ایک گھڑی انکی
جن ترے سر پر سوار دیکھیے کبتک رہے

گلشن عالم مین ہر گاہ خوشی گاہ رنج
دور خزان و بہار دیکھیے کبتک رہے

تیغ وہ کھینچین کہین سر ہی وبال بدن
دوش پر اپنے یہ بار دیکھیے کبتک رہے

خاک مین مل گئے انکی کدورت سے ہم
یار کے دلمین غبار دیکھیے کبتک رہے

غیر سے ہے یار کو ربط بہت اندنون
پہلوے گل مین یہ خار دیکھیے کبتک رہے

سینے مین دم بھر قرار دلکو نہین ہجر مین
یہ قلق و اضطرار دیکھیے کبتک رہے

جیتے ہین پر تنگ ہین تنگی عالم سے ہم
گور کا ہمپر فشار دیکھیے کبتک رہے

قالب خاکی سے روح اپنی نکلتی نہین
گرد مین یہ شہسوار دیکھیے کبتک رہے

تاب نظر تک نہین ہوگئین آنکھین سفید
روز کا یہ انتظار دیکھیے کبتک رہے

ڈوب چکا سب جہان پر ہے وہی جوش اشک
دیدۂ تر اشکبار دیکھیے کبتک رہے

انجمن یار تک اپنی رسائی نہین
غیر کا وان اعتبار دیکھیے کبتک رہے

حسن پہ مغرور رہین اپنے وہ صفدر بہت
آئنہ اُنسے دوچار دیکھیے کبتک رہے

گل سے شبنم بنا دیا کس نے
ہنس رہا تھا رلا دیا کس نے

داغ الفت لگا دیا کس نے
نقش ہستی مٹا دیا کس نے

ایک عالم ہے آج کیون بیہوش
رخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے

در بدر ہم تباہ پھرتے ہین
اپنے در سے اٹھا دیا کس نے

چشم میگون دکھا کے ایک نظر
جام الفت پلا دیا کس نے

دل تو پہلو مین وقت خواب تھا
پھر تڑپ کر جگا دیا کس نے

غش جو طاری ہے صورت موسیٰ
جلوہ اپنا دکھا دیا کس نے

رات جگنو کی طرح دلکو مرے
چٹکیون مین اُڑا دیا کس نے

ماہ سے روے یار کہتا ہے
داغ تجھکو لگا دیا کس نے

شمع کی طرح جلکے خاک ہوے
دل ہمارا بجھا دیا کس نے

صور سے کہتی ہے مری فریاد
تجھ کو سرمہ کھلا دیا کس نے

زلف تیری اگر نہین لیلی
مجکو مجنون بنا دیا کس نے

دل جو چھالے کیطرح پھوٹ بہا
کس نے چھیڑا رُلا دیا کس نے

دل دُکھا اُنکی آنکھ بھر آئی
حال صفدر سنا دیا کس نے

نہین پروا کسی کو ہین جو گہرے زخم بسمل کے
جو شاہد پیشہ اُلٹے چوتے ہین ہاتھ قاتل کے

گرین کٹ کٹکے سر عشاق کے قدمون پہ قاتل کے
نکلجائین الٰہی معرکے مین حوصلے دل کے

ہوئی ہے کسکے اُٹھ جانے سے محفل مجلس ماتم
گلے سے شمع کے روتے ہین پروانے جو جل مل کے

ہوا بیہوش مجنون دیکھتی ہے جلوۂ لیلی
پڑے غفلت کے پردے اُٹھ گئے پردے جو محمل کے

حسینوں مین اُسے بیٹھے ہو دیکھا جو شب ہمنے
نظر آئے ستارے گرد ہمکو ماہ کامل کے

غرور حسن سے اب رہی رنگ اُنکی صحبت کا
گھرے رہنے لگے جو بیٹھنے والے تھے محفل کے

قیامت کی تھی ٹوٹی خدا نے خیر کی لیکن
تھرتھرا گئے گردون عرش اعلی رہگیا ہل کے

ہمارے خون کے قطروں نے کیسے گل کھلائے ہیں
بکھرے ہیں پھول گلچیں کیطرح دامن میں قاتل کے

نہایت تنگ ہیں دل مسکوں کے اس زمانے میں
جگہ پائیں کہاں اتنی کہ پھیلیں ہاتھ سائل کے

ہوا بے ثباتی چل رہی ہے کیا گلستاں میں
ہزاروں پھول مرجھا جاتے ہیں ہر روز کھل کھل کے

اسی رستے پہ چلتے ہیں جدھر دل راہ دیتا ہے
نہ بھٹکینگے کبھی پیرو ہیں کیسے خضر منزل کے

ذرا بھی قید کی شدت سے گھبرائے نہیں ہم تو
خدا جانے کہ کیسے ہیں یہ آواز سلاسل کے

کوئی نقصان تمہارا صبح نغمے مفت سنتا تھا
اجاڑے باغباں نے آشیانے کیوں عنادل کے

خدا کے روبرو ناخون ناحق کی شہادت دے
اجل مقتول کی محشر میں آئی ساتھ قاتل کے

بہت نزدیک ہے ہم عاشقوں سے کوچہ جاناں
تھکے ماندے مسافر آگئے ہیں پاس منزل کے

فراق یار میں کیسی رفاقت دل نے کی صفدر
وہی ہے آشنا جو کام آئے وقت مشکل کے

مزے حاصل ہوگیا کیا پریزادوں سے مل ملکے
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

وہاں زخم سے بوسے لیے شمشیر قاتل کے
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

چمن میں سیر کی جا کر لگا دشت میں چکر
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

فضائے دشت وحشت وہ مزے خار مغیلاں کے
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ پہونچے عقل بھی جسجا وہاں پہونچا ہیں وحشت میں
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

کبھی مجنوں سے صحبت تھی کبھی فرہاد سے ملت
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

بیاباں کوہ صحرا شہر گلشن سب برابر تھے
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

گلے مین طوق بیڑی پانو مین ہاتھو مین ہتھکڑیان
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

برنگ برق تڑپا ہون مثال رعد گرجا ہون
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

پڑے تلوو مین چھالے اور چھالو مین چبھے کانٹے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

جو اپنے تھے وہ بیگانے جو بیگانے تھے وہ اپنے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

تماشا دیکھتے تھے یہ جنون و وحشت کے عالم مین
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ سر کا ہوش تھا ہمکو نہ پانونکی خبر مطلق
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

عجب عالم تھا جسمین تھے زمین و آسمان یکسان
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

ترنگین شورشین صفدر نے کین وحشت مین کیا کیا کچھ
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

بناوٹ کے ہین طور سارے تمہارے
بگڑ جائیگی اب ہمارے تمہارے

حسینو ہوا ہمکو افشان سے روشن
کہ چمکے ہوے ہین ستارے تمہارے

نہ ہی عشق ایسا نہ ہی حسن ایسا
جہان مین ہین شہرے ہمارے تمہارے

کہان لالہ و گل مین ہین رنگ ایسے
عجب گال ہین پیارے پیارے تمہارے

چلو زاہد و میکدے مین بھی اک دن
اگر راہ دین استخارے تمہارے

چڑھایا ہی اغیار کو تمنے سر پر
خدا انکو دیسے اتارے تمہارے

نہین کوئی واقف یہ دل جانتا ہی
کہ چھریان ہین اسکو اشارے تمہارے

بجا ہی جو رشک آئنے سے ہو مجکو
میسر ہین اسکو نظارے تمہارے

تماشا ہی لین غیر بوسے لبون کے
بھلا غیر کیا ہمسے آنکھین ملاتے

تشکر رنجیان ہون ہمارے تمھارے
نہوتے جو اُنکو اشارے تمھارے

ادا سے شب وصل بولے بگڑ کر
بنے گی نہ صفدر ہمارے تمھارے

محفل سے ترے ادب نا آشنا چلے
آئے تھے درد و رنج اُٹھانے اُٹھا چلے

جس روز سوے ملک عدم قافلا چلے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے

کیونکر پیین نہ بادہ جو ٹھنڈی ہوا چلے
مستون کا ہو جو دور تو قاضی کی کیا چلے

اُس گل کو لائے آپ اُڑا کر ہواے شوق
یارب چمن مین آج کچھ ایسی ہوا چلے

کہتا ہون جب مین چلتے ہو گلگشت باغ کو
کہتے ہین ہنسکے وہ کہ ہماری بلا چلے

آئی بہار اہل جنون پہنین بیڑیان
صداد کا بھی کام کہین یا خدا چلے

ای خضر میکدے مین بھی آب حیات ہے
ظلمات کیطرف کوئی میخوار کیا چلے

چالین ہزار آتی ہون جسکو فریب کی
یارب کسی کی اُس بت کافر سے کیا چلے

درکار ہمسفر نہین کچھ راہ عشق مین
سایہ سے کہدو ساتھ سے میرے جدا چلے

کس طرح عاشقونکی نہ مٹی خراب ہو
بیگانگی کی راہ جو وہ آشنا چلے

تو نے کیا نہ وعدہ دیدار بھی وفا
محروم تیرے در سے ہم ای بیوفا چلے

مارا گیا رقابت خسرو سے کوہکن
مفلس کا اہل زر سے بھلا زور کیا چلے

کیا کیا گلے کرون کہ مین دیوانہ جب گیا
پتھر تری گلی مین صنم بارہا چلے

چاہیے جو خیر جان کی تو پیر خانقاہ
اب میکدے کو ساتھ ہمارے چلا چلے

تیوری چڑھا کے کین جو نگاہین بھی اُسنے تیز
خنجر جدا کلیجے پہ ناوک جدا چلے

گو قیس پیچھے ناقۂ لیلی کے تھک چکا
اب بھی کرے جو پانو کی طاقت وفا چلے

ثمرہاے لب سیب ذقن کا جواب ہے
کیا تازہ تازہ میوے ہین شکر خدا چلے

گل کیطرف سے پھر گئی بلبل کی آنکھ صاف
آئے جو وہ چمن مین نیا گل کھلا چلے

مثل حباب آتی ہی ہستی مین مٹ گئے
اِس بحر بے ثبات مین کیا آکے کیا چلے

مذکور غیر محفل جانان مین ہے غضب
ہان کچھ ہمارا ذکر چلے تو بجا چلے

نالون سے پھونک دینگے ابھی [illegible]
کہدو فلک سے چال نہ ٹیڑھی ذرا چلے

بسمل ہوا ہین ابرو و مژگانکے عشق مین
تیغ ستم چلے کبھی تیر جفا چلے

قد خمیدہ عالم پیری مین ہے کمان
بیٹھے ابھی ہدف پہ جو تیر دعا چلے

آکر تو خوش کیا تھا روانہ ہوئے تو یون
پھر دہ ہم پہ درد و الم کا اٹھا چلے

اگلی بہار مین ہے عجب دورۂ شراب
مسجد سے میکدے کیطرف پارسا چلے

صفدر تمہون کے بزم مین آنا نہ تھا تمہین
بیٹھے بٹھائے ظلم ہزارون اُٹھا چلے

لایا مکان سے طرف لامکان مجھے
پہونچا دیا ہے دل نے کہان سے کہان مجھے

رضوان بلا رہا ہے بجنت میہمان مجھے
اُس حور وش کا کوچہ ہے باغ جنان مجھے

رہبر ہے تو تو ایسی جگہ لیچل اے جنون
ڈھونڈھے زمین تلاش کرے آسمان مجھے

مجمع ہی میرے گرد مین کچھ بولتا نہین
کہنے کو مثل شمع ملی ہی زبان مجھے

کعبے کو کون جائے ہی دور و دراز راہ
کافی ہے سجود ہی وہ آستان مجھے

عیش جہان سے کام نہ رنج جہان سے کام
ہی مثل سرو ایک بہار و خزان مجھے

اب کی تو ہر طرح شب فرقت گذر گئی
آیندہ اس بلا سے خدا دے امان مجھے

مجھ نالہ کش کو چاہیے چھوڑین نہ راہرو
سمجھین یہ راہ مین جرس کاروان مجھے

رنج خزان ہی اب نہ خوشی ہی بہار کی
کنج قفس مین بھول گیا آشیان مجھے

جوش جنون مین کوئی تماشا نہین نہین
آتا ہی دیکھنے کو جو سارا جہان مجھے

دیکھیگا چشم کم سے کوئی کیا مری طرف
ضعف بدن نے میرے کیا ہی نہان مجھے

کیونکر خیال زلف سیہ سے نکل سکون
کیا کیا لپیٹتا ہی یہ پیچان دھوان مجھے

راتون کو تیرے کوچے مین آؤن تو خوف کیا
بھیجا تھا ہی خوب ترا پاسبان مجھے

مسجد سے چھپ کے آئے تھے کل میکدہ مین شیخ
چھپتے بہت جو دیکھ لیا ناگہان مجھے

طالب کسی چمن کا کسی باغ کا نہین
دکھلا دے اس گلی کی زمین آسمان مجھے

یہ ضعف ہی کہ طائر رنگ بریدہ ہون
درکار اس چمن مین نہین آشیان مجھے

کچھ اور چاہتا نہین اتنی ہی التجا
مین جانجان کہون وہ کہین خستہ جان مجھے

کہتا ہون جب مین اس سے کبھی آ دے میرے گھر
منہ پھیر کر وہ کہتے ہین فرصت کہان مجھے

شاگردی امیر کا صفدر یہ فیض ہی
استاد جانتے ہین سب اہل زبان مجھے

مرے مغز جان کو یہ تازگی ہوئی بوے گیسوے یار سے
کہ نہ سونگھون نکہت مشک بھی جو نسیم لائے تتار سے
جو شگفتہ گل ہین بہار سے وہی سوکھ جائینگے خار سے
نہین ایک بلبل زار سے یہ خبر سنی ہر ہزار سے
نہ کسی کو مجھ سے ہی ہمدمی نہ کسی سے مجکو ہر آگہی
مین جدا ہون شہر و دیار سے مین الگ ہون اہل جوار سے
شب وصل طرفہ سمان بندھا نہ ادھر ادب اُدھر حیا
مجھے دیکھتے تھے وہ ناز سے انھین دیکھتا تھا مین پیار سے
گل کاغذی ہون مین اے صبا کہ ہمیشہ رنگ ہر ایک سا
نہ کبھی خزان سے فسردہ ہون نہ شگفتہ ہون مین بہار سے
مین وہ سیل ہون کہ حباب بھی مرے ساتھ ساتھ روانہ ہی
دم سیر کوئی ضرر نہین مجھے پاے آبلہ دار سے
رخ و زلف کیسے نہان ہوے دل و دیدہ صرف فغان ہے
جو گلے تھے کم وہ کہان ہوے مرے دور لیل و نہار سے
مری آہ کی یہ ہوا چلی کہ پڑے بلا مین سب آدمی
یہ اُڑی ہر خاک کہ راہ مین بدن اٹ گئے ہین غبار سے
جو ہزار نازون سے تھے پلے پس مرگ خاک مین ملگئے

نہ خبر ہے زینت و زیب کی نہ ہے کام نقش و نگار سے
تہ قبر خاک بدن ہوے جو لباس تھے وہ کفن ہوے
وہ شکار تیر محن ہوے تھا جنھیں کہ شوق شکار سے
کہا اُسنے روکے کہ ہو نہو یہ وہی ہے صفدر مبتلا
پس مرگ بھی چلی آتی ہے جو صدا یہ نالہ مزار سے

چارہ گر ہم بھی اُسی کے ناز برداروں میں تھے
عیسیٰ معجز نما بھی جسکے بیماروں میں تھے

جبتلک تھا عشق کیسے شہر کے بازاروں میں تھے
ہمتو کیا یوسف بھی اک اُسکے خریداروں میں تھے

یاد آیا ہے کہ ہم اُس شوخ کے یاروں میں تھے
دیکھتا تھا جھانک کر روزن جو دیواروں میں تھے

حشر میں اُن گیسوؤں کو دیکھکر کہدینگے صاف
یہ جو ہیں دو جال ہم اِنکے گرفتاروں میں تھے

قتل ہنس ہنسکر کیا ہوگا انھیں تو نے ضرور
پھول جن کشتوں کے کل اے ترک گلزاروں میں تھے

شام سے ہمکو رہی اُس ابرو و مژگان کی یاد
صبح تک شبکو گھرے تیروں میں تلواروں میں تھے

وا حسرت میری میت پر کوئی آتا نہیں
یوں سمجھتے ہیں سب یہ رندوں میں کہ دینداروں میں تھے

اب خزاں آئی تو مسجد میں بنے ہیں شیخ امام
جبتلک تھی فصل گل شامل یہ میخواروں میں تھے

رشک کیا ہمکو اگر عاشق تمھارے ہیں بہت
مصر میں لاکھوں ہی یوسف کے خریداروں میں تھے

آزمائی تھی کبھی غیروں پہ بھی تیغ ستم
کیا ہمیں اے قاتل عالم گنہگاروں میں تھے

دیکھ تو گور غریباں کو بری ہے جن پہ خاک
جامہ زیبوں میں تھے یا آئینہ رخساروں میں تھے

کیا فقط عاشق تھے قیس و وامق و فرہاد و نل
بڑھکے اِنسے ہم میں ہیں صفت جو اِن چاروں میں تھے

لڑکھڑاتے جب گئے ہم سامنے بولا وہ شوخ
آج کیون مست ہین یہ کل تک جو ہشیار نین تھے

پھر گئی تجھ سے نظر اُس گلکی کیون اے گلفروش
میرے تار اشک بھی شاید ترے ہار نین تھے

اب جھینیون وخجل بزم خاص مین ہوتا نہین
ایکدن ہم بھی تمھارے ناز بردار نین تھے

راہ دہشتناک الفت کی بڑی مشکل سے طے
سیکڑون گژدم ہزارون اژدہے غار نین تھے

جھوٹے وعدے جھوٹی قسمونکا یقین کرتے تھے کب
وہ جو تھا مکار صفدر ہم بھی عیار نین تھے

ہلچل ہی کیون جہان مین کیسا یہ زلزلا ہی
کیا بیقرار کوئی پہلو بدل رہا ہی

مستی مین حال عالم مجھ سے نہین چھپا ہی
جام شراب ساقی جام جہان نما ہی

دیوانگی مین حاجت مجکو مکان کی کیا ہی
ہر گردباد صحرا اک قصر دلکشا ہی

پوچھو نہ حال میرا فرقت مین اُسکے کیا ہی
پہلو مین کوئی دلکو ہاتھون سے مل رہا ہی

دربار قرب حق مین عاشق پہونچ گئے ہین
میدان عشق سے جب آگے قدم بڑھا ہی

تلوارین ہین لگاؤن قاتل کا ہی ارادہ
ہان ڈر کر لپٹ جا دل مجھ سے کہہ رہا ہی

فرقت مین کس سے کہیے حال اضطراب دلکا
منھ تک مرے کلیجا آ آکے پھر گیا ہی

کوچے کا اُسکے ابتک ملتا نہین ٹھکانا
مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھ سے پوچھتا ہی

جاتی ہی کوئی دلسے زلف سیہ کی الفت
ٹلتی نہین جو سر سے ہرگز یہ وہ بلا ہی

بیہوش راہ رو سب بازار مین پڑے ہین
غرفے سے تو نے شاید چہرا دکھا دیا ہی

کہتا ہی کوئی مجھ سا آفاق مین نہین ہی
جب صبح کو وہ اُٹھکر آئینہ دیکھتا ہی

داماں کوہ و صحرا ہوتے ہین پرزے پرزے
کچھ دلکی قدر سمجھو کلفت پہ تم نہ جاؤ
ہی خاک خون سے تر لاشے پڑے ہین ہر جا
شرم و حیا کے پہرے چارونطرف ہین بیٹھے
تم ہو ہزار منکر مین خوب جانتا ہون

دست جنون کا اپنے ادنی یہ مشغلا ہی
تیغ اصیل ہی یہ بر زنگ آگیا ہی
کوچے کا اُسکے قاصد کافی یہی پتا ہی
پھر دلمین میرے کیونکر تیرا گذر رہا ہی
کل تمسے اور عدو سے عدہ وصال کا ہی

اتنا ہوا ہی صفدر اِس شاعری سے حاصل
ہندوستانمین شہرہ تیرا ابھی جا بجا ہی

سنی نہ تمنے الگ ہو کے گفتگو دلکی
بجا ہی سیر چمن کو جو روز جاتا ہون
جگہ ملی اِسی مٹی مین اُسکو زانو پر
تڑپ رہا ہون مجھے کوے یار مین بسمل
تمھین نے کرکے عنایت اِسے کیا گستاخ
خدا کا گھر ہی یہ کعبے کیطرح سے ای بُت
نہ آسمان نہ زمین مین نشان ملتا ہی
کمال مین نے جو ظاہر کیا تو ہنسکے کہا
بیان نشانہ جگر دین وہ چین گیسو مین
پھٹکا ہی صور جو نالے کا خلق نالان ہی

تمام عمر بر آئی نہ آرزو نہ دل کی
کہ کچھ تو آتی ہی غنچون سے مجکو بو دل کی
سوا ہو آئینے سے کیون نہ آرزو دل کی
ہمیشہ مجھ سے یہ رہتی ہی گفتگو دل کی
تمھین یہ کہتے ہو مجھ سے بُری ہی خو دلکی
اگرچہ قدر نہو تیرے روبرو دل کی
کہان کرے کوئی اب جاکے جستجو دلکی
کہ دل سلام مین کہدے جو مجھ سے تو دلکی
خدا کرے کہ بر آئے یہ آرزو دل کی
بپا ہی حشر شکایت ہی چار سو دل کی

شب وصال گلے ملکے مجھ سے کہتے ہین | کہو تو خوش ہوے اب نکلی آرزو دلکی

پڑے ہین الفت مژگان سے سیکڑون سوراخ | نہ جانتا تھا کہ یہ پھانس ہی عدو دلکی

جو ہاتھ آئے مجھے تیری تیغ کا پانی | تو زخم دھوؤن کہ ہو ون اس سے شست و شو دلکی

کبھی یہ شرم سے رکھتے نہین قدم باہر | ہمارے دل ہی مین رہتی ہی آرزو دلکی

نہ نکلے گوشے سے جسطرح کوئی گوشہ نشین | اسی طرح سے رہے دل مین آرزو دلکی

اسی نے مجکو کیا ہی تباہ ای صفدر | شکایتین کرون کس کس کی رو برو دلکی

جانا ہی جلد دہر سے سوے فنا مجھے | دو دن نہ رہنے دیگی یہ مہمانسرا مجھے

ای جسم تنکے جلنے کے قابل تو مین نہ تھا | کیون زرد رو کیا صفت کہربا مجھے

ٹکڑے ہوا جگر جو سنی آہ عندلیب | اللہ نے دیا دل درد آشنا مجھے

ہی شوق کوے یار مین تن مثل برگ کاہ | لیچل اُڑا کے تو ہی اُدھر ای ہوا مجھے

مستی مین گر حرم کو مین آیا تو غم نہین | ہشیار میکدے مین نہ لائے خدا مجھے

دم بھر ترے فراق مین جیتا نہ ای صنم | مرنے پہ اختیار جو دیتا خدا مجھے

نفرت ہوئی شراب سے یہ ہجر یار مین | تھا رند لوگ کہنے لگے پارسا مجھے

اب میری لاغری ہی مری زیست کا سبب | باقی نہین ہی ڈھونڈھ رہی ہی قضا مجھے

کاسے کو میرے تاج شہی کا دماغ ہو | سمجھے وہ شاہ حسن جو اپنا گدا مجھے

جلادا ایسے شوق سے کٹواؤن مین گلا | تو کیا زبان تیغ کہے مرحبا مجھے

فرطِ خوشی مین جامے سے باہر ہوا جنون | جب سے برہنگی کی ملی ہی قبا مجھے

صفدر قریب قافلہ مین بھی پہونچ گیا
کچھ کچھ سنائی دیتی ہی بانگ درا مجھے

پھرے سر بکف برسون قاتل کے پیچھے | گئے جان سے ہمتو اس دلگی کے پیچھے
قضا تیغ دونون اسی کی طرف ہین | یہ بسمل کے آگے وہ بسمل کے پیچھے
ہوا تیز ناقہ تو گھبرائی لیلی | کہ مجنون کہین ہو نہ محمل کے پیچھے
خیال وخزان خوف صیاد و گلچین | ہزارون ہین جھگڑے عنادل کے پیچھے
ترقی یہ ہی حسن یوسف سے تیرا | مہ نو ہی تو ماہ کامل کے پیچھے
خدا دے جو توفیق کسب سعادت | غنی دوڑ کر آئین سائل کے پیچھے
دکھائے اگر جذب تاثیر الفت | تو اڑتے پھرین گل عنادل کے پیچھے
نہ سمجھا ہی ناصح نہ سمجھے گا ای دل | پڑے کون اس مرد جاہل کے پیچھے
نمازون کے قصے ہین روزونکے جھگڑے | غضب کے بکھیڑے ہین عاقل کے پیچھے
بچے ہم جو ابرو سے بولے یہ گیسو | کہ ہین اور قاتل بھی قاتل کے پیچھے
کیا کفر منظور اسلام چھوڑا | نہ کیا کیا کیا مین نے اس دل کے پیچھے

ستم ہی جو تم کو گنے کوئی صفدر
فصاحت مین سحبان وائل کے پیچھے

دل اپنا ہر پری پیکر پہ بیتابانہ آتا ہی | جدھر آتا ہی آندھی کیطرح دیوانہ آتا ہی

ترا عاشق تری محفل مین بیتابانہ آتا ہی
کہ جیسے شمع کیجانب کوئی پروانہ آتا ہی

جہان محفل مین ذکر ساقی مستانہ آتا ہی
دہین دست سبو تھامے ہوئے پیمانہ آتا ہی

ہزارون حسرتین ہمراہ ہین لاکھون تمنائین
بڑے سامان سے تمپر دل دیوانہ آتا ہی

مقرر ہی کوئی محبوب اِس ہستی کے پردے مین
عدم سے جو ادھر آتا ہی بیتابانہ آتا ہی

نکلتا ہون سر بازار جب مین دھوم پڑتی ہی
پری دیو تماشے کو چلو دیوانہ آتا ہی

ترا رخ انجمن مین دیکھنے آتا ہی آئینہ
بلائین لینے تیری گیسوونکی شانہ آتا ہی

صراحی ہچکیان لیتی ہی شاید ہی خفا ساقی
بھرے آنکھونمین آنسو بزم مین پیمانہ آتا ہی

رخ حیران دل صد چاک سے ہی اُنکی آرایش
بتون کی بزم مین یہ آئنہ یہ شانہ آتا ہی

جو وہ بیگانہ خو سیر چمن کو آنکلتا ہی
پسند طبع نازک سبزۂ بیگانہ آتا ہی

شہید ناز پر احسان کیا ہی تونے ای قاتل
سر اپنا نذر دینے کو بے شکرانہ آتا ہی

بجھا دیتا ہی دلمین سوچکر کچھ شمع محفل کو
اگر اُس شمع رو کی بزم مین پروانہ آتا ہی

نظر آتی ہی جب گردون پہ ماہ و مہر کی گردش
تو ہمکو یاد دور شیشہ و پیمانہ آتا ہی

کیا کرتی ہی شکوہ بسملون سے سخت جانی کا
زبان تیغ قاتل کو بھی افسانہ آتا ہی

وہ میکش ہین نہین چھٹتے قدم ساقی کے مرکر بھی
ہمارا کاسۂ سر بنکے یان پیمانہ آتا ہی

ہمارے درد دل نے کچھ تو دکھلایا اثر صفدر
برنگ اشک وہ بھی آج بیتابانہ آتا ہی

قطعہ

یہ اب دریافت ہوتا ہی مجھے دل کی گواہی سے
زمانہ وصل کا نزدیک ہی فضل الٰہی سے

فقط زینت نہین شانے کو گیسو کی سیاہی سے
پریخانہ ہے آئینہ تمہاری خوش نگاہی سے

کیا تسخیر تمنے کشور دل خوش نگاہی سے
صف مژگان نے بڑھکر لشکر جرار شاہی سے

چلے تھے جانب بتخانہ ہم کعبہ مین آ نکلے
کہاں انکا قصد تھا پہونچے کہان گم کردہ راہی سے

مطیع حسن ہین ہم ہو گدا زادہ کہ شہزادہ
فقیری سے نہ مطلب ہے نہ مقصد بادشاہی سے

جو لذت میکشونکو ہے وہ اہل زہد کیا جانین
نہین واقف مے صاف و کباب مرغ و ماہی سے

تمہارے بانکپن نے نوک رکھلی ہے کٹاری کی
کھلے ہین جوہر تیغ ہلالی کجکلاہی سے

ہمارے دلکو ہے معلوم رتبہ اُسکے ابرو کا
رہین پردے مین کیا تلوار کے جوہر سپاہی سے

لرزتا کانپتا خورشید نکلا صبح گردون پر
ڈرا اس درجہ فرقت مین مرے گھر کی سیاہی سے

الٰہی کیون نظر آتی نہین ہے منزل الفت
بہت نزدیک ہے سنتے ہین ہم ہر ایک راہی سے

صفت خامے کو لکھنی ہے کسی بحر لطافت کی
خدا ہے کشتی دل اب جو بچ جائے تباہی سے

پڑے پرتو جو اُسکا یہ دریا مین بہار آئی
کہ گل پھولین برنگ شاخ گل ہر خار ماہی سے

جلو مین فوج طفلان ہے یہ ہے داغ جنون افسر
مری دیوانگی کچھ کم نہین ہے بادشاہی سے

شب وصلت چھری کیسے گلے پر کیون نہ چلجائے
کہ جاگ اُٹھے وہ آواز خروس صبحگاہی سے

چھپائے کسطرح دلمین ترا داغ الم صفدر
خبر مشہور ہے یہ ماہ تک عالم مین ماہی سے

ہزارون صدمے سہا کرین گے کبھی نہ آہ و بکا کرینگے
وہ لاکھ ہم پر جفا کرینگے ہم اُسکے بدلے وفا کرین گے

ابھی ہی عہد شباب باقی نہین ہین ہم ایسے شیخ فانی
رہین گے صحبت مین گلرخون کے شراب گلگون پیا کرینگے

رہین گے ایدل اسیطرح سے ہمیشہ عشق و جنون کے چرچے
سرائے فانی مین ہم نہونگے یہی تماشے ہوا کرین گے

کبھی ہمارا ابھی مان کہنا نہین ہی لازم یہ ناز بیجا
نہ ایک بوسے پہ ہم کو ترسا خدا سے اے بت گلا کرینگے

جو جمع ہوتے ہین اہل مذہب تو مجکو حسرت سے کہتے ہین سب
جو یہ نہ ہوگا تو رند مشرب اسی کا چرچا کیا کرینگے

نماز و صوم و طواف کیسا اگر وہ کافر حرم مین آیا
تو شیخ صاحب کو دیکھ لینا کبھی نہ یاد خدا کرینگے

چمن مین بلبل چہک رہے ہین شگوفۂ گل مہک رہے ہین
سرور مین ہم بہک رہے ہین نہ ہاتھ خم سے جدا کرینگے

بہت سی کی ہمنے سیر عالم بس اب ارادہ ہی یہ مصمم
گلی مین اُس بت کے بیٹھکر ہم ہمیشہ یاد خدا کرینگے

اُسے ہی کیا غم بروز محشر کہ جسکے صفدر علی ہون یاور
یہان بھی حامی رہے ہین اکثر وہان بھی جنت عطا کرینگے

	آگے آگے فتنۂ محشر چلے		ناز سے جس راہ وہ دلبر چلے	

باغ مین ساقی ہے لطف میکشی　　جب ہوا ٹھنڈی چلے ساغر چلے

ہجر مین آئی جو اُن پلکونکی یاد　　کیسے کیسے حلق پر خنجر چلے

کسطرح ہے ابروے قاتل پہ بل　　دیکھیے تلوار یہ کس پر چلے

تیرا دیوانہ جو آیا شہر مین　　بیڑیان لے لیکے آہنگر چلے

ناگن اُسکی زلف ہے اُڑتی ہوئی　　کیا فسونگر کا یہان منتر چلے

ہو گیا مرہم خیال خط سبز　　زخم دل آلے جو تھے سب بھر چلے

پھر یہ نہ افلاک کا خرمن کہان　　جب ہماری آہ کی صرصر چلے

کون دیتا ہے کسی کا مر کے ساتھ　　لوگ مٹی دیکے ہمکو گھر چلے

عشق خط مین جان دی عشاق نے　　خضر کے ہاتھون یہ رہرو مر چلے

وصف ابروسے نہ باز آئی زبان　　لاکھ میرے حلق پر خنجر چلے

عمر بھر جلتے رہے ہم مثل شمع　　نام اِس محفل مین روشن کر چلے

قبر صفدر پر چراغان ہو اگر　　گردش تقدیر سے صرصر چلے

جب کہین پہلو سے وہ اُٹھکر چلے　　دل یہ تڑپا سینے مین ہم مر چلے

لاش میری دفن بھی ہونے نہ دی　　قبر تک آکر وہ اپنے گھر چلے

مے پیو جب تک نہ نکلے آفتاب　　بادہ خوارو رات بھر ساغر چلے

دست و پا ہین سست ساقی بے شراب　　کام چل جائے اگر ساغر چلے

شہر مین گذرا مین وحشی جسطرف
آکے بیٹھے بزم کو جنت کیا
غم پیری ہی مین جوانی کی کہان
راہ لی ہمنے مکان سے گور کی
وقت آخر تو اُٹھا ہون کچھ مزہ
ہمکو ہستی و عدم کی کیا خبر
پھر کیا قاتل نے زخمی جب سنا

مجمع طفلان ہوا تپھر چلے
جب اُٹھے برپا قیامت کر چلے
تھک کے بیٹھے صبح کو شب بھر چلے
رہ چکے اِس گھر مین اب اُس گھر چلے
رک کے ای قاتل ذرا خنجر چلے
چار دن غربت مین رہکر مر چلے
زخم تن کچھ زخمیون کے بھر چلے

یاد رکھو ہستی مین صفدر قول دَرد
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

تمھین ای تبو کوئی کیا جانتا ہی
مرے درد کو کوئی کیا جانتا ہی
وہی رمز مہر و وفا جانتا ہی
مجھے کیا غرض کوئی جانے نجانے
تجھے مین سمجھتا ہون جان دو عالم
تمنا نہین وصل کی اُسکے دل کو
ہوا ہون مین اسواسطے دلکا پیرو
مٹا ہی جو عشق دہان ء کمر مین

بڑے سخت دل ہو خدا جانتا ہی
جو صدمہ ہی دل پر خدا جانتا ہی
جو گالی کو تیرے دعا جانتا ہی
مرے دل کا وہ مدعا جانتا ہی
خدا جانے تو مجکو کیا جانتا ہی
جو فرقت کا تیرے مزا جانتا ہی
کہ کوچے کا تیرے پتا جانتا ہی
وہی راہ ملک فنا جانتا ہی

خوشی ہی جو مجکو تو اتنی خوشی ہی ۔ کہ وہ کچھ مجھے آشنا جانتا ہی

غنیمت سمجھ میرے دل کو فقط یہ ۔ ترے ناز تیری ادا جانتا ہی

مین عاشق مین شیدا مین وحشی مین مجنون ۔ وہ جو جانتا ہی بجا جانتا ہی

مرے آگے باتین بنائے نہ واعظ ۔ جو مین جانتا ہون وہ کیا جانتا ہی

محبت کا کچھ جسکے دل کو مزہ ہی ۔ وہ تیری جفا کو وفا جانتا ہی

مین اُس قاتل حیلہ گر کا ہون کشتہ ۔ لہو کو جو رنگِ حنا جانتا ہی

وہی ہی حقیقت سے الفت کے واقف ۔ ادا کو جو تیرے قضا جانتا ہی

وہ صفدر جو مدت سے شیدا ہی تیرا ۔ خدا جانے تو اُسکو کیا جانتا ہی

بیوفا و بدگمان خط مین ترا القاب ہی ۔ خط سے در گذرا مین اِس القاب کے آداب ہی

ہون مین وہ بسمل تڑپکر سب کو مضطر کر دیا ۔ تیغ اُدھر بیتاب ہی قاتل اِدھر بیتاب ہی

عمر گذری طالع خفتہ کو چونکاتے ہوے ۔ آنکھ کھلتی ہی نہین یا رب یہ کیسا خواب ہی

آنکھ سے جو اشک ٹپکا پھر وہ ہاتھ آتا نہین ۔ اِس صدف مین جو گہر ہی گوہر نایاب ہی

رات دن پہلو مین اُسکو ایک سا ہی اضطراب ۔ برق سے بڑھکر تڑپنے مین دل بیتاب ہی

دل غنی ہو تو نہین درکار کچھ سامان عیش ۔ یان گلیم فقر فرش قاقم و سنجاب ہی

سیکڑون بسمل تڑپتے ہین نہین بجھتی ہی پیاس ۔ آجکل شمشیر قاتل کسقدر بے آب ہی

موج ہی تیری کمر اُبھرے ہوے پستان حباب ۔ قلزم خوبی شکم ہی ناف اک گرداب ہی

کیون نہ سجدہ اسکے آگے فرض ہو ہنگام قتل
خم تری تلوار کا قاتل یہین محراب ہی

ناتوان ہون ایک آنسو بھی ڈبو دیگا مجھے
قطرۂ شبنم بھی حق مین مور کے سیلاب ہی

نقد دل لیکر جفا کرتے ہین خوبان جہان
حسن کے بازار مین جنس وفا نایاب ہی

ہوشیار اے دل کہ دنیا ہی طلسم بے ثبات
آج جو کچھ دیکھتا ہی کل یہ سب کچھ خواب ہی

کیون لگائی ہی کفن کی قید میت کے ساتھ
کیا عدم بھی مثل ہستی عالم اسباب ہی

شعر گوئی کی ہمین فرصت کہان صفدر مگر
دو گھڑی یہ مشغلہ بھی خاطر احباب ہی

عجب چال چلتے ہو عادت نئی ہی
یہ محشر نیا ہی قیامت نئی ہی

حسینو نمین اُنکی طبیعت نئی ہی
وفا پر جفا یہ محبت نئی ہی

تکلف بھی اک روز جاتا رہیگا
ابھی اُنسے صاحب سلامت نئی ہی

حرم سے سوے بتکدہ آکے دیکھا
وہان سے یہان کچھ تو صورت نئی ہی

کبھی یاد گیسو کبھی یاد قامت
وہ تازہ بلا یہ قیامت نئی ہی

زمانے کی آئے نظر خوبصورت
تری شکل تیری شباہت نئی ہی

جو کی عرض مین نے کہ تم بیدہن ہو
کہا بات یہ فی الحقیقت نئی ہی

مرے گھر یہ جا جاکے اُلٹے پھر آ
پھر الٹا تکدر کدورت نئی ہی

کبھی غیر دشنام بوسہ نہ دینا
سخی آپ ہین پر سخاوت نئی ہی

زر داغ سے مخزن دل بھرا ہی
یہ دولت تمھاری بدولت نئی ہی

سخن فہم دیکھیں تو بیتیں غزل کی
پرانی زمین پر عمارت نئی ہی

نہ گھبراؤن شہر خموشان مین کیونکر
کہ بیگانے ہین لوگ صحبت نئی ہی

ترے خط عارض کو پڑھکر یہ سمجھے
معانی نئے ہین عبارت نئی ہی

قدیمی ہون مین قیدی دام گیسو
نہ سودا انیا ہی نہ وحشت نئی ہی

زمانے مین جیتے ہین سب دل لگاکر
تمھاری ہی صفدر محبت نئی ہی

پھولا نہ اگر گل تن افکار سے کوئی
پھل پائیگا پھر کیا تری تلوار سے کوئی

اچھی نہیں یہ چال سر گور غریبان
فتنہ نہ ہو برپا تری رفتار سے کوئی

قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشان ہی
پھرتا ہی نہیں کوچہ دلدار سے کوئی

بجلی ہو کہ سیماب ہو صرصر ہو کہ طوفان
کیا تڑپھکے چلیگا تری تلوار سے کوئی

قربان دل ابرو پہ فدا جان مژہ پر
بسمل ہی کوئی تیر سے تلوار سے کوئی

کیا حال دل زار ہو اُس چشم کو روشن
کہتا نہیں بیمار کی بیمار سے کوئی

ہشیار رہے مست اُڑے زاہدون کے ہوش
بچکر نہ گیا خانۂ خمار سے کوئی

ہم دیکھتے ہین خواب مین وہ عارض سیمین
واقف نہیں اِس لذت دیدار سے کوئی

چلتی بھی ہی رکتی بھی ہی کھنچتی بھی ہی ہر دم
سیکھے نئی چالین تری تلوار سے کوئی

دل مجھ سے جھگڑتا ہی حسینونکی طرف سے
کیا بات کرے ایسے طرفدار سے کوئی

جو چاہیے صفدر علی امداد کرینگے

محروم نہین حیدر کرار سے کوئی

نہ شمعون مین جلوہ نہ پھولون مین بو ہی
چمن مین بھی تو انجمن مین بھی تو ہی

دکھاؤ مجھی منہ تا کجا لن ترانی
مین موسی نہین ہون یہ کیا گفتگو ہی

دیا ساتھ ای درد فرقت مین تو نے
برے وقت کا آشنا ایک تو ہی

ہوا یہ مرے دل مین خون تمنا
کہ ترک تمنا کی اب آرزو ہی

مرا دل تو یکتا تجھے جانتا ہی
مگر اِس مین آئینے کو گفتگو ہی

نہ کھوؤ اُسکے دندان سے ہو کر مقابل
ذرا سی تری ای گہر آبرو ہی

کہا بیٹھے ہین مین نے اُنکو تو بولے
زبان رد کو صاحب یہ کیا گفتگو ہی

مین کیون شیخ و زاہد کے احسان اُٹھاؤن
مری دستگیری کو کافی سبو ہی

نہین ہی مرے سرخ شیشے مین زاہد
بھرا میری توبہ کا اُس مین لہو ہی

نہ چھوٹے لہو جسکا خنجر سے تیرے
شہیدون مین تیرے وہی سرخرو ہی

وہ کہتے ہین دکھلا کے دستِ حنائی
یہ مہندی نہین عاشقون کا لہو ہی

نہ کر دل کو پامال اِس طرح ظالم
کہ مدت سے اِس مین تری آرزو ہی

عیان رنگ وحدت ہر عالم مین صفدر
وہی ہی وہی ہی نہ مین ہون نہ تو ہی

کرم سمجھے جو اُس بت نے جفا کی
پھر اسیر ہم ہُوے قدرت خدا کی

لکھی کیا مدح اُس زلفِ رسا کی
طبیعت ہم بھی رکھتے ہین بلا کی

تری فرقت مین چھوڑا دل نے بھی ساتھ
کہان اِس بےمروت نے دغا کی

نہ بیلے میرے غم مین دست افسوس
کہ شوخی کم نہو رنگِ حنا کی

کبھی اُس گلبدن کی بو نہ لائی
شکایت کیجیے کس سے صبا کی

نمک قاتل نے چھڑکا زخم دل پر
ہمارے درد کی اچھی دوا کی

دل صد چاک کو سینے مین دیکھو
یہان بھی ہی زیارت کربلا کی

کیا پریون کو دو باتون مین تسخیر
عجب فتنہ ہی یہ انسان خاکی

کیا احسان نہ کب احسان کے بدلے
مزاج اُسنے اگر پوچھا دعا کی

خوشی سے بھاگتا ہی صورت غم
عجب خو ہی دل درد آشنا کی

غبار دل جو باقی تھا پس مرگ
ہماری خاک سے آندھی اُٹھا کے

کب آیا دان سے خط لیکر کبوتر
خبر جھوٹی بہت ایسی اُڑا کی

کرون تعریف کیا مین اُسکی صفدر
وہ اک تصویر ہی ناز و ادا کی

تری آنکھ ای بتِ نازنین مے بیخودی سے بھری رہی
کوئی ہوشیار نہ چھوڑیے اِسی تاک مین یہ پری رہی
نہ وہ اپنا جوشِ شباب ہی نہ وہ آنکی عشوہ گری رہی
مگر آگ حسرت وصل کی جو بھری تھی دلمین بھری رہی
سرِ بزم نرگس یار سے کہین آنکھ اپنی جو مل گئی

تو نہ آیا ہوش مین دیر تک مجھے ایسی بیخبری رہی
یہ خیال چشم ہی یار کا کہ ہمیشہ دل کو سرور ہی
وہ بنایا شیشہ طلسم کا کہ شراب بنکے پری رہی
ترے بزم حسن مین شمع پر جو نگاہ کی تو سحر تلک
عجب آنکھ تھی کہ جلا تو کی مگر آنسوؤنسے بھری رہی
جو دھری تھی سامنے آرسی عجب ایک فرد خراب تھی
دم زیب حسن بھلا ہوا تری آنکھ مین نظری رہی
گئے باغ مین جو وہ سیر کو تو خواصین آئین نئی نئی
کبھی ساتھ حورنے گشت کی کبھی گرد اُنکے پری رہی
مگر اُنکو لیلی بیوفا کوئی طرز غمزہ سکھا گئی
نہ ملائی آنکھ بھی قیس سے عجب آہوؤن کو چری رہی
رہے جب تلک کہ جہان مین ہم نہ کسی سے ہمنے رجوع کی
ترے سنگ در پہ دھری جبین تو وہ ساری عمر دھری رہی
نہ سمجھ تو صندل اسے صنم یہی مرگ اوج ملا مجھے
مری خاک تھی مری خاک تھی تری مانگ مین جو بھری رہی
نہ ہمارے اب ہین وہ ولولے نہ وہ صفدر انکی ہین خیال شوخیان
نہ وہ اپنا جوش جنون رہا نہ وہ اُنکی جلوہ گری رہی

اُٹھی نہ کبھی ہو تری ترچھی نظر ایسی
اب کی کہون اے غیرت شمس و قمر ایسی

ہین دونون کی اُس بت سے نہ شمس و قمر ایسی
پیدا کرین پہلے دہن ایسا کمر ایسی

کچھ آتے ہی قاصد نے سنائی خبر ایسی
سیدھی نہوئی جھک گئی اپنی کمر ایسی

برچھی سی لگی تمنے ادھر کی نظر ایسی
اب تک تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی

نازک ہی یہ نازک کو کوئی دیتا ہی ایذا
کس کر نہ مرے قتل پہ باندھو کمر ایسی

قاصد کو نہ کہنا تھا کہ خط اُسنے کیا چاک
دل ٹکڑے ہوا اُسنے سنائی خبر ایسی

دیکھین جو کلیم آکے تجھے اُنسے یہ پوچھون
آئی تھی کبھی تم کو تجلی نظر ایسی

لیلی ہوئی یہ محو کہ ناقہ نہ بڑھایا
مجنون نے کہانی کہی دو دو پہر ایسی

بسمل کیطرح شب کو مین تڑپا سر بستر
فرقت مین ہوئی شدت درد جگر ایسی

وہ پوچھتے ہین آئینے مین عکس سے اپنے
تم لائے کہان سے دہن ایسا کمر ایسی

دو ٹکڑے ہوا پانی بھی بسمل نے نہ مانگا
قاتل تری تلوار ہوئی کارگر ایسی

حسرت ہی کہ پھر زخمی شمشیر نگہ ہون
حاصل ہوئی ہی لذت زخم جگر ایسی

بڑھکر سر مژگان سے گرین پانون پر اُسکے
ہمت کبھی کرتے نہین لخت جگر ایسی

چمکا دیا بر تو نے ترے حسن کے اِنکو
آگے تو نہ تھی صورت شمس و قمر ایسی

پھولون کے مٹانے کو تو آتا نہین وہ گل
گھبرائی ہوئی کیون ہی نسیم سحر ایسی

شرما گئی کیا میرے تن زار کے آگے
روپوش ہوئی ہی جو تمھاری کمر ایسی

گل سے نہ جدا ہوگی کبھی شکل رگ گل
دیکھا جو وہ رخ گر گئی اپنی نظر ایسی

مین زلف و رخ یار کی تعریف کرون کیا
شام ایسی نہ صفدر کبھی دیکھی سحر ایسی

مسیحا ہمین تیغ قاتل ہوئی
یہان زندگی مرکے حاصل ہوئی

خیال ایک لیلی کا جو آگیا
مری مردم چشم محمل ہوئی

ہوا ناتوان اب یہ تیرا مریض
کہ کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی

جگہ دل مین تیرے تصور نے کی
پری اپنے شیشے مین داخل ہوئی

شفا کیسی بیماری عشق مین
دوا اور بھی زہر قاتل ہوئی

وہ لاغر ہون مانند نقش قدم
جہان گر پڑا مجکو منزل ہوئی

نمازی ہوے اُس نگہ سے یہ مست
کہ مسجد بھی مستونکی محفل ہوئی

پڑا آئنے مین ترا عکس رخ
پری یا پری سے مقابل ہوئی

مرے خون سے دست رنگین بھرے
غضب آگ مین آگ شامل ہوئی

چھوا غیر نے جب تری زلف کو
مین سمجھا بلا مجھپہ نازل ہوئی

ترے رخ پہ ایسی جمی چشم شوق
کہ پتلی مرے آنکھ کی تل ہوئی

دیا اُسنے بوسہ دہن کا مجھے
مراد آج منھ مانگی حاصل ہوئی

تری شکل پہچان پڑتی نہین
یہ دو دن مین کیا صورت ایدل ہوئی

ادا سے جو شمشیر قاتل کھنچی
قضا بھی شہیدونمین داخل ہوئی

ہوا ایکدم ہجر مین قتلگاہ
کہ مین کھینچ کے شمشیر قاتل ہوئی

مری عمر غفلت مین صفدر کٹی
مین سوتا رہا طے یہ منزل ہوئی

نازنینون کے بھی دلمین عشق روے پاک ہی — دیکھیے جس گل کو گلشن مین گریبان چاک ہی

وہ شفیع المذنبین ذات شہ لولاک ہی — فیض سے جسکے حساب روز محشر پاک ہی

ہجر کی شب میرے غم سے یہ بھی کیا غمناک ہی — صبح تو پیدا ہوئی ہی پر گریبان چاک ہی

ہستی دنیاے فانی بھی ہی کتنی بے ثبات — جو ہوا ہی خاک سے پیدا وہ آخر خاک ہی

شاہد گل کے بدن مین جو معطر ہی لباس — فی الحقیقت وہ تری اتری ہوئی پوشاک ہی

ہون وہ مے کش رتبہ شاہی میسر ہی مجھے — چتر شاہی سے زیادہ داربست تاک ہی

خوب دیکھا ہمنے دنیا کو کہ ہی جاے فساد — روز ہنگامہ سا ہنگامہ تہ افلاک ہی

دیکھ لیتا ہون مین گھر بیٹھے تماشاے جہان — عرش پروازی مین یکتا طائر ادراک ہی

تیرے غمزے سے کسیکی جان بچنے کی نہین — ایک ہی خونریز ہی یہ ایک ہی سفاک ہی

زہد و تقوی زاہدان شہر کا ہی ظاہری — دیکھیے باطن تو انکو دختر رز کی تاک ہی

بھیجتا ہون لکھکے خط مین نامہ بر پر نامہ بر — کوچہ محبوب تک بیٹھی ہوئی اک ڈاک ہی

عرصہ ہستی کو طے کرتا ہی یہ کیسا شباب — توسن عمر روان چالاک سا چالاک ہی

تن جو خاک و خون مین ہی کچھ غم نہین اے شہسوار — سر تو مجھ بسمل کا کٹ کر بستہ فتراک ہی

پھیلتا ہی شب تاریک کب نور چراغ — اور زلفون مین فروغ روے آتشناک ہی

باغ مین بجا گر پڑی ہی برگ گل سب ہین روان — آمد فصل خزان رستم کی گویا دھاک ہی

قتل کرنیکو ہمارے اور سامان کیا ضرور | اک ذراسی جنبش ابرو مین قصہ پاک ہی

ذکر پر میرے وہ ہنسکر کہتے ہین یادش بخیر
صفدر رنگین بیان بھی ایک ہی بیباک ہی

اہی بت فدا ہین تجھپر دیندار کیسے کیسے | کافر ہوے ہینکر زنار کیسے کیسے
مجبور ہو گئے ہین مختار کیسے کیسے | نادان بنگئے ہین ہشیار کیسے کیسے
گر چند گام یون ہی تم ناز سے چلوگے | برپا کریگی فتنے رفتار کیسے کیسے
کیونکر نہون پریشان اُس بیوفا کے گیسو | کرتے ہین پیچ ہمسے سربار کیسے کیسے
لازم ہی آبرو بھی کچھ میرے آنسوؤن کی | دیکھو تو موتیون کے ہین ہار کیسے کیسے
پڑھتا ہی کبتک وہ ظالم ہم عاشقون کے نامے | ناخوانده ہر طرف ہین انبار کیسے کیسے
اللہ رے رعب قاتل مقتل مین جسکے آگے | پانی سے بھی ہین پتلے خونخوار کیسے کیسے
وہ لعل جانفزا بھی ہی کیا حکیم حاذق | اچھے کیے ہین اُسنے بیمار کیسے کیسے
ریزے طلا کے کیونکر ذرے نہون زمین کے | مٹی مین مل گئے ہین زردار کیسے کیسے
ہی شرط کرگئے نالہ گردونکو پھونکدونگین | اِسنے دیے ہین مجھکو آزار کیسے کیسے
کیا گلشن جہان کا گردون نے رنگ بدلا | کمھلا گئے ہین گل سے رخسار کیسے کیسے
ہی زرد رنگ اُنکا برگ خزانکی صورت | تھے جنکے رخ خوشی سے گلنار کیسے کیسے
وہ سیر کو جو نکلے دامن کشان کسی دن | فتنے ہوے سرِ رہ بیدار کیسے کیسے
افسون سے کم نہین ہی کچھ ذکر اُس پری کا | بیہوش ہوگئے ہین ہشیار کیسے کیسے

کافور ہو گئی ہو وہ دخت رز کی گرمی
ہین سرد میکشون کے بازار کیسے کیسے

تربت پہ فاتحہ کو برسون کوئی نہ آیا
مونس تھے کیسے کیسے غمخوار کیسے کیسے

غیرون سے اب ہو الفت ہمکو بھلا دیا ہو
کچھ یاد ہو کیے تھے اقرار کیسے کیسے

دنیا سے ہو نرالا الفت کا کارخانہ
مجبور ہو گئے ہین مختار کیسے کیسے

گل جس جگہ اُگے تھے کانٹے وہان اُگے ہین
صرف خزان ہوے ہین گلزار کیسے کیسے

اب لطف زندگانی دنیا مین کیا ہو صفدر
اُٹھے جہان سے اپنے غمخوار کیسے کیسے

راز الفت کو کوئی کیا جانے
دل مرا جانے یا خدا جانے

مین نے پوچھا کہ جانتے ہو مجھے
ہنسکے بولے مری بلا جانے

دل بسمل کا حال مجھ سے نہ پوچھ
ناز تیرا تری ادا جانے

ان اشارونکو ہم سمجھتے ہین
ایسی باتون کو کوئی کیا جانے

دل سے دلکو ہو راہ حق تو یہ ہو
آشنا حال آشنا جانے

لذت وصل جس نے پائی ہو
درد فرقت کا وہ مزا جانے

گل مین بلبل مین کیون کدورت ہو
باغبان جانے یا صبا جانے

جب مزہ آئے دل لگانے کا
دل کی کچھ قدر دلربا جانے

موت ہو اسکی زیست سے بہتر
زندگانی کو جو فنا جانے

اس ستمگر سے دل لگایا ہو
کیا ہو انجام اب خدا جانے

ہی سزاوار آفرین وہ دل | جو جفا کو تری وفا جانے
ابھی اپنی خبر نہین اُسکو | کب کسی کا وہ مدعا جانے
رخ روشن کو دست نازک کو | آئینہ جانے یا حنا جانے
جس خوشی سے گلا کٹایا ہی | تیرا خنجر مری قضا جانے
عشق اپنا ہی مرشد کامل | رند یا کوئی پارسا جانے
خط تو دیتا ہون پر نہین منظور | قاصد اُس شوخ کا پتا جانے
نکہت زلف یار کی لذت | دل مرا جانے یا صبا جانے
ایسے قاتل سے دل لگایا ہی | خون عاشق کو جو حنا جانے

قدر انداز و ناز کو صفدر
جو کسی کا ہو مبتلا جانے

دل اپنا محبت مین رسوا ہوا ہی | خدا جانے کمبخت کو کیا ہوا ہی
نیا فتنہ پہلو مین برپا ہوا ہی | کسی پر دل زار شیدا ہوا ہی
گرے کشتے کشتون پہ بسمل پہ بسمل | جہان تیغ ابرو کا چرچا ہوا ہی
شب غم مین یون تو حب مضا بہت تھے | مگر دل کا جانا تماشا ہوا ہی
شب و روز کہتے ہین دیوانہ ہین مین | رخ و زلف کا جبسے سودا ہوا ہی
طلب بزم جانان مین عشاق کی ہی | مقرر کوئی فتنہ برپا ہوا ہی
تڑپتے رہے در پہ بسمل ہزارون | نہ پوچھا یہ اُسنے تمھین کیا ہوا ہی

مناسب ہی ہمکو بھی پاس محبت
زمانے مین الفت کا شہرا ہوا ہی

جسے تاب نظارہ ہو آکے دیکھے
لب بام وہ جلوہ آرا ہوا ہی

عبث جان کھوتا ہی الفت مین اے دل
سمجھ تو کوئی بھی کسی کا ہوا ہی

دل مضطرب جو تڑپتا ہی ہردم
یہ تیر ادا کا نشانا ہوا ہی

شب وصل آئے وہ افشان لگاکر
ستارا مرا آج چمکا ہوا ہی

غضب ہو گیا آئنے کا دکھانا
وہ خود اپنا محو تماشا ہوا ہی

ہوئی بلبل و گل مین پھر آج رنجش
گلستان کا کچھ رنگ بدلا ہوا ہی

چلے آج گلزار مین دور ساغر
ہوا چلتی ہی ابر چھایا ہوا ہی

سنا ہی یہ ہمنے صبا سے چمن مین
کوئی بہر گلگشت آیا ہوا ہی

طلب جنس الفت کی ناحق ہی اے دل
کہین بیوفاؤن سے سودا ہوا ہی

حقیقت مین ہون قیدی دام گیسو
نہ وحشت ہوئی ہی نہ سودا ہوا ہی

کبھی ہم گئے ہین جو دل بیچنے کو
تو بازار مین ایک میلا ہوا ہی

غمِ عاشقی سکۂ عشق دل پر
اُٹھایا ہوا ہی بٹھایا ہوا ہی

اذیت ہو کیا داغ فرقت سے دلکو
کہ سو بار کا یہ تو کھایا ہوا ہی

نہ تھا اُن کو مد نظر قتل صفدر
کسی کا یہ نقشہ جمایا ہوا ہی

کیا فصل طرب خیز ہی کیا سرد ہوا ہی
کیا چار طرف ابر و ہوا اندھار اُٹھا ہی

معشوقون کے جمگھٹ مین گلگلون کا مزا ہی
گلزار پہ چھائی ہوئی گھنگھور گھٹا ہی

ہر فتنۂ عالم کا اک انداز جدا ہی
شوخی ہی شرارت ہی کرشمہ ہی ادا ہی

مرغان خوش آہنگ کے سُن سُن کے ترانے
مستی مین ہر اک نخل چمن جھوم رہا ہی

کویل کی کہین کوک ہی مورونکا کہین شور
دلکش کہین باغون مین پپیہے کی صدا ہی

کیا اندنون رونق ہی نہالان چمن پر
ہر غنچہ شگفتہ ہی ہر اک پھول کھلا ہی

نکھرا ہوا جوبن ہی عروسان چمن کا
گلشن مین عجب شان خدا جلوہ نما ہی

جھولون مین حسین جھولتے ہین نازوادا سے
کوئی مہ تابان ہی کوئی مہر لقا ہی

ساغر لیے حاضر ہی کہین ساقی گلفام
گردش مین کہین جام مئے ہوش ربا ہی

جی بھر کے ہمین بادۂ گلگون سے چھکایا
ساقی ترا احسان ہی عنایت ہی عطا ہی

بادل سے نکلتا نہین خورشید درخشان
شاید رخ پر نور ترا دیکھ لیا ہی

کیا کیا ہین تکلف ترے بیساختہ پن مین
یہ سادی ادا لاکھ بناوٹ سے سوا ہی

جائیگا کہان دست نگارین سے نکلکر
مٹھی مین ترے قید ترا دزد حنا ہی

بلبل سے خفا کردیا بیوجہ گلون کو
ادنی یہ شگوفہ ترا اے باد صبا ہی

صفدر کا کلام ایسا ہی مقبول خلائق
جنت مین بھی حورون کی زبانون سے سنا ہی

حور فردوس کو کیا آپ سے نسبت ہوگی
نہ یہ شوخی نہ یہ چنچل پن نہ یہ صورت ہوگی

لاکھ اچھی کسی محبوب کی صورت ہوگی
پیار آئیگا اُسی کو جسے الفت ہوگی

حاجب جلوۂ جانان ہی حجابِ ہستی — جب یہ اُٹھ جائیگا پردہ تو زیارت ہوگی

تیغ ناز اُسکی یہ کہتی ہوئی مقتل مین چلی — آج پوری مرے مشتاقونکی حسرت ہوگی

جانمن ایک تغافل سے ترے ڈرتا ہون — اور جو ظلم کرے گا وہ عنایت ہوگی

جائے تو غیر کے گھر وصل کی رات آئے ادھر — گردش ایسی بھی کبھی ای شبِ فرقت ہوگی

ذبح ہونیکو تو سو جان سے مین حاضر ہون — دست نازک کو تمھارے جو اذیت ہوگی

وصل مین ای دل بیتاب بہت شاد نہو — دیکھ اکدن شب فرقت سے مبتلا ہوگی

کیا کہون حسرت دل پاس ادب مانع ہی — خیر کچھ عرض کرونگا جو اجازت ہوگی

حضرت دل کے رہینگے یہی دو چار انیس — درد و غم ہونگے الم ہوگا مصیبت ہوگی

حشر مین شکوۂ بیداد کرونگا کیونکر — وان بھی اُس قاتل عالم کی مروت ہوگی

وصل کا ذکر تو کیا رسم محبت کیسی — غیر کا نام بھی لوگے تو شکایت ہوگی

جھگڑے ہونگے قیامت مین پریزادون کے — ایک سے ایک سوا حسن مین صورت ہوگی

دیکھکر یہ دل نادان نہ مچلجائے کہین — یہ جو مچلا تو قیامت مین قیامت ہوگی

کس صفائی سے وہ دل لیکے مکر جاتے ہین — اِس سے کیا بڑھکے زمانے مین شرارت ہوگی

دار فانی مین رہا ہی نہ رہیگا کوئی — ایک تو ہوگا فقط اک تری قدرت ہوگی

چین سے سوئینگے آغوش لحد مین صفدر
نہ وہان یاس نہ امید نہ حسرت ہوگی

ذرون سے آشکارا تارون سے وہ عیان ہی — قدرت کا اُسکے جلوہ دیکھو کہان کہان ہی

اوراق برگ گل سے ظاہر ہے رنگ قدرت — وحدت کا اک رسالہ بلبل کی داستان ہے

ظاہر مین ذکر تیرا باطن مین یاد تیری — حرف دوئی کہان ہے جو دل ہے وہ زبان ہے

پردہ اُٹھاؤ رخ سے کبتک یہ لن ترانی — دیدار کا تمھارے مشتاق اک جہان ہے

عاشق ہوے تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب — ہر صبح یہ جبین ہے وہ سنگ آستان ہے

خلق خدا کا مجمع برہم ہے آج قاتل — ہنگامۂ قیامت مقتل کے درمیان ہے

تیغ ادا کے بوسے لینا تڑپ تڑپ کر — اے دل کمی نہ کرنا یہ وقت امتحان ہے

اُس شوخ دلربا سے جب پوچھتا ہون دلکو — کہتا ہے مسکرا کر کس نے لیا کہان ہے

مرقد پہ چار جانب چھائی ہے یاس و حسرت — عشاق بے نشان کا دنیا مین یہ نشان ہے

کیونکر خوشی ہو سیر گلشن سے فصل گل مین — شاخ نہال غم پر اس دل کا آشیان ہے

ملک عدم مین جاکر آرام کچھ نہ پایا — جو درد سر یہان تھا ہمکو وہی وہان ہے

راز نہان سے اپنے واقف نہین ہے کوئی — اک درد دل ہمارا مدت کا رازدان ہے

اے آفتاب محشر خلق خدا ہے مضطر — یہ روز خودنمائی یہ وقت امتحان ہے

درد و غم و الم سے خالی نہین کبھی دل — ہر دم نیا مسافر اس گھر مین میہمان ہے

فرقت مین فوج غم کا دیکھو حشم ہے کیا کیا — نالہ نقیب لشکر آہ رسا نشان ہے

لاکھون ہین یاس و حسرت اک دل ہے نیم بسمل — صدمے ہزار ہا ہین اک جان نیمجان ہے

ہر دم صدائے نالہ آتی ہے قافلے سے — دل ہے کسی کا نالان یا زنگ کاروان ہے

تاب و توان سدھارے اب کیا رہا ہے تن مین — اک دل ہے یاس پرور اک جان ناتوان ہے

قاصد سے حال نہان باد صبا سے مخفی
صفدر جہان مین کوئی تیرا بھی رازدان ہی

جفا سے منھ نہ پھیرینگے ستا لے جسکا جی چاہے
وفا مین ہم ہین کامل آزما لے جسکا جی چاہے

خفا بیٹھا ہون مین بھی آزما لے جسکا جی چاہے
محبت ہی تو روٹھے کو منا لے جسکا جی چاہے

حسینون کے برابر رکھدیا ہی نقد دل ہمنے
نہین کچھ کام اب ہمکو اٹھا لے جسکا جی چاہے

زبان کسطرح کھولین یار کی محفل مین بیٹھے ہین
بلا سے منھ مین جو آئے سنا لے جسکا جی چاہے

بنینگے پان غیرونکو تو کاہے کو جئینگے ہم
ہمارے قتل کا بیڑا اٹھا لے جسکا جی چاہے

مزاج ایسا نہین بگڑا ابھی آغاز وحشت ہی
بلا کر مجکو باتونمین لگا لے جسکا جی چاہے

وہ بسمل ہون کہ زخم تن سے ہر ہین تنگ الفت سے
ہمارا خون مہندی مین ملا لے جسکا جی چاہے

دیے ہین عشق نے داغ اتنے میرے سینہ و دلکو
کہ ان پھولون سے گلدستہ بنا لے جسکا جی چاہے

گداز عشق سے پایا ہی دلنے شمع کا رتبہ
بلا کر اسکو محفل مین جلا لے جسکا جی چاہے

ابھی بن ٹھن کے یہ کہتے ہوے آدھر آگے
پری ایسے ہم ہین سینے سے لگا لے جسکا جی چاہے

اکیلے گھر مین سوتے ہین خبر اتنی نہین انکو
کہ اس دم چھپ کے منھ سے منھ ملا لے جسکا جی چاہے

بوقت نزع مجکو دیکھکر وہ بدگمان بولا
یقین آتا ہی کسکو دم چرا لے جسکا جی چاہے

لب شیرین کا بوسہ مانگتا ہون مین تو کہتے ہین
نہ دینگے ہم بلا سے زہر کھا لے جسکا جی چاہے

وہ حیلے سے گئے گھر اب مجھے پیغام بھیجا ہی
نہ آونگا مین اور ونکو بلا لے جسکا جی چاہے

بگڑ کر کہتے ہین اظہار الفت مین جو کرتا ہون
سراسر جھوٹ ہی باتین بنا لے جسکا جی چاہے

نہین کچھ عذر مجکو حکم مین ہون تابع فرمان
اُٹھالے جسکا جی چاہے بٹھالے جسکا جی چاہے

نہین لکھی ہر کوئی نامناسب بات نامے مین
پڑھے خود خواہ اورون سے پڑھالے جسکا جی چاہے

مرے قابو مین اگر کبھی مزے سے وہ یہ کہتے ہین
ہنسالے جسکا جی چاہے رُلالے جسکا جی چاہے

خدا کی راہ مین دیکر زکات حسن کا بوسہ
ہمیشہ ہم فقیرونکی دعا لے جسکا جی چاہے

مین ونکو ہاتھ مین لیکر حسینون سے یہ کہتا ہون
یہ طوطی بو تمہالا یا ہون پالے جسکا جی چاہے

کبھی مانند گوہر آبرو منقدر نہ جائیگی
بظاہر خاک مین مجکو ملالے جسکا جی چاہے

کسی گل کو نہین نسبت تمہارے روے گلگون سے
کہان ہمسر کوئی سرو گلستان قد موزون سے

قد موزونکو نسبت دیجیے کیا سرو موزون سے
نیا مضمون ہر اس مصرع مین وہ خالی ہر مضمون سے

ہوا اب کبھی جو آتی ہر پریشان کو وہ ہامون سے
خبر دیتی ہر ہمکو حالت فرہاد و مجنون سے

ہوے مشہور عالم مین تمنا زلف شبگون سے
بندھا کیا رنگ محفل مین ہیر آس جوئی کے مضمون سے

جو خم مین بیٹھے ہے ہوا امان بیداد گردون سے
یہ نسخہ ہاتھ آیا ہر ہمین ساقی فلاطون سے

مقرر ہر وصل عاشق و معشوق ہوتا ہر
انا لیلی کی آواز آرہی ہر گور مجنون سے

قیامت کو تو آنے دے کریگا بحث اے قاتل
ہمارے خون کا محضر ترے دامان پر خون سے

خداوند جہان دے خیر کی توفیق لیلی کو
کہ محمل مین وہ باندھے لیکے پردہ چشم مجنون سے

ترا بیمار الفت ہو دوا اون پر اگر راضی
اطبا کیا اتر آئین مسیحا اوج گردون سے

ترنگ آئی اگر مستی مین ہمکو دیکھنا ساقی
لیا جمشید سے پیمانہ خم ہمنے فلاطون سے

نشان نام آورونکا یہ مٹایا دور گردون نے
سنی آواز کوکو قمری قصر فریدون سے

خزانے اہل دولت جو زمین مین دفن کرتے ہین
مرے نزدیک وہ کچھ کم نہین خست مین قارون سے

بہار عیش سے کیونکر نہو دل باغ باغ اپنا
دماغ جان معطر ہی شمیم روے گلگون سے

ابھی دن تھا ابھی عالم شب تاریک کا دیکھا
اندھیرا چھا گیا آنکھونمین یاد زلف شبگون سے

مبارک لیلی و شیرین کا جلوہ اورلوگونکو
ہمین فرصت کہان ہی ماتم فرہاد و مجنون سے

کہن سالی مین کیا ہمکو ترقی ہوگئی حاصل
ہوئی دونکو محبت اُسکے حسن روز افزون سے

بحمد اللہ سگ جانان نے اگر استخوان کھائے
ہوا امر نے یہ اپنا سامنا بخت ہمایون سے

یہ وہ ہی ذکر جو پریونکو بھی دیوانہ کرتا ہی
تری آنکھونکا افسانہ کہین بڑھکر ہی افسون سے

ملاے اُس سہی قد سے کسی دن ہوگے یہ سیدھا
کہان امید ہی ہمکو یہ اپنے بخت واژون سے

زہے رفعت طبیعت کی بلندی اسکو کہتے ہین
بڑھایا اس زمین کا مرتبہ صفدر نے گردون سے

کس شمع رو سے لو ہی برابر لگی ہوئی
اک آگ سی ہی سینے کے اندر لگی ہوئی

کوچے مین تیرے لاش ہی یہ کس غریب کی
قاتل جو بھیڑ ہی ترے در پر لگی ہوئی

قاتل اُسی سے کر مری گردن سے سر جدا
ہر سان پر جو تیغ دوپیکر لگی ہوئی

اک وار مین گلے کی رگین سب کی سب کٹین
اے تیغ رکھ نہ بال برابر لگی ہوئی

احسان ترا کہ آب دم تیغ سے بجھی
شدت سے تھی جو پیاس ستمگر لگی ہوئی

دنیا مین ظلم کرکے وہ ہوتے تو مطمئن
لیکن ہی قید پرسش محشر لگی ہوئی

ساقی بغیر تو رسکین مست کیا مجال
اسے ہے زہر تو تلو نکلے جو منھ پر لگی ہوئی

اپنے مریض ہجر کی تم کو ہی کچھ خبر
ہچکی ہی چار دن سے برابر لگی ہوئی

عالم مین کسکے دل مین نہین ہی ترے جگہ
یہ وہ سرنگ ہی جو ہی گھر گھر لگی ہوئی

مردہ یہ کسکا گاڑ کے آئے ہو خیر ہی
گیسو کھلے ہین خاک ہین منھ پر لگی ہوئی

جیسے کڑی سنائی ہی اُس بت نے بے سبب
کیا کہیے کیسی چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

آکے تے ہین اب آتے ہین وہ گرم ہی خبر
کیونکر رہے نہ آنکھ سوے در لگی ہوئی

قاصد کو کیا روانہ مین برسات مین کہ دن
منھ کی جھڑی تو رہتی ہی دن بھر لگی ہوئی

جو دل ہی جل رہا ہی تمھارے فراق مین
اِک آگ دیکھتا ہون گھر گھر لگی ہوئی

مین جان ابھی نثار کرون تیری تیغ پر
رہ جائے یہ گلے سے جو دم بھر لگی ہوئی

مین کون ہون کہان ہون یہ مطلق خبر نہین
اِک ٹکٹکی ہی جانب دلبر لگی ہوئی

بیٹھے ہین پاس آنکھ ہی ہر وقت سوے در
شاید سواری آنکی ہی باہر لگی ہوئی

دشوار ہجر یار مین تھی اپنی زندگی
لیکن امید وصل ہی صفدر لگی ہوئی

کہین وہ ذرون سے آشکارا کہین ستارون سے وہ عیان ہی
وہی تو ہی ایک نور مطلق کہ جسکا جلوہ کہان کہان ہی
اُسی کے چہرے کے نور سے ہین سہا و خورشید و ماہ روشن
اُسی کے ابرو کا ہی یہ پرتو جو اوج گردون یہ کہکشان ہی

شمیم نسرین میں رنگ لالے میں تاب سنبل میں آب گل میں
اسی کے نیرنگ حسن ہیں یہ عجب تماشا یہ بوستان ہی
عجیب نرگس عجیب سوسن عجیب سبزہ عجیب لالہ
چمن جو پھولا ہوا ہی ایسا چمن کا کوئی تو باغبان ہی
چلی ہی یہ تیغ ناز کسکی کہ صحن گلشن ہوا ہی مقتل
لباس لالے کا ہی جو گلگون تو خونچکان رخت ارغوان ہی
عبث نہ کر بحث ہمسے بلبل کہ غل ہی برعکس مرضی گل
ترا ہی جس باغ میں نشیمن وہیں ہمارا ابھی آشیان ہی
غرور ناحق ہی باغبان کا کہو کہ دے سیر کی اجازت
گلون میں رنگ ثبات کب ہی بہار ہی آج کل خزان ہی
سوے عدم سب ہیں جانے والے قرار دم بھر نہین کسی کو
یہ وہ مکان ہی کہ اس مکان میں جو میزبان ہی وہ میہمان ہی
مکان بنائے تو اس سے حاصل کیا جو زر جمع محض باطل
یہ جتنی کوشش ہی سب عبث ہی یہ جتنی محنت ہی رائگان ہی
سرا یہ دنیا ہی ہم مسافر جو آج آئے ہیں جائینگے کل
جو دیکھو بس ایک شب کا وقفہ اس آنے جانیکے درمیان ہی
تلف ہوا نقد جان جو دم میں تو مال و دولت سے کیا ہی حاصل

ہما کا سایہ تھا جسکے ہسر پر وہ گھل کے اک مشت استخوان ہی
اُٹھا ہی یارب جنازہ کس کا کہ ایک عالم ہی پیچھے پیچھے
روان جو مین کبھی ہون ساتھ نالان جرس یہ ہمراہ کاروان ہی
نگاہ رحمت تھی جسکی سب پر وہ بند آنکھین کیے ہوے ہی
جو سب کی کرتا تھا دستگیری وہ پاے اغیار سے روان ہی
قدم بڑھایا ہی ساتھیون نے یہان ہی زنجیر پا نقاہت
ٹھہر ٹھہر کر ذرا چلین سب کہ ایک واماندہ ناتوان ہی
پھرے ہین اہل جہان جو تجھ سے تو اُسکی پروا ہی کسکو صفدر
تبون سے مطلب نہین ہی مجکو خدا مرا مجھپہ مہربان ہی

خط نکلنے پر نہ عاشق کوے جانا مین رہے
ناتوان در زار ہو کر کوے جانا مین رہے
ایک عالم کشتہ تیغ اداے یار تھا
دیکھا ہے دست جنون تا چند یہ چالا کیان
اُس لب جان بخش کا بوسہ نہ پایا ایک شب
شوق لعل لب کہان سے لے گیا ہمکو کہان
یا خدا قسمت میں سیا ہو اس دل صد چاک کی
تمنے آنکھین بند کر لین گر حیا سے وصل مین

جبتلک تھی فصل گل بلبل گلستانمین رہے
مور سکے مانند ہم ملک سلیمان مین رہے
روز ہنگامے نئے شہر خموشان مین رہے
تار دامن ہین اب میرے گریبان مین رہے
مثل اسکندر تلاش آب حیوان مین رہے
مدتون آوارہ ہم شہر بدخشان مین رہے
شانہ بنکر یار کی زلف پریشان مین رہے
کم دو شوخی حیا کے اب چشم غزالان مین رہے

محفل جاناں مین پہونچا دل کا حافظ ہی خدا
بے جلے کسطرح پروانہ چراغان مین رہے

ای جنون تکلیف سے گذری نہ اپنی کوئی رات
چین سے ہم سایۂ نخل مغیلان مین رہے

اُنکی محفل سے نکلکر کیون نہ آتی اپنی موت
زندگی بلبل کی ہی جبتک گلستان مین رہے

دل الٰہی ہو نہ اُس زلف مسلسل سے جدا
چاہیے مہرہ دہانِ مار پیچان مین رہے

پستی تقدیر سے گھبرا نہ ای دل اسقدر
حضرت یوسف مقید چاہ زندان مین رہے

عمر بھر اُس سے کبھی فرقت کبھی وصلت ہوئی
ہم کبھی دوزخ کبھی گلزار رضوان مین رہے

حال مذہب آپکا صفدر نہ کچھ ظاہر ہوا
ایک مدت صحبت گبر و مسلمان مین رہے

اوقات عیش و غم مین یونہین بسر کرینگے
کاٹینگے رات روکر ہنسکر سحر کرینگے

یہ انتظار تیرا رشک قمر کرینگے
راتون کو جاگ کر ہم برسون سحر کرینگے

دنیا کی چار حد مین قبلہ نما کی صورت
ہوگا جدھر وہ ابرو ہم رخ اُدھر کرینگے

مہمان سرا ہی دنیا ہم لوگ ہین مسافر
دو چار روز رہ کر آخر سفر کرینگے

فرقت مین زندگانی ہی سخت ہمکو مشکل
سردی کی اس مہم کو اک روز سر کرینگے

کیونکر چھپائین عصیان ہمراہ دو ملک ہین
جاسوس ہین یہ اُسکے اُسکو خبر کرینگے

کاہیکو یہ رہیگی مجھ سے کجی فلک کی
جسدن وہ میری جانب سیدھی نظر کرینگے

آنکھون کا نور آنسو کھوئینگے رفتہ رفتہ
یہ طفل ناخلف ہین برباد گھر کرینگے

آنکھون کی گردشین وہ سب کو دکھا رہے ہین
گردش ہوا ادھر کی دنیا اُدھر کرینگے

یہ شام کو ہی غائب وہ صبح کو ہی غائب — اُس رخ سے سامنا کیا شمس و قمر کرینگے

لکھا ہی حال خط مین کچھ داغہائے دل کا — طاؤس بوستانکو ہم نامہ بر کرینگے

اُسکی کمر کے مضمون ہمنے رقم کیے ہین — لیجا کے خط کبوتر کیا کیا کمر کرینگے

بے آگ ہونگی روشن سب وقت شام شمعین — جس بزم مین بیان سوز جگر کرینگے

مکتوب کیا لکھینگے اُس بحر حسن کو ہم — رو کر جو دیدۂ تر کاغذ کو تر کرینگے

کرتے ہوے عبادت کعبے مین عمر گذری — اب بتکدے مین چلکر چندے بسر کرینگے

در پے جو اہل شر ہین پروا نہین ہی ہمکو
صفدر مدد ہماری خیر البشر کرینگے

نہین آگاہ آنکھین وہ کہان ہی — نظر مین ہی نظر سے پر نہان ہی

خیال خام نیرنگ جہان ہی — زمین فرضی ہی وہمی آسمان ہی

گل و بلبل کا افسانہ کہان ہی — ہماری اور تمھاری داستان ہی

تمنائے خنجر قاتل ہو کیونکر — دہان زخم بسمل بےزبان ہی

چمن مین طائر رنگ چمن ہین — کہ ہر غنچہ ہمارا آشیان ہی

بچینگے گو زمین کیا ظلم سے ہم — یہی زیر زمین بھی آسمان ہی

موحد کو ہی یکسان دیر و مسجد — صدا ناقوس کی بانگ اذان ہی

نزاکت مین ہین وہ ایسے یگانہ — کہ اُنپر ناز کی اپنی گران ہی

نہ کیونکر ذبح ہون صبح شب وصل — چھری مجکو مؤذن کی اذان ہی

یہ رنگ بے ثباتی ہی جہان مین — کہ ہر گلزار پامال خزان ہی
چلے جاتے ہین لیکن سب ہین خاموش — عدم والونکا بھی کیا کاروان ہی
گل اسمین داغ ہین نالے ہین بلبل — ہمارا جس چمن مین آشیان ہی

گردن سجدے نہ کیونکر جھکے صفدر
مرا کعبہ وہ سنگ آستان ہی

محل عبرت کا ای غافل تماشاگاہ ہستی ہی — دہن ہو تنگ ٹکڑے ہوتا ہی کلی جسوقت ہنستی ہی
وہ رند بادہ کش تھا مین کہ میری خاک پر ساقی — گھٹا مستانہ آتی ہی مے گلگون برستی ہی
نہین بادِ فنا بھی حسرتِ دیدار سے راحت — لحد مین لاش میری روح جنت مین ترستی ہی
چٹکتی ہین جو کلیان جانتے ہین تیرے دیوانے — کہ اس پردے مین ہیر فصل گل آواز کستی ہی
جو شیشہ ہو تو پہچانے جو ساغر ہو تو کچھ جانے — خبر کیا محتسب تجکو مجھے کس مے کی مستی ہی
جو ارباب تواضع ہین صفا شرط ہی انکو — خمیر اچھا نہین ہوتا تو کب تلوار کستی ہی
دل صد چاک کا یہ رنگ ہی آغاز الفت مین — کہ جیسے صبحدم کوئی کلی گلشن مین ہنستی ہی
کہان انسان کہان عرش برین کی سیڑھی ساقی — کرم تیرا ہی رندونپر یہ ساری اسکی مستی ہی
پر اپنی خوابگاہ یار مین پریان بچھاتی مین — پلنگ اسکا جنان سے حور آکر روز کستی ہی
نہ برہم ہو اگر مے پی کے بوسے لیا ہمنے — کہ عالم نوجوانی کا ہی ساقی جوش مستی ہی
عدم کو چل تو آنکھین بند کر لے کچھ نہین کھٹکا — بہت ہموار رستا ہی بلندی ہی نہ پستی ہی
متاع حسن کی قیمت ہی دل لون نا لون یا نہ — آبرو کہتی ہی مہنگی عشق کہتا ہی کہ سستی ہی

شراب تند پی ہی مین نے اُسکا ہی اثر باقی
ہر اک تبخالہ ہونٹھونپر کف سرجوش ہستی ہی

شب وعدہ سہی اے دل مگر وہ بت نہ آئیگا
مرے گھر کے چراغونپر اُداسی سی برستی ہی

تصور سے نجا باہر دل صفدر نہ کر ویران
ارے او بیوفا ظالم یہ ارمانونکی بستی ہی

کب کیے ہمنے نظارے گلشن ایجاد کے
پر نہ نکلے تھے کہ آئے دام مین صیاد کے

سیکھے ہین افلاک نے رنگ اُس ستم ایجاد کے
ہین یہ نوسفاک شاگرد ایک ہی استاد کے

دھیان آیا ہمکو اُسکی چشم و مژگان دیکھکر
صف گنہگارونکی ہی یہ سامنے جلاد کے

ساتھ اُسکے چیخ اُٹھے قافلے کا قافلہ
ڈھنگ سکھلا دون جرس کو مین اگر فریاد کے

کھینچتی ہی تصویر لکھتا ہی حسینون کے صف جو و
رنگ اُڑے ہین قلم نے خامۂ بہزاد کے

روئے گل کب ہمنے دیکھا کب چمن کی سیر کی
پر نکلتے ہی تو آئے دام مین صیاد کے

عشق قد یار مین ایسے ہوے ہم ناتوان
دب گئے بیٹھے جو دم بھر سائے مین شمشاد کے

جو تماشا دیکھنے آئے تھے میرے قتل کا
یہ ترس کھایا کہ دامنگیر ہین جلاد کے

ہمنے عبرت سے کہا ایوان کسریٰ دیکھکر
رہنے والے کیا ہوے اِس خانۂ برباد کے

کیا محبت تھی اسیری سے کہ چھٹکر دام سے
مر گئے طائر پھڑک کر سامنے صیاد کے

روح کو وقت شہادت کیا مزہ حاصل ہوا
گرد پھرتی ہی جو تیغ و بازوے جلاد کے

ہون وہ نالان میرے نالون سے بنے گا خلد نار
اہل محشر ہونگے فریادی مری فریاد کے

قد جانانہ کی نہ الفت جائیگی مرنیکے بعد
قبر بھی اپنی بنیگی سائے مین شمشاد کے

آمد انکی ہی ہمارے گھر مگر آتے نہین
غلغلے مدت سے سنتے ہین مبارکباد کے

کوہ پر فرہاد بیجان دشت مین مجنون خراب
کارخانے ہین یہ عشق خانمان برباد کے

سر جدا مجھ سخت جانکے تن سے دم بھر مین کیا
آج جوہر سب نے دیکھے خنجر جلاد کے

اُسکے دیوانے کی ہلکی کیون بنائین بیڑیان
اِس خطا پر ہاتھ کٹوائے گئے حداد کے

دام سے چھوٹا ابھی تو جاتا ہون سوے چمن
پانون مین میرے ہین پھندے الفت صیاد کے

عالم وحشت مین جا نکلون اگر مین سوے کوہ
گر پڑے تیشہ یہ کانپین ہاتھ ابھی فرہاد کے

کیون دل پر داغ سے ناخوش ہی وہ بالا بلند
بیشتر طاؤس دیکھے سایے مین شمشاد کے

مطمئن ہون کس طرح مین آج اگر تو گل نہین
جسقدر ہین رہنے والے اِس خراب آباد کے

مشکلین آسان ہون سب یا علی مرتضیٰ
آسرے صفدر کو ہین بس آپکی امداد کے

نہین پروا کشیدہ ہی اگر شمشیر گردن سے
مرے قاتل نے مجکو مار ڈالا ترچھی چتون سے

نہ بتخانہ کا بندہ رہنے والا ہی نہ کعبے کا
شناسائی ہی جیسی شیخ سے ویسی برہمن سے

بحمد اللہ قفس صیاد نے پھولون سے چھپایا ہی
مبارکباد کو اب بلبلین آئینگی گلشن سے

ہوا مین جان بلب وہ لب مسی زیب اُسکے یاد آنے
یہ گل پھولا نیا نظارہ گلہاے سوسن سے

جہان جاؤگے تم ہوگا وہین عشاق کا مجمع
نہین ممکن کہ پروانے جدا ہون شمع روشن سے

شب وصلت جھکین تنہا نہ انکی شرمگین آنکھین
چھپایا تیلیون نے منھ صف مژگانکی چلمن سے

چلون مثل صبا اِس باغمین بے بو وفا کب ہی
گریبان سے نہ گل لپٹے نہ کانٹے میرے دامن سے

اسیران قفس کو چین ای صیاد کیا آئے
صدائین ہمصفیرون کی چلی آتی ہین گلشن سے

نہ آنے دے جو ہمکو باغبان آنے نہین دیتا
تماشا باغ کا کرین گے دیوارون کے روزن سے

کدورت کب کسی سے رکھتے ہین دل صاف ہین جنکے
نگاہ چشم آئینہ ہے یکسان دوست دشمن سے

دیا خط یار کا لاکر جو مجکو میرے قاصد نے
مین سمجھا بوے گل باد صبا لائی ہے گلشن سے

چمن مین اُس مسی مالیدہ لب کی مین ثنا کرتا
دہن ملتا جو غنچے سے زبان ملتی جو سوسن سے

خدا جانے جہان سے حسرتین کیا لیگیا صفدر
صدائے نالہ وزاری چلی آتی ہین مدفن سے

داغ ہاتھ آئے عشق خوبان سے
پھول چن لائے ہم گلستان سے

مین کہان جاؤن کوے جانان سے
عشق بلبل کو ہے گلستان سے

وحشیو چلتے ہو جو جانب دشت
باندھو دامن ہمارے دامن سے

مین تو زخمی ہون تیر مژگان کا
زخم دھلواؤن آب پیکان سے

کام کیا آئے دیدۂ گریان
جل گیا جسم سوز ہجران سے

باغبان مجھ سے تو خفا ہے عبث
لیگیا کیا ترے گلستان سے

زلف جانان کے دیکھنے والے
کیا ڈرین طول شام ہجران سے

تیر سے دل جدا نہین ہوتا
کتنی الفت ہے تیرے پیکان سے

ہو اگر تم کو سیر مد نظر
داغ دل کم نہین گلستان سے

خاک ہونے پہ بھی بسان غبار
جا لپٹتا ہون اُسکے دامان سے

لاش احباب سے نہین اُٹھتی
یہ گران ہو نہین بار عصیان سے

مدد اے زور پنجۂ وحشت
تنگ آئے ہین ہم گریبان سے

واہ آن تپلیون کا کیا کہنا
حورین آئی ہین باغ رضوان سے

لب جانان کو دیکھتے ہی خضر
ہاتھ دھو بیٹھے آب حیوان سے

قرۃ العین ابر جاکے ہوے
اشک نکلے جو چشم گریان سے

ہائے صفدر کی ناتوانی ہائے
کچھ نہ بس چل سکا گریبان سے

زندگی دور ذرہ کب قابل اعتبار ہی
پیرہن اپنی عمر کا جامۂ مستعار ہی

پھول سے روے یار پر طرہ تابدار ہی
سنبل تر کی باغ مین واہ عجب بہار ہی

سیر چمن کو جائین کیا روز فراق یار ہی
شاخ نہال گل ہمین خنجر آبدار ہی

ظاہر و باطن اے جنون حال سب آشکار ہی
سینہ بھی چاک ہی جیب بھی تار تار ہی

حاجت روشنی نہین لالہ رخون کا کشتہ ہون
گل جو اُگا ہی خاک پر شمع سر مزار ہی

شب کو جو خشک گل ہوے اُسنے سحر دیے مجھے
اُسکے گلے کا ہار اب میرے گلے کا ہار ہی

دلکو تو مجھ سے لیلیا پر رہو دیکھتے ذرا
تم اسے جانتے ہو کیا فتنہ روزگار ہی

کوے بتان مین دشت مین باغ مین کوہسار مین
تجکو کہین قرار بھی اے دل بیقرار ہی

بد مزگی یہ تاکجا پی لو شراب پھر ذرا
آنکھین ہین پھر چڑھی ہوئی نشے کا پھر اُتار ہی

فرقت یار مین ہوا میکدہ وادی جنون
آبلہ شیشہ شراب موج شراب خار ہی

آئی تو ہم ہین قضا دور ہی پر رہ فنا
آنکھون مین دم اٹک گیا یار کا انتظار ہی

ارض سے تا سما نہین عشق کا دل جلے کہان
لالہ بھی داغدار ہی ماہ بھی داغدار ہی

بھیجا تھا ہمنے نامہ بر اُسکا کہین پتا نہین
دیکھو تو کوے یار مین تازہ کوئی مزار ہی

جلوۂ یار ہی عیان آئنہ خانہ ہی جہان
ہو یہ نظر جدھر جدھر دان شکل وہی دوچار ہی

مرگ کے بعد بھی وہی چاہ ذقن کا ہی خیال
مین ہون لحد مین اور مرا دیدۂ اشکبار ہی

وحشی زلف فتنہ زا دشت سے شاید آگیا
شہر مین لوٹ مار ہی چار طرف پکار ہی

لطف جو عشق نے کیا دلکو مرے مٹا دیا
آب و شکر کی چاہ ہی تیغ و گلو کا پیار ہی

نامہ لکھا ہی یار نے دل سے مگر نہین ہی صاف
ہی یہ دلیل نامہ بر خط مین خط غبار ہی

اب تو رہا کرو ہمین دم کشو قفس سے تم
پھول کھلے ہین باغ مین جوش پہ کیا بہار ہی

صفدر خستہ حال کا ظاہر و باطن ایک ہی
سینہ بھی چاک چاک ہی جیب بھی تار تار ہی

کبھی ہاتھون مین منہدی ہی کبھی زلفون مین شانا ہی
یہ سب اُنکے بہانے ہین نہ آنا ہی نہ جانا ہی

معطل ہو کے بیٹھے ہین کہین آنا نہ جانا ہی
اُسی کے آستان پہ ہم غریبون کا ٹھکانا ہی

پھنسایا کس قفس مین ہمکو لاکر دور گردون نے
تغافل پیشہ ہی صیاد پانی ہی نہ دانا ہی

خدا کا خوف کر پیاسون پہ کیا احسان رکھتا ہی
تو اب اے ترک کب تلوار کا پانی پلانا ہی

قفس صیاد لایا بوستان مین کھل گیا مجھپر
دکھا کر آتش گل اور میرا دل جلانا ہی

خدا کیواسطے اے ضعف اتنا تو نہ کر لاغر
ابھی تو ناز اُسکے مدتون مجکو اُٹھانا ہی

وہ رُخ پر ملکے غازہ دیکھتے ہین آج آئینہ
ہوا ارشاد کہ اُنکو آگ پانی مین لگانا ہی

نصیحت کے لیے آیا ہی کیا اس قحط مین ناصح / اگر بھوکا ہوا ہی مغز میرا اسکو کھانا ہی

عجب صحرا مین جاکر ربط حسن و عشق کا دیکھا / غبار قیس لیلی کی لحد پر شامیانا ہی

توکل پیشگی مین خواہش اسباب ہی کسکو / دل خرسند سے بہتر کہان کوئی خزانا ہی

نہ سنیے ماجراے قیس سنیے درد دل میرا / نئی یہ داستان ہی اور وہ قصہ پرانا ہی

کہا جب حال دل مین نے جلیسون سے وہ یہ بولے / کہ دیوانہ سا ہی کیا اسکی باتون کا ٹھکانا ہی

سحر جو کان تک پہونچا ہی میرے نالۂ بلبل / سمند شوق کو میرے وہی تو تازیانا ہی

عزیز احباب یہ سب گور تک جاکر پھر آئینگے / مرے تابوت کے ہمراہ کیون سارا زمانا ہی

وفور سیل بجلی مار رہزن دزد غارتگر / یہ ساری آفتین ہین جسطرف قاصد روانا ہی

کدھر جاؤن کہان ڈھونڈھون وفا ملتی نہین صفدر / جفا کا عہد ہی یہ ظلم و بدعت کا زمانا ہی

آمد ہمارے گھر مین کسی مہ لقا کی ہی / یہ شان کردگار یہ قدرت خدا کی ہی

ہر شعر مین ثنا کسی زلف رسا کی ہی / کیونکر نہو کہ اپنی طبیعت بلا کی ہی

کچھ شکر کی جگہ نہ شکایت کا ہی مقام / عادت مجھے وفا کی انھین خو جفا کی ہی

دیکھا ہی ماہ چاردہم کو سپہر پر / تصویر صاف صاف کسی مہ لقا کی ہی

رستے مین مل رہیگا کسی دن مجھے وہ ترک / ثابت نہین کہ کونسی ساعت قضا کی ہی

کشور مین ان حسینون کے کوئی رہے تو کیا / آفت ہی راہ و رسم یہان کب وفا کی ہی

ہوتا ہی روز کوچے مین تیرے جو قتل عام / معلوم ہو گیا یہ زمین کربلا کی ہی

تیرے مکان مین میکدہ یا خانقاہ ہو
جو راہ رند کی ہو وہی پارسا کی ہو

ہر روز ہین جو حسن کو تیرے ترقیان
تاثیر ماہ وش یہ ہماری دعا کی ہو

انجام کیا ہو مہر و محبت کا دیکھیے
تکلیف ابتدا مین ہمین انتہا کی ہو

کیا ہاتھ لال لال ہین کیا کالی کالی آنکھ
سرمے کی احتیاج نہ اُنکو حنا کی ہو

نادان ہی جو تمیز کرے خوب و زشت مین
اچھے بُرے ہین ایک یہ خلقت خدا کی ہی

آنکھو مین دیکے سرمہ دنبالہ دار وہ
کہتے ہین ناتوانون کو حاجت عصا کی ہی

اُس گلبدن کی کیا لیے آتی ہی بوے تن
آمد کچھ آج ادھر ہی باد صبا کی ہی

شاید کہ قافلے سے وہ یوسف ہوا ہی گم
آواز دلخراش نہایت درا کی ہی

جو دیکھتا ہی تیری تجلی کو اے صنم
بیساختہ یہ کہتا ہی قدرت خدا کی ہی

ثابت ہوا کہ چشمۂ حیوان ہی وہ دہن
لذت ہر ایک بات مین آب بقا کی ہی

شافع ہین مجرمون کے جو محشر مین مصطفٰے
صفدر کو فکر کچھ نہین روز جزا کی ہی

دل خانقہ مین صحبت زاہد سے تنگ ہی
پیر مغان سے جا کے ملین یہ ترنگ ہی

آغوش مین مرے وہ بت خانہ جنگ ہی
برچھی نگاہ جسکی ہی مژگان خدنگ ہی

کسکے خیال رخ مین یہ کھایا ہی دل پہ داغ
خوشبو ہی اسمین پھول کی لالہ کا رنگ ہی

نازک دلون کو سخت دلون سے ہو ربط کیا
شیشے کے حق مین شوم ملاقات سنگ ہی

کوچے مین تم جگہ مجھے دیتے نہین تو خیر
ملک خدا ہی تنگ نہ یان پانون لنگ ہی

فرقت مین کاٹے کٹتا ہی سیر امکان مجھے
یارب دہان مار کہ کام نہنگ ہی

مرتیخ کیا ملائیگا غمزے سے تیر سے آنکھ
اسکا خطاب رستم شمشیر جنگ ہی

یارب کہان پھنسے ہین کہ ہی آب و دانہ بند
کنج قفس سے بھی دل صیاد تنگ ہی

کھینچی ہی مین نے جیسی تصور مین شکل یار
تصویر چین نہ ایسی شبیہ فرنگ ہی

شامل ہوا اگر کسی عاشق کا خون دل
کیا شوخ اُسکے ہاتھونکی مہندی کا رنگ ہی

بیٹھے ہین ہمتو شام سے آمادۂ سفر
ہو صبح طبل کوچ بجے یہ درنگ ہی

گل نے برنگ غنچہ سمیٹا ہی پیرہن
اس درجہ میرے پنجۂ وحشت سے تنگ ہی

خط سیہ نہین یہ رخ صاف پر ترے
شہر حلب مین داخلۂ فوج زنگ ہی

دل دیکے مین حسینون سے کرتا نہین طلب
اسدرجہ مانگنے سے مجھے عار و ننگ ہی

گلزار ہجر یار مین صحرا اسے کم نہین
شمشیر شاخ گل ہی تو غنچہ تفنگ ہی

غیرون کا ہی جو دخل تو ہمسے بنیگی کیا
بگڑا ہوا کچھ آپ کی صحبت کا رنگ ہی

صفدر دعا بھی کرتے ہوے شرم آتی ہی
قانع ہون مانگنا مرے نزدیک ننگ ہی

دل ہمارا مست عشق نرگس مستانہ ہی
خاک ہو جلکر کوئی وان ناز معشوقانہ ہی
ہم رہینگے امتحان عشق مین ثابت قدم
لیجلون اپنے دل صد چاک کو مین پیش یار

کیا غرض ساقی سے ہی کیا حاجت پیمانہ ہی
شمع کو کب اعتنائے سوزش پروانہ ہی
ہار جانا جی کا ننگ ہمت مردانہ ہی
موے زلف اُلجھے ہین اُنکو احتیاج شانہ ہی

بزمگاہِ حسن مین دل بھی ہمارا ہی رقیب
آشنا مدت کا تھا جو آج وہ بیگانہ ہی

قمریان عاشق ہین تیری سرو بندہ ہی ترا
بلبلین قربان ہین تجھپر گل ترا دیوانہ ہی

آمد آمد آج ہی کس شاہد مینوش کی
صورت آغوش ساقی وا در میخانہ ہی

گوہر دندان و لعل لب کے لکھے ہین جو وصف
جو غزل میری ہی وہ گویا جواہر خانہ ہی

عاشقِ جانسوز تیرے کیون نہ آئین تیرے پاس
شمع ہی جس بزم مین روشن وہان پروانہ ہی

واہ کس سامان سے ہین وہ بزم مین مسند نشین
خاصدان ہی عطردان ہی آئنہ ہی شانہ ہی

باغ پر احسان کیا آیا جو بہر سیر یار
شاخ کا جھکنا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہی

ذکر سنکر عشق کا میرے تمھارے حسن کا
کہتے ہین سب لیلی و مجنون کا یہ افسانہ ہی

کیجیے آرام آکر شوق سے دلمین مرے
خوب گھر ہی جائے آسایش یہ خلوتخانہ ہی

جلوہ گر وہ دلمین مشتاق تماشا چشم شوق
شمع محفل مین ہی باہر بزم سے پروانہ ہی

حال جو میرا ہی کیا جانین یہ محبوبِ حسین
گوش زد پھولونکو بلبل کا کہان افسانہ ہی

ہو طرفداری مبارک شمع کی تم ہو حسین
ہم ہین عاشق اُسطرف ہین جسطرف پروانہ ہی

جبسے آئے ہین یہان اُس حور طلعت کے قدم
گلشن فردوس سے بہتر مرا کاشانہ ہی

خط مجھے لا کر دیا لیکن بڑے اغماض سے
قاصد محبوب مین بھی ناز معشوقانہ ہی

جان دی کن حسرتون سے یا صفدر نے یہان
اور وہان ابتک وہی اک ناز معشوقانہ ہی

یوسف کے رخ مین نور نہ تھا یا ضیا نہ تھی
پر تجھ مین جو ادا ہی وہ انمین ادا نہ تھی

پھولون مین تازگی که چمن مین فضا نه تھی — اتنا مگر تھا عیب که بوے وفا نه تھی
فضل خدا سے تم ہو حسینون مین انتخاب — یوسف مین حسن تھا مگر ایسی ادا نه تھی
ساقی نے کی شراب کے دینے مین کیون کمی — بدلی نه تھی که باغ مین ٹھنڈی ہوا نه تھی
شیرین کی غفلتون سے گئی کوہکن کی جان — اب کیا کبھی حسینون مین بوے وفا نه تھی
کوچه جو نامه بر کو نه اُس ترک کا ملا — ثابت ہوا یه ہمکو که اُسکی قضا نه تھی
آخر سیاہی شب فرقت نے جان لی — ٹلتی ہمارے سر سے یه ایسی بلا نه تھی
تربت په فاتحه کو وه آئے زہے نصیب — اتنی بھی ہم کو اُنسے امید وفا نه تھی

دینا تھا اُنکو دل تو کہین امتحانکے بعد
صفدر ترا قصور تھا اُنکی خطا نه تھی

تھا ظاہری لحاظ کبھی دلمین جا نه تھی — دیکھا جو خوب اُنمین مروت ذرا نه تھی
مدت ہوئی اثر کا ابھی نشان نہین — کیا قابل قبول ہماری دعا نه تھی
کیا اسمین ملگیا کسی عاشق کا خون گرم — ایسی تو تیز آتش رنگ حنا نه تھی
قید لباس تھی کسے جبتک رہا جنون — سر پر کلاه تن په ہمارے قبا نه تھی
یا وه تپاک یا ہین اب ایسی کدورتین — جو ابتدا تھی آپ کی وه انتہا نه تھی
چونکا کبھی نه خواب تغافل سے کوئی بت — شاید شکست شیشۂ دل مین صدا نه تھی
آنا تھا تمکو آپ ہی ہوتا ہے خط سے کیا — میرے مرض کی تو یه مناسب دوا نه تھی
ہوتے ہین قتل اتنے ہزارون ہی بیگناه — خونخوار ایسی آپ کی تیغ جفا نه تھی

کیون توڑ کر اسے مجھے تونے ندی نجات
بھاری تو اے جنون مجھے زنجیر پا نہ تھی

دانا جو تھے جہان مین صفدر رہی پسے
گردش فلک کو کب صفت آسیا نہ تھی

یہ ولولے جنون کے یہ جوشش غم نہونگے
مٹ جائینگے یہ چرچے جس روز ہم نہونگے

چھوڑین تمھین گوارا ہمسے یہ غم نہونگے
پہلو مین تم نہوگے جس روز ہم نہونگے

جنت مین جاکے کیونکر خوش ہونگے تیرے مخزون
یہ رنج و غم نہونگے درد و الم نہ ہونگے

مرنیکا غم نہین ہے لیکن ہے دھیان اتنا
بہلیگا جی نہ اُنکا جسروز ہم نہونگے

لکھنے کو میرے عصیان آئے ملک تو بولے
اِنکی تو حد نہین ہے ہمسے رقم نہونگے

پامال شوق سے کر دل لیکے ہمسے ظالم
آزردہ تجھسے تیرے سر کی قسم نہونگے

تمد شیخ صاحب یہ مسئلہ تو بتاؤ
اُس بت کا بوسہ لیکر مجرم تو ہم نہونگے

گلزار ابر سبزہ معشوق جام مینا
پھر ساری عمر سامان ایسے بہم نہونگے

اللہ نے بنایا سایہ ہمین تمھارا
تم سے جدا حسینون ہم ایک دم نہونگے

صحبت ہے اِن بتونکی آفاق مین غنیمت
جنت مین یہ نہونگے دوزخ مین ہم نہونگے

آئی تو گھر مین دنیا پر خوب جانتے ہین
ہمکو کبھی مبارک اِسکے قدم نہونگے

دل دیکے اُس صنم کو پچھتا رہے ہین کیسے
سمجھے تھے ہم یہ پہلے ایسے ستم نہونگے

آنے کبھی نہ دیتے اِس غمکدے مین ہم کو
پر چلتے وقت واقف اہل عدم نہونگے

رقت کے جوش سے ہین ابر بہار آنکھین
اشکو نکو میرے گن لو قطرون سے کم نہونگے

تصویر تیغ ابرو ہرگز نہ کھنچ سکیگی
مانی کے ہاتھ دونون جبتک قلم نہونگے

گلگشت کو تو آؤ تسلیم کو تمہارے
ہین کون سرو گلشن سر جنکے خم نہونگے

ہین کشتۂ تغافل راحت ہی ہمکو صفدر
بھٹکنی وہ شور محشر بیدار ہم نہونگے

ہوجائین آنکھین بند جو پردا اٹھائیے
طاقت کہان کہ لطف تماشا اٹھائیے

الفت مین لاکھ طرح کی ایذا اٹھائیے
سر اسکے آستان سے نہ دھلا اٹھائیے

بیماری فراق مین مرنا ہی خوب ہی
کیون رنج انتظار مسیحا اٹھائیے

اب چند روز دیر کی بھی سیر کیجیے
کعبے سے دل مین ہی کہ مصلا اٹھائیے

جا بیٹھتا ہون جب مجھے کہتا ہی وہ صنم
بستر مری گلی سے خدا را اٹھائیے

ہمراہ غیر غسل کو جاتے ہین تو وہ جائین
طوفان رو کے کیون لب دریا اٹھائیے

باندھی ہی تیغ اگر تو مبارک ہو آپ کو
ہم مجرمون کے قتل کا بیڑا اٹھائیے

گڑ جائیے جو آپ زمین مین تو خوب ہی
احسان مر کے بھی نہ کسی کا اٹھائیے

مدت سے ہم ہین طالب نظارۂ جمال
رخ سے نقاب زلف چلیپا اٹھائیے

اللہ نے ہمین دل نازک عطا کیا
کیونکر بتون کے غمزۂ بیجا اٹھائیے

آئی بہار پھولے ہین کیا لال لال پھول
چلکر چمن مین لطف تماشا اٹھائیے

نیچی نظر سے ہی چمن حسن کی بہار
آنکھین نہ مثل نرگس شہلا اٹھائیے

بدنام سارے خلق مین ہونے سے فائدہ
کشتے کا دھوم سے نہ جنازا اٹھائیے

صاحب نقاب چہرۂ زیبا اُٹھائیے		موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہین
	صفدر بکمال ضعف سے طاقت نہین رہی کیونکر تبون سے اب دل شیدا اُٹھائیے	

ملا ہی وہ حسن تمکو جس کا فروغ ہر شام ہر سحر ہی
خدا کی قدرت ہین دونون عارض جو یہ ہی خورشید وہ قمر ہی
مقام ڈرنے کا ہی اُسی سے نہ جدا سے جو شخص بیخطر ہی
نہین ہی ڈرنے کی اُس سے حاجت ذرا بھی جسکو خدا کا ڈر ہی
اُسی کا کوچہ ہی باغ جنت اُسی کا در سجدہ گاہ عالم
دماغ کیونکر نہ عرش پر ہو کس آستانے پہ اپنا سر ہی
کسی کا منہہ ہی یہ ای ستمگر جو تیغ ابرو کی یون چڑھے منہہ
سپر مین کرتا ہون اپنا سینہ یہ دل مرا ہی مرا جگر ہی
عجیب راحت سے سو رہے ہین ملے ہوے کشتگان الفت
کسی کی گردن کسی کا بازو کسی کا زانو کسی کا سر ہی
خدا نے اُسکو کیا ہی یکتا نہین زمانے مین کوئی ثانی
شبیہ کھینچے گا کیا مصور نہ وہ دہن ہی نہ وہ کمر ہی
جو محو سیر چمن ہو دن کو تو صرف ساغر کشی ہو شب کو
گذر رہی ہی کسی پہ کیسی بھلا تمہین اِسکی کیا خبر ہی

جو خوبروز زینت جہان تھے وہ سوے ملکِ عدم سدھارے
ہی دونون عالم کا ایک عالم جو کچھ ادھر تھا وہی اُدھر ہی

مریض فرقت نے پائی صحت طبیب آیا کہ موت آئی
رہی نہ تکلیف کوئی باقی نہ درد دل ہی نہ درد سر ہی

نہین بلانے پہ بھی تم آتے کہو تو اسکا مزہ دکھا دین
ابھی جو چاہین تو کھینچ لائین ہمارے نالون مین یہ اثر ہی

خدا جو دولت کرے عنایت تو سجدۂ شکر بھی ہی لازم
زمین پر دیکھ لو جھکی ہی جو نخل مین شاخ بارور ہی

روان کیا ہی مگر یہ ڈر ہی کہین نہ رستے مین کوئی لوٹے
نہ وحی باری ہی میرا نامہ نہ طائر سدرہ نامہ بر ہی

نظر مین حور جنان ہی صفدر پری کو گھر بیٹھے دیکھتے ہین
تصور اپنا کہان کہان ہی خیال اپنا کدھر کدھر ہی

مرے رونے کی اب کوئی حد نہین ہی
کہ آنکھون پر اُس شوخ کے آستین ہی

سبب کیا جو دل سخت اندوہگین ہی
وہی آسمان ہی وہی یہ زمین ہی

جو مضمون ہی تصویر سے کم نہین ہی
مرا خامۂ فکر نقاش چین ہی

نہین دختِ رز یہ بھی اک حور عین ہی
اگر میکدہ بھی بہشت برین ہی

جفاکار ہی دہر مین جو حسین ہی
وفا بھی زمانے مین یار نہین ہی

غرض بتکدے سے نہ کعبے سے مطلب
ترا آستان ہی ہماری جبین ہی

غم دل ہو باتون سے کیونکر نہ ظاہر
مری طرح آواز میری حزین ہی

کیا پیرہن دست وحشت نے پرزے
گریبان نہ دامن نہ اب آستین ہی

ہی اقرار سے صاف انکار ظاہر
زبان پر ہی ہان دلمین اُنکے نہین ہی

رگِ گل سے تشبیہ دی اُس کمر کو
مرا ذہن بھی طرفہ باریک بین ہی

جدا بزم قاتل سے مجکو نہ سمجھو
بدن ہی یہان جان میری وہین ہی

کیا ہفت کشور کو تسخیر دل نے
سلیمان کے خاتم کا یہ بھی نگین ہی

بڑھی قدر منصور سولی پہ کھنچکر
کہ سب حق پرستون مین بالانشین ہی

کہے کوئی جاکر یہ اُس بیخبر سے
کہ مل جاؤ آکر دم واپسین ہی

نہین دیتے جنت تو دوزخ کو بھیجو
ہمارا ابھی آخر ٹھکانا کہین ہی

بندھے ہمسے ایسے مضامین مژگان
کہ اب تنکے چنتا ہی جو نکتہ چین ہی

وہ غصے مین آئین تو ہو قتل صفدر
مرے حق مین شمشیر چین جبین ہی

بسمل پڑے ہوئے ہین جو بسمل کے سامنے
اِک باغ ہی کھلا ہوا قاتل کے سامنے

پھولون کو اے صبا مرا کہنا سلام شوق
پر روکنا زبان کو عنادل کے سامنے

ہین تیرے آگے اور حسین کس حساب مین
تارون کا نور کیا مہ کامل کے سامنے

جھگڑے مین میرے تم ہو طرفدار غیر کے
حق کا فروغ تھا کہ ہو باطل کے سامنے

آتشکدہ بھی گرم بہت ہی پر ای صنم
ہی سرد تیری گرمی محفل کے سامنے

دنیا و دین کے بیچ مین یون ہی مرا طریق
ساحل ہو جیسے بحر کا ساحل کے سامنے

لیلی سمجھ یہ نالۂ مجنون کا ہی دھوان
بادل گھرا ہوا ہی جو محمل کے سامنے

کعبہ بھی عرش بھی متبرک مقام ہی
پر کچھ نہین یہ دونون مرے دلکے سامنے

مرنیکے بعد بھی مجھے تا داغ رشک ہو
غیرون سے آپ دیتے ہین دل ملکے سامنے

آیا قریب یار تو جاتے رہے حواس
لوٹا گیا یہ قافلہ منزل کے سامنے

ای برق پیش چشم نہ ہر دم چمک کے آ
تیری تپش ہی کیا تپش دلکے سامنے

مجکو کریگا قتل ذرا منہ تو دیکھ لے
تیغ آئنہ ہی چہرۂ قاتل کے سامنے

آئی بہار پھر مجھے پیدا ہوا جنون
پھراندون ہین طوق و سلاسل کے سامنے

ہم بھی قریب در ہین نہ ہمسے کرو حجاب
بے پردہ آپ آتے ہین سائل کے سامنے

انجم دکھائین اپنی چمک لاکھ چرخ پر
ذرے فروغ پائین نہ اس تل کے سامنے

شاید گدا کے بھیس مین عاشق نہو کوئی
اسواسطے نہ آئے وہ سائل کے سامنے

حورین کھڑی ہین ساغر کوثر لیے ہوے
تلوار کے تلے ترے بسمل کے سامنے

پروانہ اضطراب مین کتنا ہی بیحجاب
ہی ہمکنار شمع سے محفل کے سامنے

لازم ہی اسکی مہر بھی ہو ثبت دوستو
محضر لکھو جو خون کا قاتل کے سامنے

صفدر بہار گلشن ہستی ہی بے ثبات
کیا کیا نہ پھول مٹ گئے کھل کھلکے سامنے

ہستی کا طلسم کوئی دم ہی — آیا جو عدم سے پھر عدم ہی

خط مین مرا حال دل رقم ہی — شق اسلیے سینۂ قلم ہی

ہستی سے عدم نہین بہت دور — رہرو کو یہ راہ دو قدم ہی

محراب حرم کہ ابروے دوست — وہ چشم کہ آہوے حرم ہی

وحشت مین ملی ہی ہمکو دولت — جو داغ ہی جسم پر درم ہی

دریا ہی جہان حباب ہون مین — ہستی ہی مری تو کوئی دم ہی

مستون پہ عیان ہی حال عالم — ہر جام شراب جام جم ہی

کس طرح لکھون مین اُسکو نامہ — قرطاس نہین اگر قلم ہی

اِس عمر مین کیا تمام ہو حرص — قصہ ہی طویل رات کم ہی

اغیار کے حلق پر تری تیغ — اے ترک یہ میرے حق مین سم ہی

تو حور لقا مری نظر مین — محفل تری روضۂ ارم ہی

ساقی و شراب و جام گلشن — اے ابر کرم دم کرم ہی

منھدی سے ہو وہ ہاتھ تو سرخ — دل خون ہوا تو کسکو غم ہی

مرتا ہی جو اُس کمر پہ عالم — شاید کہ یہ جادۂ عدم ہی

کرتا نہین ایک وعدہ سچا — جھوٹے کی زبان پر قسم ہی

ملجاے وہ میرے دلکو یارب — جتنا کہ جہان مین الم ہی

اے جوش جنون ترا ہون ممنون — دنیا کا نہ آخرت کا غم ہی

اتنا ہے دراز ہجر کا دن | جتنی کہ شب وصال کم ہے

دیکھا ہے بتون مین اُسکا جلوہ
صفدر مجھے بتکدہ حرم ہے

صدمے شب فرقت مین گذر جاتے ہین کیسے | بیموت جو مشتاق ہین مر جاتے ہین کیسے
کمسن ہین ابھی کیا وہ ہمین قتل کرینگے | کشتون کا لہو دیکھکے ڈر جاتے ہین کیسے
یارب نہین ہوتی ہین بسر ہجر کی راتین | اور وصل کے دن جلد گذر جاتے ہین کیسے
بیٹھے تھے ذرا پاس کہ پہلو سے اُٹھے وہ | پوچھے تو کوئی آتے ہی پھر جاتے ہین کیسے
اقرار بھی کرتے نہین دینے کا تو کیا ذکر | دل لیکے وہ عاشق کا مکر جاتے ہین کیسے
چڑھتا ہے نظر پر جو کسی کا رخ روشن | خورشید و قمر دلسے اُتر جاتے ہین کیسے
مارا ہے کسے تمنے کہ ہنگامہ ہے برپا | یہ لوگ اِدھر اور اُدھر جاتے ہین کیسے
مژگان کو یہ حسرت ہے دم اشک فشانی | دامن سے مرے مفت گہر جاتے ہین کیسے
گل دیکھتے ہین ہجر مین جب روز شگفتہ | داغ اپنے کلیجے کے اُبھر جاتے ہین کیسے
ہستی کو مٹا دیتے ہین جو عشق دہن مین | نام آور نہین نام وہ کر جاتے ہین کیسے
آبیٹھتے ہین پاس وہ جسوقت سنور کر | بگڑے ہوے کام اپنے سنور جاتے ہین کیسے

پوچھو دل صفدر پہ ہے کیا صدمۂ جانکاہ
تھامے ہوے ہاتھون سے جگر جاتے ہین کیسے

پیار سے ایک نظر دیکھیے جانیوالے | نیم بسمل ہین ترے ناز اُٹھانیوالے

سوز دل ہم اُنھین تنہا ہین ستانیوالے
کہدو ہو جائین ہوا آگ لگانیوالے

خوبرو لاکھون ہین عاشق کے ستانیوالے
اِنمین دو بھی نہین دل ہاتھ مین لانیوالے

شمع کا حال نہ پنہان ہے نہ پروانے کا
خود بھی جلتے ہین غریبونکے جلانیوالے

سبکی سنتے ہو کسی روز ہماری بھی سُنو
ہم بھی کچھ حال دل اپنا ہین سنانیوالے

ڈر ہے کیا تمنے اگر یاد فراموش بدی
دیکھنا ہم کبھی دھوکا نہین کھانیوالے

سامنے اُنکے کسی کو نہین یارائے سخن
کیسے چپ بیٹھے ہین باتونکے بنانیوالے

جبتک اُس تیغ کی محراب نہو پیش نظر
سر تسلیم نہین ہم تو جھکانیوالے

بیڑیان کٹنے کا میرے بھی زمانہ آیا
طوق منت کے ہین وہ آج بڑھانیوالے

ہو سکین کس سے بیان وصف ترے ای یم حسن
کہین دریا بھی ہین کوزے مین سمانیوالے

ناصحون نے مجھے کل تنگ کیا تھا کیسا
آج پھر آئے ہین یہ سر کے پھرانیوالے

قتل ہونا ترے ہاتھون سے جو سمجھے دولت
سر کے دینے یہ تلے جان چرانیوالے

کوئی خالی نہین دنیا کی مذمت سے کتاب
کچھ تو سمجھے ہوے تھے اگلے زمانیوالے

باغ مین آج ہے کس رشک چمن کی آمد
بھول تیونمین ہین چہریکو چھپانیوالے

فاتحہ پڑھنے کو آ تربت صفدر پہ کبھی
فتنۂ حشر کو ٹھوکر سے جگانیوالے

وصل مین ایجان آرایش کا سامان چاہیئے
تخت اسکندر نہ اورنگ سلیمان چاہیئے

لب پہ مسی چاہیے ماتھے پہ افشان چاہیئے
بیٹھ رہنے کو زمین کوے جانان چاہیئے

جوش سودا ہین خیال روے جانان چاہیے
رفع وحشت کے لیے سیر گلستان چاہیے

زندگی مین پیرہن ہو بعد مرنیکے کفن
جو یہان درکار ہی ہمکو وہی وان چاہیے

سادگی رکھتی ہی تیری لاکھ صورت کی بناو
کیا تجھے زیور مرصع ای مری جان چاہیے

پیرہن اتنا کہان سے لاؤن ای دست جنون
چاک کرنیکو تجھے ہر دم گریبان چاہیے

بیخبر کبتک رہیگا عاشقان زار سے
ای مسیحا اپنے بیمارون کا درمان چاہیے

شام کو بے پردہ وہ آئے ہین بہر سیر بام
اب خجالت سے نہ نکلے ماہ تابان چاہیے

گیسوے پرپیچ کی تعریف کرتا ہون رقم
ہاتھ مین جاے قلم شاخ غزالان چاہیے

مول لے بازار سے ساقی نئے جام و سبو
فصل گل آئی ہی میخواری کا سامان چاہیے

خواہش مشاطہ انکو ہی تو کچھ بیجا نہین
باغبان کوئی پیے زیب گلستان چاہیے

مل رہیگا رتبہ مجھ سے ذرۂ ناچیز کو
مہربانی تیری ای مہر درخشان چاہیے

آدمی حیوان کو الفت سے بنا لیتے ہین ہم
لطف صحبت ہر جگہ حاصل ہی انسان چاہیے

سرفروشی معرکے مین عشق کے آسان نہین
کہہ رکن سا کوئی اسمین مرد میدان چاہیے

ہندوے خال اسکے چہرے پر ہی حبشی کا مقام
حامل مصحف کوئی مرد مسلمان چاہیے

تنگدستی نے حفاظت سے کیا فارغ مجھے
گھر مین کچھ باقی نہین کیا مجکو دربان چاہیے

ہی انھین پر منحصر صفدر قیامت مین نجات
مومنونکو اعتقاد آل و قرآن چاہیے

ترا وصل ہو خواہش دل یہی ہی
محبت کا الفت کا حاصل یہی ہی

اُسے دیکھکر مجھ سے کہتا ہی یہ دل — مین بسمل ہون جسکا وہ قاتل یہی ہی
جنازہ مرا جب سر قبر پہونچا — قضا نے کہا پہلی منزل یہی ہی
کوئی غنچہ دیکھا جو گلشن مین مین نے — تو سمجھا کہ شاید مرا دل یہی ہی
سہا جائے کس طرح اندوہ فرقت — اگر عاشقی مین ہی مشکل یہی ہی
ہوے غرق دریائے الفت مین جسدم — صدا دی یہ عبرت نے ساحل یہی ہی
مہ نو جو فرقت مین گردون پہ دیکھا — مین سمجھا کہ شمشیر قاتل یہی ہی
تری تیغ دیکھی تو بولے یہ بسمل — گلے سے لگانے کے قابل یہی ہی
نکلتا ہی دم سنسناتے ہین اعضا — محبت کا انجام اے دل یہی ہی
وہ کہتے ہین منھ دیکھکر آئینے مین — اگر ہی تو میرا مقابل یہی ہی
حسینون مین دیکھا جو اُسکو تو سمجھے — ستارے مین سب ماہ کامل یہی ہی
بگولا جو مجنون نے صحرا مین دیکھا — تو سمجھا کہ لیلی کی محمل یہی ہی

عجب بیخودی دل پہ چھائی ہی صفدر
خدا اسسے حقیقت مین واصل یہی ہی

جفا پر اُنکے کمر بندھی ہی مگر وفا کا خیال بھی ہی
ہمارے مرنے سے خوش ہوے ہین مگر اُنھین کچھ ملال بھی ہی
شراب پیتے ہین مست زاہد مگر اُنھین انفعال بھی ہی
زبان سے کہتے ہین توبہ توبہ بلند دست سوال بھی ہی

فدا جو ہی جان ہر قدم پر تو دل مرا پائمال بھی ہی
فقط ہی مجکو انھین ہٹانا اکڑ کے چلنے مین چال بھی ہی

جو چھپکے تم کو یہان ہی آنا تو آؤ پازیب کیون اُتارو
تمھاری دہشت سے ڈرکے بولین یہ گھنگروونکی مجال بھی ہی

خدا کی قدرت ہی حسن صورت ملی ہی تم کو عجیب دولت
ہمارے دلکی ہی کیا حقیقت تمھارے آگے یہ مال بھی ہی

نہ توڑ شیشونکو محتسب یون کہ میکدے مین ہین جمع میکش
کسی کا دل ٹوٹتا ہی ظالم تجھے کچھ اسکا خیال بھی ہی

وہ زخم کھائے ہین تیغ غم کے کہ دل کا احوال کچھ نہ پوچھو
شہید بھی ہی ذبیح بھی ہی قتیل بھی ہی حلال بھی ہی

نہ حور جنت کی یہ ادائین نہ قاف مین یہ پری کے غمزے
کہین تمھارا جواب بھی ہی کوئی تمھارا مثال بھی ہی

شکار کرنے یہ کون آیا یہ تیر کس کی کمان سے چھوٹا
کہ زخم کھانے کو سب ہین حاضر پلنگ بھی ہی غزال بھی ہی

خبر تجھے یار اسکی کب ہی کہ تیرا مشتاق جان بلب ہی
امید بچنے کی اسکو کب ہی مریض مین کوئی حال بھی ہی

فراق مین تنگ ہی بہت جی مگر ہی اس بات سے تسلی

یہی ہے گردش جو آسمان کی کبھی تو روزِ وصال بھی ہے
غرور اِس حسن پر ہے بیجا ہے آسمان پر دماغ تیرا
ضرور دل مین رہے یہ کھٹکا کہ اکدن آخر زوال بھی ہے
جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا
کرم سے کیا قہر کو ملایا جمال بھی ہے جلال بھی ہے
خدا ہے غفار بخشدیگا کچھ اور دل مین سمجھو نہ واعظ
فقط یہ میکش نہین ہین مجرم اُنھین تو کچھ انفعال بھی ہے
بہار عارض ہے چند روزہ غرور اتنا نہین ہے اچھا
فلک پہ ہمنے قمر کو دیکھا کمال بھی ہے زوال بھی ہے
نہ پوچھو داغون کا حال ہمسے سیاہ بھی ہو گیا ہے کوئی
گلی کبوتر تو ہین ہزارون مگر کوئی اِنمین خال بھی ہے
نہین ہے ممکن کہ طائر دل پھنسین نہ آ کے روز اِنمین
وہ خال مشکین اگر ہے دانہ تو زلف پرپیچ جال بھی ہے
ہزار فرقت مین داغ کھاؤن ہزار اندوہ و غم اُٹھاؤن
کلام شکوہ زبان پہ لاؤن مری یہ صفدر مجال بھی ہے

اور کوئی ڈھونڈھیے جور و جفا کیواسطے	کیجیے آزاد بندے کو خدا کیواسطے
ہر طرح کے لوگ ہین سرکار کے دربار مین	مجھ گدا کو بھی رکھو دعا کیواسطے

پر ہما کے کیون کترواتا ہی سلطان بہر تاج
استخوان اک روز اسکے ہین ہما کیواسطے

حیف ہی اسکو نہ مطلق آشنائی کا ہو پاس
سب سے بیگانے ہو جس آشنا کیواسطے

زخم سینے کے نہ سی جراح گھبرائیگا دل
رہنے دے باقی کوئی روزن ہوا کیواسطے

گر ٹہرے رستے ہین دل میرا نہ چین الفت سے
باندھو لو مضبوط اسے مشکلکشا کیواسطے

کب لیے ہین نبین بوسے مصحف رخسار کے
تہمتین کرتے ہو کیون مجھپر خدا کیواسطے

اے توانگر دیکے محتاجونکو کچھ ہمراہ لے
چاہیے کچھ خرچ بازار جزا کیواسطے

کیون نہ مانگین اسکے در سے جسکے در کے ہین فقیر
کون جائے پیش سلطان التجا کیواسطے

کسطرح کعبے کو آئین شیخ بتخانے سے ہم
پانون پر گر گر کے دین جب بت خدا کیواسطے

خون دل دیتا ہون آنکھون سے کرو گلرنگ ہاتھ
آدمی کیون باغ مین بھیجو حنا کیواسطے

دلہین جب آجائیگی اٹھ جائینگے پہلو وہ
وقت کب کوئی معین ہی قضا کے واسطے

ہمدم موجود رہی مجکو دوا اسکی نہین
کیون طبیبونکو بلاتے ہو دوا کیواسطے

بہر رفع درد دنیا مین دوا کا ذکر کیا
ورد بھی ڈھونڈھے نہین ملتا دوا کیواسطے

مصطفے کا چاہیے ہر وقت اے صفدر خیال
دل محبت کو زبان پائی ثنا کے واسطے

ترے ہاتھ مین آرسی یار کب ہی
کسی کی یہ چشم تماشا طلب ہی

چلے آؤ چھپکر یہی وقت اب ہی
کہ رستے ہین سنسان تاریک شب ہی

مریض محبت کو آفت کی تپ ہی
کہ شمع سحر کی طرح جان بلب ہی

تری ہر ادا ہی قضا بہر عاشق — تکلم ستم ہی تبسم غضب ہی

کیا بیخودی نے مجھے سب سے فارغ — نہ عیش و طرب ہی نہ رنج و تعب ہی

کھلی قبر مین جا کے جب آنکھ سمجھا — ابھی تک مرے ساتھ فرقت کی شب ہی

یہ چھوڈن بیوضو کیا مین ابرو کو اُسکے — مسلمان کو کعبہ مقام ادب ہی

خفا ہین وہ آتے نہین اِس سبب سے — اجل بھی جو آتی نہین کیا سبب ہی

رہے آپ چاہِ زنخدان مین کیونکر — کنوان ایک سارا جہان تشنہ لب ہی

اُس آئینہ رخ پہ تل کو تو دیکھو — یہ زنگی بچہ بادشاہِ حلب ہی

خدا اُسنے بنایا ہی تجکو وہ لیلی — کہ مجنون سے تیرے عشق مین سب عرب ہی

جو آتا ہی مُنہ مین وہ کہتے ہین ہمکو — ادب سے خموشی یہان مہر لب ہی

قمر کِسکو کہتے ہین خورشید ہی کیا — ہمین تو تصور ترا روز و شب ہی

یقین ہی جو دیکھے ہو دیوانہ زاہد — بلا کی پری چہرہ بنت عنب ہی

وہ بت طالب وصل ہمسے ہی اُلٹا — یہ فضل خدا ہی یہ تائید رب ہی

ترے ماہ عارض سے کیا اُسکو نسبت — کمال مہ چاردہ ایک شب ہی

مین اُس شاہ کا دل سے بندہ ہون صفدر
جو اُمّی لقب ہی قریشی نسب ہی

سر دی کی مہم عشق سر کی — کیا بات مرے دل و جگر کی

اُلٹی جو نقاب اُس قمر کی — آنکھین کھلجائینگی سحر کی

یہ خون ہوا وہ خاک جلکر	یہ دل کی خبر ہی وہ جگر کی
ہم رہگئے یار تک وہ پہونچا	تقدیر تو دیکھو نامہ بر کی
بسمل کے ہو پاس جیسے بسمل	حالت ہی یہ اب دل و جگر کی
ہم شر سے پناہ مانگتے ہین	وہ خیر منا رہے ہین شر کی
دو بوسے لیے تو وہ یہ جھیپے	چار آنکھ نہ ہم سے عمر بھر کی
کس در پہ چلے ہین سجدہ کرنے	پانون کی خبر نہ ہمکو سر کی
گذری شب وصل ہو گیا حشر	تھا صور کہ توپ تھی سحر کی
پتلی وہ کمر یہان تن زار	شکل ایک سی ہی ادھر اودھر کی
ہلتے ہوے شاخ گل جو دیکھی	یاد آئی لچک کسی کمر کی
طول شب ہجر ہی قیامت	امید نہین ہین سحر کی
اخبار نویس کچھ نہین ہم	پوچھو نہ خبر ادھر اودھر کی
زخمی کا ترے دماغ ہی اور	زخمون مین ہون بتیان اگر کی
کیا یہ بھی ہی کشتہ رخ و زلف	شب رو کے جو شمع نے سحر کی
اس مہ کے لیے فلک سے لون مول	بیچے اگر آرسی قمر کی
پانون سے نکالینگے نہ کانٹے	کھاتے ہین قسم خبون کے سر کی
کر بیمردی رسول اکرم	ہر راہ یہی خدا کے گھر کی

صفدر نہو خشک باغ الفت

جاری رہے نہر چشم تر کی

وہ نفرت سے تیوری چڑھائے گئے
مگر داغ دل ہم دکھائے گئے

کہین ضعف سے ہم نہ آئے گئے
مگر ناز تیرے اُٹھائے گئے

گلے سے ملو اب ہی کس کا لحاظ
جو تجھے لوگ اپنے پرائے گئے

مدد اسکو کہتے ہین تقدیر کی
مین روٹھا کیا وہ منائے گئے

ہوئے صاف ہمسے وہ اب شکر ہی
وہ عشوے وہ غمزے کنائے گئے

ہوئے گو کہ دردونون آنکھون کے بند
مگر دل مین میرے وہ آئے گئے

کھلا جب کوئی گل تو دل کھل گیا
کہ انداز تیرے سے پائے گئے

نیا کام ہمنے کیا عشق مین
کہ آنکھون کو دل سے لڑائے گئے

بہت ہاتھ کانون پہ رکھے مگر
ہم احوال اُنکو سنائے گئے

نہ آئے کبھی شر سے اغیار باز
اُنھین کچھ لگائے بجھائے گئے

سنا ہی یہ ہمنے کہ صفدر کے شعر
کہ جلسے مین پریون کے گائے گئے

عاشقون سے تمھین غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی
اُنکی سوتی ہوئی قسمت کبھی ایسی تو نہ تھی

بولے وہ ناز سے ٹھکرا کے مری میت کو
میرے غافل تجھے غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی

غائبانہ نہین کچھ سامنے خاطر سب کچھ
تمکو منہ دیکھے کی الفت کبھی ایسی تو نہ تھی

دل مین عاشق کے یہی آئے تو پسینا آیا
جانمن آگے نزاکت کبھی ایسی تو نہ تھی

اتنو بے اُنکے کسی وقت نہین دل کو قرار
پیار کی چاہ کی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

اپنے سایے سے بھی اتبو وہ جھجک جاتا ہی
تیرے دیوانے کو وحشت کبھی ایسی تو نہ تھی

بجلیان کانو مین پہنین تو گرائی بجلی
جانمن تجھ مین شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی

صاف کہتے ہو کہ آؤنگا نہ مٹی و سینے
خاکسارون سے کدورت کبھی ایسی تو نہ تھی

برق و سیماب سے بھی بڑھکے تڑپ ہی اتبو
دل بیتاب کی حالت کبھی ایسی تو نہ تھی

نوجوان تم جو ہوے رنگ جوانی چمکا
پیش ازین چاند سی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

اثر عشق ہوا کچھ تو کہ وہ ملنے لگے
پیشتر طرز محبت کبھی ایسی تو نہ تھی

کھلگیا ناز کی بڑھنے کا سبب ہی یہ نیاز
صفدر اُس شوخ کو نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

فغان ہی آہ ہی نالہ ہی بیقراری ہی
شب فراق مین حالت عجیب ہماری ہی

نئی طرح کی ہی پیدایش دل نالان
صدا ہی رعد کی بجلی کی بیقراری ہی

جلا کے خاک کیا ہم کو اور مکدر ہو
صفائیون پہ طبیعت بہت تمھاری ہی

کیا ہی وصل کے وعدے نے اور بھی بیچین
ترقیون پہ مرے دلکی بیقراری ہی

جفا کے طرز تمھین یاد ہی وفا کے ہمین
چلو وہ چال تمھاری ہی یہ ہماری ہی

یہ اُنکا ناز سے کہنا کبھی نہ بھولونگا
ملو نہ ہمسے اگر جان تمکو پیاری ہی

وہ سو سناتے ہین آدھی بھی ہم نہین کہتے
نہین کچھ اور یہ الفت کی بات ساری ہی

برنگ طائر بسمل جو مین تڑپتا ہون
جگر پہ تیر محبت کا زخم کاری ہی

کلیم گر چکے عش طور جل چکا ہو خیمہ
وہ بت گیا تو گیا کوہ غم گرا تو گرا

کہ سامنا ہی دہی اور ہماری باری ہی
ہر ایک حال مین شکر جناب باری ہی

ہر اپنے دلمین تصور سے یار کی تصویر
عمل سے شیشے مین صفدر پری اتاری ہی

لگادی ہی جھڑی ساون کی اپنی اشکباری نے
دکھادی ہی چمک بجلی کی دلکی بیقراری نے

شب فرقت مین خواب عیش کھویا آہ و زاری نے
پھپھر کھٹ کو کیا گہوارہ دلکی بیقراری نے

ڈبویا ابر کو آب حیا مین اشکباری نے
لٹایا آگ پر بجلی کو دلکی بیقراری نے

چمن مین دھوم ہی گلگشت گلشن کو وہ آئینگے
خبر دی ہی یہ ہمکو قاصد باد بہاری نے

ترے کوچے سے پیچھے قتل قاصد کی خبر آئی
خبر دی مجکو پہلے میرے دلکی بیقراری نے

نہان پردے مین تھے یا بے حجاب آئے سر محفل
سکھائی ہی یہ تمکو بیحجابی بادہ خواری نے

برا ہی حال ہر دم تا کجا دلکو سنبھالو نمین
کیا بیمار سے بدتر تجھے بیمار داری نے

چھپایا تو بہت دلمین ترے داغ محبت کو
کیا لیکن یہ پردہ فاش میری اشکباری نے

حسینونکی نگاہو نمین بھلا کیا آبرو ہوتی
ملایا خاک مین ہمکو ہماری خاکساری نے

تڑپکر جان دی کس آرزو سے پائے قاتل پر
کیا کیا خاتمہ بالخیر میرا بیقراری نے

سنا ہی صحن گلشن مین بہار آئی خزان گذری
خبر اڑتی سی دی ہی ہمکو یہ باد بہاری نے

عنایت ہو اگر پیر مغان کی کیا تعجب ہی
کہ پہونچایا ہی ہمکو میکدے تک فضل باری نے

خوشا تقدیر اسنے اشک پوچھے اپنے دامن سے
ہمین کیا آبرو بخشی ہماری اشکباری نے

خدا کی شان دیکھو وہ صنم بھی رحم پر آیا
کیا پتھر کا دل پانی ہماری آہ و زاری نے

کنارہ کر گئے ساتھی خضر نے راہ تبلائی
فقط منزل پہ پہونچایا ہمین تائید باری نے

نہ پی ہین نے جو مے دینے پر آنکے بھی تو وہ بولے
کیا ہے ناک مین دم آپکی پرہیزگاری نے

وہ آئے بھی گئے بھی اور نہ کچھ کہنے دیا صفدر
وفور اشکباری نے کمال بیقراری نے

وہ میرے پہلو سے گھر سدھارے ادھر کی دنیا ادھر ہوئی ہے
قیامت آئی ہے یا الٰہی یہ آج کیسے سحر ہوئی ہے

مریض الفت کی روح تن سے روانہ پچھلے پہر ہوئی ہے
تمام آفاق مین ہے شہرہ تمھین بھی اسکی خبر ہوئی ہے

نہین طبیعت مین اب وہ گرمی نہین وہ آنکھوں مین طرز شوخی
ہمین یہ ثابت ہوا مقرر تمھین کسی کی نظر ہوئی ہے

کہان تلک گرم و سرد عالم نہ دے مجھے اتبوا ای فلک عنم
سپہر نالون سے جل اٹھا ہے زمین اشکون سے تر ہوئی ہے

قبول کہنا کرو ہمارا نہ جاؤ اسوقت تو خدارا
کہ دن ہین گرمی کے دھوپ پڑتی ہے سور ہو دوپہر ہوئی ہے

کبھی جو در تک مین انکے پہونچا تو مجکو دربان نے دی یہ تسکین
بلا ئینگے وہ ضرور تم کو ذرا تو ٹھہرو خبر ہوئی ہے

کیا ہی جب نامہ چاک ظالم نے دل ہوا ہی یہان بھی ٹکڑے
پھرا ہی قاصد وہان سے پیچھے خبر ہمین پیشتر ہوئی ہی
خدا نے ایسا جمال روشن کیا ہی اُس مہر کو عنایت
اُٹھی ہی چہرے سے اُسکے کاکل تو شام کو بھی سحر ہوئی ہی
نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مزاج اُنکا نہ ہم سے بدلا
اگرچہ سو بار سے زیادہ ادھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہی
نیا یہ پیری مین ہی تکلف کہ لوگ صحبت سے بھاگتے ہین
برہنہ شمشیر بنگئے ہم خمیدہ جب سے کمر ہوئی ہی
تجھے ہی معلوم خاک زاہد کہ عاشقی مین ہی کیسی لذت
یہ پوچھ مجھ سے کہ عمر ساری اِسی مین میری بسر ہوئی ہی
ہزار ہو انقلاب عالم نہین ہی مستون کو کوئی دہشت
بھری ہوئی ہی جو مے سے کشتی یہ تیغ غم کی سپر ہوئی ہی
سپید مو ہو گئے ہین جب سے یہ سن رہے ہین صدائے ہاتف
رہیگی غفلت کی نیند تاچند آنکھین کھولو سحر ہوئی ہی
نقاب چہرے سے اُسکے اُٹھی مگر ہین محروم دید اب بھی
نصیب دیکھو ذرا کہ پردہ ہماری گرد نظر ہوئی ہی
ہوئی جو آخر شب جوانی تو کیا رہا لطف شعر خوانی

زبان ہے بند اپنی صفدر خموش شمع سحر ہوئی ہے

ہوائے گیسو و رخسار یار باقی ہے
اگر یہ گردش لیل و نہار باقی ہے

تہِ زمین دل مجنون مین خار باقی ہے
کہ عشق لیلی محمل سوار باقی ہے

فقط ہماری ہی صورت بدل گئی ورنہ
وہی زمانہ وہی روزگار باقی ہے

عدم کے چلنے کے سامان ہو چکے ہین سب
یہ دیر ہے کہ ترا انتظار باقی ہے

نہ بند کر ابھی دورِ شراب اے ساقی
کہ بزم مین کوئی امیدوار باقی ہے

کرون مواخذہ دستِ جنون سے کس کس کا
کہ پیرہن مین نہین کوئی تار باقی ہے

مزار کو بھی وہ ٹھوکر لگا کے چلتے ہین
مری طرف سے جو دلمین غبار باقی ہے

بتون کو دیکھ چکے اب بسر ہو کعبے مین
ذرا سی عمر جو بہر ورد گار باقی ہے

مٹائے چرخ نے کیا قصرِ بادشاہون کے
نہ کوئی نقش نہ کوئی نگار باقی ہے

کبھی تو قبر پہ آ فاتحے کو او بیرحم
امید رحم کی زیرِ مزار باقی ہے

ہوائے گیسوِ مشکین نہین گئی سر سے
ختن کو چھان چکے اب تتار باقی ہے

ہوائے زلف نہین ہے جو رات دن سر مین
حواسِ خمسہ مین کیون انتشار باقی ہے

ہنوز اُگتی ہے خاکِ مزار سے نرگس
کہ ہم کو حسرتِ دیدارِ یار باقی ہے

چھٹے جو تنگی دنیا سے کیا خوشی اِسکی
ابھی لحد مین عذابِ فشار باقی ہے

بغل مین طائرِ دل لیکے مین چلون صفدر
سنا ہے یار کو شوقِ شکار باقی ہے

کر گئی اندھیر برپا بیوفائی آپ کی
چار دن کی چاندنی تھی آشنائی آپکی

کیا کہوں کیا کچھ مزے لوٹے نگاہ شوق نے
ہٹ گئی جسوقت سینے سے دولائی آپکی

سادے سادے ہونٹھ ہین کیوں صاف کہدو جان من
کس نے لیکر منھ سے منھ مسی چھڑائی آپکی

آمد فصل خزان ہے رخصت فصل بہار
وصل دیکھا دیکھنی ہے اب جدائی آپکی

یاد ہے کہنا کسی کا سر جھکا کر وصل مین
اب تو کچھ شکوہ نہین حسرت برآئی آپکی

شیخ کعبہ محتسب پیر کلیسا برہمن
اے صنم مداح ہے ساری خدائی آپکی

رفتہ رفتہ حضرت صفدر کہان پہونچا کلام
آسمان پر کل غزل زہرہ نے گائی آپ کی

ستم سہتے ہین نیمجان کیسے کیسے
وہ لیتے ہین روز امتحان کیسے کیسے

گل اندام دیکھے جوان کیسے کیسے
نگاہون مین ہین بوستان کیسے کیسے

رہے ہر مصیبت مین ثابت قدم ہم
کیے عشق نے امتحان کیسے کیسے

نہ پایا مکان اسکا قاصد پھر آیا
بنائے تھے ہمنے نشان کیسے کیسے

بناتا ہے ہر روز دود دل اپنا
تہ آسمان آسمان کیسے کیسے

مٹے جب سے عشق دہان و کمر مین
کھلے ہم پہ راز نہان کیسے کیسے

گڑے ہین زمین مین جو گلفام لاکھون
تہ خاک ہین بوستان کیسے کیسے

ہر اک بیت ہے نام رہنے کو کافی
بنائے ہین ہمنے مکان کیسے کیسے

مزے خون سے تیرے دامن پہ قاتل
کھلے لالہ و ارغوان کیسے کیسے

قفس مین بھیجے نغمہ سنجان گلشن
اُجاڑے گئے آشیان کیسے کیسے

مگر میکدہ بھی ہی فردوس ساقی
ہوئے پیر آکر جوان کیسے کیسے

وہ دیتے ہین دشنام الحمد للہ
لب لعل ہین درفشان کیسے کیسے

یہ گلرو ہین ناحق جوانی پہ نازان
ہوئے باغ صرف خزان کیسے کیسے

کہان ہین وہ یوسف لقا تھے جو آگے
روان ہو گئے کاروان کیسے کیسے

کسی طرح صفدر کے تیور نہ بدلے
لیے یار نے امتحان کیسے کیسے

غضب تو قتل عاشق کے لیے پہلے ہی تھی منھدی
تمھاری دستگیری کرنے سے اور اُڑ چلی منھدی

غضب کا حسن ہے آرائشین بھی تم یہ مرتی ہین
گھلا سرمہ مسی مٹ گئی بس بس گئی منھدی

لہو ہو ہو کے آنکھون سے بہا جاتا ہی دل اپنا
کف پا آج مہندی میں لگا شاید ملی منھدی

نصیب دشمنان بے دست و پائی تھی وہ کیا کرتے
لیے جی بھر کے بوسے وصل مین کام آگئی منھدی

نہین رنگ شفق یہ ہمکو روشن صاف ہوتا ہی
تمھارے پانون کو چھو کر فلک کے سر چڑھی منھدی

ملو تلوون سے اسکو یا لگاؤ دست رنگین مین
خوشی سے دست بستہ حاضر خدمت ہوئی منھدی

ید بیضا کریگی ہاتھ کو کیا اُس پریرو کے
برنگ شعلۂ طور آج ہی چمکی ہوئی منھدی

کسی کا بس گیا تو بس گیا دل تجکو کیا پروا
ترے ہاتھون مین تو ایجان جان اچھی رچی منھدی

گھٹائین چھا گئین مسی ملی تم نے جو ہونٹون پر
چمک کر پنجۂ رنگین مین بجلی بن گئی منھدی

بلا اندھیر کرتے ہین غضب خونریز ہین چارون
ترا سرمہ تری مسی ترا لاکھا تری منھدی

سحر تک وصل مین انکو یہی حیلے رہے صفدر
کبھی غازہ کبھی مسی کبھی سرمہ کبھی منہدی

ابھی کس شوق سے ملتا وہ شوخ فتنہ گر منہدی	جو لیجاتے شہید ناز سے خون جگر منہدی
لے گر خون دلی میرے وہ رشک قمر منہدی	یقین ہی باغ مین کھائے بہت خون جگر منہدی
خوشی انکو بھی ایسی تھی مرے گھر صبح آنیکی	کٹی شب کنگھی چوٹی مین لگائی تا سحر منہدی
نہین منظور سیر آتش اسکو یہ بھی حیلہ ہی	لگی رہتی ہی دست یار مین دو دو پہر منہدی
اگر در کار شوخی ہی تو یہ تدبیر بہتر ہی	ہمارا خون شامل کر تو آئے رنگ پر منہدی
ملے خورشید بھی غازے کے بدلے اپنے چہرے پر	تری چھوٹی ہوئی گر ہاتھ آئے اے قمر منہدی
جو دیکھون دست رنگین کو طبیعت رنگ پر آئے	نئے مضمون باندھو نہین بھی باندھو تم اگر منہدی
حسینونکی طبیعت آگئی ہی ایسی زینت پر	نہ گلشن مین نہ اب بازار مین ہی خشک و تر منہدی
وہ رنگین طبع ہی کچھ ساتھ خط کے چاہیے تحفہ	کمر مین یہ کھلتے تھوڑی سی لیے جا نامہ بر منہدی
کشاکش مین پڑا ہی دل کہ چارون اسکے گانٹھ مین	ادھر سرمہ ادھر مسی ادھر غازہ ادھر منہدی

ہمارے خون دل کو پوچھتا ہی کون اے صفدر
مگر شوخی سے کرتی ہی کبھی اسپر نظر منہدی

کھلی زلف شب جلوہ گر ہو گئی	اٹھی رخ سے جب دم سحر ہو گئی
سنان انکی ترچھی نظر ہو گئی	نکیلی پلک نیشتر ہو گئی
الٰہی یہ کس کو لکھا خط شوق	کہ دل کی تڑپ نامہ بر ہو گئی

وہ سفاک محشر مین آیا تو خلق
ادھر ہوگئی کچھ ادھر ہوگئی

نزاکت سے اٹھا نہ چوٹی کا بوجھ
یہ لچکی کہ دہری کمر ہوگئی

اُٹھی اُنکے رخ سے جو زلف سیاہ
ہماری شب غم سحر ہوگئی

گلستان مین نرگس جو بیمار ہی
یہ کس بد نظر کی نظر ہوگئی

بہت جلد راہِ عدم طی ہوئی
ہمین خضر یاد کمر ہوگئی

نگاہ عنایت سے صیاد کی
مری بے پری بال و پر ہوگئی

مصیبت سے مرکر فراغت ملی
اجل تیغ غم کی سپر ہوگئی

شب وصل گذری ہوے ہم تمام
سپیدی کفن کی سحر ہوگئی

ہوا اپنی آنکھو نمین عالم سیاہ
جو اُس مہ کی ترچھی نظر ہوگئی

عرق آگیا چاندنی مین اُنھین
قبا گل کی شبنم سے تر ہوگئی

الٰہی فغان بے اثر تھی تو تھی
دعا میری کیون بے اثر ہوگئی

کہے کوئی صفدر سے سوئے بہت
اُٹھو آنکھ کھولو سحر ہوگئی

کچھ ان دنون یہ عجب دور چرخ پیر ہوے
امیر ہمسے ترے عشق مین فقیر ہوے

خدا کی شان کہ ای بت ہین تیرے دست نگر
وگرنہ ہمتو زمانے کے دستگیر ہوے

ترے جبین کا قیامت ہی ای صنم قشقہ
اِسی لکیر پہ ہین سیکڑون فقیر ہوے

عجیب پیچ ہین ای زلف یار پیچ ترے
ہزارون ہمسے ترے دام مین اسیر ہوے

لگی نہ ہاتھ فقیری تو بادشاہ سبنے
کمان کشون کو ہوا ڈر یہ تیری ناوک کا

جو بوریا نہ ملا صاحب سریر ہوے
کہ سہم سہم کے چلو مین گوشہ گیر ہوے

یہی تو لوگ ہین دو ایک شاعرانِ صفدر
میان اسیر ہوے حضرت امیر ہوے

امید کہان ہو وہ کبھی شاد کرینگے
ہم خاک بھی ہونگے تو وہ برباد کرینگے

دیوانہ وہ ہون مجکو بہت یاد کرینگے
تیار جو بیڑی کوئی حداد کرینگے

تم دل مین نہ اندیشہ کرو کچھ کہ دم حشر
غیرون کی ہم اللہ سے فریاد کرینگے

الفت قد جانان کی یہی ہو تو بس مر گ
آرام تہ سایۂ شمشاد کرینگے

یہ حال تمھارا ہو تو غربت مین پہونچکر
اے اہل وطن کیا تمھین ہم یاد کرینگے

نالون کے سوا شغل قفس مین نہین لیکن
ہو جائینگے چپ خاطر صیاد کرینگے

ہین غیر جو جلتے نہین کہنے پہ تمھارے
ہم کوہکنی صورت فرہاد کرینگے

تیغ مژہ یار کی کھینچین گے جو تصویر
ہاتھ اپنے قلم مانی و بہزاد کرینگے

یہ سختی جان ہو تو یقین ہو کہ دم ذبح
شکوہ ملک الموت سے جلاد کرینگے

سودے مین تری لٹکے تھے چھڑ رہے برسون
اب خانۂ زنجیر کو آباد کرینگے

عید آتی ہو مشہور جہان ہو خبر قتل
یدن اپنے اسیرونکو وہ آزاد کرینگے

وہ بیکس و ناشاد ہین دنیا سے چلا ہون
افسوس مرے حال پہ جلاد کرینگے

جنت مین بھی حسرت ترے کوچے کی رہیگی
ہم اور فراموش تری یاد کرینگے

لکھینگے جو کوئی صفت چشم مین ہم شعر
ہر نظم جنھین آنکھون سے وہ صاد کرینگے

آیا تری رحمت کا اگر دیر مین مذکور
بت بھی طلب حسن خداداد کرینگے

بے حل ہوے مشکل نرہیگی کوئی صفدر
ہر امر مین حیدر مری امداد کرینگے

ترے گدا کی مشام جان مین طمع کی بو بھی نہین گئی ہے
بری ہے لوث جہان سے دامن یہ گرد جستجو بھی نہین گئی ہے

نگاہ عاشق کی اُسکے عارض کے روبرو بھی نہین گئی ہے
یہ گرد دامن کو اُس پری کے ہنوز چھو بھی نہین گئی ہے

جو بعد مدت کے آگئے ہو نہ جاؤ جلدی ذرا تو ٹھہرو
ابھی تو نظرون سے دیکھ لینے کی آرزو بھی نہین گئی ہے

نہ اتنا غیرون کو منھ لگاؤ یہ لوگ صحبت کے کب ہین قابل
کہ جسکو کہتے ہین آدمیت وہ اِنمین جستجو بھی نہین گئی ہے

یہ کون کہتا ہے قتل عالم سے دستکش ہوگیا وہ قاتل
وہی ستم پر کمر بندھی ہے جفا کی خو بھی نہین گئی ہے

کبھی یہ مرتا ہون اب دلاسے مین حور کیسی پری کہان کی
پیام شادی کسی سے کیسا یہ گفتگو بھی نہین گئی ہے

جو لائے شیرین کو بیٹھون بر تو پیرزن سیر کرنے دے کچھ

لحد نہین کوہکن کی دیکھی کنار جو بھی نہین گئی ہر
مرے مقدر نے کیسی مجکو دکھائی عالی جنون کی منزل
وہان مین ای عقل جا کے پہونچا جہان کہ تو بھی نہین گئی ہر
قباے گل تو ہر چاک لیکن مگر ہر بلبل کا پاس ایسا
کبھی چمن سے رفو گرون تک پئے رفو بھی نہین گئی ہر
وہ شرمگین آنکھ اسکی صفدر لجائے آئینے سے نہ کیونکر
کہ آرسی ہاتھ مین ہر لیکن وہ روبرو بھی نہین گئی ہر

کیا مریخ کو گشتہ فلک پر نیزہ بازی سے
کہاں پہونچا نہ تیرا ترک غمزہ ترکتازی سے
معاذ اللہ کتنا طول رکھتی ہر شب فرقت
سر مو کم نہین یہ تیرے گیسو کی درازی سے
در میخانہ ہر ہر وقت اور فرق نیاز اپنا
ادا سجدہ ہوا مسجد مین ایسا کب نمازی سے
کہاں چوسر کہاں شطرنج یہ ہین شغل محفل کے
انھین فرصت نہین ہر ایکدم بھی تیغبازی سے
ہوئے جامے سے باہر کیا بڑھی نخوت حسینونکی
کرے توبہ سکندر چاہیے آئینہ سازی سے
کھلائے لخت دل خون جگر ہمنے ترے غم کو
خلیل اللہ کا رتبہ ملا مہمان نوازی سے
عبور اپنا تھا بحر حادثات دہر سے مشکل
کیا قاتل نے بیڑا پار شمشیر حجازی سے
پڑی ہین بیڑیان مجنونکی صورت پاے آہنو مین
بیابان تک تری زلف رسا پہونچی درازی سے
چڑھا جب دار پر منصور دی آواز خلقت کو
بلندی کونسی بہتر ہر ایسی سرفرازی سے
شرف پیدا کرے کعبے کا سنگ آستان میرا
قدم رنجہ کرو جس روز تم مہمان نوازی سے

بتوں کے حسن میں اللہ کا جلوہ نظر آیا
حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے

ہمارا دم میں بیڑا پار کر دے بحر ہستی سے
توقع ہے یہ اے قاتل تری تیغ جہازی سے

ستم کرتا نہ بندوں پر اگر تجھکو سزا ملتی
تری نخوت بڑھی اے بت خدا کی بے نیازی سے

بتان ہند کو کیسا جمال اللہ نے بخشا
کہیں ہیں حسن میں بہتر حسینان طرازی سے

کہیں ملک سلیماں سے ہے بہتر ملک دل میرا
ہوا ہے جب سے مجکو عشق سلطان حجازی سے

میسر وصل تو ہمکو ہوا اُس ماہ سے صفدر
لرزتا ہے مگر دل چرخ کی نیرنگ سازی سے

اُس آنکھ میں سرمے کی تحریر نظر آئی
یا مست کے قبضے میں شمشیر نظر آئی

چہرے پہ ترے خط کی تحریر نظر آئی
یا سورۂ یوسف کی تفسیر نظر آئی

اُس فتنۂ عالم سے کیوں عشق کیا ہمنے
دیکھا تو ہمیں اپنی تقصیر نظر آئی

شام شب فرقت جب ہمنے مہ نو دیکھا
چلتی ہوئی گردن پر شمشیر نظر آئی

محفل تھی حسینوں کی یا کوئی مرقع تھا
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

موسی کی طرح غش ہیں ہم دیکھکے وہ چہرہ
کیا برق تجلی کی تنویر نظر آئی

کچھ کھا کے مریں چھوٹیں فرقت کی مصیبت سے
بہتر نہ کوئی اِس سے تدبیر نظر آئی

شب دیکھ کے وہ گیسو زنجیر سحر پہنی
کیا خواب پریشاں کی تعبیر نظر آئی

دریا پہ جو میں پہونچا گیسو کے تصور میں
جو موج نظر آئی زنجیر نظر آئی

پھرتے ہوئے آنکلے جب میری طرف کو وہ
پھرتی ہوئی کیا مجکو تقدیر نظر آئی

چپ لگ گئی ہی مجکو اک عالم حیرت ہی
کسکی یہ مرقع مین تصویر نظر آئی

دیکھی جو سپر اُسکی ہم ابر سیہ سمجھے
بجلی سی چمکتی وہ شمشیر نظر آئی

سمجھا کہ مری صورت وہ قیدی الفت ہین
سونے کی گلے مین جب زنجیر نظر آئی

حیران مری صورت وہ بھی دم رخصت ہین
تصویر کے پہلو مین تصویر نظر آئی

چاندی کا ورق ای بت ہی صاف جبین تیری
قشقہ نہین سونے کی زنجیر نظر آئی

اِس تن کی خرابی کا بھی دھیان ہمین آیا
ٹوٹی ہوئی جب کوئی تعمیر نظر آئی

دیوار سے سر پھوڑا موج آگئی وحشت کی
جسدم در جانان کی زنجیر نظر آئی

اُس زلف مسلسل کی مدحت مین سر کاغذ
جو سطر لکھی ہمنے زنجیر نظر آئی

ہر ایک زمین مین ہم سرسبز ہوے صفدر
اقلیم سخن اپنی جاگیر نظر آئی

چمن مین عبث جستجو تھی کسی کی
نہان جامۂ گل مین بو تھی کسی کی

کسی گل کو ہمنے نہ سونگھا نہ دیکھا
سوا تیرے کب آرزو تھی کسی کی

اُڑائے مرے ہوش تونے جو آکر
مگر ای صبا تجھ مین بو تھی کسی کی

کہون کیا اب مجھے کیسی ملتی تھی لذت
زبان پر جو شب گفتگو تھی کسی کی

امیرونکو بھی اُسکی محفلمین دیکھا
نہ عزت نہ وان آبرو تھی کسی کی

ہر اک بات مین اتبو گالی ہی لب پر
نہ بگڑی ہوئی ایسی خو تھی کسی کی

وہی ہم ہین جو بیڑیان پہنے ہین اب
کبھی زلف طوق گلو تھی کسی کی

وہی دن کچھ اچھے تھے اے چشم حسرت ... نہ دل تھا کسی کا نہ تو تھی کسی کی
بہت ہمنے ماہ دو ہفتہ کو دیکھا ... وہ تصویر تو تاگلو تھی کسی کی
بھری تھی جو خوشبو سے معراج کی شب ... مگر کاکل مشکبو تھی کسی کی
نہین حال زاہد سے واقف ہین لیکن ... رہا رہن جام سبو تھی کسی کی
نماز و نہین کیون بھول پڑتی نہ ہر دم ... تجھے یاد وقت وضو تھی کسی کی
بجا ہے جو رستے مین کشتے ہون ہر سو ... نظر سیر مین چار سو تھی کسی کی

نہ آتا مین بازار محشر مین کیونکر
کہ صفدر مجھے جستجو تھی کسی کی

گلرنگ ہوا دشت جو پھوٹے مرے چھالے ... کانٹون نے بھی بچھونکی طرح رنگ نکالے
کیونکر نہ کرون دل مین حسینون کے حوالے ... انداز نئے انکے ہین اطوار نرالے
چھوڑا ہے عزیزون نے نکالا ہے بتون نے ... اب ہمسے غریبونکی خبر لے تو خدا لے
سنتا ہون کہ گلگشت چمن کو وہ گئے ہین ... نرگس سے مین ڈرتا ہون کہین آنکھ نہ ڈالے
ہے صبح شب وصل وہ اب ہوتے ہین رخصت ... آجائے جو ہو وقت اجل ہمکو جلا لے
بازار مین ہین آئنہ سازونکی دکانین ... یوسف کو الٰہی نظر بد سے بچالے
فرقت جسے کہتے ہین وہ ہے سخت مصیبت ... دشمن کو بھی اللہ اس آفت مین نہ ڈالے
بے شبہہ خطا کی جو دل اس بت سے لگایا ... خود ہمنے کیا شیشے کو پتھر کے حوالے

حیدر کا بھی کیا نام خدا نام ہے صفدر

بدلے تیور مرے یوسف نے کہ تلوار چلی
چھٹ گئی سامنے سے بھیڑ خریداروں کی

سرمگیں آنکھوں کی الفت نے دکھایا یہ اثر
خون سے لال زبانیں ہوئیں تلواروں کی

ہم جو گریاں ہوے وہ کھینچ کے تلوار آیا
کتنی جاذب ہے کمند آنسوؤں کے تاروں کی

ابر رحمت کا غضب کوچۂ قاتل میں ہے جوش
جس طرف دیکھیے بوچھار ہے تلواروں کی

ذکر عشاق تو کیا لیتے ہیں گیسو بھی صنم
دونوں ہاتھوں سے بلائیں ترے رخساروں کی

دشت وحشت کو دیا ہے مری وحشت نے فروغ
نوک رکھ لی ہے مرے آبلوں نے خاروں کی

رحمت اسکی جو الٹ دے ابھی چہرے سے نقاب
بیگنہ دوڑیں خوشامد کو گنہگاروں کی

زاہدوں کو یہ کہاں دل کی صفائی حاصل
ایک نے صحبت اٹھائی نہیں میخواروں کی

دردِ دل زخمِ جگر ہجر بتاں رشک عدو
ہائے کچھ حد نہیں صفدر ترے آزاروں کی

بہار آئی جو وہ گل سیر کو گلزار میں آئے
ابھی تو جانِ تازہ نرگسِ بیمار میں آئے

ہوائے یار میں آیا نہ دلکو چین مر کر بھی
تڑپ کر جلد سے پھر کوچۂ دلدار میں آئے

عجب راحت ملی کچھ دین و دنیا کی نہیں پروا
جنوں کے سایہ میں پہونچے تری سرکار میں آئے

عوض جب ایک کے لاکھوں دل ہوں میرے پہلو میں
تڑپنے کا مزہ تب فرقتِ دلدار میں آئے

یہی ہر دم ورد بس اپنی ہی وحشت کے عالم میں
بیاباں میں کبھی پہونچے کبھی گلزار میں آئے

ہمارے دلکو ربط اہل دنیا سے تنفر ہے
یہ وہ یوسف نہیں خلوت سے جو بازار میں آئے

نہیں پروا ہمارا سر جو کٹ جائے تو کٹ جائے
تھکے بازو نہ قاتل کا نہ بل تلوار میں آئے

ہمین عاشق ہوئے مدت ہوئی لیکن یہی غفلت
ابھی تک یہ نہین ثابت کہ کس دربار مین آئے

جنون کا نشے جو پیا ہے مین تو ہم سیراب کردینگے
لیے ساتھ آبلون کو وادی پرخار مین آئے

بری مشکل سے اسکی تیغ کے سائے مین پہونچے ہین
غضب آئے جو رحم اس دم مزاج یار مین آئے

کسی کی کیا چلیگی اس خرام ناز کے آگے
چلے تو موج پائے کبک خوش رفتار مین آئے

سوے میخانہ آتا ہے تو اے زاہد سمجھکر آ
کہین دھبہ نہ تیری جبہ و دستار مین آئے

نہ گرائے پر دور جام مین بھر خدا ساقی
کہ بادل کیسے کیسے جھوم کر گلزار مین آئے

کسی سے ہوسکے کیا وصف اس گل کی نزاکت کا
گل تازہ کی خوشبو جسکے باسی ہار مین آئے

رسائی اسکے گھر تک خاک ہونے پر رہی باقی
ہوا سے اڑکے ذرے روزن دیوار مین آئے

نہ لایا پھول کوئی میری تربت پر تو کیا پروا
کہ لیکر برگ گل مرغ چمن منقار مین آئے

دم آخر وہ پونچھے اشک میرے اپنے دامن سے
الٰہی رحم اتنا تو مزاج یار مین آئے

عدم سے آکے ہم ہستی مین پچھتاتے ہین اے صفدر
کہ کھاتے ٹھوکرین کس راہ ناہموار مین آئے

خوشی جو شام سے یاد رخ حسین مین رہی
ضیا قمر کی سحر تک مرے جبین مین رہی

بس فنا بھی نہ کمبخت کو قرار آیا
تڑپ وہی دل بیتاب کی زمین مین رہی

خدا کے واسطے اب تو نہ کیجیے انکار
کہ رات وصل کی تھوڑی نہین نہین مین رہی

وہ میرے قتل کو اٹھے تو دوست دشمن ہین
نہ پوچھو بحث جو یان ہان نہین نہین مین رہی

پسند انکو رہا روز ایک رنگ نیا
چھری نہ پھولونکی کب دست نازنین مین رہی

ہمین عاشق ہوے مدت ہوئی لیکن ہی غفلت
ابھی تک یہ نہین ثابت کہ کس دربار مین آئے

جنون کا نشے جو پیاسے ہین تو ہم سیراب کر دینگے
لیے ساتھ آبلون کو وادیِ پرخار مین آئے

بڑی مشکل سے اُسکی تیغ کے سائے مین پہونچے ہین
غضب آئے جو رحم اِسدم مزاجِ یار مین آئے

کسی کی کیا چلیگی اُس خرامِ ناز کے آگے
چلے تو موج پائے کبک خوش رفتار مین آئے

سوے میخانہ آتا ہی تو ای زاہد سمجھ کر آ
کہین دھبہ نہ تیری جبہ و دستار مین آئے

نہ گرا بٹ پر دَورِ جام مین بھر خدا ساقی
کہ بادل کیسے کیسے جھوم کر گلزار مین آئے

کسی سے ہو سکے کیا وصف اُس گلگی نزاکت کا
گلِ تازہ کی خوشبو جسکے باسی ہار مین آئے

رسائی اُسکے گھر تک خاک نے جو پر رہی باقی
ہوا سے اُڑ کے در سے روزنِ دیوار مین آئے

نہ لایا پھول کوئی میری تربت پر تو کیا پروا
کہ لیکر برگِ گل مرغِ چمن منقار مین آئے

دمِ آخر وہ پونچھے اشک میرے اپنے دامن سے
الٰہی رحم اتنا تو مزاجِ یار مین آئے

عدم سے آکے ہم ہستی مین پچھتاتے ہین اے صفدر
کہ کھاتے ٹھوکرین کس راہِ ناہموار مین آئے

خوشی جو شام سے یادِ رخِ حسین مین رہی
ضیا قمر کی سحر تک مری جبین مین رہی

پس فنا بھی نہ کمبخت کو قرار آیا
تڑپ وہی دلِ بیتاب کی زمین مین رہی

خدا کے واسطے اب تو نہ کیجیے انکار
کہ رات وصل کی تھوڑی نہین نہین مین رہی

وہ میرے قتل کو اُٹھے تو دوست دشمن ہین
نہ پوچھو بحث جو بات ہان نہین نہین مین رہی

پسند اُنکو رہا ہر ذرا ایک رنگ نسا
چھری نہ پھولونکی کب دستِ نازنین مین رہی

ہوائے گیسوئے مشکین بندھی یہ عالم مین
کہ مشک کی نہ حقیقت دیار چین مین رہی

اُتاری تونے انگوٹھی جو اپنی انگلی سے
نہ داغ زیر نگین حلقہ نگین مین رہی

شب فراق پکارا بہت صدا بھی ندی
نہ جانے موت سر چرخ یا زمین مین رہی

ترے مریض کو فرصت کہان طبیبون سے
نظر تلاش مسیح فلک نشین مین رہی

جہان تنگ مین تنگی ہی جس جگہ دیکھو
کشادگی فقط اب شعر کی زمین مین رہی

ہزار طرح سے چھیڑا وصال مین اُنکو
مگر حیا سے حیا چشم شرمگین مین رہی

بجا ہی دعوی سیر جہان بے تجھے صفدر
کہ شکل حور مری چشم دوربین مین رہی

الٰہی خیر کرنا گھر سے وہ برہم نکلتا ہی
قضا آتی ہی کسکی آج کسکا دم نکلتا ہی

پڑا ہون حضرت دل کی بدولت کس مصیبت مین
جہان کوئی حسین دیکھا بس اُنکا دم نکلتا ہی

کہون کس کسکو قاتل ہر ادا اُسکی قیامت ہی
کسی پر جان جاتی ہی کسی پر دم نکلتا ہی

بتون سے دل لگانے پر ہوا اتنا خفا ناصح
مین اپنی جان کھوتا ہون ترا کیون دم نکلتا ہی

زمانے کو جلا دیتا ہی جو اک جنبش لب سے
اُسی رشک مسیحا پر ہمارا دم نکلتا ہی

عجب نیرنگ مرگ و زیست کا ہی عشقبازی مین
اُسی سے زندگی اپنی ہی جسپر دم نکلتا ہی

تری تلوار سے بسمل گلے مل ملکے کہتے ہین
اِسی سفاک عالم پر ہمارا دم نکلتا ہی

ہنسو ای نالہ و افغان ہماری جان جاتی ہی
بجو ای حسرت و ارمان ہمارا دم نکلتا ہی

مبارک حور و غلمان شیخ و واعظ کو رہین صفدر

ہمارا تو کسی رشک پری پر دم نکلتا ہے

پری کا حور کا جن کا ملک کا دم نکلتا ہے
عجب انداز سے وہ فتنۂ عالم نکلتا ہے

ادا سے ناز سے چلنا جھجکنا جھومنا رکنا
ترے محشر خرامی مین عجب عالم نکلتا ہے

گریبان پر زبر زیر چاک اُن آستین ٹکڑے
ہمارے جوش وحشت مین عجب عالم نکلتا ہے

ہمین پر کچھ نہین موقوف یہ بدنامی و ذلت
ترے کوچے سے رسوا ہو کے اک عالم نکلتا ہے

شباب اُس فتنۂ کمسن کا کیا ہوگا خدا جانے
ابھی سے اُسکی چتون مین نیا عالم نکلتا ہے

خوشی سے نقد دل دیتے ہین جان نذر کرتے ہین
سوے عشاق جب وہ قاتلِ عالم نکلتا ہے

یہ مسی ہے نہ کاجل ہے نہ افشان ہے نہ منہدی ہے
ترے بیساختہ پن مین بھی اک عالم نکلتا ہے

قیامت مین یہ کس پردہ نشین کا عام ہے جلوہ
زمین سے دیکھنے کو جسکے اک عالم نکلتا ہے

یہ کیفیت نہو گی آنکھ مین حوران جنت کے
تمھاری چشم شرم آگین مین جو عالم نکلتا ہے

ہزارون مہ جبین دیکھے مگر اُس شوخ مین صفدر
نرالی آن پیدا ہے نیا عالم نکلتا ہے

مرے داغ دل سوزان مین یہ عالم نکلتا ہے
گمان ہوتا ہے سب کو نیر اعظم نکلتا ہے

رخ روشن کو زلفون مین جو دیکھا یہ ہوا ثابت
کہ برج سنبلہ سے نیر اعظم نکلتا ہے

سحر کو بام پر بیٹھے ہین وہ کس شان سے آ کر
کہ جیسے آسمان پر نیر اعظم نکلتا ہے

رقیب روسیہ کے گھر وہ جا کر اسطرح نکلا
گہن مین آ کے جیسے نیر اعظم نکلتا ہے

حسینان جہان کو کیا فروغ اُس مہر کے آگے
کواکب چھپتے ہین جب نیر اعظم نکلتا ہے

مے گلگون سے یہ عالم ہے اُنکے روے روشن کا
سحر کیوقت جیسے نیر اعظم نکلتا ہے

شب فرقت ہمارے گھر سے جا بہر خدا اتو
کہ ہنگام سحر ہے نیر اعظم نکلتا ہے

ہماری ایک دو غزلین بھی صفدر درج ہوتی ہین
جہان مطبع سے چھپکر نیر اعظم نکلا ہے

ہلال اب چرخ گردان مین یہ کب عالم نکلتا ہے
تری شمشیر مین سفاک جو دم خم نکلتا ہے

خدا اگر حسن دے تو چاہیے جھکنا تواضع سے
مہ نو آسمان پر دیکھو تو پر خم نکلتا ہے

یہان شب بھر دل صد چاک پیچ و تاب کھاتا ہے
وہان بنتی ہین زلفین گیسوؤنکا خم نکلتا ہے

موثر کیا ہو کج طینت کو صحبت راست بازونکی
کہین تیر و کجی ملنے سے کمانکا خم نکلتا ہے

دل عشاق جو اُلجھے ہین اُنکی خیر ہو یارب
کہ پھر شانہ ہے اور زلف رسا کا خم نکلتا ہے

بڑھاپے مین کبھی پشت دوتا سیدھی نہین ہوتی
کہین عالم مین چوب خشک کا بھی خم نکلتا ہے

پریزادان عالم کر سکینگے ہمسری کیونکر
نکلتا ہے جو تیرے سامنے سر خم نکلتا ہے

عبث امید ہے قاتل سے صفدر راست بازیکی
کہین تیغ نگاہ ناز کا بھی خم نکلتا ہے

کوئی دلسوز بنتا ہے کوئی ہمدم نکلتا ہے
مگر کہتے ہین جسکو یار صادق کم نکلتا ہے

عجب یہ دام دلکش ہے کسی کا طائر دل ہو
بتونکے گیسوے پر خم مین پھنسکر کم نکلتا ہے

نکلنا حسرت و ارمان کا دلسے وصل مین کیسا
ہماری آنکھ سے آنسو بھی ابتو کم نکلتا ہے

کسی مین کوئی ارمان ہے کسی مین کوئی حسرت ہے
نہو کوئی ہوس جس دلمین ایسا کم نکلتا ہے

گئے وہ دن کہ ہم اک آہ سے گردون ہلاتے تھے
دفور ضعف سے نالہ بھی اب تو کم نکلتا ہی

بظاہر دوستی خاطر تواضع پیار کی باتین
مگر اس حیلہ گر سے اصل مطلب کم نکلتا ہی

بہت کثرت سے ہین ماہر علوم دین کے لیکن
جہان مین واقف اسرار وحدت کم نکلتا ہی

شکایت کا تو کیا مذکور اس سفاک کے آگے
زبان سے اپنے حرف مدعا بھی کم نکلتا ہی

خدا کا شکر سب اہل سخن کہتے ہین خوش ہو کر
غزل مین تیری صفدر شعر ناقص کم نکلتا ہی

بڑا پہلو نشین چھوٹا برا ہمدم نکلتا ہی
ہزار افسوس دلسے آج اپنے غم نکلتا ہی

ہزارون حسرتین ہمراہ مین لاکھون تمنائین
بڑے ہنگامے سے اپنا دل پر غم نکلتا ہی

لبالب ہی دل ایسا رنج و غم سے ہجر جانان مین
کہون لفظ خوشی منہ سے تو لفظ غم نکلتا ہی

وصال یار کا دن ہی شب فرقت کی ہی رخصت
خوشی آتی ہی دلمین دلسے رنج و غم نکلتا ہی

کوئی آفت رسیدہ ہی کوئی ہی مبتلائے غم
کہان آفاق مین کوئی دل بیغم نکلتا ہی

جہان کی شادمانی کا مآل اچھا نہین دیکھا
خوشی جسکو سمجھتے ہین وہ آخر غم نکلتا ہی

اثر رنج و الم کا بعد مردن یہ رہا باقی
لحد سے بھی ہمارے نالہ پر غم نکلتا ہی

کوئی دیکھا نہین آزاد اس دام مصیبت سے
کسی کا طائر دل ہو اسیر غم نکلتا ہی

فسانہ ہو حکایت ہو سخن ہو شعر ہو صفدر
تری ہر بات مین پہلوے درد و غم نکلتا ہی

قیامت ہی جدھر وہ قاتل عالم نکلتا ہی
تڑپتے ہین ہزارون سیکڑون کا دم نکلتا ہی

تصدق اس خوشی پر سیکڑون دل سیکڑون جانین
وہ مقتل سے ہمارے کیا خوش و خرم نکلتا ہی

پس مردن یہ الفت ہی کسی رشک مسیحا کی
کہ اپنی خاک سے بھی نیچۂ مریم نکلتا ہی

عزیزو ہمین نہین مطلق محبت آزما دیکھا
فقط اک رشتۂ الفت ہی مستحکم نکلتا ہی

قیامت تک جہانمین نام رہجاتا ہی موجد کا
ہمیشہ جام سے محفل مین ذکر جم نکلتا ہی

چنار اگتا نہین ہر سال اپنی خاک تربت سے
زمین سے دست حسرت یہ بے ماتم نکلتا ہی

تمھاری زلف پیچان پر نہین قطرے پسینے کے
دہان افعی خونخوار سے یہ سم نکلتا ہی

ہر اک آگاہ اسرار حقیقت سے نہین صفدر
ہزارون مین کوئی اس راز کا محرم نکلتا ہی

اگر آغاز الفت کا بخیر انجام ہوجاے
تمھارا نام ہو پیارے ہمارا کام ہوجاے

ہمارے خانۂ دل سے اگر نکلے کوئی حسرت
تو فرط غم سے پہلو مین عجب کہرام ہوجاے

کرے وہ آرزو ملنے کی اس شوخ ستمگر سے
جہان مین عمر کا جسکے لبالب جام ہوجاے

تمھاری محفل عشرت ہی یا گردش زمانہ کی
کسی کو کامیابی ہو کوئی ناکام ہوجاے

کسی پردہ نشین پر اسطرح مرنا نہین اچھا
کہ اپنی جان جاے اور کوئی بدنام ہوجاے

ملے ہمکو شب وصلت رقیبونکو شب فرقت
کبھی ایسی بھی یا رب گردش ایام ہوجاے

بہت رہتی ہی صحبت زلف کو زنار رشتن سے
عجب کیا ہی یہ کافر داخل اسلام ہوجاے

بنائے اسلیے زلفونمین اس صیاد نے پھندے
کسی کا مرغ دل شاید اسیر دام ہوجاے

وہ اپنے حسن پر نازان ہین کیا پروا انھین اسکی

کوئی رسوا ہو صفدر یا کوئی بدنام ہو جائے

رباعیات

خلوت مین اُسے نہ انجمن مین دیکھا
صحرا مین نہ دیکھا نہ چمن مین دیکھا
دیکھا جو بغور ہمنے اُس یوسف کو
اپنے ہی حجاب پیرہن مین دیکھا

رباعی

فرقت مین کسے ہمسے کنارا نہوا
دل کو بھی کبھی ساتھ گوارا نہوا
اِس فتنہ عالم کو عبث لیتے ہو
کیا ہو گا کسی کا جب ہمارا نہوا

رباعی

دل پہلے تو عیش وصل سے شاد رہا
پھر فرقت دلدار مین برباد رہا
اب رہتے ہین اسمین غم و اندوہ و الم
اُجڑا بھی یہ کمبخت تو آباد رہا

رباعی

ان ظلم شعارون مین ہر اک قاتل تھا
دل دیکے نباہ چارون مشکل تھا
صدمے سہے الفت مین مگر آہ نہ کی
یہ حوصلہ میرا تھا یہ میرا دل تھا

رباعی

غفلت مین گذر گئی جوانی افسوس
کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس
وہ ولولے اب خزان پیری مین کہان
افسوس بہار زندگانی افسوس

رباعی

گلزار جہان کا کیا تماشا دیکھون　　اشک شبنم کہ گل کا ہنسنا دیکھون
مثل گل رعنا ہین نظر مین شب و روز　　دو روز کی ہی بہار کیا کیا دیکھون

رباعی

وہ لطف چمن وہ سیر گلزار کہان　　وہ نغمہ وہ مے وہ بزم وہ یار کہان
پیری نے تمام کھو دیا حسن شباب　　وہ ناز کہان وہ ناز بردار کہان

رباعی

ہم خوب سمجھتے ہین تمھاری باتین　　دکھلانے کی ہین فقط یہ ساری باتین
منظور رہی جلوہ لنترانی جسکو　　اللہ رے تمھاری پیاری پیاری باتین

رباعی

جو لوگ گذر گئے اُنھین یاد کرین　　یا الفت خوبان پریزاد کرین
ہر دم ہی ہجوم یاس و حسرت صفدر　　فرصت اتنی کہان کہ دل شاد کرین

رباعی

جو مرتبۂ درد و الم جانتے ہین　　دنیا کی بقا کو کالعدم جانتے ہین
بیدرد کو درد کی کہان ہی لذت　　جو ذائقہ اسمین ہی وہ ہم جانتے ہین

رباعی

اس رخ سے اُٹھے نقاب توبہ توبہ　　وہ ہمسے ہون بے حجاب توبہ توبہ
یہ آہ و فغان یہ بیقراری ہی عبث　　اے دل نہ کر اضطراب توبہ توبہ

رباعی

عالم کو جہان مین جستجو تیری ہی
ہر ایک کے دل کو آرزو تیری ہی
بتخانے مین ڈھونڈھتے ہین ہندو تجکو
کعبے مین تلاش چارسو تیری ہی

رباعی

گلزار مضامین وہ کھلے گل ہوجاے
فردوسی کی روح سنکے بلبل ہوجاے
وہ طبع رسا سے پڑھکے افسون پھونکون
محفل مین چراغ انوری گل ہوجاے

رباعی

اب ہم کو حسینون سے وہ الفت نرہی
وہ ظلم وستم سہنے کی طاقت نرہی
ہمراہ جوانی کے گئے جوش وخروش
وہ دل نہ رہا وہ اب طبیعت نرہی

رباعی

تھی خوے تواضع جو ہماری نہ گئی
منظور تھی جسکی پاسداری نہ گئی
گیسٹرون مین ملا عطر تو مٹی کا ملا
زینت مین کبھی اپنے خاکساری نہ گئی

رباعی

روشن ہے تمھاری کج ادائی ہمسے
آئینہ صفت نہین صفائی ہمسے
آنکھون سے نہان ہو تو دلسے اترے
منھ دیکھے کی ہے یہ آشنائی ہمسے

رباعی

قدرت تمھین وصل وہجر مین حاصل ہے
مجھ سے نہ ملو ملو تمھارا دل ہے

مجبور رہون مین غریب مختار رہو تم | آسان ہی تمھین سب مجھے سب مشکل ہی

رباعی

افسردہ ہی دل کمال اِس گلشن سے | صرصر کی چلون مین چال اِس گلشن سے
پھولون سے مجھے خاک ہو امید وفا | بلبل ہوئی کیا نہال اِس گلشن سے

رباعی

آخر ہوئی عمر عشق کرتے کرتے | بیدم ہوے دم بتون کا بھرتے بھرتے
معشوق وفادار نہ پایا صفدر | حسرت سی یہ حسرت رہی مرتے مرتے

رباعی

دنیا فانی ہی زندگانی فانی | یہ ساز طرب یہ کامرانی فانی
صفدر کبھی فال بھی جو ہمنے دیکھی | نکلا کلمہ یہی کہ فانی فانی

رباعی

اِس عمر مین ہمنے اک زمانا دیکھا | گلزار جہان کا سب تماشا دیکھا
ہمت مین مروت مین سخا مین صفدر | نواب کو ہر وصف مین یکتا دیکھا

رباعی

مجلس مین جو سرکار کا جلوا ہی آج | درپردہ مرا نصیب چمکا ہی آج
اعزاز حضور نے بڑھایا صفدر | ذرہ ہی مہر قطرہ دریا ہی آج

رباعی

صفدر کی دعا ہی یا خدائے متعال
نواب سلامت رہین باجاہ جلال
ہین شاہ دوزیر دونون مجلس مین شریک
دونون کے محب شاد ہون دشمن پامال

رباعی

مجلس مین وعاؤن کا یہی جوش رہے
لازم ہی کوئی زبان نہ خاموش رہے
صفدر کی ہی عرض حیدر صفدر سے
صحت نواب سے ہم آغوش رہے

مخمس بر غزل خسرو علیہ الرحمۃ

اللہ رے حسن دلربا حیران ہین حور و پری
ابرو مین جوہر تیغ کے آنکھون مین ہی افسونگری
خورشید ماتھے سے خجل عارض سے ماہ و مشتری
ای چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری

ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری

ہر بات ہی جادو بھری دلکش ہر اک عشوہ گری
پریونکو عجز بے پری حورونکو ناز جاگری
گل کیا مقابل ہو سکین غنچے کرین کیا ہمسری
تو از پری چابکتری و ز برگ گل نازکتری

وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

معشوق عاشق مین بہت جاری ہی رسم دوستی
رہتے ہین ہر سو ان ایکجا لیکن نہین جاتی دوئی
دنیا مین عنقا ہی کہین اس درجہ بھی ربط دلی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

اے غیرت شمس و قمر تیرا سراپا دیکھکر
کہتے ہین سب اہل نظر دیکھا نہین ایسا بشر
کی جستجو شام و سحر عالم کو دیکھا سر بسر
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شیمسے ندانم یا قمر حورے ندانم یا پری

ہردم تلاش حسن کی مین نے لیا اکدن نہ دم
پھرتا رہا مین عمر بھر دیکھا عرب چھانا عجم
خضر طریق عشق ہون ہر ملک ہی زیر قدم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آفاق مین مشہور ہی تیرا قلم حسن آفرین
کھینچین ہین تو نے سیکڑون تصویرین حسین و مہ جبین
لیکن تری صنعت کا مین بے امتحان قائل نہین
صورتگر نقاش چین یا صورت یارم بہ بین
یا صورتے کش اینچنین یا ترک کن صورتگری

اُس فتنۂ آفاق سے اک روز صفدر نے کہا
اک عاشق وارفتہ ہی مدت سے تیرا مبتلا
تا چند یہ جور و جفا ہی رحم بھی لازم ذرا
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

مخمس بر اشعار اساتذۂ فارس

ز نعیم خوان الفت مزہ چشیدہ باشی
ز ریاض غم بدامن گل داغ چیدہ باشی
بزمین بسان بسمل ز الم طپیدہ باشی
دلم از فراق خون شد تو فراق دیدہ باشی
بہ رہت غبار گشتم ز صبا شنیدہ باشی

مرے بخت نے دکھایا مجھے رات کو یہ سامان
کہ کشادہ در تھا تیرا شب تار و ابر باران
جو ترے مکان مین پہونچا تو بر آئے دل کے ارمان
تو بخواب ناز بودی کہ من از رقیب پنہان
کف پا تو بوسہ دادم ز حنا شنیدہ باشی

ترے ناز دلربانہ کوئی میرے دل سے پوچھے
مرا دل ہی جانتا ہے جو مزے اٹھائے ہیں نے
وہ نئی نئی ادائیں وہ نئے نئے کرشمے
مہ من بدور مستی بسرت قسم کہ روزے
ز تو دیدہ ام ادائے کہ تو ہم ندیدہ باشی

ہوئی بحث عاشقوں میں بہم ایک دوسرے سے
کہا ہنس کے آرسی نے یہ غلط ہیں سب کے دعوے
تو ہر اک کو تھا یہ دعوی کہ ہمیں نے ناز دیکھے
مہ من بدور حشمت بسرت قسم کہ روزے
ز تو دیدہ ام ادائے کہ تو ہم ندیدہ باشی

نہ وہ نشے کی ترنگیں نہ وہ میکشی کے جلسے
سبب ملال کیا ہے جو خموش ہو کچھ ایسے
نہ وہ بھولی بھولی باتیں نہ وہ پیارے پیارے غمزے
نہ تبسمی نہ رمزے نہ حکایتے نہ حرفے
ز زبان بریدہ ناصح سخنی شنیدہ باشی

دل غمزدہ میں اپنے جو ہے بوئے غمگساری
بخدا ہے ختم اسپر رہ و رسم جاں نثاری
وہ کہاں شمیم گل میں صفت وفا شعاری
دل من بگیر و بو کن تو اگر دماغ داری
گل باغ آشنائی بہ ازیں نہ چیدہ باشی

غم و درد و رنج و ارمان گئے عمر بھر نہ دل سے
کیے خوب چشم دل سے دم واپسیں نظارے
جو قضا قریب آئی تو نصیب خفتہ جاگے
بچہ ناز رفتہ باشد ز جہان نیاز مندے
کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

وہ عجب مزے کے دن تھے کہ خوشی تھی مجکو ہر دم
بڑھی ایسی بدگمانی کہ ہوا ہے اب یہ عالم
نہ خیال ہجر جاناں نہ کسی کا تھا مجھے غم
دل ہر کرا بہ بینم بہ طپش جو خود بدانم

برہت گذشتہ باشد تو نیاز دیدہ باشی

بخدا کہ آئے اُسدم تجھے قدر جان نثاران — جو ہماری طرح تو بھی ہو کسی پہ دل سے قربان
وہ خوشی سے مسکرائے تجھے دیکھلے جو گریان — زجفائے عشقبازان شوی آنزمان پشیمان

کہ تو ہم زجور خوبان ستمی کشیدہ باشی

تری بیقراریون سے مین ہوا ہون سخت عاری — کبھی نالۂ سحر ہی کبھی شب کو اشکباری
نہ کسی سے ہمدمی ہی نہ کسی سے دوستداری — بفراق آہ وزاری بوصال بیقراری

بہ کجا بریم ایدل کہ تو آرمیدہ باشی

عجب آرزوکدہ ہی یہ جہان رنج وراحت — کوئی مبتلائے غم ہی کوئی صرف عیش وعشرت
کوئی راغب توکل کوئی خواستگار نعمت — منم وہمین تمنا کہ بہ خلوتِ وصالت

برخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

وہ جفا شعار اکدن مجھے ملگیا جو تنہا — کہا مین نے درد دل ہی مرا قابلِ مداوا
تو یہ حال سُنکے صفدر نہ بُرا کہا نہ اچھا — بجراحتِ دل ما نمکی فشاند و گفتا

کہ تو ہم زخوان وصلم قدحی کشیدہ باشی

سلام

سلامی وصف لکھنا چاہیے سبطِ پیمبر کا — قلم ہو شاخ طوبیٰ کا ورق مہر منور کا
شہ مظلوم کو غم تھا نہ اکبر کا نہ اصغر کا — لب معجز نما پر ذکر تھا اللہ اکبر کا
یہ فرماتے تھے شاہِ تشنہ لب شوق شہادت مین — گلا مشتاق ہی آبِ دم شمشیر و خنجر کا

گرے گھوڑے سے جب مجروح ہوکر سید والا
زمین تھرائی برپا ہوگیا ہنگامہ محشر کا

تلاطم تھا رجز خوانی عباس دلاور سے
ہلاتا تھا زمین کربلا نعرہ غضنفر کا

دل شبیر مین دو زخم تھے تا سور بڑھکر
کبھی فرزند کا غم تھا کبھی صدمہ برادر کا

پسیجا دل نہ قاتل کا حرم کی آہ وزاری پر
پگھلتا موم کی صورت جگر ہوتا جو پتھر کا

نثار شاہ دین ہوکر لڑے کس کس شجاعت سے
فسانہ رہگیا عالم مین عباس دلاور کا

گلوے شاہ دین تھا بوسہ گاہ احمد مرسل
اسے خنجر سے کاٹا حوصلہ دیکھو ستمگر کا

کہا زینب سے شہ نے عازم گلزار جنت ہون
مثال بوے گل اس باغ مین وقفہ ہے دم بھر کا

نظر شام و سحر ہے پنجتن کی دستگیری پر
نہین کونین مین کوئی وسیلہ اور صفدر کا

سلامی دہر مین شہرہ ہے اب تک حسن اکبر کا
رہیگا تا قیامت ذکر ہمشکل پیمبر کا

دکھایا دل دل آزارون نے پیغمبر کے دلبر کا
چڑھایا سر سر نیزہ ستمگارون نے سرور کا

نظر آیا جو زلفون مین رخ پرنور اکبر کا
گمان اعدا کو ہالے مین ہوا ماہ منور کا

شہید کربلا کا غم جو پہونچا چرخ چارم تک
اداسی چھا گئی رنگ اڑ گیا سلطان خاور کا

ہزارون اشقیا آمادہ ایذا رسانی ہین
نہ پہچانا کسی نے مرتبہ سبط پیمبر کا

علم لیکر کہا عباس غازی نے خوشا قسمت
ملا حمزہ کا منصب ہاتھ آیا رتبہ حیدر کا

تصور کیجیے اہل عزا وہ دشت غربت مین
تڑپ کر جان دینا شاہ کے ہاتھون پہ اصغر کا

وفور ضعف تن لاغر گل رخسار پژمردہ
عجب نقشہ ہوا تھا عابد بیمار و مضطر کا

ثنائے شاہ یزدان کیا کسی سے ہو سکے صفدرؔ
خدائے دو جہان واقف ہے جو رتبہ ہے حیدر کا

مجرائی پیش حق ہے یہ رتبا حسین کا
روضہ ہے تاج عرش معلی حسین کا

موسی سے بڑھکے کیون نہو رتبا حسین کا
ہر نقش پا ہو موجب ید بیضا حسین کا

الیاس خضر دونون ہین پڑہین مدح خوان
دم بھرتے ہین فلک پہ مسیحا حسین کا

مشہور ہے جہان مین جو محبوب کردگار
سو جان سے تھا عاشق شیدا حسین کا

ذرہ انھین کے فیض سے ہوتا ہے آفتاب
ظل خدائے پاک ہے سایا حسین کا

بھائی بھتیجے بھانجے سب ہو گئے شہید
خشکی مین ہے تباہ سفینا حسین کا

مقتل مین لاکھ طرح کے صدمے سے مگر
راہ رضا سے پانون نہ سرکا حسین کا

فوج شقی یزید کا دم بھرتی تھی ادھر
نعرہ تھا اہل دین مین ادھر یا حسین کا

فرزند فاطمہ تھا پیمبر کا جانشین
رتبہ ستمگرون نے نہ جانا حسین کا

قدسی فلک پہ روتے ہین حورین بہشت مین
ماتم کہان کہان نہین برپا حسین کا

صفدرؔ نہین ہے شبہہ کچھ اسکی نجات مین
محشر کے دن ہے جسکو وسیلا حسین کا

مجرائی خاک و خون مین ہے لاشا حسین کا
سر لیچلے ہین کاٹ کے اعدا حسین کا

بازو ہین بیبیون کے رسن سے بندھے ہوے
اونٹون پہ سر برہنہ ہے کنبا حسین کا

وہ بیکسی وہ یاس وہ حسرت وہ زخم تن
وہ تشنگی وہ دھوپ مین چلنا حسین کا

وہ تیغ آبدار وہ حلقوم نازنین / وہ پاے نحس شمر وہ سینا حسین کا

ق

اک دن یہ ہی کہ جسم مبارک ہی خاک پر / کوئی نہیں ہی پوچھنے والا حسین کا

اک دن وہ تھا کہ آکے گلستان خلد سے / روح الامین جھولاتے تھے جھولا حسین کا

اُٹھا یہ شور گھوڑے سے عباس جب گرے / مارا گیا فرات پہ سقا حسین کا

حیدر برہنہ سر ہین گریبان نبی کا چاک / لیلیٰ کے نام روتی ہی زہرا حسین کا

صفدر کسی سے کام نہین کوئی کچھ کہے / سو جان سے ہون عاشق شیدا حسین کا

نبی کے دلمین بے حُبِّ علی گھر ہو نہین سکتا / سلامی گھر مین داخل کوئی بے در ہو نہین سکتا

زمانے مین کوئی حیدر کا ہمسر ہو نہین سکتا / چمک کر ذرہ خورشیدِ منور ہو نہین سکتا

فضیلت مین علی کے نکتہ چین ہوں کوئی کیا قدرت / کلام اللہ مین داخل سخنور ہو نہین سکتا

علی ممتاز ہین بے شبہہ گلزار پیمبر مین / شجر سب ہین مگر کوئی صنوبر ہو نہین سکتا

کرے کیا فرق کوئی رتبۂ شبیر و شبر کا / دو نیمہ بے پر جبرئیل گوہر ہو نہین سکتا

کہا حضرت نے فوج شام سے ہم کیا مکدر ہون / غبار آلودہ روے ماہ انور ہو نہین سکتا

ق

پکارا شمر اے عباس تم بھی ابن حیدر ہو / شرف بھائی کا کچھ بھائی سے کمتر ہو نہین سکتا

خفا ہو کر کہا غازی نے کیا بکتا ہی او ناری / کبھی قطرہ سمندر کے برابر ہو نہین سکتا

ق

بہت ساحل پہ شورش ناریون نے کی کہا آکر / یہان خیمہ تو اے سبط پیمبر ہو نہین سکتا

کہا حضرت نے ہو مختار روکو گھاٹ دریا کے / لعینون فرق لیکن تمسے کوثر ہو نہین سکتا

جو آئے رن مین اکبر بڑھکے ابن سعد چلایا
مقابل اِس سے کیا کوئی دلاور ہو نہین سکتا

کہا سب نے مٹائین کسطرح تصویر پیغمبر
کہ اُمت مین ہین ہم خون پیمبر ہو نہین سکتا

پھرے سمجھا کے اعدا کو کہا عباس نے شہ سے
بُرے یہ سنگدل ہین موم پتھر ہو نہین ہو سکتا

کہا زینب سے شہ نے گھر لٹے یا سر کٹے میرا
قدم تسلیم کے جادے سے باہر ہو نہین سکتا

سر شبیر نیزے پر تھا یہ اعجاز ظاہر تھا
کٹے سر سے کبھی قرآن از بر ہو نہین سکتا

نہ رو شاہ بتیابانہ اکبر کے بھی لاشے پر
کسی سے صبر یہ اللہ اکبر ہو نہین سکتا

کہا شہ نے تمھین عباس دون بچونکی رضا کیونکر
اُلٹتا ہی جگر صبر ای برادر ہو نہین سکتا

ق
گلا جب کاٹتا تھا شاہ کا یہ شمر کہتا تھا
یہ خشکی ہی رواں تیزی سے خنجر ہو نہین سکتا

گلے کی تھی صدا اِس دم تو تھوڑا سا پلا پانی
سلوک اتنا بھی تجھ سے ای ستمگر ہو نہین سکتا

ق
لکھا صغرا نے اکبر کو نہ جیتی ہجر مین دم بھر
کرون کیا بے اجل وعدہ برابر ہو نہین سکتا

چلے آؤ یہان دو دنکی رخصت لیکے بابا سے
بہن واری یہ کیا تمسے برادر ہو نہین سکتا

ق
کہا عابد نے نعش شہ ہی دو دن غسل و کفن کیونکر
رہا قید مخالف سے مین لاغر ہو نہین سکتا

گلے مین طوق جو بھاری ہی یہ بار گران مجھسے
خجالت کے سبب انجام امر اسر ہو نہین سکتا

کوئی آشنا نہ تھا جو حاکم فاسق کو سمجھاتا
ترا محکوم فرزند پیمبر ہو نہین سکتا

غم شہ مین مین گریان ہون گریان ملک صفدر
رقم اُسکیلئے مرے عصیان کا دفتر ہو نہین سکتا

رطب اللسان مدح شہ نامدار مین
مضمون تڑپ رہے ہین دل بیقرار مین

بیٹیون کا داغ بھائی کا غم حرم کی فکر
کیا کیا الم تھے شہ کے دل داغدار مین

مرنے چلا ہی شاہ کا فرزند نوجوان
لٹتا ہی سرو باغ تمنا بہار مین

تعریف کیا ہو اکبر یوسف جمال کی
بعد لا تھا ایک گل چمن روزگار مین

عباس کا نہ مثل نہ اکبر کا تھا نظیر
یہ فرد سیکڑون مین وہ یکتا ہزار مین

کھینچی امام دین نے جو صمصام حیدری
ہلچل پڑی سپاہ ضلالت شعار مین

اللہ ری صفائی دست شہ زمان
سو سو کے سر اڑا دیے ایک ایک وار مین

دم بھر مین مثل برق صفون سے گذر گئے
جوہر ہوئے قضا کے عیان ذوالفقار مین

کہتے تھے شاہ وعدۂ طفلی وفا کرون
یارب نہ آئے فرق مرے اعتبار مین

عرضی مین لکھا فاطمہ صغرا نے شاہ کو
کب تک گنون فراق کے دن انتظار مین

چادر تلک نصیب نہ تھی اہل بیت کو
بیوون کے منہ چھپائی تھی سر پر غبار مین

ہو تخت پر یزید لگن مین سر حسین
کیا دخل ہی مشیت پروردگار مین

صفدر عنایت شہ عالی جناب سے
حسن قبول ہی سخن خاکسار مین

آئی خزان ریاض نبی پر بہار مین
کیا کیا ستم ہوئے چمن روزگار مین

ہنگام رزم چہرہ روشن حضور کا
تابان تھا مثل نیر اعظم غبار مین

جانبازیان دکھاتے تھے مولا کے جان نثار
جاتا تھا مثل شیر ہر اک کارزار مین

یون غازیون سے درہم و برہم تھی فوج شام
طوفان سے جسطرح ہو تلاطم بحار مین

کیا کیا لڑے امام زمن کے رفیق و یار
گرمی مین بھوک پیاس مین نصف النہار مین

ق
فرمایا شہ نے صبر مناسب ہے ای بہن
چارہ نہین ہے قدرت پروردگار مین

آنسو بہا کے زینب مضطر نے عرض کی
مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین

ق
کہتے تھے شاہ دلکو قرار آئے کس طرح
غنچۂ غم تڑپ رہا ہے ہمارا کچھار مین

پانی ملا نہ اصغر ناشاد کام کو
کانٹے تھے پیاس سے دہن شیرخوار مین

ق
پہونچے جو ملک شام مین مظلوم کربلا
تھی قتل شہ کی عید صغار و کبار مین

کس بیکسی سے کہتے تھے رو رو کے اہل بیت
لایا ہے دور چرخ ہمین کس دیار مین

زینب پچھاڑین کھاتی تھی بھائی کی لاش پر
بیتاب و بیقرار تھی زہرا مزار مین

یارب یہ آرزو ہے کہ صفدر رہو روز حشر
ظل حمایت شہ والا تبار مین

مجرئی شہ نے کہا سب گئے جانیوالے
اک فقط رہگئے ہم داغ اٹھانیوالے

شامی و رومی و کوفی و عراقی و عرب
ایک مظلوم کے تھے لاکھ ستانیوالے

بھوکے پیاسے ہوے کس شوق سے جا جا کے شہید
سر رہ خالق اکبر مین کٹانیوالے

ق
عمر سعد سے عباس دلاور نے کہا
او دل سبط پیمبر کے دکھانیوالے

حیف ہے نہر سے سیراب ہے سب خلق خدا
تشنہ ہون ساغر کوثر کے پلانیوالے

ایک اک وار مین جو رنگ کیا دشمن کو
کیسے کیسے لڑے حیدر کے گھرانے والے

حر جو لشکر سے چلا ہاتف غیبی نے کہا
دیکھو یون جاتے ہین فردوس کے جانیوالے

آتش قہر الٰہی سے بچین گے کیونکر　　خیمۂ آل محمد کے جلانیوالے
شمر بیدرد سے کہتی تھی سکینہ رو کر　ق　رحم لازم ہی یتیمون کے ستانیوالے
نہ پدر رہی نہ برادر ہی نہ عمو سر پر　　گئے دنیا سے مرے ناز اٹھانیوالے
شافع حشر کو دکھلائینگے کیا روسیاہ　　شمع قندیل امامت کے بجھانیوالے
واہ نیرنگ فلک قتل ہون یون تشنہ دہن　　لب اعجاز سے مردون کے جلانیوالے

شامل حال اگر فضل خدا ہی صفدر
ہم بھی ہین روضۂ شبیر پہ جانیوالے

مجرئی میدان ابن بوتراب آنیکو ہی　　اوج پر برج شرف کا آفتاب آنیکو ہی
اہل عزادارو ادب سے اب سنبھل بیٹھو ذرا　　بزم مین ذکر شہ عالیجناب آنیکو ہی
آج ملک شام مین ہی صبح محشر آشکار　　زینب ناشاد مضطر بے نقاب آنیکو ہی
اشقیا کہتے تھے ہمشکل نبی کو دیکھکر　　اس حسین نوجوان پر اب شباب آنیکو ہی
کربلا مین زلزلہ ہی کانپتی ہی فوج شام　　کیا علمدار شہ گردون رکاب آنیکو ہی
کہتی تھی صغرا پھڑکتی ہی جو چشم انتظار　　کربلا سے میری عرضی کا جواب آنیکو ہی
حر نے اعدا سے کہا سید پہ یہ جور و ستم　　ظالمو اللہ کا تم پر عتاب آنیکو ہی
کہتے تھے قدسی کہ آنکھین بند کرلو قدسیو　　سر برہنہ زینب عصمت مآب آنیکو ہی
سید مظلوم پر کیا کیا کیے ظلم و ستم　　یہ نہ سمجھے بے خبر روز حساب آنیکو ہی
شاہ کہتے تھے برہنہ سر پھرینگے اہلبیت　　ایک دن یہ بھی جہان مین انقلاب آنیکو ہی

فرط غم سے اب نہین تاب تم صفدر خموش
کشت دل پر رنج و ماتم کا سحاب آنیکو ہی

سلامی مدح لکھنا چاہیے مدہی خصالونکی
طبیعت نوم مین مشتاق ہی نازک خیالونکی

مجبونکو عجب رتبہ ملا آنسو بہانے سے
جگہ ہی فاطمہ زہرا کے دلمین رونے والونکی

چلے ہین جان دینے اکبر و قاسم جوانی مین
خزان ہی عین فصل گل مین شہ کے نونہالونکی

علی اکبر کا وہ حسن جوانی وہ رخ روشن
وہ گیسو خم بخم وہ شان گھونگھر والے بالونکی

رفیقان شہ والا لڑے کس کس شجاعت سے
جہانمین حشر تک شہرت رہیگی مرنے والونکی

وہ جسم نرگسی پامال ہویون ظلم اعدا سے
تصدق جن پہ تھین حورین جان سے آنکھین غزالونکی

پڑے تھے چار سو مقتل مین بے گور و کفن لاشے
ملی تھین خاک و خون مین صورتین یوسف جمالونکی

شہ مظلوم جب لائے علی اصغر کو میدان مین
عجب صورت ہوئی گرمی سے گورے گورے گالونکی

جوانان حسینی دفتر جرات مین یکتا تھے
نشاں آفاق مین ممکن نہین ان ہمثالونکی

وہ نور ناتوانی ضعف بیتابی پریشانی
عجب حالت ہوئی تھی تشنگی سے خستہ حالونکی

خیام شاہ مین برپا تھا اک ہنگامۂ محشر
وہ فریاد حرم وہ بیقراری خرد سالونکی

اسیران ستم زندان مین جب فریاد کرتے تھے
ہلادیتی تھی عرش کبریا آواز نالونکی

زمین کیسی ہی مشکل ہو دکھا دیتی ہی رنگ اپنا
زبان رکتی نہین صفدر کبھی صاحب کمالونکی

گلشن عالم مین سب آئے ہین جانیکے لیے
چار دن ہی یہ ہوائے باغ کھانیکے لیے

چاہیے تو گر شہ والا رلانے کے لیے
منتظر ہین سامعین آنسو بہانے کے لیے

جس جگہ ہوتا ہے وصف بادشاہ کربلا
آئے ہین قاری وہان آنکھین بچھانے کے لیے

حق تو یہ ہے امتحان صبر شہ منظور تھا
سب غم و رنج و الم تھے آزمانے کے لیے

غازیون کے دل مین تھی کیا کیا شہادت کی امنگ
جانتے تھے کس خوشی سے سر کٹانے کے لیے

خوش ہوے اکبر دم آخر پدر کو دیکھ کر
برگ گل سے ہلگئے لب مسکرانے کے لیے

جانشین ساقی کوثر پہ پانی بند تھا
اور ادھر اَبر وان تھا اک زمانے کے لیے

اک ذرا انصاف سے بہر خدا فرمائیے
تھا گلا دے اصغر نادان نشانے کے لیے

غازیان فوج دین کہتے تھے کچھ پروا نہین
سر کٹانے کے لیے ہے جان جانے کے لیے

قید کی تکلیف کھانے کا الم بچون کا غم
اے فلک زینب تھی یہ صدمے اٹھانے کے لیے

بیکسی شاہ پر روتا تھا ابر نوبہار
آتی تھی مقتل مین صرصر خاک اڑانے کے لیے

ہنستے تھے ظالم تو رو دیتے تھے سجاد حزین
اک بہانہ تھا انھین آنسو بہانے کے لیے

ہستی موہوم کا صفدر نہین کچھ اعتبار
ہے یہ نقش عالم فانی مٹانے کے لیے

شاہ نے چھوڑا مدینہ غم اٹھانے کے لیے
کربلا مین آئے تھے جنگل بسانے کے لیے

قبلۂ کونین نے کیا کیا سہے رنج و الم
کار ہائے امت عاصی بنانے کے لیے

آنکھ رونے کو زبان ہے بہر مدح پنجتن
دل ولا کے واسطے سر آستانے کے لیے

کس خوشی سے آئے تھے مقتل مین غازی سربکف
راہ حق مین نقد جان و دل لٹانے کے لیے

اکبر و عباس کیا کیا جرأتیں دکھلا گئے
رہ گئے نام و نشان باقی فسانے کے لیے

عابد بیمار رونے دیکھکر سوئے فلک
بیڑیاں لائے ستمگر جب پنہانے کے لیے

تھے ہزاروں صدمہ و غم ایک جان زار پر
سیکڑوں پر جسم تھے اکدل دکھانے کے لیے

شاہ بیکس نے اٹھایا صدمہ سب تنہا
ہم گنہگاروں کے عصیان بخشوانے کے لیے

سیر عالم کر چکے صفدر چلو سوئے عدم
قافلہ تیار ہے دنیا سے جانے کے لیے

اس شہ خاص و عام پہ جبر اکبھی ہو یا سلام کبھی
ہو جو امام دو جہان ہادی خاص و عام بھی

شاہ پہ جو فدا ہوا انکے عجب نصیب تھے
باغ جنان بھی ملگیا رہ گیا انکا نام بھی

کشور دین میں روسیاہ ہو گئے غارت و تباہ
شمر بھی ابن سعد بھی فوج بھی میر شام بھی

ظلم کی انتہا نہ تھی ایک جسد کے واسطے
تیر بھی تھے کمان بھی نیزے بھی تھے حسام بھی

قاسم نامراد کو بیاہ کی کیا خوشی ہوئی
شادی کے اہتمام میں موت کا تھا پیام بھی

ہوتے تھے غازیان دین راہ خدا میں جو فدا
آتی تھی خلد کی ہوا لاتی تھیں حوریں جام بھی

صبر کی انتہا نہ تھی شکر خدا تھا ہر گھڑی
بند تھا تین روز سے آب بھی اور طعام بھی

حرص جہان کا ہو برا سیکڑوں کو پھنسا دیا
دشمن دین کے پاس تھا دانہ بھی اور دام بھی

مر چکے جب رفیق و یار شہ کا عجیب حال تھا
آنکھوں میں اشک لب پہ آہ یاس کے تھے کلام بھی

دشت بلا کو دیکھکر بھائی سے شاہ نے کہا
یہ وہ زمین ہے جس جگہ کوچ بھی ہے مقام بھی

خاک میں آہ ملگیا اکبر نوجوان کا حسن
عارض تابناک بھی گیسوئے مشکفام بھی

لشکر شام سے کہا سبط نبی نے حیف ہے — قتل بھی کرتے ہو مجھے جانتے ہو امام بھی
وشت بلا سے شام تک جائے پہنکے بیڑیاں — چل نہ سکے جو ناتوان ضعف سے چند گام بھی
اہل حرم جو ہر سحر ہوتے تھے غم سے نوحہ گر — روتے تھے آنکے حال پر کوئی بھی اہل شام بھی
کہتے تھے یہ امام دین رنج والم کی حد نہین — تن سے جدا ہو سر کہین قصہ ہو یہ تمام بھی
ماتم شاہ انس و جان ارض و سما مین ہی عیان — جن و ملک ہین نوحہ خوان روتے ہین خاص و عام بھی

صفدر مدح خوان تراب یہ امید وار ہے
فردمین ذاکرون کے ہو نام بھی اور کلام بھی

ای مجرئی حسین کی کیا بارگاہ ہے — جس مین گدا کو مرتبۂ بادشاہ ہے
حیران ہون منھ دکھائیگا محشر مین کیا یزید — خون حسین خون رسالت پناہ ہے
اُٹھا ہے کربلا مین یہ طوفان ظلم و جور — خشکی مین اہل بیت کی کشتی تباہ ہے
گھیرا ہے آکے شام کے لشکر نے شاہ کو — ہالہ ہے گرد بیچ مین زہرا کا ماہ ہے
جاتا ہے ایک ایک ادھر سے رفیق شاہ — بلوہ اُدھر ہے فوج کا بیحد سیاہ ہے
اکبر کو دین امام کہ عباس کو رضا — بازو کا ہے یہ زور وہ نور نگاہ ہے
کس کس خوشی سے کرتے ہین لا لا یہ سر نثار — میدان قتل غازیونکو عید گاہ ہے
خویش و رفیق جتنے تھے سب قتل ہو چکے — تنہا امام رہگئے اور قتل گاہ ہے
میدان مین شادیانے بجاتے ہین اہل کین — انکی زبان پہ اشہد ان لا الہ ہے
دکھلا کے کہتے مین علی اصغر کو شاہ دین　ق　شش ماہہ شیر خوار ہے اور بیگناہ ہے

اس چھوٹے بیہمان سے نہ پانی کرو عزیز — پیاسا ہی تین روز سے حالت تباہ ہی

گر گر پڑے ہین شاہ جو گھوڑے سے خاک پر — آمادہ قتل کرنے پر ہر کینہ خواہ ہی

ق

رو رو کے اہل بیت یہ کہتے تھے شمر سے — خوف خدا ابھی کچھ تجھے او روسیاہ ہی

خنجر کے رگڑے دیتا ہی جس حلق خشک پر — ای بیحیا رسول کی یہ بوسہ گاہ ہی

ظالم ہی جسکے سینۂ زخمی پہ تو سوار — یہ شہسوار دوش رسالت پناہ ہی

آخر شہید ہو گئے وہ شاہ تشنہ کام — غارت کو سوے خیمہ روانہ سپاہ ہی

اونٹون پہ سر برہنہ ہین سب بیبیان سوار — نوک سنان پہ فرق شہ دین پناہ ہی

گریان ملک فلک پہ لرزتا ہی آسمان — آندھی سیاہ چلتی ہی عالم تباہ ہی

جاتے ہین ملک شام کو سجاد اسطرح — تن پر نہ پیرہن ہی نہ سر پر کلاہ ہی

شدت ہی تپ کی پانو مین بیڑی گلے مین طوق — بیمار ہی ضعیف ہی حالت تباہ ہی

لیکن ہی ہر قدم پہ یہ زنجیر کی صدا — حقا یہی تو بخشش امت کی راہ ہی

صفدر چلو حسین کے روضہ پہ ہند سے
سب کچھ وہان ملیگا بڑی بارگاہ ہی

ای مجرئی جو بیت ہی اپنے سلام کی — مفتاح ہی وہ روضۂ دار السلام کی

دل جانتا ہی قدر کلام امام کی — ہر بات ہی حدیث رسول انام کی

ہر وقت یاد آئی جو غربت امام کی — ہر صبح ہمنے رو کے محرم مین شام کی

کوثر کا جام ساقی کوثر سے پائیگا — رکھتا ہی جو سبیل شہیدونکے نام کی

حضرت برائے بخشش امت ہوئے شہید
واجب ہے سب پہ تعزیہ داری امام کی

بزم عزائے شاہ کا اللہ رے مرتبہ
سرمہ ہے چشم حور کا خاک اس مقام کی

حورین بھی رونے آئی ہین غلمان بھی شاہ کو
کچھ کم نہین بہشت سے مجلس امام کی

سر تک دیا نہ بیعت فاسق قبول کی
کیا شان ہے حسین علیہ السلام کی

آئی ہے کربلا سے اگر تو ذرا ٹھہر
بو تجھ مین اے نسیم ہے خون امام کی

نوحہ کرین حسین پہ رو لین غریب کو
غربت ہے پیش چشم نہین اُس مقام کی

اصغر کے غم مین روتی تھی بانو یہ کہکے بین
کم عمر تم سگئے ہوئی تاثیر نام کی

فرمایا شاہ دین نے جو اکبر ہوئے شہید
تصویر آج مٹ گئی خیر الانام کی

ہے قتل شاہ ترجمہ ذبح عظیم کا
تفسیر کی جری نے خدا کے کلام کی

ہر بزم غم مین مہدی ہادی کا ہے نزول
تسبیح مین ضرور ہے شرکت امام کی

ق

کہتے تھے حر کی لاش کو یون دیکھکر ملک
تقدیر کیسی لڑ گئی اِس تشنہ کام کی

زخم گلو پہ باندھ کے رومال فاطمہ
آقا نے کیا بڑھائی ہے عزت غلام کی

حقا حسین پر ہے شہادت کا خاتمہ
جیسے نبی پہ حق نے نبوت تمام کی

کہتے تھے شاہ پیاس کا کچھ غم نہین ہمین
لذت ابھی سے لب پہ ہے کوثر کے جام کی

چشم عدو سے کیسے اُٹھے پردہ حیا
چھینی ردائین عترت خیر الانام کی

بچون کو گود مین لیے پھرتے تھے اہلبیت
جلتی تھین چار سمت قناتین خیام کی

وحشت بلا مین لاشئے شہیدون کے کانپ اُٹھے
فریاد سنکے زینب ناشاد کام کی

شہ نے کہا مین مصحف ناطق کا ہون بسیر
بولے عدو کہ اسمین جگہ کیا کلام کی

میدان حشر تھا شب عاشور دشت ظلم
تا صبح اتنی جمع ہوئی فوج شام کی

لشکر مین شاہ دین کے بہتر جوان تھے کل
اُس سمت انتہا تھی نہ کچھ اژدحام کی

کہتے تھے شاہ پانی دو اصغر کو ظالمو
جاری ہی نہر کیا ہی بساط ایک جام کی

حر نے یہ ہاتھ باندھ کے حضرت سے عرض کی
یا شاہ دین قبول ہو توبہ غلام کی

عفو و فور شہ نے کیا واہ رے کرم
تبلائی راہ خضر نے دار السلام کی

بھولی دعائے بخشش امت نہ شاہ کو
اُس دم کہ تھی زبان کو نہ طاقت کلام کی

نیزون پہ سر شہیدون کے اونٹون پہ اہلبیت
ق　غل تھا کہ آج فتح ہوئی میر شام کی

کپڑے بدلکے آئین تماشے کو مرد و زن
ہی عید قتل سبط رسول انام کی

دربار مین یزید سے یہ شمر نے کہا
ق　سونے سے ڈھال آج تو بھر دے غلام کی

جن جنکے مارے ہمنے رفیقان شاہ دین
دن رہگیا تھا کچھ کہ لڑائی تمام کی

دست و گلو مین جنکے رسن سے بندھے ہوے
عترت یہی ہی بادشہ تشنہ کام کی

سر ننگے ہی جو سامنے تیرے کھڑی ہوئی
زینب یہی نواسی ہی خیر الانام کی

لکھا ہی لٹ کے آئے جو یثرب مین اہلبیت
فریاد تھی ہر ایک طرف وا امام کی

فریاد کی جو بیبیون نے سر کھول کھول کر
ہلنے لگی ضریح رسول انام کی

صفدر جو سر پہ حیدر صفدر کا سایہ ہی
دہشت نہین ہی گرمی روز قیام کی

سلام
اسیر عباد تمین رہا مصروف جو دل سے
خبر تھی سجدۂ حق مین نہ خنجر سے نہ قاتل

ستم اعدا کا شہ کی بیکسی مشہور ہی ابتک
ہوا ہی حق بھی پوشیدہ کہین عالم مین باطل سے

ق
جو پہونچے کربلا مین شاہ زینب نے کہا رو کر
نہایت بیقراری دلکو ہی اس سخت منزل سے

کہا شہ نے سفر ہی ختم اب یان سے نہ جائینگے
کٹینگے سر اسی مقتل مین سب کے تیغ قاتل سے

نکلتا تھا ادھر ایک ایک غازی لشکر شہ سے
اُدھر لاکھون تھے لیکن بھاگ جاتے تھے مقابل سے

نہایت شاہ کو صدمہ ہوا مرنے سے اکبر کے
جوان بیٹے کا پوچھے داغ کوئی باپ کے دل سے

بدن مجروح آنکھون مین اندھیرا لہو کی شدت
اُٹھائی لاش اکبر ضعف مین حضرت نے مشکل سے

کہا شہ نے کہ مان ہی فاطمہ نانا نبی میرا
نہین آگاہ کیا ای قوم تم میرے فضائل سے

ذرا سوچو تو دلمین کیا جواب اُس وقت تم دوگے
کرونگا حشر مین فریاد جب مین رب عادل سے

ہزارون زخم تن پر اور شہ دو روز کے پیاسے
اذیت پیاس کی ای منصفو پوچھو تو بسمل سے

لعینون نے ستم کیا کیا کیے سجاد بیکس پر
جکڑتا ہی کوئی بیمار کو طوق و سلاسل سے

لہو جو راہ مین عابد کے چھالون سے ٹپکتا تھا
بیابان تک تھا فریادی زبان خار منزل سے

شہیدون کے جو سر گرد شتر تھے سنانون پر
ستارون سے یہ بہتر تھے وہ بڑھکر ماہ کامل سے

کہا اہل حرم نے جب بازار شام مین پہونچے
کہان ہین وہ اُتارا کرتے تھے ہمکو جو محمل سے

طلب پانی کیا پیاسون نے تیرون کی ہوئی بارش
عجب طوفان اُٹھا ظلم کا دریا کے ساحل سے

دیا پانی نہ اُس فخر سلیمان کو لعینون نے
عزیز انگشتری جسکی پدر نے کی نہ سائل سے

سلام شاہ کیا موزون کیا ہی تو نے ای صفدر
جو منصف ہین کہینگے کم نہین ہی تو بھی مقبل سے

اگر مشکلکشا ہون حضرت مشکلکشا صفدر

تو ہوا آسان سے آسان جو مشکل ہو مشکل سے

بحرائی جنگ کے میدان مین جو اکبر آئے
غل ہوا فوج عدو مین کہ پیمبر آئے

شہ نے فرمایا مرا فاتحہ دینا زینب
سر و پانی جو کہین تم کو میسر آئے

رو کے صغرا نے کہا پھر گئی قسمت کیسی
پھر کے شبیر نہ بھائی علی اکبر آئے

دی صدا حر نے کہ کیون اے عمر سعد لعین
بھوکا پیاسا رہے مہمان جو تیرے گھر آئے

غل ہوا شام مین ناموس پیمبر ہین یہی
جب حرم اونٹون پہ بے مقنع و چادر آئے

لاش شبیر پہ ہر رات عزاداری کو
فاطمہ آئین علی آئے پیمبر آئے

یہی صفدر کی تمنائے دلی ہے یارب
آستان بوسی شبیر میسر آئے

قطعۂ تاریخ وفات برادرم صاحبزادہ محمد کلب حسن خان بہادر خلف غفران مآب جناب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ

واہ اے چرخ ستم پیشہ ہے کیا دور ترا
کیسے ایجاد ستم روز کیا کرتا ہے تو

نظر آتے ہین عجب طرح کے تیرے حرکات
درو کے جسمین نکلتے ہین ہزارون پہلو

کون لالہ ہے نہین رنگ فنا کا جسمین
کونسا پھول ہے جسمین نہین مٹ جانے کی بو

اہل دنیا ہین جو مقتول تو دنیا مقتل
تہ شمشیر ہے گردن تہ خنجر ہے گلو

شام کو چلتی تھی جس بزم مین عشرت کی شراب
صبح دیکھا تو شکستہ تھے خم و جام و سبو

حال دولت کا جو دیکھو تو ہوا کا جھونکا
وقفۂ زیست کو پوچھو تو حباب لب جو

منفعل جیسے کہ ہے نرگس شہلائے چمن
انکھین انکھون سے جو دیکھو تو وہ روتے ہین لہو

کیا کہون حادثہ مجھپر جو پڑا ان روزون | کون تقصیر تھی میری جو ہوا چرخ عدو
یعنی جان کلب حسن خان تھا جو بھائی میرا | چھٹ گیا مجھ سے مٹی اسکی جوانی کی نمو
ہائے افسوس نہ دی اسکو قضا نے مہلت | پردۂ خاک مین پوشیدہ ہوا آئینہ رو
جوش غم نے یہ کیا ہے مرے دلکو پانی | ضبط کرتا ہون مگر تھم نہین سکتے آنسو
عمر کیا تھی ابھی تیئیس برس کا سن تھا | کھا گئی کسکی نظر چل گیا کسکا جادو
دن یہ مرنیکے نہ تھے روٹھ گئے ہو مجھ سے | مین منا لاؤن مگر کچھ نہین چلتا قابو

نزع کے وقت یہ تاریخ کہی صفدر نے
آہ ای کلب حسن توڑ چلے تم بازو
۱۲۹۲

تاریخ مسند نشینی جناب نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر فرمانروائے رامپور

مسند پہ جو بیٹھا وہ مہ برج کمال | با عزت و شان و جاہ و اقبال و جلال
صفدر نے جلوس کی یہ تاریخ کہی | ہر ہفت ہوئی عروس صبح اقبال
۱۲۸۲

قطعہ در تہنیت تشریف آوری نواب محمد کلب علی خان بہادر از سفر حجاز

ازل کے روز سے جو لوگ ہین سعادتمند | وہی ہین حکم خدا اور رسول کے پابند
خیال جاہ و تجمل مین کب یہ رہتا ہے | کہ عیش مین ہو مشقت پئے ثواب پسند
کرین جو دولت دنیا مین فکر دولت دین | کہان ہین ایسے جوانمرد زیر چرخ بلند
خدا تو تاج حکومت سے سرفراز کرے | جھکین یہ سجدہ مین محراب کعبہ کے مانند

یہ شرط عشق خدا ہی کہ دل سے محو رہے
خیال دولت و زر الفت زن و فرزند

ہزار بعد مسافت ہو کھینچ لیجائے
کشش دکھائے اگر الفت خدا کی کمند

وہی ہی عشق ترقی ہو جسکو روز بروز
وہی ہی شوق جو ہر دم ہی ایک سے وہ چند

یہ حال حضرت نواب کا ہمارے ہی
سمائے شوکت و رفعت کے آفتاب بلند

جناب کلب علیخان بہادر ذیشان
کہ جسکے فیض کی کھاتے ہین بحر و کان سوگند

ہزار شغل جہانبانی و جہانداری
ہزار فکر نظام امور و دفع گزند

حصول حج و زیارت یہ بندھ گئی جو کمر
وہ قطب دین ہوے سیار مہر کے مانند

ندیم ہمسب حکما ساتھ ہمنشین علما
بڑی تزک سے یکایک اٹھی عنان سمند

دیار ہند سے تا ملک یثرب و بطحا
کہان کہان نہوئی انسے خلق فائدہ مند

لٹائے گنج یہ مکے مین اور مدینے مین
کہ مصطفٰے ہوے راضی خدا ہوا خرسند

طریق آمد و شد جب تلک رہا درپیش
در خزانۂ عالی ہوا نہ دم بھر بند

شریف کعبہ تو کیا سارے ساکنان حرم
امیر ہو گئے دست سخا ہوا یہ بلند

اسی طرح سے مدینے مین بھی لٹائے گنج
تمام شہر مین باقی رہا نہ حاجتمند

ہوئی قبول زیارت یہ حج ہوا مقبول
کہ جہد دین مین خدا اور رسول کو ہی پسند

کہان تلک کوئی نواب کی کرے تعریف
کہ ہر کمال مین ہین بیمثال و بے مانند

دعا کا وقت ہی صفدر خدا سے کر یہ دعا
کہ یا کریم تجھے اپنے دوست کی سوگند

بڑھے حیات ترقی ہو عمر و دولت کو
رہے ستارۂ اقبال مثل مہر بلند

قطعہ در تہنیت خلعت پوشی جناب نواب محمد مشتاق علیخان صاحب بہادر

حضور معلی کو خلعت مبارک
ریاست مبارک حکومت مبارک

ندا ہاتف غیب کی آرہی ہی
یہ شوکت یہ ثروت یہ حشمت مبارک

یہی آجکل ہی ہراک کی زبان پر
مبارک سلامت سلامت مبارک

ملا قیصر ہند سے جاہ و منصب
ترقی اقبال و دولت مبارک

پھرے فرق اقدس پہ چتر ہمایون
قدم کو ہو تخت حکومت مبارک

تہمتن کی حاتم کی کسری کی صورت
شجاعت سخاوت عدالت مبارک

یہ دن عید کے دن سے بھی ہی زیادہ
ہوا خواہون کو یہ مسرت مبارک

اس ایوان مین ہر روز ہو جشن شادی
یہ سامان یہ جلسہ یہ صحبت مبارک

ہو اورنگ فرمانروائی کو شاہا
قدم سے ترے زیب و زینت مبارک

رہے عمر بھر سکۂ حکمرانی
یہ طبل ریاست یہ رایت مبارک

رعایا رہے سایۂ عاطفت مین
محبون کو ہو عیش و عشرت مبارک

خوشی خرمی تہنیت دوستونکو
جو دشمن ہون انکو خجالت مبارک

کسی کا شگفتہ ہو دل مثل غنچہ
گل نو دمیدہ کی نکہت مبارک

خیابان عشرت مین لالے کی صورت
کسی دل کو ہو داغ حسرت مبارک

رہے جام سے جبتلک نام جم کا
ہو سرکار کو جشن عشرت مبارک

سکندر رہے جبتلک ہو آئینہ باقی
ہو آفاق پر فتح و نصرت مبارک

رہین مہر و مہ جبتلک آسمان پر
مرے شاہ کو اوج رفعت مبارک

خداوند عالم سے صفدر دعا ہی
کہ نواب کو جشن صحبت مبارک

نہ چھوٹے کبھی دامن فیض ہم سے
شب و روز ہمکو اطاعت مبارک

قطعہ در تہنیت مسند نشینی اعلیٰحضرت قدر قدرت جناب نواب محمد حامد علی خانصاحب بہادر دام ملکہم و اقبالہم

مرے نواب تجھپر ابر رحمت سایہ گستر ہو
عنایت ساقی کوثر کی ہو لطف پیمبر ہو

شب قدر و شب معراج ہو ہر شب سعادت میں
ترا ہر روز روز عید سے عشرت مین بڑھکر ہو

رہے مثل فریدون فرق پر تاج جہانبانی
سکندر کیطرح تخت حکومت ہفت کشور ہو

الٰہی قاف سے تا قاف قبضے مین ترے آئے
سلیمان کیطرح سارا جہان تیرا مسخر ہو

زیادہ ہو تری دولت دوبالا ہو تری حشمت
ملے رتبہ تجھے دنیا مین جو برتر سے برتر ہو

محب کو تیرے شام حشر صبح عید ہو یارب
عدو کو تیرے روز عید شام صبح محشر ہو

نسیم عدل سے تیرے جہان سرسبز ہو یارب
شمیم خلق سے تیرے تمہا عالم معطر ہو

چمن مین صورت باد بہاری تو اگر جائے
یقین یہ ہی کہ خار خشک تیا سے گل تر ہو

نہال آرزو یارب مراد دل کے ثمر لائے
گل مقصود گلزار جہان مین تازہ و تر ہو

ریاض دہر مین ہو شاہد گل جلوہ گر جبتک
نہال دولت و اقبال تیرا بار آور ہو

رہے ممدوح دوران تو شرف ہو مدح گو تجھ سے
ہمیشہ بزم عالم مین ترا مداح صفدر ہو

قطعہ در بیان محفل رقص وسرود

ہواے عیش سے محفل تھی رات کو گلزار
ہجوم لالہ رخون کا دکھا رہا تھا بہار

کھڑے تھے ناچنے گانے کو سیکڑون بدمست
ہر ایک نشۂ کسب وکمال سے سرشار

کہین بناؤ کیے رنڈیون کا جھرمٹ تھا
وہ اُنکے گھنگرؤنکی رقص مین عجب جھنکار

وہ لیکے ہاتھ مین پشواز ناز سے چلنا
وہ نازکی سے لچکنا کمر دم رفتار

وہ تھاپ طبلونکی سارنگیون کا وہ لہرا
گمک وہ بائین کی ہوتی تھی آسمان کے پار

سریلی اُنکی وہ آوازین تان لیتی مین
وہ لفظ لفظ پہ گانے بتانے مین تکرار

کسی کی تیر نگہ سے ہوا کوئی بسمل
چلی کسی کی کہین تیغ ابروے خمدار

بتا رہی تھی کوئی اپنے جنس حسن کا بھاؤ
دکھا رہی تھی کوئی اپنی گرمی بازار

کہین تھا بہاگ کہین پوربا کہین سورٹھ
کہین شہانہ کہین کانھڑا کہین تھی بہار

کہین تھا میگھ کہین سنگھڑا کہین کامود
کہین سندورہ کہین ساونی کہین تھا ملار

کہین تلنگ کہین دیس تھا کہین کھماچ
کہین پرج تھی کلنگڑا کہین کہین گندھار

کہین کتھک کہین کشمیری تھے کہین نقال
کھڑے تھے مجرے کو پشوازین پہنے سب تیار

کہین الاپ گمک تان اوپج کا چرچا تھا
کہین تھا ناچنے مین تال سم کہین جھنکار

بجا رہے تھے کسی سمت اہل کسب وکمال
سرود مین سُر آئینہ سرسنگار ستار

کہین بجاتے تھے بیٹھے ہوئے نوازندے
نفیری بانسری الغوزہ چنگ موسیقار

عجیب طرح کا ہنگامہ تھا عجب محفل
تھا ناچ گانے کا غل گنبد فلک کے پار

خیال طول سخن ہی وگرنہ ای صفدر
ہزار شعر بھی کہنا مجھے نہ تھا دشوار

نامہ

مرے دلربا محرم و غمگسار
انیس دل و مونس جان زار

ریاض لطافت کے سرو رواں
سرور دل و راحت جسم و جان

ہمیشہ صحیح و سلامت رہو
سلامت رہو تا قیامت رہو

اگر سن سکو تم بیان فراق
سناؤن تمھین داستان فراق

ہوا تمسے رخصت مین جسدم ادھر
اُٹھا اِسقدر دود آہ جگر

کہ یکبار گی ابر غم چھا گیا
اندھیرا سا پیش نظر آگیا

لگی کوندنے برق رنج و ملال
مصیبت مین یاد آیا عیش و وصال

مری چشم تھی غیرت آبشار
مرا گریہ تھا رشک ابر بہار

کبھی کم ہوا جوش رقت اگر
تو آہِ شرربار تھی نوحہ گر

ادھر آگیا لب پہ شور و فغان
اُدھر دہر مین غل اُٹھا الاماں

ہوئی عقل یہ دیکھکر نکتہ سنج
کہا خیر ہی کس لیے ہی یہ رنج

اگر یون ہی روتے رہے عمر بھر
نہ ہوگا کبھی اُنکے دل مین اثر

اُدھر شوق نے سُنکے دی یہ صدا
کہ زنہار کہنے پہ اُسکے نہ جا

رہے جو محبت مین ثابت قدم
وہ مقصد سے محروم رہتا ہی کم

یہ سنتے ہی پھر آگیا ہوش مین	لکھی یہ غزل مین نے اُس جوش مین

غزل

قسمت سے مین کہان ہون وہ گلبدن کہان ہی	بلبل چمن سے چھٹ کر گم کردہ آشیان ہی
عاشق ہے ہو تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب	ہر صبح یہ جبین ہی وہ سنگ آستان ہی
راز نہان سے اپنے واقف نہین ہی کوئی	اک درد دل ہمارا مدت کا رازدان ہی
لاکھون ہین یاس و حسرت اک دل ہی نیم بسمل	صدمے ہزار ہا ہین اک جان ناتوان ہی

قاصد سے حال پنہان باد صبا سے مخفی
صفدر جہان مین کوئی تیرا بھی رازدان ہی

الٰہی دکھا مجھکو دیدار یار	کہ ہو دل کو پہلو مین صبر و قرار
خدا نے دعا کی مری مستجاب	کہ تصویر انکی ہاتھ آئی کتاب
نظر جب پڑی تیری تصویر پر	گئین صورتین سب کی دل سے اُتر
اُسے دیکھکر خوب رویا کیا	بہت داغ دل اپنے دھویا کیا
کیے گوہر اشک اُسپر نثار	پھر اگرد تصویر کے بار بار
اگرچہ ہوا نامے کا اختتام	مگر شوق دل رہ گیا ناتمام
لکھونگا مین کچھ اور بھی حال زار	ملا درد و غم سے جو دل کو قرار

اشعار متفرق

مین صحبت دلدار مین اک روز گیا تھا	دل سینے مین بیتاب تھا مدت سے جدا تھا

بیساختہ اُسوقت کہا آکے کسی نے
دیکھا عجب اک سانحہ جو ہوش ربا تھا

غل تھا کہ خدا جانے یہ دیوانہ ہی کسکا
کل راہ مین اک خاک بسر ہمکو ملا تھا

ہر گام زمین ملتی تھی فریاد و فغان سے
زنجیر کی جھنکار سے اک حشر بپا تھا

اُس فتنۂ عالم نے کہا سوچکے دل مین
وہ صفدر وارفتہ ہی ہمنے بھی سُنا تھا

دیگر

پھر ہوا ہی فصل گل مین جوش وحشت اندنون
پھر کسی پر یہ دل پر اضطراب آنے کو ہی

سبزہ ہی ٹھنڈھی ہوا ہی یار ہی گلزار ہی
ساقیا جام و صراحی لا سحاب آنیکو ہی

دیگر

دل کو ہمارے صفدر اب اُسکی جستجو ہی
دیر و حرم مین عاشق جسکو پکارتے ہین

دیگر

کہتے نہین مضمون کوئی سُست غزل مین
رہتا نہین کانٹا کبھی گلشن مین ہمارے

دیگر

دل کھنچا جاتا تھا دیوانون کا اک آہ کے ساتھ
یہ تو فریاد کسی تازہ گرفتار کی تھی

نگارخانۂ صفدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دونوں عالم سے محبت کے ہیں نیرنگ جدا
یہ مرقع ہے الگ سب سے یہ ارژنگ جدا

اس گلستاں کا ہر اک رنگ سے ہے رنگ جدا
یہ صدا اور یہ راگ اور یہ آہنگ جدا

ہر کسی سے نہ جہاں میں یہ حقیقت پوچھو
صاحب درد سے اس درد کی لذت پوچھو

اسکا ہمدم ہے پریشان کوئی حیران کوئی
سر بصحرا ہے کوئی بے سر و سامان کوئی

چاک دامن ہے کوئی چاک گریباں کوئی
غرق دریا ہے کوئی قیدی زنداں کوئی

کون نیرنگ حسینان فسونگر سے بچے
رحمت حق ہو تو ہنگامۂ محشر سے بچے

اس ستمگار نے ویران کیے گلشن کیا کیا
پرزے پرزے کیے اس خار نے دامن کیا کیا

پھونکے اس برق شرربار نے خرمن کیا کیا
نوجوانوں کے ملے خاک میں جوبن کیا کیا

غلام محمد درویش

خانہ بر دوش ہوئے عاشق شیدا لاکھوں
اہل ناموس ہوئے عشق میں رسوا لاکھوں

یہ وہ صحرا ہے کہ ہر گام پہ ہیں خار اسمیں
یہ وہ جادہ ہے کہ دشوار ہے رفتار اسمیں
یہ وہ دریا ہے کہ ہر موج ہے تلوار اسمیں
مست کا کام نہیں چاہیے ہشیار اسمیں

جس سے ہو جائے ملاقات ملاقات رہے
دام سے صید نکل جائے تو کیا بات رہے

ساری باتوں کی خبر چاہیے عاشق کے لیے
حفظ ہر شام و سحر چاہیے عاشق کے لیے
ذرے ذرے پہ نظر چاہیے عاشق کے لیے
جستجو آٹھ پہر چاہیے عاشق کے لیے

رنگ الفت نہ کسی طرح بدلنے پائے
آگے شیشے میں پری پھر نہ نکلنے پائے

دل میں آتا ہے طلسم ایک بناؤں تازہ
باغ سبز اپنی محبت کا دکھاؤں تازہ
داستان عشق کی یاروں کو سناؤں تازہ
جس سے آجائے ہنسی گل وہ کھلاؤں تازہ

سب ہوں مشتاق نیا رنگ ہویدا ہو جائے
بھیڑ لگ جائے فسونگر کا تماشا ہو جائے

اندنوں ایک پریوش سے ملاقات ہوئی
صحبت عیش و طرب گرم جو دن رات ہوئی
دونوں جانب سے بڑھا ربط مدارات ہوئی
جس سے بڑھکر نہ کوئی ہو وہ بات ہوئی

شب بسر ہوتی تھی باہم گل و شبنم کی طرح

دن کو اک جان و دو قالب خط توام کی طرح

دل سے اُس شاہد مخمور کا دیوانہ ہوا
ہوش مطلق نہ رہا سب سے مین بیگانہ ہوا

شمع رخسار پہ سو جان سے پروانہ ہوا
دل ہوا چاک تو اُن گیسوؤن کا شانہ ہوا

رشک عذرا تھا جو وہ وامق مفتون مین تھا
وہ اگر غیرت لیلی تھا تو مجنون مین تھا

سیکڑون ناز اُدھر تھے تو ادھر لاکھ نیاز
شمع و پروانہ صفت دونون طرف سوز و گداز

اُس پری رو پہ مجھے فخر اُسے مجھپر ناز
ساتھ ہر وقت کا جسطرح دو رکعت کی نماز

جبذا ربط یکے شد دل و جانِ من و تو
من و تو گم شدہ ای دوست میان من و تو

جو مری چال وہی اُس بت کمسن کا چلن
دل مین کچھ پیچ نہ پیشانی انور پہ شکن

ایک دل ایک زبان ایک سخن ایک دہن
جملہ تسلیم و رضا تابع فرمان ہمہ تن

مین جو کچھ بات کہون وہ بھی وہی بات کہے
دن کہون دن کہے گر رات کہون رات کہے

فلک تفرقہ پرداز کو بھائے نہ یہ طور
فتنہ پردازون کا خدمت مین ہوا اُسکے دور

چار ہی روز مین کچھ رنگ ہوا اور سے اور
مہر و الفت نہ رہی ہو گیا آمادۂ جور

وہ مروت وہ عنایت وہ مدارات گئی
رفتہ رفتہ وہ محبت وہ ملاقات گئی

دل جہان چاہا وہ جا جا کے وہان رہنے لگا
نہین معلوم کہ چھپ چھپکے کہان رہنے لگے

دور لے لے گئے گرایے کا مکان رہنے لگے
صورتِ رازِ نہان ہمسے نہان رہنے لگے

شکل ملنے کی گئی قاطع امید ہوے
دن کو مہتاب ہوے رات کو خورشید ہوے

آدمی روز پتا ہمنے لگا کر بھیجا
اک نہ اک تحفہ شب و روز برابر بھیجا

کبھی قاصد کبھی خط ڈھلے کبوتر بھیجا
کبھی پوشاک کی کشتی کبھی زیور بھیجا

جب گیا کوئی یہ معلوم ہوا گھر مین نہین
جسنے جسوقت پکارا یہ سنا گھر مین نہین

عقل حیران کہ الٰہی سبب اِسکا کیا ہی
غم فراوان کہ الٰہی سببِ اِسکا کیا ہی

دل پریشان کہ الٰہی سبب اِسکا کیا ہی
ہوش پران کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی

با ہمہ لطف و کرم قہر و غضب راچہ علاج
ہمہ دم آزردگی غیر سبب راچہ علاج

جسقدر فرقت دلدار کو عرصہ گذرا
صبر کافور ہوا ہوش ہوے سر سے ہوا

اضطراب دل بیتاب ہوا اور سوا
رفتہ رفتہ ہوے آثار جنون کے پیدا

اشک بہ بہ کے چلے گوشۂ دامان کیطرف
ہاتھ رہ رہ کے لگے اُٹھنے گریبان کی طرف

فکر تھی دلمین الٰہی وہی مین ہون ناکام
مشکلین غیرون کی آسان جو کرتا تھا مدام

کیا ہوا آج مجھے ہے یہ تعجب کا مقام
دن کو فریاد و فغاں نیند ہے راتوں کو حرام

چارہ گر درد کا جو ہو اُسے چارا نہ ملے
غرق ہوتے ہوئے تنکے کا سہارا نہ ملے

آخر کار ہوئی راہ نما عقل ادیب
اُسکو بلوا کے کہا مین نے یہ احوال عجیب
زن محتالہ جو ہمسایے مین رہتی تھی قریب
ہنسکے بولی کہ مین آئی ہوے بیدار نصیب

سحر سے زاغ کو دم بھر مین ہما کرتی ہون
مشکل آسان ہے دیکھو تو مین کیا کرتی ہون

چاہ سے حور کو باتین مین لگا لاتی ہون
چرخ سے توڑ کے مہتاب و سہا لاتی ہون
پردۂ قاف سے پریون کو اُڑا لاتی ہون
کام بگڑے ہوے دم بھر مین بنا لاتی ہون

شام کو شام سحر کو نہ سحر گنتی ہون
بلکہ اُڑتے ہوے طائر کے مین پر گنتی ہون

مجھ سے یہ کہکے رواں جانب بازار ہوئی
چوڑیاں لیکے وہاں جانے کو تیار ہوئی
چوڑی والی وہ بنی مستعد کار ہوئی
گھر مین اُسکے گئی دو روز مین مختار ہوئی

رازداں بنکے یہ باتون مین لگایا اُسکو
کہ بغیر اسکے کبھی چین نہ آیا اُسکو

رات بھر بیٹھ کے پاس اُسکے کہانی کہنا
چپکے چپکے کبھی اسرار نہانی کہنا
سانحے عشق و محبت کے زبانی کہنا
داستان کوئی نئی کوئی پرانی کہنا

نہ کرے مہر و محبت کے سنانا اُسکو
ناز و اغماز کے انداز سکھانا اُسکو

وقت پا کر یہ کہا اُس سے کہ ایجان جہان
جلسے پہلے تھی ملاقات وہی تھے خواہان

یہی دن سن ہین جوانی کے نکالو ارمان
اور رعنا نہین آفاق مین کیا کوئی جوان

جنس اچھی ہی تو ہین اُسکے خریدار بہت
تم سلامت رہو دنیا مین طلبگار بہت

اُنکو تم سے جو سروکار نہین اور سہی
جی بہلنے کو وہ گلزار نہین اور سہی

وہ اگر طالب دیدار نہین اور سہی
سیر کرنے کو وہ بازار نہین اور سہی

زیب بازو ہی جو مرغوب تو زیور لاؤن
زینت گوش ہی مطلوب تو گوہر لاؤن

صاحب ذوق بھلا رہتے ہین پابند کہین
مجھ سے فرماؤ تو لاؤن مین کوئی ماہ جبین

جی اگر ہی تو جہان ہی یہ مثل جھوٹ نہین
جس سے بہتر نہو دنیا مین کوئی اور حسین

ایک ہو لاکھ جوانون مین طرحدار بھی ہو
رشک یوسف بھی ہو عاشق بھی ہو دلدار بھی ہو

ہو گی مرضی تو ابھی جان لڑا دونگی مین
چن کے موتی کوئی بازار سے لا دونگی مین

ارض و افلاک کے قلابے ملا دونگی مین
یون نہین پیشتر آنکھون سے دکھا دونگی مین

گرم بے دیکھے نہ بازار تماشا کرنا

دیکھ لینا تو سمجھ بوجھ کے سودا کرنا

اِس قدر چرب زبانی سے ملا رغن قاز
پائی مرضی تو بہ تعجیل چلی شعبدہ باز
دل میں پیدا ہوا اُس شمع تجلی کے گداز
سامنے آکے مرے دور سے، دی یہ آواز

لو مبارک ہو بُرا کام کیا واہ ری مَیں
بت کو کعبے سے چُرا لائی ہوں اللہ ری مَیں

اب کوئی روپ بناؤ یہ شباہت بدلو
چاہیے نقل مکان بھی یہ عمارت بدلو
غیر کی شکل بنو اپنی یہ صورت بدلو
کہو کیا دوگے مجھے شرط تو حضرت بدلو

باغ سے جائے خزان باد بہاری آئے
جس مکان میں کہو اُس گل کی سواری آئے

مژدہ یہ سُنکے سوئے باغ گیے لوگ روان
عیش و عشرت کے مہیا ہو سارے سامان
صحن گلزار میں تھا ایک تکلف کا مکان
در و دیوار سے تھا جلوۂ فردوس عیان

مثل آئینہ کدورت سے زمین پاک ہوئی
فرش زرین جو بچھا غیرت افلاک ہوئی

مثل فردوس جو گلشن تر و تازہ پایا
شیشہ آلات نے کچھ رنگ عجب دکھلایا
خوب اسباب تکلف سے اُسے سجوایا
روشنی نے شب مہتاب کو بھی شرمایا

شمع کا دود ہوا ابر جو اُٹھا نور ہوا
سنگ در تک بھی خوشی سے یہ بڑھا طور ہوا

ڈالیان پھولون کی آتی تھین نظر چار طرف
عنبر و مشک ختن عود اگر چار طرف
شیشیان عطر کی موجود تھین ہر چار طرف
جا بجا خوان گزک نقل و ثمر چار طرف
ہار پھولون کے کہین ساقی گلفام کہین
بادۂ ناب کہین شیشے کہین جام کہین

اُس طرف سنہدی لگی رنگ جوانی چمکا
بدلی پوشاک نئی پھولون کا زیور پہنا
کھا کے بل دوش پہ لہرانے لگی زلف رسا
سرمہ آنکھون مین لگایا ان کا لاکھا بھی جما
طرز بیدادئی کاکل خمدار نے کی
اک قیامت تھی کہ پازیب کی جھنکار نے کی

ادر ادھر کو ہوے بہروپ کے سامان تمام
زلف کی طرح سے رخسار ہوے سنبل فام
وہ بھرا روپ کنھیا بھی کرے جسکو سلام
زیب تن صبح نے گویا کہ کیا جامہ شام
بال سر کے ہوے بل کھاکے وہ گھونگھر والے
وہ تو کیا جس سے نہ پہچانین برابر والے

دل مین پوشاک بدلنے کا پھر آیا جو خیال
صاف ظاہر ہوا باندھا جو کمر سے رومال
انگرکھا پہنا کہ جو تنگ تھا اور حسب کمال
عشق پیچہ کوئی لپٹا ہوا ہی گرد نہال
پایجامہ کہ جو لپٹا ہوا زانو سے رہے
بانکی ٹوپی جو ملی گوشۂ ابرو سے رہے

الغرض شام نے جلوہ جو دکھایا ہمکو
مژدۂ وصل مقدر نے سنایا ہمکو

اضطراب دل مضطر نے ستایا ہم کو | شوق گلشن کیطرف کھینچ کے لایا ہم کو

ہمنشین جاکے فرو کش ہوئے دالانون مین
مشورے نظم و نسق کے ہوئے دربانون مین

مین تو مسند پہ یہان شکل بدلکر بیٹھا
نہین معلوم وہان کونسا افسون پھونکا
زن محتالہ گئی سوئے چمن مثل صبا
طرفۃ العین مین آئی نہ ہوئی دیر ذرا

اُس پریرو کو جھانسے مین بٹھاکر لائی
نکہت گل کی طرح صاف اُڑا کر لائی

در پہ اک دھوم ہوئی بخت کا اختر چمکا
ظلمت ہجر گئی ماہ منور چمکا
دن پھرے عاشق شیدا کا مقدر چمکا
بخت بیدار ہوئے طالع صفدر چمکا

آئی اُس فتنۂ عالم کی سواری آئی
یا گلستان کی طرف باد بہاری آئی

تا در باغ گیا شوق مین سُنکر یہ خبر
چشم و دل دونون ہوئے محو جمال دلبر
اُس پریزاد کو مسند پہ بٹھایا لاکر
زن محتالہ کو خوش ہوکے دیا خلعت زر

پاکے انعام وہ خوش ہوکے گئی گھر کیطرف
متوجہ مین ہوا اُس مہ انور کی طرف

اُسنے وہ شکل وہ پوشاک جو بانکی دیکھی
مین نے پوچھا کہ ہوئی آپ کو حیرت کیسی
دیر تک شرم و تکلف سے کوئی بات نہ کی
کہا حیران ہون کہ تقدیر کہان لے آئی

بندہ پرور مجھے کیون یاد کیا کام ہی کیا
یہ تو کہیے کہ اس آغاز کا انجام ہی کیا

کون ہین آپ بیان کیجیے کچھ نام و نشان
پوچھا کسکا ہی یہ گلشن یہ چمن رشکِ جنان
کہا مشہور ہون مین عاشقِ خوبانِ جہان
کہا مین نے کہ اسے جانیے آپ اپنا مکان

باغ سبز اُس گلِ رعنا کو دکھائے مین نے
اور ہی نام و نشان اپنے بتائے مین نے

دل بیتاب کو پھر ضبط کا یارا نہ رہا
بے حجابانہ اُسے ہاتھ پکڑ کر کھینچا
نشۂ بیخودی شوق نے مخمور کیا
لاکھ انکار کیا ایک نہ مانا کہنا

کس کشاکش سے مسہری مین لٹایا مین نے
خوب جی کھول کے سینے سے لگایا مین نے

شوق اِدھر ذوق اُدھر پیار اِدھر چاہ اُدھر
خواہشِ وصل اِدھر چھیڑنے پر آہ اُدھر
ایک ہی حالت دلخواہ اِدھر خواہ اُدھر
طلب بوسۂ رخسار اِدھر واہ اُدھر

زلف کے چھونے پہ کھینچا مگر اک ناز کے ساتھ
لب بہ لب ہو کے یہ رکنا مگر انداز کے ساتھ

مستی شوق مین پھر خوب چلے جام پہ جام
اُٹھ گیا سارا تکلف نہ رہا شرم کا کام
مثل گل نشۂ مے سے ہوے چہرے گلفام
دلبری کی کبھی باتین کبھی رنجش کے کلام

کچھ کا کچھ منہ سے کہا نشہ کی طغیانی مین

ننگی شمشیر بنی عالم عریانی مین

دلمین پھر دونون طرف جوشِ محبت اُٹھا
لطف اُس رات جو اُٹھا وہ بشرکت اُٹھا
زندگانی کا مزہ کیا شبِ وصلت اُٹھا
روح کو ذائقۂ میوۂ جنت اُٹھا

پھر وہی رنگ جما صورت اصلی کیطرح
دو ورق تھے کہ بہم ہو گئے وصلی کیطرح

دو بجے صحبت عشرت کا گیا رنگ بدل
عالم خواب مین بھی دونون ہیے دست و بغل
عیش و صلت مین پڑا نیند کے جھوکون سے خلل
نہ حیا کا کوئی موقع نہ تکلف کا محل

زانو و نمین مرے شب بھر رہے زانو اُسکے
طوق گردن ہوے بل کھلکے وہ گیسو اُسکے

وہ اُدھر نیند مین غافل مین اِدھر خواب مین مست
صبح کے بعد نصیبون نے مگر دی یہ شکست
جسطرح نشہ مین بیہوش ہون دو بادہ پرست
کہ نمایان ہوے آثار قیامت سرِ دست

شور محشر ہوے کانون کو گجر کی آواز
بن گئی دل کو چھری مرغ سحر کی آواز

خواب راحت سے کھلی آنکھ جو ہنگام سحر
بستر خواب سے مین اُٹھکے گیا مسند پر
جلوہ گر تخت فلک پر ہوا شاہِ خاور
سامنے وہ بھی عجب حال سے بیٹھے آکر

نشے مین جو تھے مے ہوش ربا کے باعث
سر نہ اُٹھتا تھا ذرا شرم و حیا کے باعث

اُسطرف ضعف بدن سُستی و اعضا شکنی ۔ اِسطرف چہرہ مسرت سے عقیق یمنی
اُسطرف شرم و حیا نیچی نظر کم سخنی ۔ اِسطرف دلمین خوشی لب پہ ہنسی خندہ زنی

جو صلے خوب نکالے کوئی حسرت نرہی
رنج فرقت کی مقدر سے شکایت نرہی

پھر جو منظور ہوا آپ کو ظاہر کرنا ۔ غسل کے واسطے حمام کو قصداً نہ گیا
سامنے اُسکے نہانے سے یہ مطلب تھا مرا ۔ صاف ہو صورت اصلی نرہے کچھ پردا

مجکو پہچان سکے وہ شوخ پشیمان ہوجائے
حوصلہ پھر نرہے تابع فرمان ہوجائے

الغرض غسل کی جسوقت کہ نوبت آئی ۔ جسم شفاف ہوا چہرے پہ رنگت آئی
اُس پریرو کو نظر جب مری صورت آئی ۔ رنگ فق ہوگیا ہوش اُڑ گئے حیرت آئی

وجہ تنبیہ ہوا رعب ہمارا اُسکو
جز اطاعت نہ رہا پھر کوئی چارہ اُسکو

منفعل ہوکے گرا پانون پہ بھولا نگ و ناز ۔ ایسے مغرور کو مطلق نرہا حسن پہ ناز
اشک آنکھون سے روان شمع صفت دلمین گداز ۔ جوڑ کر ہاتھ کہا عفو کا دامن ہی دراز

واہ کیا بات تمھاری تمھین پہچان گئے
ایک ہو ایک ہو تم جان گئے جان گئے

بخشدو بہر خدا ہوگی نہ اب ایسی خطا ۔ کہا مین نے کسی نادان کو فقرہ یہ سنا

اب یقین تیری کسی بات کا مجکو نہ رہا　　کہا ہم جھوٹ نہیں بولتے لاحول ولا

تیری چاہت کی قسم تیری وفا کی سوگند
اپنے غمزے کی قسم اپنی ادا کی سوگند

مسکرایا جو میں بیساختہ سنکر یہ قسم　　کہا سچ کہتے ہیں واقف ہے خدائے عالم
قول بدلے تو قلم ہو یہ زبان مثل قلم　　شک اگر ہو تو ابھی چلکے اٹھا لو نہیں علم

ہاتھ پر سورۂ جن سورۂ رحمان رکھدو
لاؤ لا دو مرے سر پر ابھی قرآن رکھدو

شرفِ مرتبۂ حضرت حوا کی قسم　　دامن طیبۂ مادر عیسی کی قسم
پاکدامانی بلقیس و زلیخا کی قسم　　سب سے بڑھکر ہے ہمیں فاطمہؑ زہرا کی قسم

بانوے سید مظلوم کی عصمت کی قسم
حضرت زینبؑ و کلثومؑ کی عفت کی قسم

علم جعفرؓ طیار کی سوگند ہمیں　　شان عباسؑ علمدار کی سوگند ہمیں
تربت حیدرؓ کرار کی سوگند ہمیں　　روضۂ احمد مختار کی سوگند ہمیں

لوٹ عصیان سے بچائینگے برابر دامن
کنوئیں میں ڈوب مریں ہو جو کبھی تر دامن

ایسی قسموں سے مرے دلکو ہوا صاف یقین　　کہا میں نے کہ بس اب شک مجھے زنہار نہیں
گئی وحشت دل بیتاب نے پائی تسکین　　پھر وہی باغ وہی پھول وہی ہیں گلچین

بخت اسی طرح سے بیگانے یگانے کے پھریں
دن مرے جیسے پھرے سارے زمانے کے پھریں

نئے انداز کا داسوخت سنایا صفدر
عشقبازی کا عجب رنگ جمایا صفدر

جلوۂ حسن سخن خوب دکھایا صفدر
دل عشاق کو دیوانہ بنایا صفدر

ہے جو نافہم اُسے ذائقہ کیسا اُٹھیگا
صاحب فہم کو البتہ مزا اُٹھیگا

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع وقاد جناب منشی امیر احمد صاحب اُستاد حضرت مصنف

آجکل طبع شوخ صفدر نے
کی جو موزون حکایت شیرین

سر بزانو ہوا امیر فقیر
نام رکھا شکایت شیرین

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شیخ امیر احمد صاحب تسلیم لکھنوی

زہے فکر بلند رشک سحبان
رئیس نامور صفدر علی خان

شرافت منتخب از گوہر اُو
امارت خانہ زاد چاکر اُو

بہ لطف و خلق در آفاق نامی
چو اجداد خود از اقران گرامی

جنابش قبلۂ ہمت بلندان
درش امیدگاہ مستمندان

چو استادان بہ موزونی فسانہ
بہ نظم و نثر ممتاز زمانہ

بہ تکلیف احبا طبع کامل
سوی داسوخت گوئی گشت مائل

بہ اندک مدت آن نظم گرامی
ز فکرش یافتہ حسن تمامی

بخوبی شهرت انگیز جهان شد ‌‌ — پسند خاطر پیر و جوان شد

بجان مشتاق شد هر کس که بشنید — بطرز خواب آخر طبع گردید

خطش مانند خط گلعذاران — طرب بخش دل ریحان نگاران

سوادش موج دود شمع کافور — بیاضش جلوه بخش عارض حور

نقاب از روے معنی چون کشادم — تمنا را مبارکباد دادم

طلسم آرزو بیش نظر شد — من از دل دل ز حیرت بیخبر شد

نزاکت یافتم شوخی هم آغوش — بلاغت با فصاحت دوش با دوش

نمایان از بیان نازک خیالے — تصدق بر ادابندی زلالے

لطافتهاے الفاظ و معانی — خبر دادند از غیب اللسانی

درین بیتابی شوق جمالش — خیال آمد پے تاریخ سالش

نوشتم مصرعی تسلیم بے بوست — متقفی شکوه بیرحمی دوست

بے غیب ۱۲ — ۱۳۰۱

مرقع ماتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب مرا ریاض طبیعت نہال ہو
رنگ بہار ذہن رسا بیمثال ہو
جو گل کھلے وہ غازۂ روے جمال ہو
سنبل بڑھے تو طرۂ تاج کمال ہو
یکتا ہو رنگ و بو مین ریاض سخن مرا
پھولے پھلے بہار و خزان مین چمن مرا

جاری ہین تیرے فیض کے چشمے ہزار ہا
ابر کرم سے گل کو عطا رنگ و بو کیا
قمری کو نغمہ بلبل شیدا کو زمزما
پروانے کو جو سوز دیا شمع کو ضیا
بخشا فروغ ماہ کو تنویر مہر کو
وسعت ملی زمین کو بلندی سپہر کو

پروردگار دے وہ طبیعت رسا مجھے
قدسی کلام سنکے کہین مرحبا مجھے
بحر محیط علم سے کر آشنا مجھے
مضمون عطا ہون مثل دُر بے بہا مجھے

شہرہ ہو میری نظم فصاحت نظام کا
چرچا ہو خاص و عام مین حسن کلام کا

ہر بند بےمثال ہو ہر بیت لاجواب
ہر شعر بےنظیر ہو ہر لفظ انتخاب
بندش مین صاف سلک گہر کے ہو آب و تاب
معنی دکھائین جلوۂ مہتاب و آفتاب

مضمون ہر ایک تاج سر افتخار ہو
جو حرف نکلے کلک سے وہ یادگار ہو

آواز غیب آئی کہ صفدر نہو ملول
درگاہ حق مین تیری دعا ہو گئی قبول
مطلب بر آیا دل کی تمنا ہوئی حصول
مداحوں مین امام زمن کے ہوا شمول

وقفہ نہ کر عنان کمیت قلم اٹھا
وہ سامنے ہے منزل مقصد قدم اٹھا

سنکر ندائے غیب ہوا دل مین شادمان
دریا سے بڑھکے میری طبیعت ہوئی رواں
دل مضطرب ہے شوق سے رکتی نہین زبان
ای عندلیب نطق یہ ہے وقت امتحان

اہل سخن کو زور طبیعت دکھا دے آج
نغمے نئے ترانۂ رنگین سنا دے آج

ای نخلبند طبع ریاض سخن دکھا
بزم عزا مین رنگ بہار چمن دکھا
ای طائر خیال پری کا چلن دکھا
عرش بریں پہ قدسیوں کے انجمن دکھا

ای یکہ تاز فکر بسرعت روانہ ہو

ای شہسوار ذہن وحید زمانہ ہو

فرمانروای ملک سخن ہی قلم مرا — سرو ریاض خلد برین ہی علم مرا
روشن ہی مثل نیر اعظم حشم مرا — ہستی کے انجمن مین غنیمت ہی دم مرا

مانند شمع رونق بزم جہان ہو مین
طرز بیان مین پیشرو ونکا نشان ہو مین

بلبل کے زمزمون سے سوا ہی بیان مرا — رشک عروس باغ ہی حسن زبان مرا
ممکن نہین نظیر تہ آسمان مرا — شاخ نہال سدرہ پہ ہی آشیان مرا

مین آپ ملک نظم مین اپنا مثال ہون
مانند مہر روز جزا لازوال ہون

باغ جہان مین بلبل بستان نظم ہون — فرمانروای شعر ہون سلطان نظم ہون
روح کلام قلب سخن جان نظم ہون — روز ازل سے شیر نیستان نظم ہون

روشن ہی مثل شمس و قمر مرتبہ مرا
پہونچا ہی شرق و غرب تلک دبدبہ مرا

گلزار مین بہار چمن مین نسیم ہون — لالے مین رنگ جامۂ گل مین شمیم ہون
معدن مین لعل بحر مین در یتیم ہون — دشت ختن مین مشک یمن مین ادیم ہون

یہ سب اثر ہی رحمت پروردگار کا
کیا نطق کیا بیان ہی اس خاکسار کا

بس اے زبان بشر گو تعلی نہین روا
کیا اصل کیا وجود ہے اک مشت خاک کا
راہی ہے ایک روز سوے عالم بقا
آواز غیب آتی ہے ہر دم فنا فنا
جانا ہے ایسی راہ کہ جسکا نشان نہین
منزل نہین مقام نہین کاروان نہین

ملک عدم کا قافلہ ہر دم روانہ ہے
ہر ذیحیات تیر اجل کا نشانہ ہے
دنیاے بے بقا کا عجب کارخانہ ہے
پیش نظر جو آج ہے کل وہ فسانہ ہے
آفاق مین اجل سے کسی کو مفر نہین
آمادہ رحیل ہین لیکن خبر نہین

یہ دہر بے ثبات نہین قابل قیام
اندیشے کی جگہ ہے یہ عبرت کا ہے مقام
وہ کام کر زمانے مین رہجاے جس سے نام
پھر کیا کریگا موت کا جب آگیا پیام
ہنگام نزع صدمۂ فرقت اُٹھائیگا
اعمال کے سوا نہ کوئی ساتھ جائیگا

کیا حال ہوگا روح کا ہنگام انتقال
رنج عیال فرقت احباب کا ملال
اندیشۂ عذاب گناہون کا انفعال
بعد فنا لحد مین نکیرین کے سوال
کنج مزار مین بھی نہ آرام پائینگے
زیر زمین مصیبتین کیا کیا اُٹھائینگے

وہ چھوڑنا جہان کا وہ تکلیف جانکنی
وہ اضطراب قلب وہ حسرت وہ بیکسی

وہ خوف باز پرس وہ وحشت جواب کی | وہ یاس وہ ہراس وہ عبرت وہ بے بسی

ہمدم نہین رفیق نہین آشنا نہین
وان کوئی دستگیر سواے خدا نہین

اک دم کی زیست پر عبث اتنا غرور ہی | اک روز سب کو چھوڑ کے جانا ضرور ہی
دار فنا سے ملک بقا کتنی دور ہی | جو دور بے سمجھے فہم کا اُسکے قصور ہی

کہتا ہی روز ہاتف غیبی فنا فنا
ای ساکنان منزل ہستی فنا فنا

کیا کیا دو رنگی چمن روزگار ہی | فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہی
بزم جہان مین شادی و غم ہمکنار ہی | عبرت کی جا یہ ہستی ناپائدار ہی

اندیشۂ خزان ہی تو لطف بہار کیا
اس چلتی پھرتی چھاؤن کا ہی اعتبار کیا

فانی ہین سب قیام کسی کو یہان نہین | جو صاحب علم تھے اب اُنکا نشان نہین
دست قضا سے شاہ و گدا کو امان نہین | وہ کونسا چمن ہی کہ جسکو خزان نہین

جو آج سرفراز ہی کل پائمال ہی
جسکو کمال ہی اُسے اک دن زوال ہی

عزم سفر ہی پاس نہین زاد راہ آہ | منزل کڑی ہی دوش پہ بار گناہ آہ
افراط معصیت سے ہی نامہ سیاہ آہ | لیکن عبث ہی حسرت و افسوس و آہ آہ

پیش خدا وسیلہ ہمین پنجتن کا ہی
روز جزا ذریعہ حسین وحسن کا ہی

کیا خوف ہی کہ شافع محشر ہین مصطفا
محشر مین ہو گا سایۂ دامن بتول کا
حلال مشکلات دو عالم ہین مرتضا
پشت و پناہ امت عاصی ہین مجتبا

کیا کیا قلق اُٹھائے شہ مشرقین نے
دی جان بہر بخشش امت حسین نے

کیا جانے کوئی منصب اعلا حسین کا
از فرش تا بعرش ہی جلوا حسین کا
پیش خدا بلند ہی رتبا حسین کا
کافی ہی عاصیون کو وسیلا حسین کا

سر دیکے اُسکی راہ مین سردار ہوگئے
سرکار ذوالجلال کے مختار ہوگئے

برج شرف کے نیر اعظم حسین ہین
رونق فزاے کعبہ و زمزم حسین ہین
مسند نشین بزم دو عالم حسین ہین
درگاہ کبریا مین معظم حسین ہین

ممکن نہین کہ وصف شہ دوسرا لکھون
اب سرگذشت معرکہ کربلا لکھون

جب آسمان پہ جلوۂ نور سحر ہوا
تخت فلک پہ مہر مبین جلوہ گر ہوا
پنہان ہوے نجوم روانہ قمر ہوا
شورش اُدھر صلوۃ کا نعرہ ادھر ہوا

سب نے حضور قلب سے ذکر خدا کیا

یعنی فریضۂ سحری کو ادا کیا

وہ صبح کا ظہور وہ میدان پر فضا
وہ شاخ گل پہ نغمۂ مرغان خوشنوا
وہ یاد کبریا مین درختونکا جھومنا
وہ سبزہ زار وہ گل خودرو ہزار ہا

مہکا ہوا تھا دامن صحرا نسیم سے
میدان تھا رشک عنبر سارا شمیم سے

جلوے عجیب تھے چمن روزگار کے
نغمے تھے قمریون کے ترانے ہزار کے
جوبن نئے نئے تھے عروس بہار کے
کیا کیا تھے رنگ قدرت پروردگار کے

مست مے نشاط جوانان باغ تھے
بوے گل وسمن سے معطر دماغ تھے

موج نسیم صبح مین پھولونکی وہ مہک
وہ لالہ زار سبزۂ صحرا کی وہ لہک
عکس شعاع مہر سے شبنم کی وہ جھلک
کوئل کی کوک بلبل شیدا کی وہ چہک

وہ پھولنا شفق کا وہ جوبن بہار کا
نقشہ کھنچا تھا صنعت پروردگار کا

پھولے تھے دشت مین گل خودرو چمن چمن
غنچون مین وہ مہک کہ فدا نافۂ ختن
گلنار و لالہ نرگس و نسرین و نسترن
تھی شاخ گل پہ بلبل خوش لہجہ نعرہ زن

ہر باغ مین بہار ریاض جنان کی تھی
پر گلشن حسین مین آمد خزان کی تھی

ناگاہ آئی ہاتف غیبی کی یہ صدا
سُنکر ہوے سوار جوانان مہ لقا
آمادۂ جہاد ہوا لشکر خدا
کھائی ہوا سے سرد تو خوش ہوکے یہ کہا
غم کیون نہ دور ہو دل عرفان سرشت سے
جھونکے ہوا کے آتے ہین باغ بہشت سے

جرأت مین رشک سام و نریمان تھا ہر جوان
ترکش کمر مین بر مین زرہ دوش پر کمان
چہرون سے جنکے صولت شیر خدا عیان
نیزے تھے سب کے ہاتھون مین مانند کہکشان
یون دمبدم تڑپتی تھین تیغین نیام مین
جسطرح اضطراب ہو ماہی کو دام مین

آئی جو رزمگاہ سے آواز کوس حرب
گھوڑے کیطرح تہ و بالا تھے شرق و غرب
بولی زبان تیغ کہ آیا ہے وقت ضرب
شوق وغا مین کوئی نہ تھا غازیون کو کرب
مست شراب شوق شہادت کمال تھے
چہرے خوشی سے صورت یاقوت لال تھے

گھوڑے اُٹھا اُٹھا کے جو نیزے ہلاتے تھے
شان شکوہ و شوکت و جرأت دکھاتے تھے
خورشید کانپتا تھا فلک تھرتھراتے تھے
اعدا پہ ضرب تیغ کے سکے بٹھاتے تھے
عمر ابد سے مرتبۂ مرگ فوق تھا
جنت کا شوق چشمۂ کوثر کا ذوق تھا

تلوارین تول تول کے کہتے تھے سب جری
ہم سے کرینگے اہل ستم کیا برابری

وہ تابع یزید ہین ہم فوج حیدری
ترک فلک کو ہمسے نہین تاب ہمسری

بیجا یہ زعم ہین سپہ نابکار کے
جوہر نہین کھلے ہین ابھی ذوالفقار کے

یہ بھوک اور یہ پیاس ہمارا شعار ہی
سروچمن کی بے ثمری سے بہار ہی
فاقہ نہین ہی نعمت پروردگار ہی
رخت حیات پیرہن مستعار ہی

سر بھی کٹے تو فرق نہ آئے حواس مین
کیا خوشنما ہی یاد خدا بھوک پیاس مین

فاقے مین تشنگی مین لڑینگے سپاہ سے
سیراب ہوچکے ہین مے عشق شاہ سے
ہین سیر ذکر اشہد ان لا الٰہ سے
قرب خدا ملیگا اسی بارگاہ سے

کیونکر جدا ہون ہم شہ بیکس کے ساتھ سے
پیتے ہین جام ساقی کوثر کے ہاتھ سے

جعفر تھے حرب و ضرب مین جعفر کے یادگار
قاسم کے رخ پہ شادی کے سہرے کی تھی بہار
شان محمدی تھی محمد سے آشکار
اکبر تھے ہمشبیہ رسول فلک وقار

تھا یہ نشان علیؑ ولی کے نشان کا
لہرا رہا تھا سر پہ پھریرا نشان کا

عباس نامور کا رہے رعب و احتشام
کہتے تھے کس زبان سے ہو شکر شہ انام
ہلچل تھی فوج شام مین لرزان تھے خاص و عام
دیکر نشان بلند کیا غازی نے نام

فوج خدا کے آج علمدار ہونگے ہم
شانے کٹا کے جعفر طیار ہونگے ہم

اکبر کا وہ شباب جوانی کی وہ امنگ
بازو مین زور لب پہ ہنسی دل مین شوق جنگ
چہرہ وفور شوق شہادت سے سرخ رنگ
قوت مین شیر دشت وغا زور مین نہنگ
جلوہ تھا گیسوؤن مین رخ لاجواب کا
یا برج سنبلہ مین ظہور آفتاب کا

قاسم کا وہ جمال وہ گیسوے مشکبار
وہ حسن بیمثال وہ رخسار تابدار
سینے پہ پرتو در دندان تھا آشکار
جسطرح سے ہو زیب گلو موتیون کا ہار
رخسار پر جو خال قضارا چمک گیا
پہلو مین آفتاب کے تارا چمک گیا

آمادۂ قتال تھے زینب کے نونہال
جرأت مین لاجواب شجاعت مین بیمثال
وہ سن وہ دل وہ حوصلہ وہ رعب و جلال
تلوارین کھینچ کھینچ کے کہتے تھے خرد سال
جانبازیان دکھائینگے گو بھوکے پیاسے ہین
فدیہ حسین کے ہین علیؑ کے نواسے ہین

حاضر تھے در پہ سب یہ گل گلشن شباب
تھا انتظار آمد شاہ فلک رکاب
تشریف لائے خیمۂ عصمت سے یون جناب
نکلے خیام چرخ سے جس طرح آفتاب
آئے جو آپ حیدر صفدر کی شان سے

خورشید نے سلام کیا آسمان سے

صف بستہ جو کھڑے تھے رفیقان خوش خصال تسلیم کو خمیدہ ہوئے صورت ہلال
اولا قدم کو چوم کے اقبال لازوال مانند سبزہ ہو سر بدخواہ پائمال
خلاق کائنات کا فضل و کرم رہے
نصرت ہو ہمرکاب ظفر ہمقدم رہے

وان ابن سعد فوج کا لیتا تھا جائزا سرگرم اہتمام تھا وہ بانی جفا
پھر افسران فوج ستمگر سے یہ کہا ہان اے دلاورو یہی موقع ہے نام کا
فرصت ملی نہ فاطمہ کے نور عین کو
خاطر یزید کی ہے تو مارو حسین کو

تلواریں کھینچ کھینچ کے بولے وہ اشقیا خنجر سے آج کاٹیں گے شبیر کا گلا
مشہور ہے شجاعت عباسؑ باوفا بازو کرینگے نہر پہ اس شیر کا جدا
کیا ذکر فوج شاہ میں برنا و پیر کا
اصغر تلک بھی آج نشانہ ہے تیر کا

یہ سنکے ابن سعد ہوا دل میں شادمان اسوار جوق جوق گئے نہر پر دوان
خود وہ شریر ہاتھ میں لیکر بڑھا کمان پھینکا خدنگ ظلم سوے شاہ انس و جان
پھر تو لگا دے تیر پہ فوج شریر نے
طوفان اٹھایا بارش باران تیر نے

فوج خدا میں تیر جو آئے ہزار ہا
مجروح ہوگئے رفقائے شہ ہدا
سینہ کسی کا خانۂ زنبور بن گیا
سیر دن کسی کے جبہ ز دشمن سے خون بہا
انجام کار عازم پیکار ہوگئے
سب جان نثار جنگ پہ تیار ہوگئے

جس وقت مستعد ہوئے غازی جہاد پر
برق غضب گری سر اہل عناد پر
سرگرم تھے وہ فتنۂ عالم فساد پر
اُنکی نظر عنایت رب العباد پر
نظروں میں مرتبے جو شہادت کے تلگئے
آنکھوں کے سامنے در فردوس کھلگئے

ہر اک کے دل میں گلشن جنت کی تھی اُمنگ
فوج ستم سے آئی جو آواز طبل جنگ
چہرے ہوئے وفور شجاعت سے سرخ رنگ
کہتے تھے اب دغا میں مناسب نہیں درنگ
کثرت پہ ظالموں کو نہایت غرور رہی
چلکر سپاہ شام سے لڑنا ضرور رہی

القصہ ہوکے شاہ سے رخصت رفیق و یار
شیرانہ معرکے میں گئے بہر کارزار
فوج ستم سے لڑتا تھا ایک ایک جاں نثار
دس دس ہزار گرتے تھے اُس پر ستم شعار
اس درجہ مجمع سپہ بدخصال تھا
پیک خیال کا بھی گذرنا محال تھا

پہونچا غبار دشت جو تا اوج آسمان
پیش نگاہ سد سکندر ہوئی عیاں

تاریک مثل پردۂ ظلمت ہوا جہان — نصف النہار پر تھا شب تار کا گمان
دشت نبرد صحن قیامت سے کم نہ تھا
مینائے چرخ شیشۂ ساعت سے کم نہ تھا

اُس گرد مین امام زمن کے رفیق و یار — مانند مہر و ماہ درخشان تھے بار بار
اِسطرح جلوہ گر تھے زمین پر وہ نامدار — جسطرح آسمان پہ ستارے ہون آشکار
آلودہ تھے نہ چہرۂ گلگون غبار مین
محضر لکھا تھا خون کا خطِ غبار مین

ہر گام پر تھی برق سمندون کی جست و خیز — مثل زبان شعلۂ آتش تھی تیغ تیز
خنجر شرر فشان تھے سنانین تھین برق ریز — صحرائے رزمگاہ تھا میدان رستخیز
جتنے پہاڑ روے زمین پر تھے ہل گئے
اُس نہ طبق سے ہفت طبق جا کے ملگئے

دریا خون کا دشت وغا مین ہوا یہ جوش — مچھلی کی طرح تیرتے پھرتے تھے درع پوش
بسمل کی ہچکیون کا اُٹھا ہر طرف خروش — مثل نشانہ اُڑتے تھے اہل ستم کے ہوش
طاری تھا رعب فوج خدا رزمگاہ مین
ہلچل تھی اُنکے ہاتھ سے ساری سپاہ مین

آتی تھی ذرے ذرے سے آواز الامان — کہتا تھا قطرہ قطرہ کہ طوفان ہوا عیان
انجم فلک پہ تھے صفت چشم خونفشان — ساکن تھا مثل قطب تحیر سے آسمان

روز وغا نمونۂ روز شمار تھا
اعداے دین پہ قہر خدا آشکار تھا

جاتے تھے فوج فوج جہنم کو اہل شر
فوج یزید کو تھی تمناے مال وزر
مد نظر تھا غازیون کو خلد کا سفر
اِن سب کا دل مین فاطمہ کے بنگیا تھا گھر

کیا کیا لڑے جہاد مین کیا کام کر گئے
کون و مکان مین حشر تلک نام کر گئے

ہر چند ایک ایک نے لشکر کو دی شکست
عبرت کی جا ہے ہستی فانی کا بند و بست
اعدا پہ حملہ ور ہوے مانند شیر مست
دام اجل مین ہو گئے پابند حق پرست

گلزار فاطمہ پہ خزان رن مین آگئی
کیا بیکسی حسین کے لشکر پہ چھا گئی

حر مر گئے تو شاہ کے یاور ہوے شہید
زینب کے دونون ماہ منور ہوے شہید
پھر مسلم غریب کے دلبر ہوے شہید
شادی کی صبح قاسم مضطر ہوے شہید

عباس ابن ساقی کوثر بھی مر گئے
اکبر بھی مر گئے علی اصغر بھی مر گئے

باقی رہا نہ طفل تلک فوج شاہ مین
بسمل پڑے تھے خاک پہ سب قتلگاہ مین
آئی خزان ریاض رسالت پناہ مین
عالم سیاہ تھا شہ دین کی نگاہ مین

ٹوٹے ہوے تھے پھول چمن مین پڑے ہوے

شبیر مثل سرو تھے انمین کھڑے ہوئے

اکبر کی لاش کو کبھی چھاتی لگاتے تھے
قاسم کو دیکھکر کبھی آنسو بہاتے تھے
عباس نامدار کبھی یاد آتے تھے
اصغر کی چھوٹی سی کبھی تربت بناتے تھے
بھائی کے قتل ہونے کا صدمہ کمال تھا
فرزند کے فراق مین جینا محال تھا

رخصت کو آئے خیمہ مین پھر شاہ بحر و بر
دنیائے بے ثبات سے اب ہی مرا سفر
فرمایا اہل بیت کو حسرت سے دیکھکر
تم سب عنایت احدی پر رکھو نظر
اب اہل بیت سے نہ مجھے گھر سے کام ہی
پیاسے گلے کو برش خنجر سے کام ہی

یہ سنکے اہل بیت تو روتے تھے زار زار
کیا فائدہ فغان سے کرو صبر اختیار
سمجھاتے تھے ہر ایک کو شاہ فلک وقار
لازم ہر وقت رنج و الم شکر کردگار
لو الوداع سب سے ہی رخصت حسینؑ کی
دنیا سے عنقریب ہی رحلت حسینؑ کی

یہ کہکے اہل بیت سے رخصت ہوے امام
کس شان سے سوار ہوے شاہ تشنہ کام
حاضر تھا در پہ خیمے کے اسپ سبک لجام
میکال و جبرئیل تھے سرگرم اہتمام
برج شرف سے رن کو سواری روان ہوئی
گویا چمن سے باد بہاری روان ہوئی

کس طمطراق سے فرسِ بادپا چلا
حسنِ خرام ناز دکھاتا ہوا چلا
مستانہ مثل بادِ صبا جھومتا چلا
مانند راہوار شہ لافتا چلا
بڑھ کر سبکروی مین نسیم سحر سے تھا
دو چار گام آگے یہ یک نظر سے تھا

یکتا و لاجواب تھا راہوار بےمثال
عالی دماغ زہرہ جبین عنبرین امال
گلگون نژاد حور شمائل پری جمال
نازک مزاج تیز طبیعت ملک خصال
چہرہ عروس نو کا سراپا تھا نور کا
چھل بل پریوشونکی جھمکڑا تھا حور کا

گیتی نورد بادیہ پیما صبا شتاب
تیزی مین باد تند روانی مین موج آب
بیتاب بیقرار سبکرو قمر رکاب
لاکھون مین بےنظیر ہزارون مین انتخاب
مثل براق یہ ہمہ تن بےمثال ہی
بالا روی مین رہبر یک خیال ہی

ایسا بلند حوصلہ دیکھا نہین فرس
اُسکی رکاب تک جو کسی کو ہو دسترس
اُڑ جاے آسمان سے جو راکب کہے نہ بس
باقی رہے نہ سیر دو عالم کی پھر ہوس
بیتاب تھا وہ برق جہانتاب کی طرح
مضطر تھا بیقرار تھا سیماب کی طرح

سرعت مین برق جست مین یک نظارہ تھا
شعلہ زمین پر تھا فلک پر ستارہ تھا

آتش تھا صاعقہ تھا ہوا تھا شرارہ تھا
زہرہ جمال مہر تھا ماہ پارہ تھا

آیا صف نبرد مین اس زرق برق سے
جسطرح آفتاب نمایان ہو شرق سے

پہونچے جو رزمگاہ مین شاہ فلک مقام
اعدائے دین سے آپ نے فرمائے یہ کلام
چارونطرف تھا فوج ستمگر کا ازدحام
منصف ہو اپنے دلمین ذرا اے گروہ شام

تم جسکے کلمہ گو ہو مین اُسکا نواسا ہون
مہمان ہون غریب ہون بھوکا ہون پیاسا ہون

آگے مرے شہید ہو سب رفیق و یار
مرنے کی آرزو ہے شہادت کا انتظار
باقی رہے نہ اکبر و عباس ذیوقار
ہو جلد راہ خالق اکبر مین سرنثار

کچھ اور مدعا نہین حجت تمام کی
اب مانو یا نہ مانو نصیحت امام کی

سُنکر یہ گفتگو پسر سعد نے کہا
لیکن قبول ہوگی نہ اب کوئی التجا
ہم خوب جانتے ہین جو رتبہ ہے آپ کا
حاکم کے دشمنون پہ ترحم نہین روا

بہتر یہی ہے کیجیے بیعت یزید کی
لازم ہے ہر بشر پہ اطاعت یزید کی

جب یہ سُنا خموش ہوے شاہ نامدار
حضرت بھی اسطرف ہوے سرگرم کارزار
تلوارین کھینچ کھینچ کے آئے ستم شعار
دیکھا نگاہ قہر سے پھر سوے ذوالفقار

فیضِ دمِ مسیح تھا چشمِ امام مین
اکبار جان آگئی جسمِ حسام مین

نکلی چمک کے میان سے اِس آب و تاب سے
جیسے عروس نو نکل آئے حجاب سے
یا برق شعلہ خو تھی کہ نکلی سحاب سے
یا ہو گئی شعاع جدا آفتاب سے
کس بل دکھائے فوج کو چمکی رُکی چلی
گھونگھٹ اُلٹ کے ناز و ادا سے پری چلی

آمادہ وغا ہوئی صمصام حیدری
جلوہ نما تھی چار طرف شان قیصری
ضو مین قمر فروغ مین خورشید خاوری
صورت مین حور خو مین ملک ناز مین پری
چلنے مین شعلہ بار بھی تھی آبدار بھی
باد سموم بھی تھی نسیم بہار بھی

خم دم مین لاجواب تھی کس بل مین بے مثال
آتش مزاج شعلہ فشان صاعقہ خصال
سفاک وقت جنگ سر افگن دم جدال
پیغام مرگ حکم قضا قہر ذو الجلال
پنہان کبھی نظر سے کبھی آشکار تھی
تلوار کیا تھی قدرت پروردگار تھی

چلتی تھی رن مین چار طرف تیغ دو زبان
ہر سمت شعلہ ریز تھی ہر سو شرر فشان
زیر زمین گئی کبھی بالائے آسمان
ارض و سما سے آتی تھی آواز الامان
دہشت سے وحش و طیر بیابان مین چھپ گئے

ہیبت سے جا کے شیر نیستان مین چھپ رہے

آیا پیام مرگ جدھر رن مین آگئی
ہستی سے نقش کفر و ضلالت مٹا گئی
بیدم ہوا جسے جھلک اپنی دکھا گئی
طوفان اُٹھا ہر خون کے دریا بہا گئی

آمادۂ جدال تھی گرم قتال تھی
گویا نمونۂ غضب ذوالجلال تھی

چم خم دکھا رہی تھی عجب رنگ ڈھنگ سے
کھنچ کھنچکے جان لیتی تھی کس کس امنگ سے
جلوہ نما تھی ایک پری لاکھ رنگ سے
آتی تھی آفرین کی صدا طبل جنگ سے

کس کر و فر سے فوج پہ جاتی تھی بار بار
سفاکیان غضب کی دکھاتی تھی بار بار

چمکی تو مثل برق چمکتی چلی گئی
مہکی تو مثل غنچہ مہکتی چلی گئی
لچکی تو مثل شاخ لچکتی چلی گئی
بھڑکی تو مثل شعلہ بھڑکتی چلی گئی

اُس تیغ آبدار کا جس جا گذر ہوا
اک ضرب مین زمانہ اِدھر سے اُدھر ہوا

گرم وغا تھی مستعد کارزار تھی
سرکش تھی سرفراز تھی عالی وقار تھی
سیماب وار مضطرب و بیقرار تھی
نصرت تھی دم کے ساتھ ظفر ہمکنار تھی

سج دھج نئی تھی قطع نئی بانکپن نیا
دم خم نیا تھا چال نئی تھی چلن نیا

ناگن کی طرح فوج پہ لہرا کے پھر گئی
دریائے خون میں لاکھوں کو نہلا کے پھر گئی
اٹھکھیلیاں نئی نئی دکھلا کے پھر گئی
دل میں مثال وہم و گمان آ کے پھر گئی
کھنچنے کا اشتیاق تھا چلنے کا شوق تھا
چو رنگ کی ہوس تھی صفائی کا ذوق تھا

چمکی بڑھی رکی ادھر آئی ادھر چلی
جس صف پہ جس پرے پہ چلی بے خطر چلی
ہلچل پڑی سپاہ عدو میں جدھر چلی
خونریز آئی خون کیے خون میں تر چلی
آیا جو سامنے وہ عدم کو روانہ تھا
یہ جان لے رہی تھی قضا کا بہانہ تھا

سن سے اگر وہ آئی تو زن سے نکل گئی
زخموں کے گل کھلا کے وہ رن سے نکل گئی
روئیں تنوں کی روح بدن سے نکل گئی
باد بہار تھی کہ چمن سے نکل گئی
چلنے میں دونوں باگوں وہ سفاک کستی تھی
تھی ابر نوبہار جھما جھم برستی تھی

وہ تیغ اور وہ دست امام فلک وقار
ہلچل تھی زلزلہ تھا قیامت تھی آشکار
لاشوں سے کوسوں پاٹ دیا دشت کارزار
ناگاہ الاماں کی ہوئی ہر طرف پکار
اک شور تھا کہ شافع محشر کا واسطہ
اے تشنہ کام ساقی کوثر کا واسطہ

آئی ندائے غیب کہ اے فدیۂ خدا
دو دن کی بھوک پیاس میں یہ جنگ مرحبا

اب ذوالفقار روک لو بس ہو چکی وغا
امت کے بخشوانیکا وعدہ کرو وفا

جس دم ہوا یہ حکم شہ نامدار کو
لبیک کہکے روک لیا ذوالفقار کو

رکتے ہی ذوالفقار پھرے ننگ خاندان
پھر ہر کار زار ہوئی فوج کین رواں
ہنگامۂ نشور ہوا زیر آسمان
پھر طبل جنگ بجگئے پھر کھل گئے نشان

پھر ہر طرف سے سیکڑون خونخوار آگئے
پھر مثل ابر تیرہ و تاریک چھا گئے

تنہا امام اور ستمگر ہزار ہا
اک نیمجان کے واسطے خنجر ہزار ہا
اک بے گناہ ظالم خود سر ہزار ہا
اک دل فگار مستعد شر ہزار ہا

یہ ظلم و جور فاطمہ کے نور عین پر
ہرگز کسی کو رحم نہ آیا حسین پر

سرگرم قتل شاہ ہوئی فوج روم و شام
چارونطرف سے چلنے لگے نیزہ و حسام
لاکھون جفا شعار تھے اور ایک تشنہ کام
مجروح ہوگیا ہمہ تن پیکر امام

تیر ستم گذر گئے بازو کو توڑ کر
نوک سنان نکل گئی پہلو کو توڑ کر

اک بانی ستم نے لگایا جبین پہ تیر
وہ تیر کھینچتے تھے امام فلک سریر
اس زخم جانستان سے ہوا صدمۂ کثیر
ناگہ جگر کے پار ہوا نیزۂ شریر

چہرے پہ اشک شمع کے مانند ڈھل پڑے
نزدیک تھا کہ مُنھ سے کلیجا نکل پڑے

کیا سنگدل تھے وہ ستم ایجاد ہائے ہائے — تیر و سنان لگاتے تھے جلاد ہائے ہائے
وہ تشنہ لب وہ خنجر فولاد ہائے ہائے — دلبند مصطفےٰ پہ یہ بیداد ہائے ہائے
لاکھون مین ایک بیکس و تنہا ہزار حیف
وہ فاطمہؑ کے نازون کا پالا ہزار حیف

اے حاضرین بزم اب آیا ہے وہ مقام — سنتے ہی جسکو خاک اُڑائینگے خاص و عام
نزدیک ہے سیاہ ہو روے زمین تمام — نزدیک ہے کہ درہم و برہم ہون صحن عام
گھوڑے سے خاک و خون مین شہنشاہ دین گرا
قندیل کعبہ گل ہوئی عرش برین گرا

بیٹھا زمین پہ قبلۂ آفاق قبلہ رو — سردار فوج جمع ہوے آکے چار سو
تھی سب کو قتل سید بیکس کی آرزو — لاکھون سنان و خنجر و شمشیر اک گلو
اسلام ابن سعد ستمگر نے کھو دیا
ایمان کا نام شمر لعین نے ڈبو دیا

ناگاہ وقت عصر قیامت ہوئی بپا — خنجر کمر سے کھینچ کے شمر لعین بڑھا
بےرحم نے ذرا نہ کیا خوف کبریا — فرزند شیر حق کا گلا کاٹنے لگا
جنبش ہوئی فلک کو زمین تھرتھرا گئی

آندھی سیاہ دشت مصیبت مین آگئی

خنجر تھا حلق پاک پہ لب پر خدا خدا
القصہ تن سے فرق مبارک جدا ہوا

ہنگام نزع بخشش امت کی تھی دعا
دنیا سے مہر اوج شرف کوچ کر گیا

آئی صدا شہید امام زمن ہوا
عالم مین آج خاتمۂ پنجتن ہوا

لاشونکی ابن سعد ستمگر کو تھی تلاش
نزدیک تھا کہ وہ زمین ہو پاش پاش

دشت بلا مین کانپ رہی تھی ہر ایک لاش
آتی تھی ہر طرف سے یہ آواز دلخراش

سرور ریاض ختم رسالت نگون ہوا
ماتم سے روئے چرخ برین نیلگون ہوا

تھے بیقرار و خستہ جگر سید البشر
جاری تھے اشک فاطمہ کے روئے پاک پر

شیر خدا تھے مضطرب الحال نوحہ گر
بھائی کے رنج و غم مین حسن تھے برہنہ سر

صدمہ تھا بیحساب شکایت ذرا نہ تھی
جز شکر حق لِلّٰہ سے زبان آشنا نہ تھی

ماتم سے اہلبیت کے محشر تھا آشکار
سر پیٹتی تھی بانوئے شاہ فلک وقار

زینب قریب مرگ تھی کلثوم بیقرار
یاد پدر مین بالی سکینہ تھی اشکبار

سینہ زنی سے چار طرف شور و شین تھا
ارض و سما مین ماتم قتل حسین تھا

شبنم سے اشکبار تھا چرخ برین تلک
غم سے جگر کباب تھا مہر مبین تلک
فرط الم سے خاک بسر تھی زمین تلک
سدرہ پہ بیقرار تھے روح الامین تلک
لرزان تھا عرش گاؤ زمین تھرتھراتی تھی
جن و ملک کے رونے کی آواز آتی تھی

فوج ستم مین بجتے تھے نقارۂ ظفر
تھی بسکہ ظالمون کو تمنائے مال و زر
دیتا تھا ایک دوسرے کو فتح کی خبر
غارت کو آئے خیمۂ عصمت مین اہل شر
اسباب لوٹا آگ لگائی خیام مین
اہل حرم کو قید کیا ازدحام مین

صفدر بس اب خموش کہ صدمہ کمال ہی
بزم عزا مین کثرت رنج و ملال ہی
شرح مصائب شہ والا محال ہی
اہل ولا کو وجد محبون کو حال ہی
خلاق کائنات سے اب ہی دعا یہی
خواہش یہی مراد یہی التجا یہی

جبتک کہ مہر رونق چرخ برین رہے
جبتک رواج دین شہ مرسلین رہے
جبتک گلون سے زینت روے زمین رہے
جبتک جہان مین بزم غم شاہ دین رہے
نواب نامدار کا رتبہ دوچند ہو
اقبال مثل شہرۂ تحسین بلند ہو

گلدستۂ معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھون حمد پروردگار جہان | نشان جسکے لاکھون ہین خود بے نشان
وہی بندہ پرور وہی دستگیر | وہی ہر علی کل شئی قدیر
سمیعٌ بصیرٌ غفورٌ الرحیم | علیمٌ خبیرٌ عزیزٌ حکیم
حسیبٌ مجیبٌ حفیظٌ وکیل | غنی کبیرٌ عظیمٌ جلیل
ترا نام جبار و قہار ہر | تجھے خود پسندی سزاوار ہر
تجھی کو ہر زیبا خدائی تری | ہر بے انتہا بادشائی تری
نہ کوئی ہوا ہر نہوگا شریک | تری ذات ہر وحدہ لاشریک
فنا سب ہین باقی ترا نام ہر | نہ آغاز ہر اور نہ انجام ہر
کسی چیز کی تجکو پروا نہین | کسی کا تجھے خوف اصلا نہین
ترے کنہ قدرت کو پہونچے خیال | یہ ہر غیر ممکن سراسر محال

ترے نور وحدت سے کیا کیا بنا — زمین آسمان کوہ و صحرا بنا
عیان ہے ہر اک شے مین جلوا ترا — کن آنکھون سے دیکھون تماشا ترا
نہو کس طرح مغفرت کا یقین — تری ذات ہے ارحم الراحمین
نہان قطرے قطرے مین پھر ہے عیان — عیان ذرے ذرے مین پھر بے نشان
دو عالم کو اک دم مین پیدا کیا — تماشائے قدرت ہویدا کیا
فقط لفظ کن سے جہان بنگیا — زمین بن گئی آسمان بن گیا
عیان صورت کہکشان ہوگئی — گلون سے زمین بوستان ہوگئی
نہ غور و تامل زیادہ کیا — وہی ہوگیا جو ارادہ کیا
اسی سے ہین گردش مین لیل و نہار — اسی کے ہین قدرت کے جلوے ہزار
اسی کی تجلی ہے دیکھو جہان — عیان مین نہان ہے نہان مین عیان
ظہور اسکا ماہی سے تا ماہ ہے — جدھر دیکھو اللہ ہی اللہ ہے
اسی کی ہر اک لب پہ ہے گفتگو — اسی کی ہر اک دل مین ہے آرزو
اسی سے درخشان ہین شمس و قمر — اسی سے نمایان ہین شام و سحر
اسی سے ہے ہر شے کی نشو و نما — اسی سے بقا ہے اسی سے فنا
اسی سے مناسب ہے امید و بیم — وہی منتقم ہے وہی ہے کریم
وہ ہر شے مین ہے پھر نہین ہے کہین — وہ سب کچھ ہے دیکھو تو پھر کچھ نہین
اسی نے بنائے ہین حور و قصور — اسی کا ہے ارض و سما مین ظہور

مناجات

نباتات و بحر و بر و ذی حیات — اُسی کے ہین پر تو اُسی کے صفات

ملائک بشر جن و غلمان و حور — ہین ہر کوئی اُسکی رحمت سے دور

ازل سے ہین سب اُسکے در کے فقیر — غنی و گدا و صغیر و کبیر

سب اُسکے ہین مخلوق خالق ہے وہ — سب اُسکے ہین مرزوق رازق ہے وہ

سب اُسکے ہین محتاج وہ بے نیاز — سب اُسکے ہین بندے وہ بندہ نواز

ہے اول وہی اور آخر وہی — ہے باطن وہی اور ظاہر وہی

ہمیشہ رہی ہے رہیگی نمود — اُسی کو سزاوار ہے ہست و بود

وہ خالق وہ رازق وہ نکتہ نواز — وہ مالک وہ مختار وہ بے نیاز

جہان مین عبث ہے غم بیش و بس — ہے اللہ بس اور باقی ہوس

دیا رتبۂ اوج افلاک کو — کیا فرش اِس سطحۂ خاک کو

ضیا مہر کو تاب اختر کو دی — تڑپ برق کو آب گوہر کو دی

شفق کو دیا ارغوانی لباس — فلک کو ملا آسمانی لباس

ہوئی زیب و زینت گلونکو عطا — ترانے ہوے بلبلون کو عطا

کیا زر کو عالم مین حاجت روا — جواہر کو بخشا عجب مرتبا

کسی کو کیا تاج شاہی عطا — کسی کو گدائی کا کاسہ ملا

سکندر ہوا مالک بحر و بر — سلیمان کو بخشا عجب کر و فر

کسی کو جہان مین توانگر کیا — کسی کو قناعت کا خلعت دیا

کسی کو کیا وصل جاناں سے شاد
مقدر سے کوئی رہا نامراد

کسی کو دیا شوق ناز و ادا
کسی کو ملا ذوق مہر و وفا

کسی کو دیا اُسنے حسن و جمال
کسی کو تمنا ہے لطف وصال

کسی کو نہین دخل چون وچرا
وہ مالک ہی جو اُسنے چاہا کیا

کوئی باہنر ہی کوئی بے ہنر
مگر اُسکی رحمت ہی ہر ایک پر

وہ چاہے تو قطرے کو دریا کرے
سمندر کو چاہے تو قطرا کرے

بشر کو دیے گوش و چشم و دہن
دہن سے کیے لاکھ پیدا سخن

بہار چمن زینت انجمن
سخن ہی سخن ہی سخن ہی سخن

بیان مراتب انبیا و ائمہ و اولیا و علما

ہدایت کو بھیجے بہت انبیا
جداگانہ ہر اک کو رتبہ ملا

خلافت کا آدم کو منصب دیا
گروہِ ملائک نے سجدہ کیا

ملا طوق لعنت کا ابلیس کو
عنایت ہوا علم ادریس کو

ہوئی نوح کی التجا مستجاب
گنہگار و مشرک ہوئے غرق آب

یہ تھا فضل پروردگار جلیل
ہوئی رشک گلزار نار خلیل

ملی چشم خونبار یعقوب کو
عنایت کیا صبر ایوب کو

اگر خضر کو آب حیوان ملا
تو داؤد کو لحن دلکش دیا

دیا ماہ کنعان کو حسن و جمال
بڑھایا سلیمان کا جاہ و جلال

ہوے طور سینا پہ موسی کلیم — نظر آئے انوار رب کریم
مسیحا کو بخشا عجب معجزا — کہ قُم کہکے مردون کو زندہ کیا
محمد ہوے خاتم الانبیا — شفیع قیامت حبیب خدا
ہوا اُنکے مقدم سے روشن جہان — ہوے اُنسے پر نور ہفت آسمان
ہوے سرد فارس کے آتشکدے — گرے قصر کسریٰ کے سب کنگرے
ہوا دہر کفر و ضلالت سے پاک — ہوے بت پرست و منافق ہلاک
بجا عام نقارہ اسلام کا — مٹا نام ہستی سے اصنام کا
نہ گھر مشرکون کے نہ بستی رہی — رہی جس جگہہ حق پرستی رہی
ازل سے ہوا کون محبوب خاص — ملا کس پیمبر کو یہ اختصاص
ہوئی کسکو مہر نبوت عطا — کسے حق نے تاج شفاعت دیا
میسر ہوئی کسکو سیر جنان — بنا کس کا خلوتکدہ لامکان
یہ ادنی ہی اعجاز خیر البشر — کیا اک اشارے سے شق القمر
کسی نے نہ سایے کا پایا نشان — کہان ہی کہان ہی کہان ہی کہان
ہوے آپکے جانشین و وصی — امیر عرب شاہ مردان علیؑ
کیا حق نے زور ولایت عطا — وہی ہین زمانے کے مشکلکشا
ملین زوجہ بنت نبی فاطمہؓ — کہ عصمت کا اُنپر ہوا خاتمہ
رہین محو یاد خدا عمر بھر — یہی شغل تھا آپ کا عمر بھر

عنایت کیے حق نے دو نور عین | کہ ہے نام جنکا حسن اور حسین
خلف تھے کہ دو گوہر بے بہا | شہادت کا دونون کو رتبہ ملا
ہوے سلسلہ وار پھر تو امام | ہوے دین و دنیا مین سب نیکنام
ہر اک رہنما سے زمانہ ہوا | ہر اک معرفت مین یگانہ ہوا
زہے شان اصحاب خیر الوریٰ | کہ اوصاف ہین جنکے بے انتہا
ہزارون ہوے اولیا کرام | بہت اُنسے جاری رہا فیض عام
کیے خلق ارباب علم و یقین | ہوے عالم دین و رکن رکین
بہت اہل دل اور موحد ہوے | بہت علم عرفان کے موجد ہوے
بہت جام وحدت سے مدہوش تھے | غم دین و دنیا فراموش تھے
ہوا مختصر حال سب کا رقم | رہا سب پہ خالق کا فضل و کرم
مگر چشم انصاف سے دیکھیے | وہ کیسا ہے جسنے یہ رتبے دیے
اُسی سے منور ہین دونون جہان | وہی ہے یہان اور وہی ہے وہان
اُسی کا عیان ہر طرف نور ہے | مگر لاکھ پردون مین مستور ہے
سوا سب سے ہے بد حجاب دوئی | جہان اُٹھ گیا یہ حضوری ہوئی
نہ جائے کسی وقت اُسکا خیال | اگر دل مین ہے اشتیاق وصال
دلا منزل دوست کیا دور ہے | کہ جوئندہ یابندہ مشہور ہے
پرستش کے قابل نہین ہے کوئی | وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی

بیان فصل بہار و فضائے صحن گلزار زمزمہ سنجی مرغان خوشنوا و حمد و ثنائے خالق یکتا

پلا ساقیا ساغر مشکبار | نظر آئے حسن عروس بہار
شگفتہ ہو اے خاطر خستہ آج | بنا دے مضامین کا گلدستہ آج
نگاہوں میں پھر جائے رنگ چمن | کھلیں لالہ و نرگس و نسترن
ورق آج گلچین کا دامن بنے | بہار طبیعت سے گلشن بنے
مضامین رقم ہوں عجب رنگ سے | معانی بیاں ہوں نئے ڈھنگ سے
حسینان گلشن دکھائیں ادا | شمیم چمن لائے باد صبا
مہیا ہو بزم عروس چمن | ہر اک غیرت گل ہو غنچہ دہن
بڑھے اوج طبع خداداد کا | گھٹے حوصلہ سرو و شمشاد کا
نوا سنجیاں بلبلیں بھول جائیں | سنیں یہ مضامین تو گل پھول جائیں
الٰہی ہوا اس بیخودی کا برا | بہک کر کہاں سے کہاں آگیا
نہیں آدمی کو تعلّی روا | ذرا دیکھو گلشن میں صنع خدا
گل و غنچہ و سرو و ابر بہار | جہاں میں اُسی کے ہیں نقش و نگار
تماشے ہیں گلشن میں بے انتہا | جدھر دیکھو ہر اک شگوفہ بپا
جہاں میں وزاں کی نسیم بہار | چمن میں شگفتہ ہوئے گل ہزار
دیا حسن گل کو خلش خار کو | عطا کی تڑپ بلبل زار کو

اگر آنکھ نرگس کو حیران ملی — تو سنبل کو زلف پریشان ملی
کیا بلبلون کو چہکنا عطا — گل و یاسمن کو مہکنا عطا
جو سبزے کو اُسنے دیا خواب ناز — تو سوسن کو بخشی زبان دراز
ملے راستی سرو آزاد کو — دیا قد محبوب شمشاد کو
اگر بوے گل کو لطافت ملی — تو شاخ سمن کو نزاکت ملی
محافظ کیے برگ ادھر اور اُدھر — کہ لچکے نہین شاخ گل کی کمر
جو آب روان کو روانی ملی — تو سبزے کو پوشاک دھانی ملی
اگرچہ دیے دل پہ لالے کے داغ — مگر خار کے غم سے بخشا فراغ
جو غنچون کو شوق تبسم دیا — تو بلبل کو صرف ترنم دیا
ملی چال کبک دری کو اگر — تو نغمے مین طوطی کے بخشا اثر
نہین بے سبب یہ بہار و خزان — اُسی کی ہین در پردہ نیرنگیان
جوانان گلشن برومند ہین — حسینان گلزار خرسند ہین
لچکتی ہر شاخ گل تر کہین — اکڑتے ہین سرو و صنوبر کہین
زمین پر گل لالہ و ارغوان — فلک پر شفق پھولنے کا گمان
کہین آئی گلستان مین ابر بہار — کہین ہے روان چادر آبشار
نسیم سحر کی وہ اٹکھیلیان — وہ مرغان گلشن کی خوش فعلیان
کہین رقص طاؤس مستانہ ہے — کہین عشق بلبل کا افسانہ ہے

کہین

کہین لطف موج نسیم بہار | کہین ہی عروس چمن کا سنگار

کہین شاہد گل کی جلوہ گری | کہین عندلیبونکی نوحہ گری

کہین نغمۂ طوطی خوش گلو | صنوبر پہ قمری کی حق سرہ

کہین صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم | کہین جوہی کی بھینی بھینی شمیم

کہین یاسمن کی عروسانہ بو | کسی سمت چنپے کی مستانہ بو

وہ شاہانہ خوشبو ہرنیان کی | وہ مہکی ہوئی جابجا کامنی

کہین مالتی ہی کہین سیوتی | کہین کیوڑا ہی کہین کیتکی

کہین موگرا ہی کہین موتیا | لب نہر شبو کی شب کو فضا

کہین زینت باغ سورج مکھی | کہین زیب گلشن گل چاندنی

کہین شوخی رنگ تاج خروس | سراپا ہی رشک لباس عروس

کہین تختہ صد برگ کا خوشنما | کہین ہی گل اشرفی کی فضا

کسی سمت لالہ ہی ساغر بکف | نہالان نوخیز ہین صف بصف

گلون کا وہ جوبن دکھانا کہین | درختون کا وہ لہلہانا کہین

معطر ہی سنبل کی چوٹی کہین | بہار چمن چھوٹی چھوٹی کہین

وہ لپٹا ہوا عشق پیچان کہین | وہ پھیلی ہوئی بوے ریحان کہین

مہکتا ہی گلشن مین بیلا کہین | حصار گلستان ہی کیلا کہین

چمن مین حنا کی کہین ٹٹیان | شگفتہ کہین تختۂ زعفران

درختان سایہ فگن میوہ دار | سراسر تکلف سراسر بہار
کہین ہین گلستان مین نہرین روان | کسی جا ہین فوارے گوہر فشان
کسی سمت عالم ہی گلنار کا | جدا سب سے جوبن ہی اثمار کا
کسی سمت گلشن مین امرود کا بو | دکھاتا ہی ہر بار عالم کچھ اور
وہ انگور جلوہ نما تاک پر | ستارے ہون جسطرح افلاک پر
کہین سیب خوش رنگ خوش ذائقہ | کہ سیب زنخدان ہو جسپر فدا
کہین ہی شریفہ کہین ہی انار | کہین زینت باغ ہی کوکنار
کہین جلوہ گر ہین درختون مین آم | تماشائی ہین جنکے سب خاص و عام
کہین ناشپاتی ہی جامن کہین | دکھاتی ہی رنگ اپنا آمن کہین
اگر کوہ و صحرا کی دیکھو بہار | شگفتہ ہین گلہاے خودرو ہزار
جدا سب کی خوشبو جدا سب کا رنگ | جدا سب کی خلقت جدا سبکے ڈھنگ
ق بہت دیکھے گلشن بہت لالہ زار | نظر آئے لاکھون گل نوبہار
نہ وہ خودنمائی نہ وہ رنگ و بو | اسی کی مگر سب کو ہی جستجو
ہر اک رنگ سے بلبل بوستان | اسی کی بیان کرتی ہی داستان
مگر سننے کو چاہیے گوش ہوش | نہین ذکر سے کوئی اسکے خموش
طلب کر اسی سے گل آرزو | اسی کی ہی پھیلی مہک چار سو
اسی سے ہی تازہ نہال مراد | اسی کا تجسس اسی کی ہی یاد

وہی اس گلستان کا ہی باغبان — گل و غنچہ سے اُسکی صنعت عیان
یہ گلشن جو اِسکی زیب و زینت کا ہی — لگایا ہوا دست قدرت کا ہی
ہمیشہ رہے چشم و دل سوے حق — ہر اک گل سے آتی ہی خوشبوے حق
بشر کو مناسب ہی سب سے سوا — رہے رات دن محو یاد خدا
بنایا اسے اشرف کائنات — عنایت کیے حق نے اپنے صفات
نہ بھولو کبھی اُسکا فضل و کرم — ہمیشہ رہے فرق تسلیم خم
رکھو اُسکے آگے جبین نیاز — وہ معبود برحق ہی بندہ نواز
کہان ہین کہان حمد پروردگار — کہان نکہت گل کہان نوک خار

بیان موسم برسات سرسبزی و شادابی نباتات حال نازنینان سراپا صفات و حمد و ثناے خالق کائنات

کدھر ہی تو اے ساقی عشوہ گر — تجھے کچھ بھی برسات کی ہی خبر
اُٹھی ہی پہاڑ دن سے کالی گھٹا — چھلکتا ہوا آج ساغر پلا
یہ موسم یہ سامان یہ ٹھنڈی ہوا — گھٹا آئی ہی دل بڑھا ہی مرا
فضا بادہ خوارونکو دکھلادے آج — مے طاہر و صاف برسادے آج
یہ موسم ہی مہمان برسات کا — مہیا ہو سامان برسات کا
دکھا ساقیا پیاری پیاری ادا — سبو کی طرف دست نازک بڑھا
رہے نام تیرا سخاوت تری — دکھا مے پرستون کو دریا دلی

یہی ہے تمنا یہی آرزو — کہ ٹوٹے کہین جلد مہر سبو
دکھا عارض دختِ رز کی بہار — دلِ مضطرب ہے بہت بیقرار
رخ مہر پہ ہے گھٹا کا حجاب — دکھا جام مین جلوۂ آفتاب
دکھاتی ہے برسات عالم کچھ اور — چلے دور پر بادہ خوارون مین دور
صدا رعد کی ابر مین ہو اُدھر — اُٹھے بزم مین شور قلقل ادھر
اُدھر برق تابان کو ہو اضطراب — ادھر سیر دکھلائے موج شراب
ہوس آج کوئی نہ ساقی رہے — سبو مین نہ اک بوند باقی رہے
پلا اِسقدر بادۂ تند و تیز — کہ میکش کرین نشے مین جست و خیز
وہ مے کیا ہے جس مے مین مستی نہو — وہ تلوار کیا ہے جو کستی نہ ہو
مگر مستی معرفت ہو ضرور — رہے جسکا روزِ ابد تک سرور
یہ میخوار ہے بادہ خوار الست — ازل سے ہے دل جام وحدت سے مست
ہر اک سمت چلتی ہے ٹھنڈی ہوا — ذرا دیکھو برسات کی بھی فضا
وہ سبزے کی صحرا مین شادابیان — وہ برقِ درخشان کی بیتابیان
وہ بادل کا آنا گرجتا ہوا — وہ نقارۂ رعد بجتا ہوا
وہ ساون کی گھنگھور کالی گھٹا — تڑپ برق کی رعد کی وہ صدا
تلے ہین برسنے پہ بادل کہین — بھرے آب رحمت سے جل تھل کہین
وہ گلشن مین سبزی پہ پڑنا پھوار — وہ بادل مین قوس قزح کی بہار

وہ برسات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
وہ بارش مین پروائیونکی فضا

وہ آنا گھٹاؤن کا گلزار پر
وہ بیتابی برق کہسار پر

وہ سبزے کی صحرامین کوسون لہک
وہ پھولونکی بادِ صبامین مہک

وہ تھم تھم کے بجلی دمکنا کہین
وہ تارون کا کم کم چمکنا کہین

ہوا کا وہ تھمنا وہ چلنا کبھی
قمر کا وہ چھپنا نکلنا کہین

دکھاتی ہی برق اپنا عالم کہین
برستے ہین بادل جھما جھم کہین

وہ جگنو چمکنا شب تار مین
وہ دادر کی آواز گلزار مین

کہین ابر باران مین مع رعد کا شور
کہین کالی کالی گھٹاؤنکا زور

کسی سمت آمون مین کویل کی کوک
اُٹھے جس سے بیساختہ دلمین ہوک

کہین نغمۂ بلبل بوستان
پپیہے کی دلکش صدا پی کہان

دھواندھار بادل مین بگلونکی سیر
چراگاہ مین کثرت وحش وطیر

وہ طغیانی آب دریا کہین
وہ شادابی کوہ و صحرا کہین

وہ دریا مین سرخاب و مرغابیان
ہوا سے وہ موجونکی بیتابیان

تلاطم سے گرداب پڑنا کہین
حبابون کا بننا بگڑنا کہین

وہ جھیلونمین لطف گل نیلوفر
وہ کھلنا کنول سطح آب پر

چمن مین خرامان کہین گلعذار
حسینون کے وہ جھولنے کی بہار

کہین دلرباؤن کی ناز و ادا
شفق مین کہین چڑیونکی فضا

کسی کے وہ دست حنائی غضب
کسی کی وہ نازک کلائی غضب

کسی آفت جان کی جٹی بھوین
کسی شوخ کی تا کمر کاکلین

کسی سرو قد کی کمر مین لچک
کسی زلف کی بھینی بھینی مہک

سراپا کوئی صورت ناز ہی
کسی کا جدا سب سے انداز ہی

کسی کی نشیلی وہ چتون غضب
جوانی کا اٹھنا وہ جوبن غضب

خراماں کوئی مثل کبک دری
کسی مین سراپاے عشوہ گری

دکھاتی ہی کوئی رخ تابناک
کھڑی اینڈتی ہی کوئی زیر تاک

کوئی سیر گل دیکھتی ہی کھڑی
بناتی ہی پھولنکی کوئی چھڑی

کوئی گل بداماں کوئی گل بسر
لپیٹے کوئی ہار موباف پر

کوئی محو نظارۂ آبشار
کوئی برق کو دیکھکر بیقرار

کوئی خوش گلو گارہی ہی ملار
بجاتی ہی گلشن مین کوئی ستار

کوئی دیس گاتی ہی کوئی بہاگ
کوئی کامل فن سناتی ہی راگ

کسی سمت ہی ناچ کی دھوم دھام
کہین مہ جبینون کا ہی ازدحام

دم رقص چھل بل دکھانا کبھی
ستانا کبھی مسکرانا کبھی

وہ گانا حسینونکا ٹپا خیال
وہ دو دو قدم دلربائی کی چال

وہ گھونگھٹ مین خسار زیبا کی شان
سر دوش زلف چلیپا کی شان

وہ عشوہ وہ انداز وہ بانکپن
تبسم سے وہ کنج لب پر شکن

کسی کا کبھی دیکھنا ناز سے
کبھی مسکرانا اک انداز سے

کسی کی وہ زلف رسا خم بخم
کسی کی وہ رفتار دو دو قدم

اٹھا کر وہ پشواز چلنا کہین
ٹھہرنا اکڑنا سنبھلنا کہین

حسینون کے جھمگھٹ کے جھمگھٹ کہین
ہزارون خرامان ہین زہرہ جبین

کہین چشم مخمور جادو بھری
کہین مہ جبینون کی جلوہ گری

بڑھاتی ہی جھولے مین پینگین کوئی
کوئی چپکی بیٹھی ہی سہمی ہوئی

الگ سب سے دو چار زہرہ جبین
پکاتی ہین پکوان بیٹھی کہین

نباتات انواع واقسام کے
گلستان وصحرا مین پیدا ہوے

طرب خیز موسم ہی برسات کا
دکھاتا ہی عالم طلسمات کا

جہان مین ہر اک شی کو دیکھا بغور
سوا اُسکے صانع نہین کوئی اور

وہی ہی خداوند ہفت آسمان
اُسی سے منور ہین دونون جہان

اُسی کی طلب مین روان آب ہی
اُسی کے لیے برق بیتاب ہی

اُسی سے وزان ہی نسیم بہار
اُسی سے روان چادرِ آبشار

اُسی سے ہی نیرنگی دو جہان
اُسی سے ہی قوس قزح کا سمان

زمین آب رحمت سے سیراب ہی
جہان فیض قدرت سے شاداب ہی

حیات دوروزہ ہی شکل حباب
سراسر یہ بحر جہان ہی سراب

کرو فکر سامان ملکِ عدم
دوروزہ ہی دنیا کا جاہ وحشم

تعلق سے دامن ہو پہلے ہی پاک
ملے خاک مین جبتلک مشت خاک

جہان مین عبث اتنا غافل ہی تو
نہ بھول اُسکو دم بھر جو عاقل ہی تو

نہ باقی رہے دل مین حرفِ دوئی
جہانتک ہو ممکن کرو یکسوئی

اُسی کا تصور رہے روز و شب
اُسی کا تجسس اُسی کی طلب

خوشا دل کہ جو دل ہو محوِ خدا
خوشا چشم جو چشم ہو حق نما

عبث جرم کی فکر یا داشس ہی
خطا پوش ہی وہ عطا پاش ہی

حکایت معراج خیر البورا و رسیدن بمقام سدرۃ المنتہی و دیدن اشتران بے انتہا و تماشائے قدرت خدا بعدہ حمد جناب کبریا

پلا ساقیا ساغر بیخودی
کہ حاصل ہو کیفیت سرمدی

ترقی ذہنِ رسا آج ہو
بڑھے یہ طبیعت کہ معراج ہو

دکھا اسقدر اوج فکر رسا
کہ آئے نظر سدرۃ المنتہیٰ

ہمیشہ رہے فضل رب جلیل
بتائین مضامین مجھے جبرئیل

نقاب رخ دختر رز اٹھا
بس اب کھولدے قفل صندوق کا

نہین احتیاج کباب سمک
بطِ مے کے بیٹھے ہون جاگزک

چلے اسقدر دور یہ آج دور
نظر آئے مستی مین عالم اک اور

مے معرفت کی یہ تاثیر ہو
کہ نشے مین بھی لب پہ تکبیر ہو

نہین سجدۂ حق سے بہتر عمل
جو لغزش بھی ہو تو گردن کے بل

ذرا ہوش میں آؤ بیخود نہ ہو | بس اب قصۂ قدرت حق لکھو
جو معراج کی شب رسول خدا | ہوئے وارد سدرۃ المنتہی
نظر آئی واں قدرت کردگار | چلی جاتی تھی اشترونکی قطار
نہ کچھ ابتدا تھی نہ کچھ انتہا | ہوئے محو حیرت رسول خدا
مسلسل چلی جاتی تھی وہ قطار | کوئی ساربان تھا نہ کوئی سوار
تھے صندوق دو دو ہر اک اونٹ پر | مگر سب مقفل تھے وہ سربسر
کلیدیں تھی قفلوں کی ہمراہ نہیں | مگر ساتھ کوئی محافظ نہیں
پیمبر نے روح الامین سے کہا | بتا دو اخی ہے یہ کیا ماجرا
کہاں سے چلی آتی ہے یہ قطار | کہاں جاتے ہیں اشتر بیشمار
یہ صندوق کیسے ہیں کیا انمیں ہے | خدا جانے کیا ہے جو انمیں ہے
یہ بولے بہت سوچکر جبرئیل | رہے شادمان پروردگار جلیل
مجھے جب سے خالق نے پیدا کیا | ہمیشہ یونہیں انکو دیکھا کیا
نہیں انکی کچھ ابتدا انتہا | نہیں کوئی واقف سوائے خدا
یہ کی میں نے خالق سے عرض دیکبار | کہاں جاتی ہے اشترونکی قطار
مجھے اسمیں حیرت ہے شام و سحر | ہوا حکم چندے ابھی صبر کر
حبیب خدا جب یہاں آئیگا | تو یہ راز سربستہ کھل جائیگا
یہ راز نہان اب بتائیں حضور | تماشائے قدرت دکھائیں حضور

یہ سنکر رسول خدا نے کہا | ذرا کھولو قفل ایک صندوق کا
حبیب الٰہی کے ارشاد سے | جو کھولا وہ صندوق جبریل نے
کھلا راز قدرت جو مستور تھا | وہ صندوق بیضون سے معمور تھا
ہر اک بیضے پہ قفل تھا اور کلید | ہوئی اور حیرت پہ حیرت مزید
کہا اُسکو بھی کھول کر دیکھیے | حقیقت ہے کیا اک نظر دیکھیے
وہ قفل سر بیضہ جب وا ہوا | تماشاے قدرت ہویدا ہوا
نظر آیا اک اور عالم وہان | اسیطرح دیکھے زمین آسمان
فلک پر اسیطرح تھی کہکشان | اسیطرح قوس قزح کا سمان
ستارے یونہین زیر افلاک تھے | اسیطرح گل زینت خاک تھے
یونہین رات بھر چاندنی کی فضا | یونہین مہر تابان کی دن کو ضیا
اسیطرح فصل بہار و خزان | اسیطرح گردش مین تھا آسمان
روان تھی کہین چادر آبشار | وزان تھی چمن مین نسیم بہار
کہین سبزہ صحرائین کوسون تلک | کہین پھولونکی بھینی بھینی مہک
یونہین مور کرتے تھے پانی کی دھوم | گھٹائین یونہین آتی تھین جھوم جھوم
سمندر مین دیکھی جہازونکی سیر | کہین دیکھے انسان کہین وحش و طیر
یہی کوہ و صحرا یہی بحر و بر | یہی قصر و ایوان یہی بام و در
اسیطرح آبادی روزگار | یونہین جابجا دیکھے شہر و دیار

ہر اک شہر مین خلق کی دھوم دھام
زن و مرد کا ہر طرف ازدحام

کہین بزم شادی کہین بزم غم
کسی کو مسرت کسی کو الم

کہین دور مین ساغر مشکبو
کہین دیکھے لبریز جام و سبو

یوہین ہر جگہ محفل انبساط
اسی طرح برپا تھی بزم نشاط

کہین دیکھے میلے براتین کہین
سنین عشقبازی کی باتین کہین

کہین مدرسون مین مسائل کی دھوم
مریضون کا دارالشفا مین ہجوم

کہین مسجدین خانقاہین کہین
کہین سجدے مین عابدونکی جبین

کہین بزم عیش و نشاط و سرور
کہین جوش ماتم سے شور و نشور

غرض دیکھتے سیر پست و بلند
ہر اک چیز قدرت کی کرتے پسند

گئے اک جگہ جو رسالت مآب
نظر آیا وان مجمع شیخ و شاب

جو دیکھا تو وان بزم میلاد ہی
ہر اک فکر دنیا سے آزاد ہی

زبان پر ہر سب کے یہی تذکرا
کہ ہی آج معراج خیر الورا

ہوے سنکے حیران رسول خدا
کہا اسکی قدرت ہی بے انتہا

یہ کہکر رکھا سجدۂ حق مین سر
کیا شکر خلاق جن و بشر

چلے وان سے ہمراہ روح الامین
گئے تھے جہان سے پھر آئے وہین

نہو شمۂ قدرت حق بیان
لکھون عمر بھر گر نئی داستان

بہت ایسے عالم بہت روزگار
ہمیشہ بنائے بگاڑے ہزار

اُسی کی رہی عمر بھر جستجو | اُسی کا تجسس کرو کو بکو
اطاعت کرو تو اُسی کی کرو | عبادت کرو تو اُسی کی کرو
وہ راضی اگر ہو تو راضی جہان | وہ ناراض ہو تو ٹھکانا کہان
چلو اُسکی راہِ طلب مین چلو | ہمہ تن اُسی کی طرف ہو رہو
ہمیشہ زمانے مین رہنا نہین | کفن مرگ کا کس نے پہنا نہین
غنیمت ہے یہ چند روزہ حیات | جہان مین کسے ہے قیام و ثبات
جو کچھ ہو سکے راہ خالق مین دو | بھلا کچھ تو راہ سفر سے لے چلو
فقط زندگی تک ہین سب آشنا | پس مرگ ہوگا خدا ہی خدا
جیو تو تصور مین اُسکے جیو | مرو تو تصور مین اُسکے مرو
نہ مُڑ کر بھی دیکھو کسی کی طرف | اُڑے خاک بھی تو اُسی کیطرف

استدراک موسیٰ از خلقت ارض و سما بجناب کبریا و حسب حکم برسر چاہ رسیدن و سنگریزہ دران انداختن و از تماشائے قدرت آگاہ شدن

پلا ساقیا آج صہبائے نور | دکھا چشم و دل کو تجلی طور
اُٹھا دے نقاب رخ تابناک | زمانہ ہے مشتاق دیدار پاک
دکھا سیر وادی ایمن مجھے | نظر آئین جنت کے گلشن مجھے
پہونچے طور سینا پہ طبع سلیم | کہ دیکھون تجلی رب کریم

وہی شوق نقشہ جمانے لگے
صدائین ترانی کی آنے لگے

وہی ہو تمنا وہی التجا
وہی کوہ سینا وہی ہو ضیا

یہ لذت بڑھے جلوۂ یار سے
کہ آنکھین نہون سیر دیدار سے

اُسیطرح پھر طور جلنے لگے
اُسیطرح آنکھون کا سرمہ بنے

تڑپ کر گرے دل یہ وہ صاعقہ
کہ جسکا رہے عمر بھر ذائقہ

بڑھے نشۂ معرفت اِسقدر
نہو دل کو دونون جہانکی خبر

وہ مستی ہو جس مین ہون ہوشیار
نہ بھولون کبھی یاد پروردگار

مگر کس زبان سے ہو حمد خدا
صفات حمیدہ ہین بے انتہا

ہمیشہ سے ہے اُسکی خلقت یونہین
عیان ہے تماشائے قدرت یونہین

خدا جانے یہ کہکشان کب سے ہی
زمین کب سے ہے آسمان کب سے ہی

یہ شمس و قمر کب سے پیدا ہوے
یہ شام و سحر کب ہویدا ہوے

ہوئی کب سے کون و مکانکی نمود
ہوا کب سے عرض و سما کا وجود

کسی کو نہین علم اُسکے سوا
وہ خالق ہے بے شبہہ ہر چیز کا

ادب سے بدرگاہ پروردگار
گذارش یہ موسی نے کی ایکبار

ہوے خلق کب آسمان و زمین
ہوا جلوہ گر کب یہ عرش برین

ہوئی کب طلسم جہان کی بنا
ہون مشتاق مین اُسکے ادراک کا

ہوا حکم جنبد سے کر و قطع راہ
ملیگا فلان دشت مین ایک چاہ

اُٹھانا کوئی سنگریزہ وہان
اُسے ڈالنا چاہ کے درمیان

مفصل ملیگا تمھین اُن جواب
عیان ہوگی قدرت اُٹھیگا حجاب

غرض وان سے موسی علیہ السلام
چلے اُس طرف کو بہ شوق تمام

ملے راہ مین کوہ و صحرا کہین
نظر آئے پرشور دریا کہین

پہاڑون مین دیکھے کہین ایسے غار
نہ ہو جنمین تمیز لیل و نہار

کہین جھاڑیان دیکھین جنگل کہین
نظر آئے پرخوف بادل کہین

کہین کالی پیلی اُٹھین آندھیان
کہ جنسے ہو تاریک سارا جہان

ملے وحشت افزا بیابان کہین
نظر آئے خارِ مغیلان کہین

کہین بن مین بن مانسونکا ہجوم
کسی جا ترائی مین شیرونکی دھوم

کسی جا تھی موج ریگ روان
کہین اژدہے دیکھے آتش فشان

کہین سایہ معدوم کوسون تلک
کہین دیکھے انبار خار و خسک

نہ آئی نظر دور تک شکل آب
جسے آب سمجھے وہ نکلا سراب

نظر آئے غول بیابان کہین
نہ دیکھی مگر شکل انسان کہین

بہت جابجا دیکھے پست و بلند
بہت منزلونمین اُٹھائی گزند

مصائب اُٹھا کر ہوئی قطع راہ
وہان آئے جس دشت مین تھا وہ چاہ

نظر آیا اک سنگریزہ وہان
وہ پھینکا جو اُس چاہ کے درمیان

ندا چاہ سے آئی حیرت فزا
کہ پھر آئے ہو کون مطلب ہے کیا

بتایا کہ موسیٰ مرا نام ہی — کہا کون موسیٰ ہو کیا کام ہی
کہا ہون فرستادۂ کبریا — پڑھا اپنا آدم تلک سلسلا
ندا آئی پھر چاہ سے ناگہان — اسیطرح اک شخص آتا ہی یہان
نہین حق کا مرسل اسی نام کا — بتاتا ہی آدم تلک سلسلا
تو پھینکین ڈالکر سنگریزہ یہان — مفصل بتاتا ہی نام و نشان
یہانتک کہ آدھا کنوان بھر چکا — نہین سنگریزونکی کچھ انتہا
ہو تم کون سے موسیِ ذی کتاب — کس آدم کی اولاد مین ہو جناب
بہت آپ کو سنکے عبرت ہوئی — تماشائے قدرت سے حیرت ہوئی
خداوند عالم کو سجدہ کیا — رہے دیر تک محو حمد و ثنا
کہا قدرت حق ہی لا انتہا — نہین اِسکی کچھ ابتدا انتہا
سراسر معطل ہی عقلِ بشر — بشر کیا نہین عقل کل کو خبر
رہے محو حیرت جہان انبیا — تو ہم کیا ہماری حقیقت ہی کیا
وہی سمجھے جو اُسنے سمجھا دیا — وہی دیکھتے ہین جو دکھلا دیا
مگر اسقدر جاننا ہی ضرور — اُسی کا ہی دونون جہانمین ظہور
جدھر دیکھو مرضی رب العلا — اُدھر رخ کرو مثل قبلہ نما
ادا ہو نہ شکر خدائے جہان — سراپا اگر موئے تن ہو زبان
یہ کیا لطف کم ہی کہ انسان کیا — پھر اُسپر ہوا نور ایمان عطا

یہ سب سے زیادہ عنایت ہوئی	کیا خلق امت مین محبوب کی
کیا مرحمت دل کو علم و یقین	کوئی اسکی توحید مین شک نہین
جہان مین عطا سرفرازی ہوئی	سراسر یہ بندہ نوازی ہوئی
ہوئی بزم عالم مین عزت عطا	بہ کثرت ہوا مال و دولت عطا
مہیا زمانے کی نعمت ملی	بڑی بات یہ ہے کہ صحت ملی
ہمیشہ رہا اسکا فضل و کرم	بڑھا روز بندے کا جاہ و حشم
عطا کین امیرانہ خوئین بہت	برآئین مری آرزوئین بہت
رکھا ہر مصیبت مین ثابت قدم	نہ آیا کبھی پاس رنج و الم
کرین شکر کس کس عنایت کا ہم	ازل سے ابد تک گنین تو ہے کم
غنیمت ہے یہ عمر ناپائدار	کرو روز و شب یاد پروردگار
رہا ہے نہ باقی رہیگا کوئی	رہا ہے ہمیشہ رہیگا وہی

حکایت عرض نمودن فطرس بجناب کبریا برائے دورہ وطواف عرش علا حسب حکم معبود رفتن فطرس براہ منزل مقصود و بعد عاجز رسیدن معرفت عجز و قصور گردیدن

پلا ساقیا جام کوثر پلا	کہ لکھنے ہین اوصاف عرش خدا
مضامین لکھون نشے مین جھوم کر	کرون نظم شیشے کا منھ چوم کر
پلا آج اتنی بہکنے لگون	عنایت سے تیری چہکنے لگون

بجائے گزک سینت جنت منگا — اٹھا جام شیشے کی گردن جھکا

گھٹے بیقراری بڑھے انبساط — نظر آئے حورون کی بزم نشاط

وہ مضمون عالی ہون طبع رسا — ملائک کہین سُنکے صلِّ علا

بلندی پرواز دکھلادے آج — خبر کرسی و عرش کی لادے آج

یہ رفعت دکھا آج یک خیال — کہ آسان نظر آئے کارِ محال

بہک کر چلا بیخودی مین کہان — بس اے بوالہوس آگے ہے لامکان

مناسب نہین اتنی بالادوی — کرو اہل تہذیب کی پیروی

مقام ادب ہے یہ فکرِ رسا — ہوس ہے تو عرش برین کم ہے کیا

لکھے مدح کیا اُسکی طبع سلیم — خدا جسکو فرمائے عرشِ عظیم

کرون اُسکی وسعت کا کیونکر بیان — مقابل نہین جسکے کون و مکان

وہ گنبد کی رفعت وہ برجونکی شان — جہان عقل کل کا نہ پہونچے گمان

ستون لعل و الماس کے بیحساب — ہر اک کنگرہ غیرتِ آفتاب

جدھر دیکھو سامان اُدھر نور کے — کلس نور کے بام و در نور کے

حجاب اُسمین قدرت کے بنے تھا — سراسر عیان صنعتِ کبریا

وہ تابندہ قدرت کے نقش و نگار — کہ ہون لعل و یاقوت اُنپر نثار

نہ وان دھوپ ہے اور نہ وان چاندنی — تجلی ہے چارون طرف نور کی

نہ شام و سحر ہین نہ شمس و قمر — مشابہ ہے کچھ کچھ جنانکی سحر

ہر اک سمت قدرت کی نہرین رواں | گل و غنچہ رشک ریاض جنان
کہین طائران خوش الحان کی دھوم | وہ مرغان نغمہ سرا کا ہجوم
نہ پانی کی خواہش نہ دانے کی فکر | ہر اک کی زبان پر اُسی کا ہی ذکر
یہی اُسکی تعریف محدود ہی | تجلی گہ خاص معبود ہی
لکھا ہی کہ پائے ہین ستر ہزار | محافظ ہر اک کے ملایک ہین چار
جداگانہ ہین اُن ملائک کے نام | ہر اک اُنمین فطرس بھی مشہور عام
خدا نے عطا کی ہی طاقت بہت | ہی پرواز کی اُسکو کثرت بہت
وہ اُڑنے مین ہی سب سے چالاک تر | بہت مستعد ہی بہت تیز تر
ہر اک پل مین کرتا ہی وہ تیز گام | ہزارون برس کی مسافت تمام
بہت ناز ہی اُسکو پرواز پر | روش اُسکی ہی ایک انداز پر
ادب سے ہوا ملتمس ایکبار | کہ ہی آرزو میری پروردگار
ترے عرش اعظم کا دورا کرون | تری صنعتون کا تماشا کرون
مین دیکھون تو ہی کسقدر اسکا دور | کرون سیر عرش معلی بغور
ہوا حکم خلاق ارض و سما | کہ ممکن نہین سیر عرش علا
ترے بال و پر مین یہ قوت کہان | تجھے اتنی اُڑنے کی قدرت کہان
بصد التجا اُسنے پھر عرض کی | ہوا حکم رب خیر تیری خوشی
چلا سنکے فرمان معبود کو | روانہ ہوا راہ مقصود کو

اُڑا چھ مہینے علی الاتصال	نہ آگے بڑھا اُس سے یک خیال
یہ کی عرض خالق سے اے بے نیاز	ہوئی کس قدر طے یہ راہ دراز

قطعہ

ہوا حکم پروردگار غفور	ہے اک پائے سے دوسرا جتنی دور
وہاں تک پہونچنا تو معلوم ہے	ہوئی ہے چہارم ابھی راہ طے
وہ پھر چھ مہینے اُڑا متصل	ہوا افراط پرواز سے مضمحل
خداوند عالم سے پھر عرض کی	یہ منزل کڑی کسقدر طے ہوئی
ہوا پھر یہ فرمان رب العلا	کہ اب مرحلہ نصف طے ہوگیا
یہ سنکر ہوا ہوگئے اُسکے ہوش	نہ مطلق رہا پھر وہ جوش و خروش
بہت منفعل ہوکے پھر عرض کی	بڑی یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی
نہایت ہے اب میری حالت سقیم	تو ہے بندہ پرور غفور الرحیم
نہ اب دو قدم آگے جانیکی تاب	نہ اپنی جگہ پھر کے آنیکی تاب
نہیں کوئی چارہ سوائے گریز	نہ جائے اقامت نہ پائے گریز
ہوا حکم خلاق جن و بشر	پریشان نہو آنکھ کو بند کر
غرض آنکھ فطرس نے جب بند کی	مسافت وہ اک دم مین طے ہوگئی
جہان سے اُڑا تھا وہین آگیا	کیا سجدۂ شکر خالق ادا
مکان جسکا ایسا ہو عرش برین	خدا جانے کیسا وہ ہوگا مکین

وہ چاہے تو ایسے بنائے ہزار — نشان اُسکی قدرت کے ہین بیشمار
کوئی اُسکا عالم مین ہمتا نہین — کسی کو بھی یکتائی زیبا نہین
وہی ہر مصیبت مین سب کا شریک — مگر آپ ہے وحدہٗ لاشریک
نہ بھولو کبھی دل سے خالق کی یاد — رہے اُسکی توحید کا اعتقاد
ہوے اسیلئے خلق جن و بشر — عبادت کرین اُسکی شام و سحر
سوا معصیت کے جو چاہو کرو — مگر سلسلہ اُس سے باقی رکھو
کرو زندگانی مین یادِ خدا — پس مرگ پھر تمنے جانا تو کیا
دو روزہ ہے یان کی خزان و بہار — کسی کو نہین ہے ثبات و قرار
ہر اک شی یہان کی ہے ناپائدار — فنا سب کو ہوتا ہے انجام کار
نہ آفاق مین دل لگائے بشر — کسی کی ہوئی ہے سرا مین بسر
محل تعجب ہے حیرت کی بات — ق — ہو قبضے مین جسکے حیات و ممات
بشر اُس سے غافل رہے روز و شب — غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب

حکایت استفسار فرمودن رب جلیل از حضرت عزرائیل در بارۂ قبض روح خلق خدا و رحم آمدنش بر کسے شاہ و گدا عرض نمودن ترحم خود بر احوال طفل تختہ نشین و بار دیگر از سیر ارم محروم ماندن شداد لعین و باز حکم خدا اگر دیدن آن طفل را کہ بر تختہ دیدی و رحم نمودی

ہمین شداد ناشاد بود

تجھے ساقیا دخت رز کی قسم	دکھا دے تماشائے باغ ارم
مے معرفت کا طلبگار ہون	پلا مجکو جتنی سزاوار ہون
مگر پاس اِسکا بھی ساقی رہے	تمیز بد و نیک باقی رہے
زمانہ ہوا مجکو چھوڑے ہوے	خُم و شیشہ و جام توڑے ہوے
وگرنہ مجھے خم کے خم بھی تھے کم	سبو کے سبو پی کے لیتا تھا دم
مری جان وہ صہبا گلرنگ دے	کہ جو نشۂ شوق مین رنگ دے
خبر جان و تن کی نہ مطلق رہے	رہے تو فقط الفت حق رہے
مے صاف و طاہر کا دریا بہا	تلاطم اُٹھا جوش طوفان دکھا
بط مے ہر اک سمت بہتی پھرے	صراحی کے ہون ہر طرف قہقہے
بنا اک تصور ارم کی مثال	مگر ہو نہ شداد کا سا خیال
مین نازک طبیعت ہون عالی دماغ	دکھا بڑھکے باغ ارم سے بھی باغ
وہ گلشن کہ جسمین ہو سیر جنان	وہ گلشن زمین جسکی ہو آسمان
لب نہر ہو ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم	ہر اک سمت ہو بھینی بھینی نسیم
وہان تھے اگر گوہر آبدار	تجلیِ قدرت ہو یان آشکار
بنائے تھے اُسنے ستونِ بلور	سراپا نظر آئے یان قصر نور
وہان تھے جو فوارہ و آبشار	یہان قطرے قطرے پہ موتی نثار

زر و سیم کے کنگرے تھے وہاں
سر بام شمس و قمر ہوں یہاں

وہاں تھی اگر نکہت بوستان
یہاں ہر طرف ہو شمیم جنان

وہاں تھیں اگر دختران حسین
یہاں آئین حوران خلد برین

بہت طول دینے سے کیا فائدہ
اُٹھاؤ قلم اب لکھو مدعا

جناب خداوند آفاق نے
کہا ایک دن قابض روح سے

خلائق کی روحیں بہت قبض کیں
کسی پر تمہیں رحم آیا کہیں

یہ کی عرض سب کچھ ہے روشن تجھے
فقط دو جگہ رحم آیا مجھے

ہوا حکم پروردگار جہان
مفصل کرو سب حقیقت بیان

گذارش کی اے خالق دوسرا
سمندر میں جاتا تھا اک قافلہ

قضارا تباہی میں آیا جہاز
نہ شاہ و گدا میں رہا امتیاز

کھلے سب بیان محیط الم
سروں پر گرا ناگہاں کوہ غم

اُٹھا ہر طرف شور آہ و فغان
ہوے صاف آثار محشر عیان

کوئی نوحہ گر تھا کوئی بیقرار
کوئی مضطرب تھا کوئی اشکبار

تلاطم سے تختے ہوے سب جدا
مسافر ہوے غرق بحر فنا

اجل سے کسی کو نہ مہلت ملی
مگر اک زن حاملہ رہ گئی

اکیلے وہ تختے پہ تھی بیحواس
بجز یاس و حسرت نہ تھا کوئی پاس

وہ تختہ کئی روز بہتا رہا
دل اُسکا غم و رنج سہتا رہا

ڈری سہمی گھبرائی روئی کبھی
نہ آرام پایا نہ سوئی کبھی

وہین دردِ زہ اُسکو پیدا ہوا
یہ اک اور صدمے پہ صدمہ ہوا

نہ مادر نہ خواہر نہ ہمدم کوئی
نہ مونس نہ دایہ نہ محرم کوئی

وُہ رہ رہ کے تکلیف اُس درد کی
وہ چارون طرف حسرت و بیکسی

ہوا سے وہ تختے کا ہلنا کبھی
وہ موجون سے موجون کا ملنا کبھی

وہ ہر سمت بادِ مخالف کا زور
مگر مچھ کے پانی اُگلنے کا شور

تلاطم سے پانی اُچھلنا کہین
وہ گرداب ٹھہر ٹھہر کر اُبلنا کہین

بجز ذات معبود کوئی نہ تھا
جو اُس درد و غم مین اُسے دیکھتا

غرض رازِ قدرت ہویدا ہوا
اُسی حال مین طفل پیدا ہوا

زہے شان پروردگارِ کریم
صدف سے نکل آیا دُرِ یتیم

تسلی ہوئی طفل کو دیکھکر
رہا دل مین خوفِ ہلاکت مگر

وہ تختہ گیا تھا ابھی تھوڑی دور
نہ ٹھہرا تھا اُسکا دلِ ناصبور

ہوا مجکو حکمِ خدا اے جہان
کرو قبض روحِ زنِ خستہ جان

بجا لایا فرمان رب العلا
وہ بیجان ہوئی طفل تنہا رہا

وہان رحم آیا مجھے دیکھکر
کہ بے شیر کیونکر جیے گا پسر

مگر دل مین پھر سوچ کر یہ کہا
مجھے حکم معبود مین دخل کیا

دوبارہ پھر ای خالقِ بحر و بر
تاسف ہوا حال شداد پر

کیا تونے اُسکو یہ رتبہ عطا
کہ تھا قاف سے قاف تک دیدیا
فزون دمبدم اُسکی سطوت ہوئی
ہر اقلیم تخت حکومت ہوئی
بڑھا اسقدر اُسکا جاہ وحشم
مسخر ہوا سب جہان یک قلم
گذرتا تھا ہر دم بعیش و نشاط
نہ تھی فکر کوئی بجز انبساط
مہیا زمانے کا اسباب تھا
ہر اک قصر مین فرش سنجاب تھا
شب و روز تھا عیش و عشرت سے کام
کبھی شور قلقل کبھی دور جام
ملی تھین جہانکی اُسے نعمتین
اُٹھاتا تھا ہر چیز کی لذتین
یہ کمبخت کے دلمین آیا خیال
کہ خلدِ برین کی بناؤن مثال
کیے جمع سامان سب انتخاب
زر و سیم و لعل و گہر لاجواب
رہا ایک مدت اِسی فکر مین
اِسی مشغلے مین اِسی ذکر مین
بلائے ہر اک جا سے اہل کمال
جو صنعت گری مین تھے سب بیمثال
زمین دیکھکر اِک جگہ پر فضا
رکھی اُسنے باغ ارم کی بنا
ہر اک فن کے صناع و اہل ہنر
تھے سرگرم تعمیر شام و سحر
لگاتے تھے اینٹین زر و سیم کی
چنائی وہ سب مشک و عنبر سے تھی
طلائی چھتین تھین مرصع نگار
ستون اُسمین بلور کے بیشمار
عوض سنگریزونکے در خوشاب
پڑے تھے ہر اک نہر مین بیحساب
زر و سیم کے کنگرے دس ہزار
چمک جنکی یکسان تھی لیل و نہار

عوض خاک کے زعفران و عبیر
ہر اک سمت تھی نکہتِ دلپذیر

وہ کوسون تلک مشک و عنبر کی بو
گل و یاسمن کی مہک چار سو

درختون پہ نغمہ سرا جانور
گلستان مین لطف نسیم سحر

کہین طائرونکی نوا سنجیان
کہین عندلیبونکی خوش فعلیان

ہوئین منتخب دختران جہان
رکھا قصر مین مثل حور جنان

جو غلمان بنانے کا آیا خیال
کیے جمع طفلان صاحب جمال

بلندی و وسعت کا کیا ہو بیان
نہ تھا مثل اُسکا تہ آسمان

ہوا پانسو سال مین اختتام
زر و مال بھی ہو گیا سب تمام

خبر سُنکے تیاری باغ کی
بہت اُسکے دل کو مسرت ہوئی

عجب کر و فر سے بجاہ و حشم
روانہ ہوا سوے باغ ارم

در باغ تک بھی وہ پہونچا نہ تھا
کہ آیا مجھے حکم رب العلا

روانہ کرو اُسکو سوے عدم
نہ دیکھے تماشاے باغ ارم

یہ سنتے ہی حکمِ خداے جہان
بسرعت ہوا اُسطرف مین روان

قدم پشت زین سے اُتارا نہ تھا
کہ پہونچا مین سر پر مثال قضا

نہ دی مہلت سیر ناکام کو
کیا قبض روح بد انجام کو

مشیت مین تیری مجھے دخل کیا
مگر اُسکی حسرت پہ رحم آگیا

بنانے مین کی صرف عمر عزیز
جہان مین نہ باقی رکھی کوئی چیز

کیے صرف الماس و لعل و گہر　　تماشا نہ دیکھا مگر اک نظر
ہوا حکم خلاق جن و بشر　　تجھے رحم آیا تھا جس طفل پر
وہی طفل ناشاد شداد تھا　　کیا ہمنے عالم کا فرمانروا
سمجھتا تھا تو جسکا جینا محال　　دیا ہمنے اُسکو یہ جاہ و جلال
جہان مین کیا مالک تخت و تاج　　بہت شاہ دیتے تھے اُسکو خراج
یہانتک عطا کی اُسے برتری　　کہ کرنے لگا دعوئے ہمسری
سراسر جو کفران نعمت کیا　　اُسی کی دو عالم مین پائی سزا
یہ سُنکر ہوے قابض روح دنگ　　ہوا خوف سے زرد چہرے کا رنگ
یہ کی عرض ای قادر ذوالجلال　　تجھے سب ہین آسان کار محال
جسے چاہے دم مین کرے سرفراز　　غنی ہی تری ذات اور بے نیاز
جسے چاہے نازل ہو اُسپر عذاب　　جسے چاہے تو بخشدے بیحساب
تو خالق ہی مالک ہی مختار ہی　　تجھی کو خدائی سزاوار ہی
جہان قابض روح کا ہو یہ حال　　وہان کیا ہی عقل بشر کی مجال
کوئی چشم حق بین سے دیکھے اگر　　تو آئے تماشائے قدرت نظر
وہی ہی زمانے کا حاجت روا　　وہی ہی زمانے کا مشکلکشا
گدا کو وہ چاہے تو سلطان کرے　　اگر مور ہو تو سلیمان کرے
وہ چاہے تو ذرے سے ہو آفتاب　　وہ چاہے تو قطرہ ہو درخوش آب

وہ ادنیٰ کو چاہے تو اعلیٰ کرے　　جو اعلیٰ کو چاہے تو ادنیٰ کرے

ہر اک اُسکی رحمت سے ہی فیضیاب　　برابر ہین وان ذرہ و آفتاب

کرے جسکا خالق ستارا بلند　　وہ آفاق مین کیون نہوا رجمند

اگر بندہ پرور ہوا ایسا تو ہو　　جو خلاقِ اکبر ہوا ایسا تو ہو

اُسی سے ہی عرض و سما کی نمود　　سمندر ہی اک قطرۂ بحرِ جود

ہر اک شی سے ظاہر ہی شانِ خدا　　اِسی سے ملا ہی نشانِ خدا

نہو اُسکی وحدت کا کیونکر یقین　　کوئی اُسکا ہمتا و ہمسر نہین

کرو یاد مین صرف عمرِ عزیز　　کہ خالی نہین ذکر سے کوئی چیز

زبان کو نہ مہلت ملے ذکر سے　　نہ خالی رہے دل کبھی ذکر سے

اُسی کی ہوا ہو اُسی کی ہوس　　نہ بھولو کسی حال مین اک نفس

ہمیشہ رہو طالبِ کبریا　　زبان پر ہو ہر دم خدا ہی خدا

حکایت جناب سلیمان علیہ السلام و انکار سیمرغ از قضا و قدر بدربار عام نشان دادن حضرت از وصل شاہزادی مشرق باشاہزادہ مغرب و کوشش سیمرغ در عدم وصال و اتصال ہر دو بحکم قادر ذو الجلال و نہان گردیدن سیمرغ از انفعال

شرابا طہورا پلا ساقیا　　دکھا سیر تخت ہوا ساقیا

بیاض ورق مہر تابان سے بنے　　ہر اک لفظ مہر سلیمان سے بنے

مضامین دکھائیں پری کی ادا
معانی مین جلوہ ہو بلقیس کا

ہر اک بیت بیت مقدس ہو آج
جو مصرع ہو عالم مین پائے رواج

وہ بندش مین پیدا ہو جلوہ گری
کہ جسپر تصدق ہون جن و پری

چلے خوب دور مے شعلہ رنگ
دل مضطرب مین بھری ہے امنگ

یہ تاثیر ہو بادۂ صاف کی
سیاحت کرون پردۂ قاف کی

سراسر نہ دل محو مستی رہے
تمیز بلندی و پستی رہے

وہ می ہو کہ جسمین رہون ہوشیار
نہ بھولون کبھی یاد پروردگار

پلا بادۂ معرفت اسقدر
لکھون داستان قضا و قدر

جنابِ سلیمان علیہ السلام
تھے اک روز مصروف دربار عام

مودب چپ و راست انسان تھے
کھڑے دست بستہ نبی جان تھے

بہت تھے امیران عالی وقار
بہت صاحب مملکت تاجدار

ہزارون غلامان زرین کمر
جوانان نامی و صولت اثر

ہزارون کمر بستہ خدمتگذار
تھے بے انتہا حاجب و چوبدار

چرند و پرند و وحوش و طیور
دُو رُویہ تھے صف بستہ پیش حضور

وہ شوکت وہ عظمت وہ رعب جلال
وہ سیرت وہ صورت وہ حسن و جمال

خدا نے دیا تھا عجب کر و فر
عیان شان معبود تھی سر بسر

لکھون قصر و ایوان کی تعریف کیا
نظر آتی تھی قدرتِ کبریا

برقسم ہون اگر وصف دربار عام
ازل سے ابد تک نہون یہ تمام

اُٹھاؤن قلم اب سوے مدعا
بیان آپ کرتے تھے حمد خدا

پس حمد خلاق عالم کہا
نہین اُسکی قدرت کی کچھ انتہا

ظہور اُسکا دیکھا اُسی کا اثر
جو ہوتا ہی حکم قضا و قدر

کوئی کام قدرت سے باہر نہین
کسی سے ہو سرزد کبھی ہو کہین

یہ کی سُنکے سیمرغ نے التماس
کہ ای بادشاہِ جہان حق شناس

قضا و قدر کا مین قائل نہین
مرے دلکو تصدیق کامل نہین

مشیت ہی کیا خیر فرمائیے
حقیقت ذرا اِسکی سمجھائیے

کوئی حال ایسا بتائین حضور
جہان مین ہو آیندہ جسکا ظہور

کہا اُس سے حضرت نے ای بدگمان
مشیت ہی حکمِ خدا اے جہان

جو کچھ اُسنے روز ازل لکھدیا
وہ بے شبہہ عالم مین پیش آئیگا

کسی سے بیان اُسکی قدرت ہو کیا
کسی پر عیان اُسکی حکمت ہو کیا

یہ اک مختصر حال سن لے ضرور
کہ جسکا کسی وقت ہوگا ظہور

نہین اُنکا عالم مین ابتک وجود
نہین اُنکے وہم و گمان مین نمود

ہی مغرب مین اک شاہ والا گہر
اُسے دیگا خلاق عالم پسر

جو مشرق مین ہی شاہ عالی مقام
ملیگی اُسے دخترِ لالہ فام

وہ جب دختر و طفل ہونگے جوان
ملائیگا اُنکو خدا اے جہان

زہے قدرتِ قادرِ ذوالجلال | لکھا ہو مقدر مین اُنکے وصال
بہت گرچہ مغرب سے مشرق ہی دور | مگر جو مشیت ہی ہوگا ضرور
اُسی دن سے سیمرغ کو تھا خیال | وہ مشرق مین جاتا تھا ہر ماہ و سال
ہوئی خلق جب دخترِ گلعذار | اُٹھا لایا پنجون مین مثلِ شکار
اُڑا کر اُسے قاف مین لے گیا | وہان آشیانہ بنا کر رکھا
دیا کچھ دنون شیرِ حیوان اُسے | نہ دکھلائی پر شکلِ انسان اُسے
پس شیر میوے کھلاتا رہا | تر و تازہ پھل روز لاتا رہا
غرض رفتہ رفتہ جوان ہوگئی | سراپا وہ جانِ جہان ہوگئی
یہ بڑھکر ہوئی آفتِ روزگار | حسینانِ عالم ہون جسپر نثار
وہ دن سن وہ جوبن وہ حسن و جمال | مگر تھی طبیعت مین وحشت کمال
نہ مطلق خبر تھی کہ دنیا ہی کیا | نہ کھاتی تھی باغِ جہان کی ہوا
ہوئی جبسے وہ ماہ پارہ جوان | نر و مادہ دونون رہے پاسبان
اِسے رہنے دو ساکنِ آشیان | سنو شاہِ مغرب کی اب داستان
وہی تھا زمانہ وہی ماہ و سال | دیا حق نے فرزند صاحب جمال
ہوا فضلِ خالق سے وہ نوجوان | سراپا شجاعت سعادت نشان
رہے صرف تعلیم اہلِ کمال | ہوا تھوڑے عرصے مین وہ بیمثال
ہر اک علم مین وہ یگانہ ہوا | غرض انتخابِ زمانہ ہوا

ازل سے ملا تھا دل بیقرار — طبیعت مین تھا ذوق سیر و شکار

وہ کھیلا شکارِ غزالان کبھی — کیے صید شیر نیستان کبھی

نہ چھوڑا شکارِ چرند و پرند — مگر دل سے تھا صید ماہی پسند

وہ کشتی مین اک دن ہوا جلوہ گر — رفیق آکے بیٹھے اِدھر اور اُدھر

سمندر مین کشتی روانہ ہوئی — نسیم سحر تازیانہ ہوئی

یکایک جو بادِ مخالف چلی — اُڑا کر اُسے قاف مین لیگئی

سمندر مین کشتی تھی مثل سحاب — تلاطم سے آخر ہوئی غرق آب

مصاحب ہوے غرق بحر فنا — یہ بیچارہ اک تختے پر رہ گیا

کئی دن برابر وہ تختہ بہا — کنارے پر اک روز لائی ہوا

نظر آیا اک دشت وحشت فزا — اُتر کر اُدھر شاہزادہ چلا

قضا و قدر سے وہ پہونچا وہان — کہ سیمرغ کا تھا جہان آشیان

ٹھہر کر لیا سائے مین دم ذرا — ہوا کھائی ٹھنڈی افاقہ ہوا

شہنشاہ مشرق کی نور نظر — اسی آشیانے مین تھی جلوہ گر

فضا دشت کی دیکھتی تھی کھڑی — سوے شاہزادہ نظر جا پڑی

محبت سے دیکھا بہت دیر تک — رہی محو حیرت نہ جھپکی پلک

دل مضطرب کا بڑھا اضطراب — طبیعت مین پیدا ہوا اضطراب

اِدھر شاہزادے نے دیکھا ذرا — کہ ہے محو نظارہ اک مہ لقا

محبت کا دل پر اثر ہو گیا ۔ وہ تیر نظر کارگر ہو گیا
سراپا یہ محوِ تماشا ہوا ۔ دل اُس آفتِ جان پہ شیدا ہوا
لگا عشق کا تیر دونون طرف ۔ ہوئی دل مین تاثیر دونون طرف
یہ بیخود وہ مضطر یہ حیران تھا ۔ یہ بسمل وہ بیدل یہ بیجان تھا
اُدھر تیر الفت ہوا دلکے پار ۔ ادھر پڑ گئے دلمین رخنے ہزار
اُدھر شکل نرگس بندھی ٹکٹکی ۔ ادھر چشم حسرت سے ندی بہی
گرے اسکے آنسو اگر خاک پر ۔ گئی اُسکی فریاد افلاک پر
ادھر ہجر مین اُسکا دل بیقرار ۔ اُدھر دمبدم تھا اُسے اضطرار
ادھر لب بہ لب ہونیکی جستجو ۔ اُدھر شربت وصل کی آرزو
اشارے سے اُسنے بلایا قریب ۔ گیا یہ بصد شوق سوے حبیب
وہ تھی آشیانے مین یہ خاک پر ۔ یہ فرشِ زمین پر وہ افلاک پر
بہت کچھ اشارے کنایے ہوئے ۔ سخن رہ گئے لب پہ آئے ہوے
نہ سمجھی کوئی بات وحشی خصال ۔ پریشان ہوا شاہزادہ کمال
نر و مادہ جبوقت آتے اُدھر ۔ تو چھپ جاتا شہزادۂ نامور
جب اُنمین سے کوئی نہوتا وہان ۔ یہ آ بیٹھتا پھر تہِ آشیان
نئے رنگ سے پھر وہ رشک پری ۔ دکھاتی تھی ہر روز جلوہ گری
کئی دن اشارونمین باتین رہین ۔ محبت کی الفت کی گھاتین رہین

غرض رفتہ رفتہ ہوئی آشنا — سمجھنے لگی بات کچھ کچھ ذرا
کہا شاہزادے نے ای مہ لقا — بلالے مجھے یا مرے پاس آ
یہ سنکر ہوا اُسکو صدمہ کمال — رہا شاہزادی کے دلمین خیال
اُسی روز سیمرغ بہر شکار — گیا آشیان سے سوے کوہسار
اُٹھا لایا پنجے مین اک نیل گاؤ — کہا اپنی مادہ سے جی بھر کے کھاؤ
غرض کھا کے دونون نے زیر نہال — وہین چھوڑ دی نیل گاے کی کھال
وہ جسدم ہوے سیر ہوکر روان — کہا شاہزادی نے ای نوجوان
نہین کوئی تدبیر اِسکے سوا — تو اِس پوست گاؤ مین اب بیٹھ جا
جب آئیگا سیمرغ ہنگام شام — منگا لونگی اِس پوست کو لاکلام
یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا — سر شام اُس پوست مین چھپ رہا
ہوا شب کو سیمرغ کا جب نزول — بہت شاہزادی کو پایا ملول
کہا اُسنے گھبرا کے ای مہ لقا — مکدر رہی کیون آج باعث ہی کیا
کہا شاہزادی نے ای مہربان — پڑی ہی یہ کیا شی تہ آسمان
مجھے اِسمین حیرت ہی جلدی بتا — کہا اُسنے ہی پوست نیل گاؤ
وہ بولی یہ شی ہی عجیب و غریب — ذرا اُسکو لے آؤ میرے قریب
گیا سُنکے سیمرغ زیر نہال — سوے آشیانہ اُٹھا لایا کھال
بہت خوش ہوئی کھال کو دیکھکر — رکھا آشیانہ مین پیش نظر

اُگئے جب نر و مادہ وقتِ سحر / نکل آیا شہزادۂ نامور
بڑھا شوق مین جانبِ دلربا / ہوئی ہم بغل آکے وہ مہ لقا
رخ صبر سے اُٹھ گئی یان نقاب / ہوئی فرط الفت سے وہ بیحجاب
لبون سے ملے لب دہن سے دہن / دلون سے ملے دل بدن سے بدن
یہانتک بڑھا لطف بوس و کنار / کہ دونون کے دل ہو گئے بیقرار
اُٹھائے مزے شربت وصل کے / شراب محبت سے دونون چھلکے
ہوئے شکل جوزا بہم مہر و ماہ / ادا ہو گئی وصل کی رسم و راہ
دلون مین نہ باقی رہین حسرتین / ہوئین ہجر کی دور سب کلفتین
غرض روز و شب خرم و شادکام / بسر کرتے تھے وہ بعیش تمام
جب آتے نر و مادہ ہنگام شام / یہ اُس پوست مین جاکے کرتا قیام
بسر کرکے تنہائی مین رات بھر / نکلتا تھا گھبرا کے وقتِ سحر
وہ رہتے تھے دن بھر بعیش و طرب / اِسی طرح گذرے کئی سال جب
دیا حق تعالی نے طفلِ حسین / تولد ہوئی دخترِ مہ جبین
اِسے چھوڑ دہمراہ اہل و عیال / سنو اب جنابِ سلیمان کا حال
کہا ہنسکے اک روز سیمرغ سے / ظہور مشیت کے دن آگئے
یہ کی عرض سیمرغ نے اے جناب / ہوا اپنے دعوے مین مین کامیاب
گیا سر بسر وہ زمانہ گذر / کہان اب وہ دختر کہان وہ پسر

تبسم کیا آپ نے اور کہا | ٹھہر جا ذرا دیکھ شانِ خدا
ابھی تھا زبان پر یہی تذکرا | کہ سلطان مغرب بھی حاضر ہوا
اُسی وقت مشرق کا فرمانروا | سراسیمہ دربار مین آگیا
یہ کی عرض دونون نے پیش جناب | کہ اے مرسل حق رسالتمآب
عجب مخمصے مین گرفتار ہین | ستمدیدہ بیکس دل افگار ہین
خدا نے کیا آپ کو دادرس | جہان مین غریبون کا فریادرس
کہا آپ نے کچھ کہو تو سہی | کیا عرض دونون نے دردِ دلی
سنی دختر و طفل کی داستان | ہوئی سب حقیقت مفصل بیان
کہا سُنکے سیمرغ سے آپ نے | ابھی شاہزادی کو لا قاف سے
یہ سُنکر اُدھر وہ روانہ ہوا | غرض داخلِ آشیانہ ہوا
پہونچکر کہا اُس گل اندام سے | تو اِس پوست مین بیٹھ آرام سے
مرے دل کی بر آئیگی اب مراد | کیا ہے جناب سلیمان نے یاد
وہ بیٹھی تو لیکر شمال ہوا | سوے تختگاہ سلیمان چلا
جناب سلیمان کو تھا انتظار | کہ پہونچا یہ دربار مین ایکبار
ادب سے قریب آکے مجرا کیا | وہ پشتارہ پیش نظر رکھدیا
کہا کھولدے اب یہ رازِ نہان | کہ ہو قدرت حق تعالیٰ عیان
وہ پشتارہ کھولا جو منقار سے | کہا اُسطرف دیکھکر آپ نے

نکل شاہ مشرق کی لخت جگر　　نکل شاہ مغرب کی نور نظر
یہ سنکر نکل آئے دونون شتاب　　وہ مہتاب یہ غیرت آفتاب
مودب کھڑے ہو کے مجرا کیا　　سلیمان کے قدمون پہ سر رکھدیا
دیا حکم بچون کو بھی ساتھ لاؤ　　وہ کم سن ہین گھبراتے ہونگے بلاؤ
وہ جاکر اُسی پوستِ گاؤ سے　　اُٹھا لائے بچون کو بھی سامنے
کیا پیار حضرت نے اطفال کو　　کہا دیکھو خالق کے افضال کو
ہوا پھر یہ ارشاد سیمرغ سے　　تماشاے شان خدا دیکھ لے
قضاؤ قدر کا نمونہ یہ ہی　　مشیت سے خالی نہین کوئی شی
ہوا بسکہ سیمرغ کو انفعال　　ندامت سے تھا سر اُٹھانا محال
نگاہون مین سب کے جو رسوا ہوا　　خجالت زدہ ایک سمت اُڑ گیا
ہوا چشم انسان سے ایسا نہان　　نہ پایا کسی نے پھر اُسکا نشان
یہ ادنی ہی ذکر قضاؤ قدر　　ہزارون تماشے ہین دیکھو اگر
مشیت مین جس چیز کا ہی ظہور　　وہ ہوگا وہ ہوگا وہ ہوگا ضرور
جو کچھ لکھدیا اُسنے روز ازل　　ابد تک نہ آئیگا اُسمین خلل
مشیت مین اُسکے تبدل نہین　　سر مو ترقی تنزل نہین
کرو بندگی اُسکی شام و سحر　　رکھو اُسکے فضل و کرم پر نظر
اُسی کی عبادت کرو متصل　　رہے اُسکی الفت سے لبریز دل

سوا اُسکے سب کی طلب چھوڑ دو
ادھر توڑ دو رشتہ اُدھر جوڑ دو

نہ کھاتے پھرو ٹھوکرین در بدر
اُسی کے رکھو آستانے پہ سر

کرو ماسوا ترک جو ہو سو ہو
دوئی چھوڑ کر اک طرف ہو رہو

اُسی سے رکھو عمر بھر اعتقاد
اُسی کی دمِ واپسین بھی ہو یاد

عجب اُسکی قدرت عجب شان ہی
جو مشکل سے مشکل ہو آسان ہی

جب ایسا ہی خالق تو پروا ہی کیا
یہ دنیا ہی کیا مالِ دنیا ہی کیا

بڑی اُسکی سرکار ہی کیا نہین
کسی کی مگر چشم بینا نہین

مسرت ہو یا رنج ہستی رہے
ہر اک حال مین حق پرستی رہے

بیان بے ثباتی دہر ناپائدار و عبرت احوال گذشتگان روزگار بوقلمونی گلستان جہان و نیرنگی بہار و خزان انجام ہر ذیحیات فنا و ذات جناب باری را بقا

پلا ساقیا بادۂ مشکبو
سلامت رہین تیرے جام و سبو

حیاتِ دو روزہ کا کیا اعتبار
دکھا دے مے لالہ گون کی بہار

وہ مے ہو جو ناقص کو کامل کرے
وہ مے ہو جو مستون کو بسمل کرے

وہ مے ہو کہ جس سے ہو ترکِ طلب
تعلق کے ہو چھوٹنے کا سبب

وہ مے ہو کہ جس سے نہو دل اُداس
وہ مے ہو کہ جس سے نہ غم آئے پاس

وہ مے ہو کہ جس سے نہو دردِ سر
رہے بیخودی مین بھی حق پر نظر

دوئی مشرکون مین مطلق رہی
رہی جس جگہ وحدت حق رہی

شفیع امم کا یہ رتبہ بڑھا
ہوے رفتہ رفتہ حبیب خدا

کسی کو قضا نے نہ چھوڑا یہان
گئے دار فانی سے سوے جہان

نہ باقی رہے جب وہ عالی مقام
تو ممکن نہین ہی کسی کو قیام

بقا ہی تو اک ذات واحد کو ہی
سوا اُسکے فانی ہی ہر ایک شی

احوال پادشاہان

سُنا ہوگا شاہان ماضی کا حال
کہان آج ہی اُنکا جاہ وجلال

کدھر ہی سکندر کا تاج ولوا
کہان ہی سلیمان کا تختِ ہوا

کہان ہی فریدون کا جاہ وحشم
زمانے سے کیا ہو گیا جام جم

بڑی حکمرانی تھی ضحاک کی
ہوا خاک گردش سے افلاک کی

نہ جمشید کچھ لے گیا اپنے ساتھ
سکندر جہان سے گیا خالی ہاتھ

ہوا دور گردون سے یہ انقلاب
نہ بہمن رہا اور نہ افراسیاب

ہی عبرتکدہ طاق نوشیروان
کہان ہی وہ دارا کا طبل ونشان

کہان ہی وہ محمود کی دار وگیر
کہان ہی وہ تغلق کی فوج کثیر

کہان اب ہی تیمور سا جنگوان
فسانہ ہوا حال چنگیز خان

نہ سنجر کی باقی رہی سنجری
نہ نادر کی باقی رہی نادری

جہان مین ہو قیصر کہ خاقان چین
نہ چھوڑیگی باقی کسی کو زمین

ہمیشہ فلک پر تھا جنکا مزاج — تہ خاک غافل وہ سوتے ہین آج
کبھی جنکے سر پر تھا چتر زری — لحد مین ہوئی خاک سے ہمسری
کسی کی نہ تھی اصل جنکے حضور — ملے خاک مین وہ سر پُر غرور
جہان کے مزے سب فراموش ہین — عروس لحد سے ہم آغوش ہین
کسی کی حکومت نہ سطوت رہی — رہی تو فقط یاس و حسرت رہی
اگر دیکھو انصاف سے اک نظر — کھلونے تھے مٹی کے یہ سر بسر

احوال علما

بہت دار فانی مین فاضل ہوے — بہت علم منطق مین کامل ہوے
کیے مسئلہ یاد منقول کے — ہوے منتہی علم معقول کے
کسی کی ہوئی صرف مین عمر صرف — کسی نے پڑھا نحو کو حرف حرف
کسی کو رہا شغل تفسیر کا — کوئی فقہ دان و محدث ہوا
کسی کو تھا علم ادب مین کمال — کوئی علم اخلاق مین بےمثال
معانی مین کوئی جو مشاق تھا — تو علم بیان مین کوئی طاق تھا
وظائف کوئی پڑھکے عامل ہوا — کوئی نقش لکھنے مین کامل ہوا
معطل رہے سب کے علم و کمال — ہوا عاقبت خاک سب کا مآل
نہ کام آئی تحریر و تقریر کچھ — قضا کی نکالی نہ تدبیر کچھ
لحد مین پڑے سوتے ہین بیخبر — ہوے سارے بیکار علم و ہنر

ہر اک علم مین تھے بہت ہوشیار — رہے محو حیرت وہ انجام کار

احوال حکما

جہان مین ہوے خلق کیا کیا حکیم — عنایت ہوئی اُنکو عقلِ سلیم
نہ تھا مثل حکمت مین لقمان کا — فلاطون زمانے مین کامل ہوا
بڑا صاحبِ فہم بقراط تھا — محیط کمالات سقراط تھا
ارسطو جہان مین یگانہ ہوا — بلیناس فخرِ زمانہ ہوا
ہر اک فن مین بونصر تھا انتخاب — ہر اک علم مین بوعلی لاجواب
کوئی نبض بینی مین مشاق تھا — کوئی فن تشریح مین طاق تھا
کوئی تھا نہایت قیافہ شناس — کسی کا گیا آسمان تک قیاس
کسی کو پسند آیا علم نجوم — کسی کو ہوئی علم ہیئت مین دھوم
کوئی محو تشخیص امراض تھا — کسی کو مطب کا رہا مشغلا
ریاضی کوئی پڑھکے لائق ہوا — طبیعی کوئی پڑھکے فائق ہوا
نہ کام آیا اشراقیونکا کمال — ہوا خواب مشائیونکا خیال
کیے عمر بھر سب نے کیا کیا علاج — نہ کچھ ہوسکا پر قضا کا علاج
نہ کچھ بس چلا حکمتین کین ہزار — ہوے استخوان خاک انجام کار

احوال پہلوانان

ہزارون نمودار تھے پہلوان — ہوے رفتہ رفتہ عدم کو روان

نہ باقی ہین زال و نریمان و سام | تہ آسمان رہ گیا سب کا نام
فسانہ ہوا رستم داستان | فرامرز و سہراب و برزو گہان
قباد و فریبرز و اسفندیار | ہوے اور بھی پہلوان بیشمار
کوئی شیر دل تھا کوئی پیلتن | کوئی تیغزن تھا کوئی صف شکن
کوئی نشۂ زور طاقت سے مست | سمجھتا تھا کوہِ گران کو بھی پست
کسی کو رہا ذوق تیر و کمان | کسی کو تھا مرغوب گرز گران
کسی نے کیا دیو کا سامنا | کوئی شیر نر سے مقابل ہوا
مگر چل سکا کچھ قضا سے نہ زور | ہوے بعد مردن ہم آغوش گور
جو دیتے رہے لشکرونکو شکست | اجل کا نہ کچھ کر سکے بند و بست
جہان مین بڑی دھوم رستم کی تھی | قضا سے نہ کچھ چل سکی رستمی
جو زور آزمائی مین تھے بیمثال | لحد مین ہوئی اُنکو جنبش محال
جب آگئے قضا سر پہ نازل ہوئی | تو کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی

احوال حسینان

بہت مہ جبین زیب عالم ہوے | بہت اُنپہ عشاق بیدم ہوے
کسی کا وہ جوبن وہ حسن و جمال | کسی کو تھا ناز و ادا مین کمال
کسی پر جوانی کی آمد غضب | کسی گل کا وہ سرو سا قد غضب
کسی کی وہ اٹکھیلیان چال مین | کوئی مستِ بادہ عجب حال مین

کسی کو تھا دکھلانے جلانیکا شوق	کسی کو تھا نیہ بنانیکا شوق
کسی کے وہ رخسار رشکِ قمر	کسی کی وہ زلفِ رسا تا کمر
کسی کا وہ آنکھیں لڑانا غضب	اشاروں سے وہ دل لبھانا غضب
کسی آفتِ جاں کی نیچی نظر	کوئی بادۂ حسن سے بیخبر
کسی کو تھا ناز و ادا پر غرور	کسی کو ہے لالہ گوں کا سرور
کوئی نازنیں کوئی جادو ادا	کوئی مہر طلعت کوئی مہ لقا
قضا نے نہ چھوڑا کسی کو مگر	ملے خاک میں سب وہ رشکِ قمر
کہاں وہ رخ و گیسوئے تابدار	کہاں آئینہ شانۂ لیل و نہار
کوئی مثلِ گیسو پریشاں گیا	کوئی شکل آئینہ حیراں گیا
فقط زندگی تک تھے ناز و ادا	نہ کچھ یاد آیا جب آئی قضا
گر ان تھی جنھیں نکہتِ یاسمن	تہِ خاک سوتے ہیں وہ گلبدن
کہاں ہے وہ اب عاشقوں کا ہجوم	کہاں ہے وہ اب جاں نثاروں کی دھوم
کوئی فاتحے کو بھی آتا نہیں	سرِ قبر آنسو بہاتا نہیں
پس مرگ پھر وہ محبت کہاں	وہ الفت کہاں وہ رفاقت کہاں
تصدق جو ہوتے تھے شام و سحر	لحد پر وہ آتے نہیں بھول کر

احوالِ نوجوانان

ہزاروں جوانان عالی نژاد	گئے منزلِ دہر سے نامراد

شراب جوانی سے مدہوش تھے
عجب ولولے تھے عجب جوش تھے

کوئی روز و شب صرف بزم نشاط
کوئی محو ہنگامۂ انبساط

ہوا رسم الفت کا بانی کوئی
دکھاتا تھا اپنی جوانی کوئی

کوئی حسن پر اپنے دیوانہ تھا
کوئی شمع رویون کا پروانہ تھا

کوئی رات بھر یار سے ہمکنار
کوئی ہجر جانان مین تھا بیقرار

مے حسن سے کوئی سرشار تھا
کسی کا کوئی محو دیدار تھا

کوئی محو نظارۂ گلبدن
کسی کو تھی مرغوب سیر چمن

رہا کوئی طوق و سلاسل مین بند
کسی کو تھی صحرا نوردی پسند

کسی پر رہا سایہ افگن جنون
کسی کا ہوا دل لگانے مین خون

کسی کو ہوا عیش و عشرت نصیب
کسی کو ہوا داغ حسرت نصیب

کسی مین جوانی کا اک بانکپن
وہ جتی بھوین کج لب پر شکن

وہ رخسار پر سبزۂ خط کی شان
ہر اک بات مین اک نئی آن بان

کسی کو تھا نیچے کلائی کا شوق
کسی کو تھا زور آزمائی کا شوق

کسی کو تھا صید افگنی مین کمال
کوئی شہسواری مین تھا بےمثال

یہ سر مین ہر اک کے بھری تھی ہوا
کہ مجھ سا جہان مین نہین دوسرا

حقیقت مین عہد جوانی تھا خواب
ہوا ہو گئی سب بہار شباب

نہ مانند بلبل رہے چہچہے
نہ اب ہمصفیرون کے وہ قہقہے

نہ باقی رہا کچھ جوانی کا جوش	ہوئی مثل شمع لحد سب خموش

احوال چمن

تحیر فضا ہے طلسم جہان	کبھی فصل گل ہے کبھی ہے خزان
کبھی چشم بلبل مین ہے جائے گل	کبھی ہر طرف شور ہے ہائے گل
کبھی ہے بہارِ گل و یاسمن	کبھی خار و خس ہین میان چمن
کبھی نغمۂ بلبل بوستان	کبھی برگ و گل نذر باد خزان
کبھی شاہدِ گل کے جلوے ہزار	کبھی صحن گلشن مین انبار خار
کبھی طائرانِ خوش الحان کی دھوم	کبھی شور کرتے ہین یان چغد و بوم
کبھی جھومتے ہین نہالِ چمن	کبھی جائے عبرت ہے حالِ چمن
کبھی زینت باغ شمشاد ہے	کبھی سرنگون سرو آزاد ہے
کبھی قمریون کی ہے حق سرہ	کبھی نعرۂ چغد ہے چار سو
کبھی طوطی خوشنوا خندہ زن	کبھی شور کرتے ہین زاغ و زغن
کبھی سایہ افگن ہے گلشن مین تاک	کبھی باد صرصر سے اڑتی ہے خاک
نہ بلبل کو وقفہ نہ گل کو قرار	دو روزہ ہے باغ جہان کی بہار
کبھی زندگانی پہ نازان نہ ہو	برنگِ گل و غنچہ خندان نہ ہو
بہت پھول کھل کھلکے مرجھا گئے	بہار اپنی عالم مین دکھلا گئے
خزان نے مٹائی فضائے چمن	ہوئی باد صرصر ہوائے چمن

ترانون مین بلبل کے ہی یہ صدا | بہارِ چمن کو ہی آخر فنا
عبث نغمہ سنجان گلشن ہین شاد | مناسب ہی فصل خزانکی بھی یاد
نہین بے سبب گریۂ آبشار | عدم کی مسافر ہی فصل بہار
گلون کو نہ ہنسنے کی مہلت ملی | نہ غنچون کو کھلنے کی فرصت ملی
بقا رنگ کو ہی نہ بو کو ثبات | بہارِ گل تازہ ہی ایک رات
ریاض جہان کا تماشا کیا | نہ پائی کسی گل مین بوے وفا
عجب یاس سے بلبل بیقرار (ق) | یہ کہتی ہی با دیدۂ اشکبار
کبھی ایسے گلشن مین آنا نہ تھا | یہان آشیانہ بنانا نہ تھا
یہان آکے کیا شاد و خرم ہوے | ہوئی اک خوشی سیکڑون غم ہوے
جفا گل کی دیکھی خلش خار کی | نہ حسرت بر آئی دل زار کی
کہا گل نے سنکر پریشان نہ ہو | سبب اسکا ظاہر ہی گریان نہو
یہان عیش و عشرت کی فرصت کسے | تبسم تکلم کی مہلت کسے
ہم اک دم کو گلشن مین آئے تو کیا | اگر لاکھ جلوے دکھائے تو کیا
فنا سر پہ ہر وقت موجود ہی | خوشی اس گلستان مین بیسود ہی
زبان پر تھا گل کے ابھی یہ کلام | کیا آکے بادِ خزان نے سلام
کہا ایسے الفت مین بیخود ہوے | کہ اکبار دل سے بھلایا مجھے
بھری ویسے بلبل نے اک آہ سرد | تحیر سے گل کا ہوا رنگ زرد

ابھی دل مین دونوکے اِک خون تھا — کہ بادِ فنا کا طمانچہ لگا
فنا کا تصرف ہوا چار سو — نہ گل تھا نہ بلبل نہ وہ گفتگو
کسی کو نہین ہی قیام و ثبات — نباتات ہون خواہ ہون ذیحیات
جہان مین فقط شب کی شب تاہی قیام — رہا ہی نہ کوئی رہیگا مدام
فنا ہی زمانے مین سب کے لیے — بقا ہی فقط ذات رب کے لیے
ہمیشہ رہیگا ہمیشہ سے ہی — وہ باقی ہی فانی ہی ہر ایک شی
زمانہ ہی حادث وہی ہی قدیم — مسافر ہین ہم سب وہی ہی مقیم
نہ تھا کچھ بھی پہلے مگر تھا وہی — نہ ہوگا کوئی اک رہیگا وہی
کوئی اُسکا عالم مین ثانی نہین — کسی کو بقا جاودانی نہین
نہ باقی رہیگا کوئی ذیحیات — ہمیشہ رہیگی فقط اُسکی ذات
نہ ہمسر ہی اُسکا نہ ہمتا کوئی — نہ ابتک ہوا ہی نہ ہوگا کوئی
یہ ہی وحدتِ حق کی کافی دلیل — زمانے مین ہر چیز ہی بیعدیل
وہی دونون عالم کا معبود ہی — وہی دین و دنیا کا مقصود ہی
گل و شمس و نجم و قمر دیکھیے — ہزارون مین جلوے جدھر دیکھیے
اُسی کی ہر اک گل مین ہی رنگ و بو — اُسی کی عنادل کو ہی جستجو
وہ شمع تجلی ہی پرتو مین سب — حقیقت مین اُس نور کی ضو مین سب
ہمیشہ اُسی سے رہے لو لگی — نہ ہو بزم عالم مین دلبستگی

سراسر یہ دنیا ہے خواب و خیال — بجز یاس و حسرت نہین کچھ مآل

شب زندگانی بسر ہوگئی — مین غافل رہا اور سحر ہوگئی

ق

سحر بھی ہوئی اور نہ چونکا ذرا — غضب ہے اُسی طرح سوتا رہا

بجا سر پہ جسوقت کوس رحیل — کھلی آنکھ جب رہگیا دن قلیل

مین اُسوقت مہر لب بام تھا — سفر کا جہان سے سرانجام تھا

چلی چھوڑ کر جسم روح روان — اُٹھا ہر طرف شور آہ و فغان

ہوے جمع بیگانہ و آشنا — ہجوم عزیز و اقارب ہوا

ہوا پھر یہ منظور احباب کو — پے دفن جلدی اِسے لیچلو

غرض جملہ سامان جب ہو چکا — جنازہ مرا لے چلے آشنا

حیا نے کہا منھ چھپائے چلو — جہان مین عیان روسیاہی نہو

نہ افشا کرو اِسکا حال تباہ — عدم کو چلا ہے بہت روسیاہ

غرض رفتہ رفتہ لحد تک گئے — مگر بار عصیان سے سب تھک گئے

لحد مین اُتارا جنازہ مرا — ہر اک دیکھتا تھا تماشا مرا

عزیز و اقارب نے تختے دیے — دعا سب نے کی مغفرت کے لیے

لحد مین مری آنکھ جبدم کھلی — نظر آئی چارونطرف تیرگی

ہر اک سمت حسرت ہر اک سمت یاس — نہ مونس نہ ہمدم نہ غمخوار پاس

جب وراس ہمسایہ لاکھون مگر — نہین ایک کی دوسرے کو خبر

نکیرین کے وہ سوال وجواب
وہ رنج وتعب وہ لحد کا عذاب

ندامت گناہونکی وہ بیکسی
وہ تنہائی قبر وہ بے بسی

وہ چارونطرفسے فشار لحد
وہ خوف مکافات اعمال بد

نہ خورشید کی ضو نہ نور قمر
کہین سے نہ مطلق ہوا کا گذر

نہ خویش اقارب نہ یار آشنا
خدا ہی خدا ہی خدا ہی خدا

ہوا دل کو اسوقت حق الیقین
یگانہ سوا اسکے کوئی نہین

مگر حیف ہی مرکے مانا تو کیا
پس مرگ خالق کو جانا تو کیا

کبھی زندگی مین نہ کی اسکی یاد
رہا دولت دین سے مین نامراد

سراپا ہون عصیان بہر طور مین
بہت دست افسوس ملتا ہون مین

قیامت تلک ہی یہی اضطراب
کرون کس سے اظہار حال خراب

سوا اسکے کوئی نہین دادرس
وہی ہی غریبونکا فریادرس

وہی عاصیونکا ہی آمرزگار
وہی روسیاہون کا ہی پردہ دار

عذر جرائم ومناجات بجناب قاضی الحاجات

یہی آرزو ہی یہی التجا
یہی جستجو ہی یہی مدعا

ملے نار دوزخ سے یارب نجات
حیات دو روزہ ہی آخر ممات

ہوے آکے ہستی مین کیا کیا قصور
تو ستار ہی مین سراپا قصور

جہان سے چلا ہون بہت روسیاہ
اٹھائے ہوے سر پہ بار گناہ

اگر تیری رحمت ہو قصہ ہی پاک	حقیقت ہی انسان کی مشت خاک
ترا بحر رحمت ہی بے انتہا	گنا ہونکی میرے حقیقت ہی کیا
مرے جرم عصیانکی کچھ حد نہین	ترے لطف و احسانکی کچھ حد نہین
بجز یاس و حسرت نہین کوئی ساتھ	ریاض جہان سے چلا خالی ہاتھ
کیا تو نے دنیا مین سب کچھ عطا	ہوا کچھ نہ مجھ سے سوائے خطا
تماشائے قدرت نہ دیکھا کبھی	حقیقت نہ سمجھا نہ سمجھا کبھی
جہان مین رہا صرف عصیان مدام	بجز روسیاہی نہ تھا کوئی کام
کیا ایسا کیا کام جسپر ہو ناز	مگر ہی ترا دست رحمت دراز
کٹی عمر غفلت مین صبح و مسا	ہوا کچھ نہ حق عبادت ادا
اگر تیری رحمت ہو بیڑا ہی پار	وگرنہ جو منظور پروردگار
سزائے خطا یا ہو فضل و کرم	بہر حال ہی فرق تسلیم خم
جب آئیگی محشر مین نوبت مری	عیان ہوگی شان رحیمی تری
عنایت کا تیرے طلبگار ہون	گنہگار ہون مین گنہگار ہون

خاتمہ کتاب

نہ دو طول صفدر کرو اختصار	کہان تم کہان حمد پروردگار
ازل سے ابد تک لکھے گر قلم	نہو شمۂ حمد خالق رقم
صفات اسکے لکھنا کچھ آسان نہین	جو طے ہو سکے یہ وہ میدان نہین

طبیعت کو گر آزمایا تو کیا
فروغ مضامین دکھایا تو کیا
کرے قطرہ کیونکر سمندر کا وصف
ہو ذرے سے کیا مہر انور کا وصف
لکھین حمد خلاق جن و بشر
یہ دشوار ہی بلکہ دشوار تر
زبان و قلم کو یہ قدرت کہان
کرین حمد خلاق عالم بیان
رقم ہون اگر دفتر بیشمار
نہ ہون ختم اوصاف پروردگار
کسی سے بھی ممکن نہین اُسکی حمد
اُسی کو سزاوار ہی اپنی حمد
ذریعہ مگر معذرت کا یہ ہی
بہانہ فقط مغفرت کا یہ ہی
یہ ہی عرض اہل سخن سے مری
گذارش ہی ارباب فن سے مری
کسی جا اگر دیکھین سہو و خطا
کرین چشم پوشی بہ لطف و عطا
لکھی ہی عجب حال مین مثنوی
تمیز بد و نیک مطلق نہ تھی
فصاحت بلاغت کا کیا تذکرا
زبان پر جو آیا وہ موزون کیا
دکھانی نہ تھی قابلیت مجھے
کہ منظور تھا ذکر وحدت مجھے
مے معرفت کا تھا ہر دم سرور
نہ پاس آنے پاتا تھا کبر و غرور
نہ تھی اُن دنون مجکو دل کی خبر
نہ دل کو تھی زنہار میری خبر
مین دل سے الگ مجھ سے دل تھا جدا
نظر مین تھا ہر دم خدا ہی خدا
فصاحت بلاغت جو منظور ہو
تو حاضر ہی دیوان کو دیکھ لو
سوا اِسکے ہر قسم کا ہی کلام
سلاست متانت ہی جسپر تمام

صلہ اُسکا ممدوح دیگا بجھے — جو خوش ہوگا سب کچھ ملیگا مجھے
زمانے کا ہر دینے والا وہی — جہان مین سب ادنی ہین اعلی وہی

کسی سے طلب ہو جو اِسکے سوا
تو صفدر خطا ہی خطا ہر خطا

قطعات تاریخ طبع

قطعہ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

رہے بندش نئے ہے مضمون وہ آئینہ ہر یہ جو یرن — زبان اچھی بیان اچھا عجب حسن طبیعت ہی
امیر اِسکی کہی تاریخ مین نے بھی بہت سچی — کہ حقا جو حکایت ہر وہ اکسیر ہدایت ہر
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولانا ظہور الحق صاحب

مثنوی شد نظم چون سلکِ گہر — در ثنائے خالق رب جلیل
بے تکلف گفت ہاتف سال طبع — بے نظیر و بیمثال و بے عدیل
۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از جناب منشی گوبند پرشاد صاحب صبا

حشمت و جاہ جلال مین ہے کمر نواب ہیں یا — حضرت صفدر علی خان بہادر بے مثل
باسل رستم شکار عاقل لقمان شعار — عادل کسری وقار باذل حاتم عمل
میوہ دولت کے باغ باغ ایالت کے نخل — نخل ریاست کی شاخ شاخ امارت کے پھل

مثنوی تازہ ایک آپ نے تصنیف کی — معرفت اُسکے ہر اک شعر کا ہی ما حصل
طبع صبا سے ہوا جلوہ نما سال طبع — واہ چھپی خوب یہ مثنوی بے بدل

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خانصاحب فیروز

چھپ گئی فضل خدا سے مثنوی وہ لاجواب — جسکے ہر مصرع مین ہی حسن بیان معرفت
فکر جب فیروز سال طبع کی مجکو ہوئی — غیب سے آواز آئی بوستان معرفت

۱۳۰۹ھ

قصیدہ اول در حمد خداوند کون و مکان خالق زمین و آسمان
مسمّی بہ انوارِ وحدت

آب کوثر سے میں دھوؤں پہلے خامے کی زبان
پھر لکھوں حمد خداوند زمین و آسمان

شہپرِ جبریل و چشمِ حور ہوں کلک و دوات
ہاتھ میں جائے ورق ہوں برگ اشجارِ جنان

احتیاج صوف بھی ہے روشنائی کے لیے
ماہ سے کہدو کہ لائے پارۂ جیب کتان

حاجت شنجرف بھی ہوگی مجھے وقت رقم
لائے رضوان سرخی رخسار حوران جنان

پھر نقاشی سپیدہ بھی مجھے درکار ہے
جلوہ گر آ کر بیاض صبح جنت ہو یہان

چاہیے وقتِ کتابت ماہی قرطاس گیر
جلد آئے عالم بالا سے حوت آسمان

گوشۂ قرطاس اگر کیون نہین کرتے درست
کس لیے مقراض جوزا چرخ پر ہے رایگان

مجھکو ناحق ہے تلاش کارد کاغذ تراش
کیا نہین کافی ہے میری تیزی طبع روان

آب زمزم آئے کہنے سے وضو کیواسطے ‌ ‌ ‌ پھر مصلہ چاہیے وقتِ رقم فرشِ مکان

پھر طلب تائید کی اللہ سے ہی فرض عین ‌ ‌ ‌ آیۂ نصر من اللہ چاہیے وردِ زبان

ہو چکین جسدم مہیا سب یہ سامان رقم ‌ ‌ ‌ پھر قلم کاغذ پہ مثل ابر ہو گوہر فشان

خامہ میری انگلیون مین دیکھکر عیسی کہین ‌ ‌ ‌ پنجۂ خورشید مین یہ جلوہ گر ہی کہکشان

تہ بتہ زانو پہ کاغذ دیکھکر بولین ملک ‌ ‌ ‌ بے تکلف رحل پر قرآن کا ہوتا ہی گمان

کہکے بسم اللہ اُسکی حمد لکھتا ہی قلم ‌ ‌ ‌ کہکے کن پیدا کیے جسنے زمین و آسمان

صاف خالق کا نشان ظاہر ہی مخلوقات سے ‌ ‌ ‌ حور و غلمان خلد و دوزخ ارض و افلاک انس و جان

اُسکی قدرت پر گواہی دی رہے ہین روز و شب ‌ ‌ ‌ عرش و کرسی مہر و مہ لوح و قلم دریا و کان

قدرتِ کامل سے کیا بے مادہ پیدا کیے ‌ ‌ ‌ چار عنصر خاک و باد و آتش و آبِ روان

کیا بنائے دست و پا و چشم و گوش و جان و تن ‌ ‌ ‌ شکر خلاق دو عالم کس زبان سے ہو بیان

ہی وہی خالق وہی رازق وہی حی و قدیم ‌ ‌ ‌ ہی وہی قادر وہی عادل وہی ہی غیب دان

ہی وہی دانا وہی بینا وہی ربِ کریم ‌ ‌ ‌ ہی وہی مالک وہی بخشندۂ تاب و توان

ذکر اُسکا ہی ہر اک آفت مین پیغام نجات ‌ ‌ ‌ یاد اُسکی ہی ہر اک مشکل مین تعویذِ امان

ہی کلام پاک اُسکا روح جسم ہر کلام ‌ ‌ ‌ یہ گہر ہی سب صدف یہ مغز ہی سب استخوان

حمد خالق کیا حیات بے بقا مین ہو سکے ‌ ‌ ‌ رات کم سے کم زیادہ سے زیادہ داستان

یکمشت رہ وادی قدرت مین یہ ساری زمین ‌ ‌ ‌ ایک قطرہ بحرِ صنعت مین حباب آسمان

سبزہ و گل ہین دلیل صنعتِ پروردگار ‌ ‌ ‌ باغ سے ظاہر ہوا اسکا ہی کوئی باغبان

کاسہ گر کے پھرنے سے چاک پر بنتے ہین ظروف ۔ دور روز و شب نہین کرتا ہی خود یہ آسمان
چشم دل بینا اگر ہی رنگ قدرت دیکھ لے ۔ یہ قمر یہ مہر یہ قوس قزح یہ کہکشان
ذرے ذرے قطرے قطرے مین نہان پھر آشکار ۔ پتے پتے بوٹے بوٹے سے عیان پھر بے نشان
ہر جہت مین ہی وہی موجود لیکن بے جہت ۔ ہر مکان مین ہی مگر اُسکی تجسس مین جہان
جستجو سب کو ہی یوسف کا پتا ملتا نہین ۔ رنگ کی صورت ہی نالان کاروانکا کاروان
بحر و بر مین ہو رہی ہی روز و شب اُسکی تلاش ۔ آب دریا مین روان ہی ریگ صحرا مین روان
کون ہی مشتاق جو اُسکا زمانے مین نہین ۔ وعدهٔ دیدار پر مرتا ہی یہ سارا جہان
جلوهٔ حق دیکھنے کو چشم بینا چاہیے ۔ ورنہ کب فانوس مین ہی شمع کا شعلہ نہان
چشم نے پائی ہی بینائی جو اُسکے فیض سے ۔ کیا زمین سے جلد جاتی ہی نگہ تا آسمان
حمد خلاق دو عالم دل سے کیونکر ہو سکے ۔ کوزهٔ کم ظرف مین گنجایش دریا کہان
اب لکھون کچھ شعر ایسے جنمین ہون ناز و نیاز ۔ ہون رقم تحریر حسن و عشق دونون توامان
دیدهٔ یعقوب مین وہ حسن روے ماہ مصر ۔ طور پر بنکر تجلی چشم موسیٰ مین عیان
جلوهٔ حسن حقیقی صاف آتا ہی نظر ۔ روے گل کو دیکھکر بلبل جو کرتی ہی فغان
فاختہ کو ہی جو اُسکے قد موزونکا خیال ۔ جان و دل سے ہو گئی شیداے سرو بوستان
دیکھکر گلشن مین کیون رقصان ہی طاؤس چمن ۔ گر نہین ابر سیہ وہ گیسوے عنبر فشان
صاف جلجاتے ہین پروانے ذرا پروا نہین ۔ شمع کے پردے مین اُسکی بے نیازی ہی عیان
قیس کو ہی گرد باد دشت کی گردش پسند ۔ لیلی محمل نشین کا کچھ تو پایا ہی نشان

عشق شیرین چھوڑ شیرین آفرین پر جان دے
کوہکن سے روز کہتی تھی یہ تیشے کی زبان

چاہیے دل کو کہ اُس سے سلسلہ پیدا کرے
دام آفت ہی دہن کا گیسوے عنبر فشان

عاریت کچھ نور اُسنے اپنے چہرے کا دیا
ہوگئے اسوجہ سے یوسف عزیز کاروان

اپنے پرتو سے نہ دیتا وہ اگر حسن و جمال
قابل نظارہ کب ہوتے حسینان جہان

رہبر عشق حقیقی ہی یہان عشق مجاز
کون جا سکتا ہی اوج بام پر بے نردبان

چشم عالم سے نہان ہی یہ ہی ہستی آشکار
جلوہ گر ہی ہر طرف ہر سو نشان بے نشان

حق ہی یہ دعوی مرا کافی ہین اسکے دو گواہ
اِک حسینون کا دہن اور دوسرا موے میان

اُسکی ہستی کو وہی پہونچے جو ہو ہستی سے نیست
دیر اتنی ہی کہ پردہ ہی خودی کا درمیان

جاگ اے غافل کہ دنیا کا نہین کچھ اعتبار
غفلت دنیاے فانی کو سمجھ خواب گران

روح کو اِس جسم خاکی مین نہین ہرگز قیام
چار دن کو ملگیا ہی یہ کرایہ کا مکان

نقش باطل ہی جہان اول فنا آخر فنا
تا کجا پائے جو مثل خضر عمر جاودان

سمجھے کیا راحت کو راحت اے دل اگر غمدوست ہو
ہی صباح عید پر شام محرم کا گمان

جب ہوا ایسی بے ثباتی فکر عقبی ہی ضرور
چار دن کیواسطے سر پر نہ لے بار گران

جستجو ایسے مکان معرفت کی چاہیے
جس مکان مین پردۂ چشم ملک ہو سائبان

نور کے پردے ہون اُسمین نور کے دیوار و در
جلوۂ برق تجلی جسکی ضو سے ہو عیان

فرش کی جا اُسمین آنکھین قدسیونکی فرش ہون
کرسی در عرش کا پایہ نظر آئے وہان

رقص اُسمین رقص بسمل نغمہ اُسمین آہ دل
سامعین جا سے باہر بیخودی آرام جان

کچھ بھی حاصل ہو اگر تجکو تصوف کا مزہ
بے تکلف ہو مرے خوان سخن پر میہمان

ایک ہین چشم موحد مین اگر گل ہون ہزار
کون کہتا ہو کہ رنگا رنگ ہو یہ بوستان

ایک لالہ ایک نرگس ایک سنبل ایک گل
ایک سوسن ایک نسرین ایک سمن ایک ارغوان

ایک اصل نسترن ہو ایک فرع یاسمن
ایک برگ ضیمران ہو ایک شاخ زعفران

چشم وحدت بین اگر ہو ایک ہین سب خشک و تر
سبزۂ بیگانہ ہو یا سبزۂ آب روان

باغ مین گلہاے رعنا دیکھکر ثابت ہوا
ہو خزان مین نوبہاران نوبہاران مین خزان

خاک و باد و آب و آتش مین نہین کچھ تفرقہ
ایک طینت ایک خلقت ایک قالب ایک جان

قاضی و مفتی و شیخ و واعظ و میخوار و رند
غور سے دیکھو تو سب ہین ایک جلوہ ہو عیان

ایک محفل ایک صحبت ایک فانوس ایک شمع
ایک طنبور ایک زخمہ ایک مطرب نغمہ خوان

ایک شیشہ ایک بوتل ایک ساغر ایک مے
ایک ساقی ایک شاہد ایک بزم میکشان

ایک طوفان ایک قطرہ ایک گرداب ایک موج
ایک کشتی ایک ساحل ایک بحر بیکران

ایک صحرا ایک ذرہ ایک جادہ ایک راہ
ایک محمل ایک ناقہ ایک میر کاروان

ایک صفحہ ایک نقطہ ایک معنی ایک لفظ
جو بیان ہو وہ زبان ہو جو زبان ہو وہ بیان

گوش سامع چاہیے دونون کی ہو گفتار ایک
خواہ غنچے کا دہن ہو خواہ سوسن کی زبان

جب ہو یکتائی تو پھر کیسی دوئی خاطر نشین
ایک ہین خورشید و ذرہ ایک مہتاب و کتان

شک اگر ہو آئینہ خانے مین چلکر دیکھ لو
ایک صورت کی نظر آتی ہین سو شکلین وہان

راہ ناہموار جب چھوٹی کہان پست و بلند
عالم عرفان مین یکسان ہین زمین و آسمان

اُس زمین کو ترک کر جسمین حدین قایم ہون چار
اُس فلک سے بھاگ ہو جسپر کہ جوزا کا نشان

ایسی محفل مین نہ جا جسمین کہ دو شمعین جلین
ایسے گلشن سے حذر کر پھل ہون جسمین توامان

دیکھ اے دل اسقدر بالادوی اچھی نہین
کس طرف کا قصد تھا بے بجھو سے آنکلا کہان

ہوش مین آ گفتگوے بیخودی لازم نہین
یہ وہ محفل ہے جہان انسان کی کٹتی ہے زبان

چھوڑ انپر یہ سخن جو مدعی عرفان کے ہون
صاحب لولاک کا تو ماعرفنا ہے بیان

جان اتنا قائل توحید رب کو ہے نجات
اور کو چون نہین ہے چلنے والونکو امان

کفر مطلق دہر ہے باطل حلول و اتحاد
محض بیجا ہے مذاہب مین حکیمونکا بیان

دور باطل ہے تسلسل کی حقیقت کچھ نہین
ہین سراسر کذب احکام نجوم آسمان

ہر طرح بیفائدہ ہے بحث جبر و اختیار
مصلحت اُسکی ہے ظاہر اختیار اُسکا عیان

چار جانب ٹھوکرین کھانے سے کچھ حاصل نہین
راہ سیدھی ہے طریق بادشاہِ مرسلان

باعثِ ایجادِ عالم منبع جود و کرم
مفخر حوا و آدم سرور کون و مکان

نیر برج رسالت شمع بزم معرفت
قبلۂ اہل حقیقت کعبہ کروبیان

مہبطِ روح الامین محبوب رب العالمین
زیب بخش صدر تمکین خسرو عرش آستان

حامی و غمخوار امت تاجدار شش جہت
شافع روز قیامت مالک نار و جنان

واہ کیا رعب نبوت ہے کہ جسکے خوف سے
زلزلے مین آ جتک ہے مرقدِ نوشیروان

معجزے سے گرمی بستر وہی باقی رہی
آپ آئے بھی گئے بھی پھر سیر لامکان

معنی لولاک سے یہ صاف روشن ہو گیا
وہ نہوتے تو کبھی پیدا نہوتے آسمان

مجمع اعجاز ہی ذاتِ مقدس آپکی
یہ شرف یہ مرتبہ اور انبیا کا ہی کہان

نقشِ پائے مور تک گن لے شبِ تاریک مین
چشم نابینا مین ہو سرمہ جو خاکِ آستان

بندۂ عاجز سے کیا نعتِ پیمبر ہو سکے
وصف خود کرتا ہی قرآن مین خدائے دوجہان

اب قصیدہ ختم کر صفدر اُٹھا دستِ دعا
کھول درگاہِ الٰہی مین تفرع سے زبان

یا خدائے پاک بہرِ شافعِ روزِ جزا
یا خدا اے پاک بہرِ حیدرِ عالی مکان

اِس سراپا جرم پر محشر مین ہو فضل و کرم
نارِ دوزخ سے رہائی ہو ملے باغِ جنان

عیش عشرت مین ہمیشہ زندگانی ہو بسر
جملہ مکروہاتِ دنیا سے ملے مجکو امان

قصیدہ دوم در نعت سرورِ کائنات باعث ایجاد موجودات
مسمّی بہ مہرِ نبوت

بزمِ سخن مین ہمزبان خاک ہو مجھ سے انوری
شمع صفت جلے مجھے گل ہو چراغ شاعری

خالقِ علم سے مجھے روزِ ازل سبق ملا
کسکو نصیب ہی مرا مرتبہ سخنوری

ملکِ کلام مین مجھے پایہ خسروی ملا
پائی ہر ایک بیت نے رفعتِ قصرِ قیصری

وردِ زبان ہی ذکرِ حق مصحفِ رب ہی دل مرا
کون ہو ہمزبان مرا کون کرے برابری

خلقتِ علم جب ہوئی ملکِ کلام جب بسا
سب ہوئے میرے امتی مجکو ملی پیمبری

قطرۂ آب بحر ہو ذرۂ خاک مہر ہو
جسکی طرف پڑی مری ایک نگاہ سرسری

سیم قمر طلائے مہر کیون نہ بنائے صبح و شام
مجھ سے ہی سپہر نے سیکھی ہی کیمیاگری

بفضل خدا کے ہر گھڑی طبع رسا کے ساتھ مین
نوعی زبان ہو نمین املی زمن ہو ئین
صفحہ مرے بیاض کا صفحہ آفتاب ہی
منطق و معنی و بیان سب ہین مری زبان پر
علم و حدیث مین کمال فقہ مین ہو ن مین بیمثال
کاشف راز حق ہونمین دعوی کشف ہی مجھے
نقطہ ہر ایک ہی مرا متن جوامع الکلم
معنی صاف کا مرے سامنے ہی وہ آئنہ
خانہ فکر ہی مرا ملک سخن مین بادشاہ
عاقل اگر کوئی کہے مجھکو تو کچھ عجب نہین
باغ سخن کی سیر سے دولت سرمدی ہی
سنکے مرے کلام کو کہتے ہین جنکو فہم ہی
طبع رسا ازل سے ہی بحر ہنر مین آشنا
فضل و کمال کم نہین جاہ و جلال کم نہین
خسرو خوش بیان ہو نمین سعدی نکتہ دان ہو نمین
ذہن کو وہ ضیا ملی جسکی چمک کے روبرو
حضرت کلیم ہون پیش رد سلیم ہون

پانچ حواس باطنی پانچ حواس ظاہری
نسخہ نویس ہی مرا ایک حکیم آذری
نقطے مرے قلم کے ہین زہرہ و ماہ و مشتری
کندہ ہی میرے نام پر خاتم نام آوری
علم ادب مین بو علی علم لغت مین جوہری
کس سے کرون مقابلہ زمرہ نہین زمخشری
نکتہ ہر ایک ہی مرا شرح فصول اکبری
جسکی چمک سے آب آب آئنہ سکندری
صفحہ ہی تخت سلطنت دائرہ تاج قیصری
بندش صاف شیشہ ہی معنی روشن اک پری
ہر گل جعفری ہی یان رشک طلائے جعفری
معجزہ کلیم ہی یا یہ فسون سامری
بط کو نہین ہی حاجت کسب فن شناوری
اسمین بھی لاجواب ہون گرچہ ہی ننگ شاعری
اور سے اور ہو گیا مرتبہ سخنوری
دود سیاہ بنگیا شعلۂ شمع انوری
ہو کے مری نیاز مند کرتی ہی ناز شاعری

میرے محیط فکر مین رود کی ایک موج ہی — میرے بیاض شعر کا جزو ہی ایک عنصری

جامی و آملی و کمال و قاسم و فطرت و ظہیر — شرم سے سب ہین سرنگون غالب کرینگے ہمسری

عرفی و فیضی و منیر شوکت و بیدل و حزین — قافیہ تنگ ہو اگر مجھ سے کرین برابری

صائب و حافظ و غنی طالب و دانش و وحید — کہدو کہ مجھ سے سیکھ لین رسم و رہ سخنوری

شاعر انتخاب ہون نادر لاجواب ہون — سبزہ پائمال ہو مجھ سے کرے جو ہمسری

حق کے تلامذہ جو ہین انمین وحید عصر ہون — ملتی مجھے نبی کے بعد ہوتی اگر پیمبری

ایسے سخن اگر کہے مین نے تو کیا مضایقہ — اہل سخن کی رسم ہی لاف و گزاف شاعری

سامنے اہل فہم کے پڑھکے اسیطرح کے شعر — مین نے بھی کچھ دکھادیا دبدبۂ سخنوری

ہی یہ عجیب ماجرا تھا مین کہان کدھر گیا — طبع رسا دکھادے اب شوکت مدح گستری

اُس شہ دین پناہ کا وصف مین اب رقم کرون — جسپہ خدا نے ختم کی روز ازل پیمبری

مطلع اس آب و تاب کا زیب رقم ہو ای قلم — جسکو سپہر بھی کہے مطلع مہر خاوری

جلد چلادے ساقیا بادۂ صاف کوثری — عرش برین پہ جائے فکر تا دم مدح گستری

پڑھکے کلام نعت جو قدسیونکو سناؤنین — سب یہ کہین کہ مرحبا چاہیے ایسی شاعری

مدح ہی جسکے دوست کی بخشے وہی صلہ مجھے — مین ہون گناہ سے بری مجھسے گناہ ہون بری

نعت نبی شروع ہی بزم مین آئین سامعین — حورین یہان ہون خلد سے چرخ سے آئے مشتری

احمد عرش آستان باعث خلقت جہان — فخر زمین و آسمان افسر فرق سروری

خاص جناب کبریا فخر گروہ انبیا — آیۂ رحمت خدا شافع روز داوری

زیر نگین ہین دو جہان تابع حکم آسمان — چرخ برین پہ کیون نہو رجعت مہر قہقری
رب کا شریک ہی عدم آپکا سایہ ہی عدم — غور سے دیکھو مرتبہ کِس سے ہوئی برابری
جاکے جو لامکان مین سوئے فلک نگاہ کی — آیا حباب سا نظر گنبد چرخ چنبری
اُس شہ خاص و عام کا خوان کرم ہی یہ فلک — مہر ہی ایک لنگری ماہ ہی ایک تشتری
نام شر و فساد کا عہد مین اُسکے اُٹھ گیا — ذرہ دآفتاب مین مٹ گئی جنگ زرگری
دور مین اُسکے اسقدر دختر رز ذلیل ہی — توڑ دیا ہی تاک نے رشتۂ مہر مادری
عدل سے اُسکے یک قلم ظلم کا نام مٹ گیا — عشوہ و غمزہ حسین بھول گئے ستمگری
شافع حشر کا کرم خلق سے کِس نے کہدیا — خشکی زہد پر ہوئی دامن تر کو برتری
خلق و کرم کا وصف جو کلک و دوات نے لکھا — نکہت مشک اسمین ہی اُسمین ہاں ہی بوے عنبری
عارض تابناک پر گیسوے مشکبار ہی — پنجۂ آفتاب مین دامن ابر آ در ہی
رفعت قصر جاہ ہی غیرت اوج لامکان — ہی وہ بلند آستان رشک سپہر چنبری
اُسکے محب کو حشر مین خوف حساب کچھ نہین — لاکھ گناہ ہون مگر ہی وہ گناہ سے بری
اُسکے محیط فیض سے آب بقا جو مل گیا — طول حیات خضر ہی تا دم دور آخری
کون نہین ہی بہرہ ور کون نہین ہی فیضیاب — عادت آفتاب ہی شیوۂ ذرہ پروری
واہ رے اوج گنبد مرقد فخر انبیا — ایک کلس ہی سبز رنگ گنبد چرخ اخضری
اُسکی نگاہ تیز کو دیکھین اگر وہ اک نظر — آنکھین تبھی کبھو بجائین ساحری و ستمگری
ملک عرب سے ہند تک تیغ جہاد کھنچ گئی — چھپتی ہی خوف قتل سے دیر مین جاکے کافری

جسم سے صاف اُڑ گئے جنگ مین سرکشون کے سر
طنطنہ جہاد تھا معجزۂ پیمبری

ساتھ تھے جو رفیق یار سب وہ جری تھے جان نثار
رخ سے ہر اک کے آشکار دبدبۂ غضنفری

واہ رے اُنکے زور دست چار سے چار لاکھو پست
کسکی کہون بہادری کسکی کہون دلاوری

ناریونکو دم وغا برق صفت جلا دیا
چاہ مین آگ بن گئی آب حسام حیدری

راہ خدا سے جو پھرا حلق پہ تیغ پھر گئی
آیا جو راہ راست پر قتل سے وہ رہا بری

عالم دین مین جابجا رکن رکین ہزار رہا
آج تلک ہے موجزن قلزم فیض گستری

شور اذان کا پانچ وقت وعظ سے منبرون کو زیب
شہرہ ہے آجتک وہی زیر سپہر چنبری

دین مبین مین حشر تک آ نہ سکے خلل ذرا
شرع متین سے باندھ دے طرفہ سد سکندری

روز ازل تھا آپ پر صنعت حق کا خاتمہ
اسلیے ذات پاک پر ختم ہوئی پیمبری

ق

نور جناب کبریا آپ مین جلوہ گر ہوا
بیچ مین چند روز تھا ایک حجاب ظاہری

نور پھرا کہان کہان پھر وہین پہونچا تھا جہان
دائرۂ ازل ہوا حلقۂ دور آخری

صفدر اب اختصار کر طول سخن کہان تلک
مانگ خدا سے یہ دعا بعد نیاز گستری

چار گردونکو جبتلک گھیرے رہے یہ آسمان
جبتلک آسمان پہ ہے جلوۂ مہر خاوری

پھولین چمن مین جبتلک لالہ و نرگس و سمن
چرخ پہ جبتلک ہین زہرہ و ماہ و مشتری

ابر بہار جبتلک باغ جہانکو زیب دے
نکہت گل ہو جبتلک رشک شمیم عنبری

شاہد گل ہو جبتلک تخت چمن پہ جلوہ گر
بلبل زار جبتلک گل کی سہے ستمگری

بزم جہان مین جبتلک جام سے نام جم رہے
جبتلک آئنے سے ہو تذکرۂ سکندری

زیر فلک ہی جتبلک شام و سحر کا سلسلہ
شمس و قمر ہین جتبلک رونق چرخ چنبری

دین نبی کا جتبلک چار طرف ہو غلغلہ
دہر مین جتبلک رہے شہرۂ تیغ حیدری

صحت و عافیت رہے عزت و منزلت رہے
دولت و حرمت مین ہو بخت رسا کی یاوری

لیل و نہار زندگی عیش و طرب مین صرف ہو
ابر عطاے حق سے ہو کشت مراد دل ہری

حامی شرع مرتضی شافع حشر مصطفی
سایۂ جعفر و تقی لطف نقی و عسکری

قصیدۂ سوم در منقبت علی شیر یزدان مشکلکشاے ہر دو جہان مسمی بہ نادعلی

کونین مین بخشی ہی خدا نے مجھے توقیر
پستی مین ہون سجدہ تو بلندی مین ہون تکبیر

لکھا جو سر لوح مرا حال قلم نے
تقدیر نے خوش ہو کے کہا واہ ری تحریر

سرکار کرامت سے ملا منصب عالی
اقلیم سعادت مین عنایت ہوئی جاگیر

کیا کیا ہین شرف شش جہت دہر مین حاصل
علم و عمل و خلق و کرم عزت و توقیر

رکھون جو قدم سنگ پہ ہو جاے وہ پارس
گر ہاتھ مین لون خاک تو بنجاے وہ اکسیر

کہدو یہ مصور سے مرا رتبہ ہی اعلی
دنیا کے مرقع مین نہ کھینچے مری تصویر

ذی رتبہ مین ایسا ہون کہ تھی روز ازل بھی
فرد سر دفتر مری لوح خط تقدیر

سایہ کیطرح ساتھ ہون شانون سے اُتر کر
معلوم فرشتونکو اگر ہو مری توقیر

سر تا بقدم عزم ہون جرات ہون سراپا
شمشیر ہو نہین موے بدن جوہر شمشیر

موسی مری پیشانی پر نور جو دیکھین
فرمائین کہ بیشک یہ تجلی کی ہی تنویر

ہنگام تکلم ہو اگر دہن مہر سلیمان
پھر کیون مجھے آسان ہو آفاق کی تسخیر

شامل ہین بلاشبہہ مرے خاک کے ذرے
مس کو زر خالص جو بنا دیتی ہو اکسیر

میخانۂ حکمت مین فلاطون سے آگے
اک عمر سے ہو گوشہ نشین حسنم تشویر

اللہ رے شرف دیکھ کے ماہ رمضان کو
منہ دیکھتے ہین لوگ مرا صورت شمشیر

روشن ہو مری روشنی طبع سے عالم
ہو قاف سے تا قاف برابر مری تنویر

بیوجہ مرے گرد اجابت نہین پھرتی
نقطہ ہو دعا حلقۂ پرگار ہو تاثیر

اللہ سے پہلے ورق عرش تو مانگے
سنتا ہون کہ کھینچیگا مصور مری تصویر

ابرو کی طرح ہون جو تواضع سے خمیدہ
آنکھون پہ بٹھاتے ہین مجھے صاحب توقیر

جملہ یہ شرف تو نے کیے خلق پہ ظاہر
اب اور کوئی نغمہ سُنا بلبل تقریر

وہ آئنہ ہو بزم سخن مین مری تقریر
دیکھے تو ابھی بول اُٹھے طوطی تصویر

کیا مرتبہ بخشا ہو مرے علم نے مجکو
دل ہو مرا قران زبان ہو مری تفسیر

مردون کو مسیحا کیطرح کرتی ہو زندہ
اعجاز کا اعجاز ہو تقریر کی تقریر

ق

خالق نے نبی کو دیے علم بجز شعر
قسمت سے ملی روز ازل مجکو یہ جاگیر

توبہ مین پیمبر نہین شاعر ہون ولیکن
اعجاز مضامین ہین کرامت مری تقریر

بیساختہ تحسین کی صدا غیب سے آئی
دیکھے مری تحریر کو گر کاتب تقدیر

پاکیزہ مرے شعر اگر کان مین پہونچین
بیوقت ہو یا وقت موذن کیے تکبیر

فقرے مرے دو چار اُڑائے ہین مقرر
واعظ سر منبر جو کیا کرتے ہین تقریر

پُر نور زمانہ ہی مرے فیض سخن سے
ہون روشنی طبع سے خورشید جہانگیر

قائل ہین مرے کہتے ہین سب صاحب انصاف
دیکھی نہ سُنی ہمنے یہ تحریر یہ تقریر

اور ونکا سخن خاک ملے میرے سخن سے
داؤد کا الحان نہین آواز عصافیر

کیا مجھ سے مقابل ہو وہ میدان سخن مین
ہی علم عدو قبضۂ نامرد مین شمشیر

کیا مرتبہ پایا ہی دوات اور قلم نے
وہ نور جہان ہی اِسے کہتے ہین جہانگیر

ہنگام رقم رشک سے کٹ جاتے ہین حاسد
تحریر کی تحریر ہی شمشیر کی شمشیر

دیوان مین نقشے جو مضامین کے کھنچے ہین
اوراق ہین سب صورت اوراق تصاویر

اِن سب کے سوا اور سنو جوہر ذاتی
کیسی مجھے لائی ہی رہ راست پہ تقدیر

خاک قدم احمد و حیدر ہو نمین جب سے
جن کرتے ہین تعظیم ملک کرتے ہین توقیر

آنکھین رہ مولا مین مری فرش ہین ہر دم
گویا مجھے مخمل سے ملی خواب کی تعبیر

اے طبع رسا اور سنا مطلع روشن
جسکو کہ مسیحا کہین خورشید کی تنویر

کی مدحت حیدر مین کوئی بیت جو تحریر
گھر اپنا ہوا گلشن فردوس مین تعمیر

جس دن ورق صنع پہ کھینچی تھی وہ تصویر
تھا بال ملک مو قلم مانی تقدیر

معلوم ہی سب کو کہ وہ ہمنام خدا ہی
معنی مین جو بہکون تو نہین کچھ مری تقصیر

وہ نور نبی ہی جو نبی نور خدا ہین
پھر قوم نصیری کی عبث کرتے ہین تکفیر

منظور ہی جو اُسکو وہ منظور خدا ہی
ملتے ہی زبان صاف بدل جاتی ہی تقدیر

ادنی کو عنایت ہو اگر رتبہ اعلی
ذرہ ہو چمک کر ابھی خورشید جہانگیر

وہ قہر سے جسوقت بلند ونکو کرے پست
انجم صفت قطرۂ شبنم ہون زمین گیر

وہ چاہے تو گرمی کو بنادے ابھی سردی
پیدا کرۂ نار کرے برف کی تاثیر

وہ چاہے تو سرما کو کرے موسم گرما
آتشکدۂ گبر بنے خطۂ کشمیر

دریا پہ جو وہ بحر کرم شہر بسالے
موتی کے محل بدلے حبابونکے ہون تعمیر

ہو شب کو اگر نور فشان وہ کفِ روشن
خورشید کرے ماہ سے دریوزۂ تنویر

کیا عدل ہے جو دانہ شبنم ہو شکستہ
گردون صفت آس کرے نالۂ شبگیر

یہ خوف ہے گوشے سے نکلتی نہین ظالم
ہے چلہ نشین قوس کی محراب مین ہر تیر

سب کام ہین یون مرضی خالق کے موافق
جسطرح ہو مقصود دلی کلک سے تحریر

ایسے ہین زمانے مین کہان محوِ عبادت
سر سجدے مین ہو پائے مبارک سے کھنچے تیر

کیا ساقی کوثر کا ہے میخانۂ اُلفت
مستِ مئے وحدت کے لیے در ہے اکسیر

مطلع ثانی

اب دل مین ہے کچھ شعر لکھون ہو کے مناسب
جسکو کہین سب اہلِ نظر نور کی تصویر

مضمون جو شرح خلق حسن کے ہوے تحریر
مشہور بیاض اپنی حسینی ہوئی تفسیر

وسعت سے ہے وسعت ترے دریائے کرم مین
چھوٹا سا حباب ایک ہے جسمین فلک پیر

ہرچند ترے لطف و غضب دونون ہین یکسان
لیکن اسے تقدیم ہے اور اسکو ہے تاخیر

آیا جو غضب پر تو کیا داخلِ دوزخ
دیکھا نظر لطف سے دی خلد مین جاگیر

کیا دورِ عدالت ہے کہ میدان مین دمِ جنگ
دو ٹکڑے برابر ہے ترا کشتۂ شمشیر

گر وقت دعا لب پہ ترا نام نہ آئے
کعبے مین مناجات نہو صاحبِ تاثیر

قدسی ہوے کیا شاد جو نقاش ازل نے
کھینچی ورق عرش بریں پر تری تصویر

جس بزم مین روشن ہو چراغ رخ انور
اعمی ہو تو اُس بزم مین پڑھ لے خط تقدیر

یون نقش ہی ہر دلمین ترا داغ محبت
آئینے مین جسطرح کھنچے عکس کی تصویر

مشہور ہی جو عرش خداوند دو عالم
شاہا وہ ترے روضۂ انور کی ہی تعمیر

جاتی ہی ہوا جب ترے روضے کی چمن مین
کانٹون سے بھی گل پھوٹتے ہین اہ ری تاثیر

ذرے ترے در کی اگر آنکھ ملالے
خورشید کا حربا کی طرح رنگ ہو تغیر

اسد رجز زمانہ ہی جوان عہد مین تیرے
ہفتے مین کوئی روز بھی باقی نہ رہا پیر

یہ کاتب اعمال بھی دشمن ہین عدو کے
نامے مین لکھین اُسکے جو ہو دوست سے تقصیر

کوثر ہو دوات اور قلم سب شجر خلد
اوراق یہ ساتون طبقات فلک پیر ق

سرگرم کتابت ہون ملائک بھی ابد تک
ممکن نہین ہرگز کہ ترے وصف ہون تحریر

تعریف شجاعت کی تو جرات نہین پڑتی
منظور ہی اب خاص مجھے مدحت شمشیر

کیونکر سر میدان ہو کوئی معرکہ آرا
اللہ رے وہ شیر جری پاسے جو شمشیر

ہی سورۂ والفتح اِسی تیغ کا تمغا
النصر من اللہ سر قبضہ ہی تحریر

کیا کام کیے بدر مین خندق مین اُحد مین
آوازہ ہی اِس تیغ دو پیکر کا جہانگیر

حاجت نہین کچھ اسکی نکلنے کی وغا مین
چل جائے اگر ذکر تو آفاق ہو تسخیر

دم دیکھے یہ لیتی ہی ستمگارونکی جانین
وہ ہوتی ہین فی النار یہ ہوتی ہی بغلگیر

نقاش بنالے اگر اِس تیغ کا نقشہ
ہوجائین ابھی ہاتھ قلم کھینچے ہی تصویر

خورشید قیامت کیطرح فوج عدو پر
کس شان سے جاتی ہی دکھاتی ہوئی تنویر

یون کاٹتی ہی برق کو یہ تیغ دو پیکر
جسطرح سر شمع جدا کرتی ہی گلگیر

سفاک ہی قتال ہی خونخوار ہی خونریز
پیغام اجل قہر خدا کی ہی یہ تصویر

اشرار کی کیونکر نہ جلین خرمن ہستی
برق غضب خالق اکبر ہی یہ شمشیر

ای طبع روان اب یہ ہوا سر مین بھری ہی
رہوار سبکرو کی صفت کیجیے تحریر

ثابت نہین ہوتا کہ چھلاوا ہی یہ کیا ہی
صرصر کا یہ نقشہ ہی کہ بجلی کی ہی تصویر

جو تیز طبیعت مین یہ ہی انکی زبان پر
ناوک یہ روانی مین ہی تیزی مین ہی شمشیر

گلشن مین اگر بستر گل پر یہ روان ہو
برگ گل تر کا نہ ذرا رنگ ہو تغیر

بالائے ہوا جبت مین آیا جو پسینا
کیا کاغذ ابری پہ کھنچی برق کی تصویر

پڑتے ہین سر خاک جو نقش قدم اسکے
اڑ اڑکے وہ بنجاتے ہین انجم فلک پر

اس صرصر چالاک سے سب گرد ہین ہوا
پرواز کو عنقا کے نہ پہونچینگے عصافیر

بالائے فلک ہی کبھی یہ زیر زمین ہی
جانے مین توقف ہی نہ آنے مین ہی تاخیر

یہ شش جہت دہر کو طی کر کے پھر آئے
پہونچے بھی نہ انسان کی نگہ تا فلک پیر

سیماب سے سیلاب سے بجلی سے ہوا سے
یہ سب سے سوا ہی اسے کیا کیجیے تعبیر

اب طول قصیدے کو مناسب نہین صفدر
ہوتی ہی گران سب کو جو بڑھ جاتی ہی تقریر

اس دور مین حضرت کی صفت لکھنی ہی مشکل
شاید کہ قیامت کی ادھر ہمسے ہو تحریر

کسکی ہی یہ طاقت کہ لکھے مدحت مولے
پر روز قیامت یہ شفاعت کی ہی تدبیر

مقصود دلی ساقی کوثر سے طلب کر — واقف ہین ترے حال سے خود شاہ جہانگیر

یا شیر خدا واسطہ باقر و سجاد — یا شیر خدا واسطۂ شبر و شبیر

عقبیٰ مین عنایت ہو مجھے دولت عقبیٰ — دنیا مین نہون صدمۂ دنیا سے مین دلگیر

محتاج نہون دولت و حشمت سے بسر ہو — فردائے قیامت کو ملے خلد مین جاگیر

محشر مین پیمبر کی شفاعت ہو میسر — اللہ نہ دے جرم و خطا کی مجھے تعزیر

قصیدہ چہارم در منقبت امام حسن مقبول بارگاہ ذوالمنن مسمی بہ خلق حسن

نقش باطل ہے طلسم ہستی ناپائدار — ہے تصرف مین خزانکی اس گلستانکی بہار

جائے عبرت ہے سراسر یہ جہان بے بقا — اسکا حاصل حسرت و افسوس ہے انجام کار

روز و شب رہی ہین لاکھون قافلے سوے عدم — غیر ذات حق کسی شی کو نہین دم بھر قرار

اس تماشاگاہ مین چشم بصیرت چاہیے — ہر جگہ ہر شی مین ہے نیرنگ قدرت آشکار

صنعت خلاق عالم خشک و تر سے ہے عیان — آج صحرا خشک ہین کل موجزن ہو بحار

عالم اسباب مین توام ہین شادی و غم — گلشن ایجاد مین جسطرح گل کے ساتھ خار

عالم فانی مین ہم آئے ہین دم بھر کے لیے — زندگی اپنی حباب آسا ہے یا مثل شرار

پیش آنی ہے ہر اک کو منزل ملک عدم — شیخ ہو یا برہمن یا محتسب یا بادہ خوار

کوئی بچکر جائے اس سفاک عالم سے کہان — سر پہ ہر دم ہے قضا مانند تیغ آبدار

روح ہنگام فنا کاشانۂ تن چھوڑکر — طائر بے آشیان کیطرح ہوگی بیقرار

رنگ عبرت چھا رہا ہی ہر طرف گلزار مین
جوش وحشت مین جو کی اک روز سیر لالہ زار

دیکھتا کیا ہون کہ سارا باغ ہی ماتمکدہ
گل گریبان چاک ہین روتی ہی شبنم زار زار

فاختہ سکتے مین بلبل گم نجود طوطی خموش
محو حیرت نرگس شہلا ہی گریان آبشار

داغ حسرت دل پہ کھاکے ہی سبزہ سرنگون
بار غم سے اٹھ نہین سکتی ہی شاخ میوہ دار

اک طرف پر درد ہی باغ مین کوئل کی صدا
اک طرف گلشن مین عبرت خیز ہی صوت ہزار

چشم عبرت بین سے خون دل بہاتی ہی حنا
لوٹتی ہی خاک پر سنبل کی زلف مشکبار

پای گل شمشاد ہی شمشاد پر قمری خموش
کثرت افسردگی سے سرنگون ہین برگ و بار

پتے حسرت سے کف افسوس ملتے ہین کہین
ہر شجر ہی نخل ماتم ابر گلشن اشکبار

انقلاب ہستی موہوم پر ہنستے ہین گل
بے ثباتی دیکھکر روتی ہی شبنم زار زار

دیکھکر یہ کثرت رنج و الم گلزار مین
باغبان سے مین نے پوچھا ماجرا بے اختیار

بھر کے آہ سرد یہ بولا کہ ظاہر ہی سبب
بے ثباتی ریاضِ ہستی ناپائدار

فصل گل مین چل رہی ہی چارسو باد فنا
اس ریاض بے بقا مین چار دن کی ہی بہار

کیقباد و بہمن و اسکندر و دارا و جم
اٹھ گئے اس عالم فانی سے کیا کیا نامدار

کل تلک رکھتے تھے ہفت اقلیم پر جو دسترس
آج وہ کنج لحد مین سوتے ہین بے اختیار

کیا ہوا تخت سلیمان کیا ہوا خسرو کا تاج
کیا ہوا چتر فریدون کیا ہوا اسفندیار

طاق سے کسری کو جم کو جام سے کیا مل گیا
رہگئے دنیا مین سب دنیا کے یہ نقش و نگار

حیف ہی پامال ہو وہ کاسۂ سر ای فلک
تھا کبھی جلوہ نما جس سر پہ تاج افتخار

طوطیاے چشم سے بڑھکر تھی جنکی خاک پا
کو بکو صرصر لیے پھرتی ہے اب اُنکا غبار

نیند آتی تھی نہ جنکو قاقم و سنجاب پر
خاک پر وہ سو رہے ہین بیخبر زیر مزار

آج اُنکی تربتون پر شامیانہ تک نہین
گرد سر پھرتا تھا جنکے چترِ زرین بار بار

غنچۂ ہستی سے کیا کیا مٹ گئے نام و نشان
کیسی کیسی شوکتین دکھلا گئے عالی وقار

جب کسی کی شمع عشرت بزم مین روشن ہوئی
جنبش بادِ فنا سے گل ہوئی انجام کار

ہو گئے ہین داغ حسرت کیسے کیسے مہ جبین
مل گئے ہین خاک مین کیا کیا حسین و گلعذار

خاک مین لوٹ رہے ہین آج اُنکے موے عنبرین
غیرتِ سنبل تھی کل جنکی زلف مشکبار

اُنکی وہ نازک دماغی کیا ہوئی بعد فنا
جنکو ہوتی تھی چمن مین نکہتِ گل ناگوار

مثل گل جو خندہ زن تھے مثل بلبل نعرہ زن
سوتے ہین خاموش وہ کنج لحد مین غنچہ وار

مرقدون مین اُنکے اب تار کفن تک بھی نہین
جنکے زیب جسم رہتا تھا لباس زر نگار

چھپ گئے افسوس کیا کیا مہر طلعت خاک مین
شکل اسکندر تھی جنکی سیکڑون آئینہ دار

خواب مین بھی اب نظر آتی نہین وہ صورتین
زلف و عارض دیکھتے تھے جنکی ہم لیل و نہار

ہو گئے آنکھون سے اوجھل اب وہ یاران عدم
جنکو بے دیکھے ہمین دم بھر نہ آتا تھا قرار

کِسکو کِسکو یاد کیجے کِسکو کِسکو روئیے
روز جاتے ہین عدم کو ہمنشین دو تین چار

جسکے اول بھی عدم ہو اور آخر بھی عدم
اُس حیات چند روزہ کا بھلا کیا اعتبار

کِس طرح طے ہوگی یا رب منزلِ ملکِ عدم
بیخبر گم کردہ رہ بے توشہ بے یار و دیار

دیکھتے ہین وہ تماشے جو کبھی دیکھے نہ تھے
دیکھیے کیا کیا دکھائے انقلاب روزگار

اس تصور مین جو سویا خواب مین دیکھا یہ حال
ایک مرد پیر مجھ سے کہہ رہے ہین خضر وار

ہر بشر کو پیش آتی ہی یہ راہِ ناگزیر
ایک دن ہر اک کو ہونا ہی لحد سے ہمکنار

فکر سے کیا فائدہ جسمین بشر مجبور ہو
روز و شب اِسکے تصور مین عبث ہی بیقرار

چاہیے وہ کام کرنا جس سے رہ جائے نشان
آدمی دنیا مین کچھ تو چھوڑ جائے یادگار

ذکر آجاتا ہی اکثر جام سے جمشید کا
نام اسکندر رہی ابتک آئینے سے برقرار

ہی کلام اچھا ترا لیکن اِسے ضایع نہ کر
فرض ہی تجھپر سُنائے خسروِ عالی وقار

سبطِ پیغمبر قسیم کوثر و جنت حسن
نیرِ دین شمع بزم بادشاہِ ذوالفقار

خواب راحت سے ہوا بیدار جب وقت سحر
آنکھ کھُلتے ہی خیال آیا یہ دل مین ایکبار

وصف مین اُس شاہ کے ایسا کوئی مطلع لکھون
ہو جو دیوانِ سخن مین انتخابِ روزگار

[مطلع] بخشش امت کا ہی تیری شفاعت پر مدار
عروۃ الوثقاے دینِ امن کا تیرے تار تار

ایک ذرہ تیرے دستِ فیض مین ساتون فلک
ایک قطرہ تیرے بحرِ جود مین ساتون بحار

قاسمِ خلد و جہنم حاکمِ ارض و سما
واہ کیا پایا ہی سرکارِ خدا مین اختیار

جن و انسان و ملک سب ہین ترے فرمان پذیر
تھے سلیمان بھی مگر ایسا کہان تھا اقتدار

جب ترے خلق حسن کا ذکر ہوتا ہی کہین
دود مجمر اُٹھکے بنجاتا ہی ابر مشکبار

بے طلب پاتے ہین سائل تیرے در سے ہر مراد
جنبشِ لب کی نہ کچھ حاجت نہ رنجِ انتظار

آنکھ کھولے منتظر رہتے ہین تارے رات بھر
اس تمنا مین کہ سرمہ ہو ترے در کا غبار

روزِ میدان ہمعنان جعفرِ غازی لقب
وقتِ جولان ہمرکابِ خسروِ دلدل سوار

آستان پاک پر ہوتے ہین اگر بہرہ یاب — ساکنان سربلند باشندگان بردبار

واہ کیا تاثیر ہی موج نسیم فیض کی — کہکشان گردون پہ ہی تارون سے شاخ میوہ دار

تیرے کوچے مین قدم رکھے تو حاصل ہو یہ اوج — نقش پا اسکا بنے گردون پہ تاج افتخار

تیرے باغ خلق سے شاید ہوئی ہی مستفیض — جائے گل مین جو شبنم نے ملا عطر بہار

اعتبار خاندان حشمت و اقبال و جاہ — افتخار دودمان شوکت و عز و وقار

بزم عالی مین اگر ہو جائے بلبل کا گذر — پھول کر گل سے کہے اب ایک سے ہین ہزار

مہر کو تیرے رخ روشن سے کچھ نسبت نہین — ہین دونو مین نظر آتا ہی فرق نور و نار

عدل تیرا سارے جنگل کو جلا دے یک قلم — پائے رہرو کے اگر چبھ جائے کوئی نوک خار

سنگ اگر شیشے کے چہرے پر کڑی ڈالے نظر — تیرے رعب عدل سے کانپ جائین کوہسار

تیری میزان عدالت مین اگر عالم تلے — سال بھر نکلین برابر وزن مین لیل و نہار

رونق اسلام تیرے عہد مین ایسی ہوئی — پائے بت پر اب ہی سجدہ برہمن کو ننگ و عار

مرتکب دزدی کا جو ہوتا ہی پاتا ہی سزا — خط کف خوبان کے ہین دزد حنا کے حق مین دار

ق

تیری تعریف شجاعت گر کوئی کاتب لکھے — ہاتھ مین بنجاے خامہ صاف تیغ آبدار

جتنے ہین حرف مرکب سب ہون لکھنے مین جدا — عنقریب قرطاس پر مانند امواج بحار

اسقدر اوصاف ہین ذات مقدس مین ترے — ہو سکے ہرگز شمار انکا نہ تا روز شمار

ایک ساحل تو ازل ہی دوسرا ساحل ابد — کس قدر رکھتا ہی وسعت قلزم عز و وقار

عہد مین تیرے کہین تکلیف اب باقی نہین — تندرستی عام صحت ہر کسی سے ہمکنار

ذرے ذرے کو ہی تیرے زائرون کا یہ ادب — کاروان جا جدھر تعظیم کو اُٹھے غبار

جو ترے پیرو ہین اُنمین صاف پرتو ہی ترا — جیسے ذرات زمین خورشید کے آئینہ دار

ق

آستان پاک پر گر دفن ہو تیرا محب — عرش سے قندیل آئے کیون نہو شمع مزار

حشر تک آسایش و آرام سے سوتا رہے — پرسشِ اعمال کی دہشت نہ تکلیف فشار

مدحتِ شمشیر مین قاصر ہی خامے کی زبان — تیز مثل برق رخشان مثل گوہر آبدار

روز میدان اِسکے کھنچنے کی کوئی حاجت نہین — ذکر چلجائے اگر نصرت ہو دم مین آشکار

معرکے مین جب چلی اک حشر برپا کر دیا — صاف آتی ہی نظر شان جلال کردگار

روز میدان اک جھلک اُس برق وش کی دیکھکر — کوئی بسمل ہی کوئی بیتاب کوئی بیقرار

بادۂ خون عدو پیکر عجب انداز سے — جھومتی ہی نشۂ جرأت مین مثل بادہ خوار

یہ برش یہ آب یہ دم خم یہ جوہر یہ چمک — ہی یہ تیغ حیدری یا قدرتِ پروردگار

بے تکلف لیتی ہی بوسے دہان زخم کے — بے تامل ہوتی ہی اعدائے دین سے ہمکنار

ہو گئے بسمل ہزارون اُڑ گئے لاکھون کے سر — چل گئے جب وار اِس سفاک کے دو تین چار

مومنون کے ہاتھ مین وقتِ وغا ہوتی ہی پھول — کافرون کے دل مین چبھتی ہی برنگ نوک خار

ناشناسا پیشکش کرتے ہین نقدِ جان و دل — واہ کیا پایا ہی بازار فنا مین اعتبار

بیشمار اوصاف ہین کس کس کو ظاہر کیجیے — پاک طینت صاف باطن مستقل عالی وقار

روز اول سے یہی منشا ہی اِس شمشیر کا — لافتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار

کس زبان سے وصف ہو اب سبکرفتار کا — ہی براق مصطفےٰ کی نسل سے یہ راہوار

سب ازل سے اسکے ہین وارفتہ طرزِ خرام ‏— موج دریا بوے گل ریگِ روان بادِ بہار
کیا چھلاوا ہے کہین اک دم ٹھہرتا ہی نہین ‏— مثلِ دل بیتاب مثلِ نبضِ عاشق بیقرار
ایک دن دیکھا تھا کاوہ اس صبا رفتار کا ‏— ڈھونڈھتی پھرتی ہے اب تک گردشِ لیل و نہار
جلد ایسی جیسے رنگِ روے شیرین ہو فدا ‏— بال ایسے جیسے زلفِ صاحبِ محمل نثار
شوخیِ رفتار پر لیس پس گئے پریون کے دل ‏— جب ادا و ناز سے رکھے قدم دو مین چار
برق و باد و ابر و خورشید و سہیل و ماہتاب ‏— عالمِ ایجاد مین سب ہین اسی کے یادگار
خاتمہ سرعت کا ہے اس ایسے خوش رفتار پر ‏— آگے جاتا ہے اسے اپنے نظر کا ناگوار
عزمِ راکب سے پہونچ جاتا ہے پہلے رزم مین ‏— باگ اُٹھانیکا کبھی کرتا نہین یہ انتظار
طے کرے افلاک کو آئے تعلی پر اگر ‏— داخلِ تحت الثری ہو گر دکھائے انکسار
عرصۂ کونین کو یہ بے تکلف طے کرے ‏— جبتلک بالشت بھر بھی راہ مین اُٹھے غبار
کیا کرون تعبیر اِسکو کس سے نسبت دون اسے ‏— سیل ہے سیماب ہے شعلہ ہے بجلی ہے شرار
کیا کمیتِ فکر اُسکی وصف موزون کر سکے ‏— جو سمندِ بادپا ہو انتخابِ روزگار
اب قصیدہ ختم کر صفدر دعا کا وقت ہے ‏— عرض کر خلاقِ عالم سے کہ اے پروردگار
جبتلک عالم مین ہے دینِ نبی کا غلغلہ ‏— جبتلک مشہور ہے حیدر سے نامِ ذوالفقار
جبتلک ہے گردشِ گردون دون کا سلسلہ ‏— جبتلک آفاق مین ہے انقلابِ روزگار
جبتلک ہین بلبلین گلزار مین گل پر فدا ‏— جبتلک ہین قمریان سروِ لبِ جو پر نثار
تازہ رہ وہ چمن جبتک خزان سے ہون ملول ‏— گلشنِ عالم مین آئے جبتلک فصلِ بہار

عشقبازی مین ہو جبتلک عہد و پیمان کا رواج
عاشق و معشوق مین ہون جبتلک قول و قرار

بیقرار و مضطرب ہون جبتلک ہجران نصیب
وصل مین ہون عاشق و معشوق جبتلک ہمکنار

جبتلک ہون سیر مین جوش جنون سے چاک چاک
جبتلک ہون فرطِ وحشت سے گریبان تار تار

درة التاج شرف ہو ظل چتر مغفرت
سایۂ رحمت مرے سر پر ہو تاج افتخار

روز محشر ہو دین پناہ احمدِ مختار مین
گرمیِ مہرِ قیامت سے بچے جسمِ نزار

مین سراپا جرم ہون تو خالقِ نکتہ نواز
مین ہمہ تن معصیت تو داورِ آمرزگار

شکل غنچہ باغ عالم مین نہ ہو دلبستگی
یاد مین تیرے بسر ہو زندگی لیل و نہار

جبتلک دنیا مین ہو شعر و سخن کا تذکرہ
یہ قصیدہ بھی رہے بزم جہان مین یادگار

قصیدہ پنجم در منقبت امام حسین نور نگاہ شہنشاہ مشرقین مسمی به جام شہادت

آجکل حال زمانے کا ہوا ہی ابتر
کیا ہی بگڑا ہی مزاج فلک دون پرور

روز اک شعبدہ تازہ بپا کرتا ہی
نہین معلوم کہ ہی چرخ کو کیا مد نظر

صحبتِ علم و ہنر اب کہین باقی نہ رہی
دلکو بہلائین کہان کس سے ملین جائین کدہر

فلکِ شعبدہ پرداز کی نیرنگی سے
دربدر خاک بسر پھرتے ہین اربابِ ہنر

غیرتِ نغمۂ بلبل تھے ترانے جنکے
دم بخود بیٹھے ہین وہ سر کو جھکا کر ششدر

باتکرنیکا نہ تھا جنکو سلیقہ مطلق
شکل شعرا فصحا زبان چلتی ہی انکی فر فر

ایک گردش مین فلک کی صفت تیغ اصیل — زنگ کلفت مین چھپے اہل ہنر کے جوہر

وہ سمائے نہین نظرون مین کسی کے افسوس — شیر بھی بھاگتے تھے دیکھ کے جنکے تیور

چشم عالم سے نہان ہو گئے یون اہل کمال — ابر تاریک مین چھپ جاتا ہی جسطرح قمر

نام عالم مین کہین شرم و حیا کا نہ رہا — ہنستی پھرتی ہین سر عصمت و عفت گھر گھر

اب کہان نعرۂ تکبیر کہان شور اذان — زنگ و ناقوس کی آتی ہی صدا آٹھ پہر

ہو اگر قصد حرم دیر کا رستہ تبلائین — منزل دہر مین پیش آتے ہین ایسے رہبر

چار سو گرم ہی آفاق مین بازار فریب — جنس ایمان کو عبث بیچتے ہین سوداگر

ایک پیسے کے عوض کھاتے ہین جھوٹی قسمین — پہنین قرآن کا جامہ تو نہ آئے باور

آب رحمت کی دعا گر کوئی دہقان مانگے — کشت امید پہ افلاک سے برسین پتھر

صورتِ خضر اگر آب بقا بھی ملجائے — نخل امید نہو حشر تلک بار آور

قصر و ایوان مین جو دن رات بسر کرتے تھے — اب کرائے کا میسر نہین انکو چھپر

فرش تھے قاقم و سنجاب سے بہتر جنکے — بوریے اب وہ بچھاتے ہین بجائے بستر

رہگئے عالم فانی مین فسانے اُنکے — اُٹھ گئے قیصر و خاقان و جم و اسکندر

نیچری ٹوپی پسند آئی ہی اِک عالم کو — بھول کر بھی کوئی لیتا نہین نام افسر

کرسی و منبر کا اِس درجہ بڑھا ہی پایا — تخت طاؤس بھی پائین تو لگائین ٹھوکر

عطرِ گلتر و نہین لگاتا ہی خلاف تہذیب — سر گرانی کا سبب ہوتے ہین مشک و عنبر

قدر نسرین و سمن کی نہین گلزارون مین — گل خوشبو نہو جسمین وہ لگاتے ہین شجر

۱۰

نئے انسان ہین نئے علم نئی صحبت ہی
نہ بزرگون کا ادب ہی نہ عزیزونکا لحاظ
دنکو ہی بادہ کشی رات کو شاہد بازی
چانڈو خانونمین شب و روز پڑے رہتے ہین
شرم قاضی سے کسی کو ہی نہ مفتی سے حیا
فہم برعکس ہی تدبیر غلط عقل خلاف
نازنین بھول گئے عشوہ و انداز و ادا
نہ وہ چھل بل نہ وہ شوخی نہ وہ طرزِ رفتار
نظر آتی نہین وہ چشم فسونساز کبھی
کیا ہوے مہر لقا ماہ جبین گلرخسار
چشم وہ چشم ہی حسین کہ نہین شرم و حیا
فلک تفرقہ انداز کی اک گردش مین
گردش جام کہان صحبت احباب کہان
نشہ مے کی تر نگین ہین نہ شورِ قلقل
اب ہی اس دور مین یہ حال تنگ ظرفونکا
ون کو بدمست پھرا کرتے ہین بازار و ن مین
قیمت لعل بدخشان ہی نہ قدر الماس

کیا کرے وہ جو نہوا ان صفتونکا خوگر
نوجوان آجکل اس درجہ ہوے ہین خود سر
نہ انھین باپ کا اندیشہ نہ خوف مادر
امرا زادون کی یون ہوتی ہی اوقات بسر
خم کے خم پیتے ہین میخانون مین بخوف و خطر
منفعت جسکو سمجھتے ہین اُسی مین ہی ضرر
آنکھو عشاق سے ملتے ہی طلب کرتے ہین زر
نہ وہ انداز نہ وہ عشوہ گری کے تیور
پھرتی ہی آنکھو نمین وہ زلف سا تا بکمر
سفیان بیٹھی ہین چکلونمین جو بنکر دلبر
زلف وہ زلف ہی جس سے کہ پریشان ہو بشر
دفعتہً بزم خرابات ہوئی زیر و زبر
در ممسک کیطرح بند ہین میخانون کے در
بادہ خوارون کے نہ جمگھٹ ہین نہ دور ساغر
آپ کو بھول گئے بادۂ نخوت پیکر
شب کو بیہوش پڑے رہتے ہین ٹکھائی کے گھر
سنگریزون سے زبون تر ہی عقیق احمر

اشک خون بنکے گرا چشم جہان سے یاقوت
سبزۂ فصل خزان سے ہے زمرد کمتر

کوئی فیروزے کو لیتا نہین زنگار کے مول
نیلگون شیشے کو دیتے ہین شرف نیلم پر

جھوٹے موتی ہین حسینونکو پسند خاطر
باہر آتے نہین اب بطن صدف سے گوہر

انقلاب چمن

قابل رحم ہے احوال جوانان چمن
کوئی پژمردہ خزان سے ہے کوئی خاک بسر

بلبلین بھول گئین زمزمہ سنجی اپنی
نازپرورد چمن ہوگئے حسرت پرور

نہ کہین نعرۂ قمری ہین مذاق الفت
نہ کہین شور عنادل ہین محبت کا اثر

نہ کہین نرگس شہلا نہ بہار سوسن
نہ کہین نکہت گل ہے نہ کہین باد سحر

نغمہ سنجان چمن اُڑ گئے گلزارون سے
چیلین منڈلاتی ہین اب باغ کی دیوار و در

انقلاب جانداران

حسرت ویاس وملال وقلق و رنج والم
باغ عالم سے ملے ہمکو یہ دو چار ثمر

بلبلین مثل صبا ہوگئین گلشن سے ہوا
گلہری بیٹھتی ہے شاخ گل نسرین پر

گردش چشم غزالان چمن بھول گئے
لومڑی زعم مین اپنے ہے ہری سے بڑھکر

ہنس آنکھون سے نہان ہوگیا مثل عنقا
زاغ کی دم مین نکل آیا ہے سرخاب کا پر

چیل بہری سے سوا شپرہ ہدہد سے فزون
باز سے بوم سوا چغد ہما سے بہتر

نعمتین کھاکے ہوئی گربۂ مسکین فربہ
ہوگئے شیر ژیان فاقہ کشی سے لاغر

انقلاب شہر

دیکھتا کوئی نہین رقص حسینان جہان
ناچتے پھرتے ہین اب شہر مین گھر گھر بندر

دیکھکر ابلق ایام کی فتنہ سازی
خانۂ چشم سے باہر نہین جاتی ہے نظر

کیون ہوا حال زمانے کا دگرگون یارب
وہی دن ہین وہی راتین ہین وہی شام وسحر

شکل آئینہ مجھے آٹھ پہر حیرت ہی / جو تماشے نہین دیکھے تھے وہ آتے ہین نظر

گردش چرخ سے دونون ہین یہ محو حیرت / دل کو کچھ میرے خبر ہی نہ مجھے دلکی خبر

لیچلے عالم فانی سے تحائف کیا کیا / سوز دل رنج و الم کثرت غم داغ جگر

استخوان خاک ہوے خاک بھی برباد ہوئی / جور افلاک سے ممکن نہین مرکر بھی مفر

مین زمانے سے خفا مجھ سے زمانہ بیزار / مجھپہ عالم ہی گران مین ہون گران عالم پر

بات وہ بات ہی جس بات مین ہو کچھ تاثیر / رنگ وہ رنگ ہی جس رنگ کا دل پر ہو اثر

فائدہ پند سے کیا جب کوئی سنتا ہی نہین / شمع کیطرح سر بزم خموشی بہتر

اس تصور مین رہا دیر تلک مین خاموش / دل بیتاب نے گھبرا کے کہا ای مضطر

انقلاب فلک پیر نہین آج نیا / سیکڑون رنگ بدلتا ہی یہ چرخ اخضر

دیکھ تو گذرے ہین عالم مین وقایع کیا کیا / یاد کر معرکۂ قتل شہ نام آور

جنکے گھر کا ملک الموت ادب کرتے تھے / شام و کوفہ مین پھرے انکے حرم خاک بسر

نیچے فرق شہ دین تخت کے اوپر ہو نیزہ / گردش چرخ کا کہتے ہین اسے زیر و زبر

چھوڑ اس فکر کو لکھ مدح شہنشاہ زمن / جسکا ادنی ہی صلہ گلشن جنت کا ثمر

دل کی یہ راے پسند آئی نہایت مجکو / دفعتہ مدحت شبیر ہوئی مد نظر

آب زر سے لکھون اب مطلع روشن ایسا / جسکے آگے ہو خجل مطلع مہر خاور

ساقیا جلد پلا بادۂ صاف کوثر / شوق کہتا ہی کہ لکھ مدح شہ جن و بشر

وہ شہ جن و بشر کون حسین مظلوم / بندۂ خالق کونین شہید اکبر

بندگی ایسی ہو خالق کی عبادت ایسی دم آخر بھی رہا سجدۂ معبود مین سر

صبر و شکر و ادب و جود و سخا خلق و کرم خاتمہ ہو گیا اِن سب کا شہ والا پر

نہ کیا شکوہ بجز شکر کسی آفت مین رہی ہر حال مین خالق کی عنایت پہ نظر

ہمہ تن خیر تھے سر تا بقدم خلق و کرم جامۂ صبر و رضا قطع ہوا تھا شہ پر

دشمنون سے تھے مدارات محبون پہ کرم تھے سراسر شہ دین رحمت حق کے مظہر

صبر ایوب ملا خلق حسن زور علی علم ادریس ملا معجزۂ پیغمبر

صفت عدالت

ختم تھا حضرت شبیر پہ عدل و انصاف اب کہان ایسے زمانے مین عدالت گستر

نام تک ظلم و ستم کا کہین باقی نہ رہا بچہ بز کو نہین شیر سے کچھ خوف و خطر

سنگ دیکھے جو کڑی آنکھ سے شیشے کیطرف آتش عدل سے جلکر ہو وہین خاکستر

آئینہ شکل کم و بیش اگر دکھلائے خوف سے زیر زمین کانپ اُٹھے اسکندر

نیند مین سبزۂ خوابیدہ کے آئے جو خلل دار شمشاد پہ گلشن مین چڑھے باد سحر

کوئی چھپ کر ہو اگر مرتکب میخواری طوق میخوار بنے حلقۂ دور ساغر

شمع کر سکتی نہین گرمیان پروانے سے شعلۂ آتش سوزان کو ہے پینے سے خذر

صفت سخاوت

کبھی دیکھی نہ سنی ہو گی سخاوت ایسی مال کیا چیز ہے امت کے لیے دیدیا سر

وقت بخشش کبھی اُس دست کرم کے آگے نہ جواہر کی حقیقت تھی نہ کچھ مال تھا زر

ہوا مولی کی سخاوت سے یہ عالم معمور مفلسی کہتی ہے سر پیٹ کے مین جاؤن کدھر

فاقہ رہنے نہین پاتا تھا کہین عالم مین آ کے مولی کے یہان کرتا تھا اوقات بسر

شہ نے بخشا تھا اُسے ہنر دو شالہ اگرن
اور صحے بحر تاہم جو آفاق مین چرخ اخضر

دیکھکر جود و عطا چاک ہوا بخل کا دل
پھٹ گیا اُنکی سخاوت سے سخاوت کا جگر

فیض سے جنکے نہ محروم رہے شاہ و گدا
اُٹھ گئے عالم فانی سے وہ عالم پرور

لکھنی ہے جرأت ابن شہ مردان مجھکو
تیزی طبع دکھا تیغ زبان کے جوہر

دیکھتے سام و نریمان جو وغاے مولی
نام لیتے نہ شجاعت کا کبھی بار دگر

شاہ کو تیغ بکف دیکھ کے ہنگام وغا
خوف سے ترک فلک کانپتا تھا گردون پر

روز میدان شہ والا نے ستمگارونکو
صاف دکھلا دیے شمشیر قضا کے جوہر

چشم شپیر مین تھا رعب انکی ایسا
آنکھ ملتے ہی ہوے درہم و برہم لشکر

کیا ہو شمشیر زبان سے صفت تیغ اصیل
تاب مین برق تپان آب مین رشک گوہر

حق نے بخشے ہین اسے جوہر ذاتی کیا کیا
ہاتھ مین فتح اجل حکم مین قبضے مین ظفر

فوج اعدا کی صفین درہم و برہم کردین
چارسو ہوگیا ہنگامۂ روز محشر

سرکشون کے کبھی سر مین گئی آتش نخوت
مردم چشم سے نکلی کبھی مانند نظر

جب ذرا شکل پری تیغ نے جھل بل دکھلائے
کر گیا ناریون کا رہ گئے سائے جلکر

خونفشان دیکھ کے تلوار کو کتنی تھی قضا
پھل ہی یہ تیغ کا یا نخل شجاعت کا ثمر

تہلکا پڑ گیا ہلچل تھی تلاطم برپا
رن مین لشکر تہ و بالا ہین صفین زیر و زبر

تیزیان اپنی دکھا فکر رسا یک خیال
صفت اسپ سبک رو ہی مجھے مد نظر

نور کے سانچے مین ڈھالا ہے سراپا اسکا
حور سے شکل سوا چال پری سے بہتر

شہ نے بخشا تھا اُسے ہنر دو شالہ اکدن
دیکھکر جود و عطا چاک ہوا بخل کا دل
فیض سے جنکے نہ محروم رہے شاہ و گدا
لکھنی ہے جرأت ابن شہ مردان مجھکو
دیکھئے سام و نریمان جو وغا ے مولی
شاہ کو تیغ بکف دیکھ کے ہنگام وغا
روز میدان شہ والا نے ستمگاروں کو
چشم شبیر مین تھا رعب الٰہی ایسا
کیا ہو شمشیر زبان سے صفت تیغ اصیل
حق نے بخشے ہین اسے جوہر ذاتی کیا کیا
فوج اعدا کی صفین درہم و برہم کردین
سرکشون کے کبھی سر مین گئی آتش نخوت
جب ذرا شکل پری تیغ نے جھلکا دکھلا
خونفشان دیکھ کے تلوار کو کتنی تھی قضا
تہلکا پڑ گیا بلچل تھی تلاطم برپا
تیز یان اپنی دکھا فکر رسا یک خیال
نور کے سانچے مین ڈھالا ہے سراپا اسکا

اور سمجھے بحر نا ہے جو آفاق مین چرخ اخضر
بڑھ گیا انکی سخاوت سے سخاوت کا جگر
اُٹھ گئے عالم فانی سے وہ عالم پرور
تیزی طبع دکھا تیغ زبان کے جوہر
نام لیتے نہ شجاعت کا کبھی بار دگر
خوف سے ترک فلک کا بھی تھا گردون پر
صاف دکھلا دیے شمشیر قضا کے جوہر
آنکھ ملتے ہی ہوے درہم و برہم لشکر
تاب مین برق تپان آب مین رشک گوہر
ہاتھ مین فتح اجل حکم مین قبضے مین ظفر
چار سو ہو گیا ہنگامۂ روز محشر
مردم چشم سے نکلی کبھی مانند نظر
ڈر گیا ناریوں کا رہ گئے سارے جلکر
پھل ہے یہ تیغ کا یا نخل شجاعت کا ثمر
رن مین لشکر تہ و بالا ہین صفین زیر و زبر
صفت اسپ سکر و ہے مجھے مد نظر
حور سے شکل سوا چال پری سے بہتر

صفت رہوار

دل تهمتن کا تڑپ برق کی شعلی کا مزاج
جست آہو کی نظر شیر کی چیتے کی کمر

دیکھے گر سوئے فلک آنکھ اٹھا کر راکب
گذرے افلاک سے یہ راہ مین رہ جائے نظر

گرد سم تک بھی نہ اس شوخ کے پہونچیگا کبھی
سیکڑون ابلق ایام لگا لے چکر

عزم راکب سے بھی پہلے یہ وہانتک پہونچے
غیر ممکن ہو جہان پیک تصور کا گذر

دیکھنے پائے نہ جی بھر کے مبصر اسکو
ہو گیا آنکھون سے اوجھل یہ چھلاوا بنکر

کس خوشی سے شہ والا کے رفیق و انصار
نشے مین جھومتے تھے جام شہادت پیکر

نشۂ بادۂ جرأت سے جھکے تھے غازی
سرفروشون نے شہادت کا پیا تھا ساغر

سر گیا نذر ہوے شاہ کے قدمون پہ فدا
بھائی عباسؑ دلاور سا ہوا اکبر سا پسر

قید ہستی سے رہا ہو کے گئے سوئے جنان
ملگیا غازیون کو باغ شہادت کا ثمر

حال شہادت

خون ناحق کا شہیدون کے اثر باقی ہی
آجتک ہی شفقی پیر فلک کی چادر

دیکھے سر آپ نے کیا مرتبہ اعلی پایا
اس شہادت کے قدم پر ہو فدا لاکھ ظفر

شمر بے دین نے ذرا بھی نہ کیا پاس ادب
تھا گلوے شہ دین بوسہ گہ پیغمبر

رخ پر نور تھا اسطرح لہو مین تابان
جیسے ہنگام شفق ہو رخ مہر انور

خون شبیر دم ذبح زمین پر نہ گرا
خاک پر فرش تھے جبریل امین کے شہپر

بیان ماتم

واہ نیرنگ فلک یہ بھی ہی انصاف کوئی
قتل ہون تشنہ دہن مالک حوض کوثر

غم حسینؑ ابن علی کا ہی خدا کے گھر مین
دیکھ لو کعبے کی پوشاک مین ماتم کا اثر

ارض و افلاک مین برپا ہی عزائے مولی
روتے ہین آج تلک حور و ملک جن و بشر

برق بیتاب ہے ماتم مین شہِ بیکس کے
پھرتی ہے خاک اُڑاتی ہوئی بادِ صرصر

اشک ریزان ہے غمِ شاہِ شہیدان مین سحاب
نخلِ ماتم ہے ہر اک گلشنِ عالم کا شجر

نالۂ بلبلِ شیدا مین ہے نوحے کی صدا
ابتلک چاک گریبان ہے چمن مین گلِ تر

ہے زمین خاک بسر غم مین شہِ والا کے
آسمان پھرتا ہے اوڑھے ہوئے نیلی چادر

رحم آیا نہ ذرا سنگدلونکو افسوس
دل سے پتھر کے بھی اس غم مین نکلتے ہین شرر

خاتمہ

نہ رقم ہون کبھی اوصافِ شہِ ہر دوسرا
گر لکھین کاتبِ اعمال ابدتک دفتر

روک خامے کو مناسب نہین اب طولِ سخن
سننے والونکی نہ خاطر ہو پریشان صفدر

عرض کر خالقِ عالم سے کہ اے بندہ نواز
جبتلک زینتِ افلاک رہین شمس و قمر

جبتلک دہر مین ہے سلسلۂ لیل و نہار
گردشِ چرخ سے جبتک ہے جہان زیر و زبر

جبتلک خلق مین ہے غلغلۂ دینِ نبی
جبتلک دہر مین ہے شہرۂ تیغِ حیدر

موجزن گلشنِ جنت مین ہے جبتک تسنیم
بادۂ صاف سے لبریز ہے جبتک کوثر

جبتلک شاد ہین گلشن مین جوانانِ چمن
جبتلک بلبلِ شیدا کے ہے نالون مین اثر

جبتلک باغ ہون باغون مین ہے فصلِ بہار
جبتلک نخلِ چمن اور نخل مین گل گل مین ثمر

جبتلک بلبلِ شیدا کرے آہ و زاری
جبتلک چاک گریبان ہین چمن مین گلِ تر

جبتلک پھولونکی خوشبو سے معطر ہو دماغ
جبتلک گلشنِ عالم مین چلے بادِ سحر

جبتلک بزم مین ہے قلقلِ مینا کی صدا
جبتلک محفلِ عشرت مین ہے دورِ ساغر

جبتلک وصلِ حسینان ہو نصیبِ عشاق
جبتلک ناز و کرشمے ہون باندازِ دگر

جبتلک شانہ رہے زلف رسا کا ہمدم
جبتک آئینہ حسینون کے رہے پیش نظر

فکر دنیا سے نہ ہو مجکو ملال خاطر
نخل اقبال ہمیشہ ہو مرا بار آور

تخت کی دل کو تمنا ہو نہ افسر کی ہوس
زندگانی ہو تری یاد و عبادت مین بسر

اسقدر تیری محبت مین بڑھے محویت
دل بیتاب کو مطلق نہ رہے اپنی خبر

دل نہ گھبرائے مرا قبر کی تنہائی سے
نہ جہان خویش و برادر نہ رفیق و یاور

گرمی مہر قیامت سے بچانا یا رب
شافع حشر کا سایہ رہے میرے سر پر

نار دوزخ سے ملے بندۂ عاصی کو نجات
باغ فردوس کی ہر دم ہو فضا پیش نظر

کوئی عالم مین گنہگار نہین مجھ سے سوا
الحذر الحذر اے داور روز محشر

قصیدہ ششم در منقبت چہاردہ معصوم علیہ السلام ہادی و رہنمائے خاص و عام مسمی بہ گنج شہیدان

خدا نے روز ازل دلکو جب کیا پیدا
دکھایا عالم وحدت مین عشق کا جلوہ

رجوع دلکی ہے یون سوئے عشق ہوش ربا
کہ جیسے جانب قبلہ ہو روئے قبلہ نما

جہان مین خلق ہوئے ہین یہ لازم و ملزوم
فدائے عشق جو دل ہے تو دل پہ عشق فدا

حضور عشق نہین بے سبب کشش دلکی
برنگ کاہ ہے دل عشق مثل کاہ ربا

کسی ثمر کسی نعمت مین یہ نہین لذت
جو سوز عشق مین حاصل ہے میرے دلکو مزا

یہ دو مقام ہین دو تیسرا ے حضرت عشق
مکان خاص ہے دل عام عالم بالا

عیاں ہیں خلق میں معجز نمائیاں اس کی
کہیں ہے یہ دمِ عیسیٰ کہیں ید بیضا

یہی تھا وادیِ ایمن میں خضرِ منزلِ شوق
ہوئے جو طالبِ دیدار حضرتِ موسیٰ

یہی ہے ہدہدِ پیغام بر یہی بلقیس
یہی ہے مہرِ سلیمان یہی ہے تختِ ہوا

یہی ہے پردۂ ظلمت یہی ہے اسکندر
یہی ہے خضرِ طریقت یہی ہے آبِ بقا

یہی ہے دیدۂ اربابِ معرفت کا نور
یہی ہے روشنیِ قلبِ اہلِ صدق و صفا

یہی صلوٰۃ یہی ہے اذان یہی تکبیر
یہی رکوع یہی فاتحہ یہی سجدا

یہی ہے ورد و وظائف یہی ہے نقش و عمل
یہی ہے سبحۂ خاصانِ حق یہی ہے دعا

یہی صدائے اناالحق ہے اور یہی منصور
یہی ہے دار یہی دار پر ہے جلوہ نما

یہی مریضِ محبت یہی مسیحِ زمان
یہی ہے درد یہی دردِ لا دوا کی دوا

کسی کو صورتِ وحدت دکھائی کثرت میں
کسی کے دل سے دوئی کا اٹھا دیا پردا

کبھی ہے خانۂ کعبہ میں نعرۂ تکبیر
کبھی ہے دیر میں ناقوس برہمن کی صدا

کبھی ہے پیرِ طریقت کبھی ہے شیخِ حرم
کبھی یہود کبھی برہمن کبھی ترسا

سبو و ساغر و مینا شرابخانے میں
سبق ہے مدرسے میں خانقاہ میں ہے دعا

اسی کا دیر و حرم میں ہے جا بجا مذکور
اسی کا گبر و مسلماں میں کو بکو چرچا

یہ بزمِ دہر میں کس کا شریکِ حال نہیں
جلیسِ مجلسِ سلطاں انیسِ کنجِ گدا

اسی سے عشقِ زلیخا ہے آج تک مشہور
اسی سے یوسفِ کنعاں کے حسن کا شہرا

لہو رلے سرِ مجنوں پہ پٹیاں باندھے
خوشا تصورِ لیلیٰ جسے ہوئی نہ جدا

رہا یہ زانوے شیرین پہ آئنہ بنکر
ہوا یہی سر فرہاد کے لیے تیشا

نل و دمن ہین اُسی کے سبب سے نام آور
اِسی کی وجہ سے مشہور وامق و عذرا

رہے نصیب جو محمود ہو غلام ایاز
یہ وہ مقام ہی یکسان ہین جسمین شاہ و گدا

بنائے اُسنے زمانے مین سیکڑون معشوق
سکھائے اپنے حسینونکو طرز ناز و ادا

کبھی ہی یہ کسی لیلی وش کی زلف کا خم
کبھی کسی رخ شیرین ادا کا ہی غازا

کبھی ہی چشم فسونگر کبھی ہی سیب ذقن
کبھی ہی عارض روشن کبھی ہی زلف رسا

کبھی ہی آنکھ مین سرمہ کبھی ہی لب پہ ہنسی
کبھی ہی ماتھے پہ افشان کبھی ہی رنگ حنا

لچک کمر مین تو چشم سیاہ مین جادو
فروغ روے حسین پیچ و تاب زلف دوتا

دہان تنگ مین تنگی نگاہ قہر مین زہر
ستمگری مین شرارت فسونگری مین حیا

کبھی فراق مین فریاد و نالہ و زاری
کبھی وصال مین شوخی و شرم و ناز و ادا

کبھی کسی کو رلایا کسی کی فرقت مین
کبھی کسی کو کسی کا بنا دیا شیدا

کسی کو صاحب عصمت بنا دیا اِسنے
کسی کو کوچہ و بازار مین کیا رسوا

کسی کی مجلس ماتم مین گرم آہ و فغان
کسی کی محفل عیش و طرب مین نغمہ سرا

کسی کے دلمین جگہ پائی آرزو بنکر
کسی کے چشم خماری سے خون ہو کے بہا

کسی کے غنچہ دل مین ہوائے بوس و کنار
کسی کی نرگس مخمور مین ہی شرم و حیا

اسی کی بو ہی ہر اک بو مین آشنائے دماغ
اِسی کا رنگ ہر اک رنگ مین ہی جلوہ نما

چراغ و شمع پہ جلتے ہین آکے پروانے
فرہ یہ جانورون تک کو بھی ہوا ہی عطا

چمن مین عاشق ابر بہار ہی طاؤس
ازل سے قمری و بلبل ہی سرو و گل پہ فدا

یہی ہی شور عنادل یہی ہی نگہت گل
یہی ہی رنگ گل تر یہی ہی باد صبا

یہی ہی نگہت و رنگ گل ریاض جنان
یہی ہی ذائقۂ سیب جنت الماوا

اسی کی صرف ثنا ہی دہکار مین سوسن
اسی کی محوِ تماشا ہی نرگس شہلا

بلا مذاق محبت یہ عشق پیچان کو
لپٹ لپٹ کے درختون سے لوٹتا ہی فزا

چمن مین لالہ و گل نہر و سبزہ سرو چمن
فلک پہ مشتری و زہرہ مہر و ماہ و سہا

بڑے بڑونکو یہ غدار پیچ دیتا ہی
اسی کے ہاتھ سے پھرتا ہی چرخ بیسر و پا

کہان کہان نہ اُٹھائے شریر نے طوفان
کہان کہان نہ شگوفے کیے تہ و بالا

قلم کیے کہین شانے اُڑا دیے کہین سر
یہ تیغ مو دم ہیجا چھری ہی وقت دغا

فریب سے نہین خالی ہی راستی اسکی
نہان ہی تیغ بھی اُسمین جو ہاتھ مین ہی عصا

نرالی سب سے ہین نیرنگ سازیان اِسکی
یہ روز کرتا ہی اک شعبدہ نیا برپا

ادا جو دل کو ستائے تو مرحبا یہ کہے
ستم جو ناز کرے دے یہ آفرین کی صدا

نہ آئے رحم کسی کے فغان و شیون پر
سنے جو نالے تو سمجھے کوئی ہی نغمہ سرا

گرین جو چاہ مین یوسف برآئے اِسکی مراد
چڑھائے خضر علیہ السلام کا بیڑا

دکھائے دشت جنون رہروان الفت کو
بھرائے کانٹون پہ لالہ رخونکو بیسر و پا

گمان ہو اِسکو کہین شادیانے بجتے ہین
جو پہونچے کان مین بسمل کے ہچکیونکی صدا

یہ تیر وہ ہی جو کرتا ہی بےقصور ہدف
یہ تیغ وہ ہی جو بیجرم کاٹتی ہی گلا

یقین ہوا کہ اسی نے یہ گل کھلائے ہیں
کبھی جو رن میں نظر آئے لاشۂ شہدا

رُکے تو سیل کی صورت گرائے خانۂ صبر
چلے تو فتنے گرے گرد راہ سے پیدا

جہان ہو درہم و برہم اسے نہیں مطلب
زمانہ ہو تہ و بالا اسے نہیں پروا

کہیں ہے دلق گدائی کہیں ہے کاسۂ فقر
کہیں ہے افسر شاہی کہیں ہے ظل ہما

کہیں ہے نشۂ صہبائے محفل عشرت
کہیں ہے بزم حریفان میں قلقل مینا

کہیں ہے جادۂ الفت کہیں ہے منزل شوق
کہیں ہے شور جلاجل کہیں ہے بانگ درا

کہیں ہے درد جدائی کہیں دوائے وصال
کہیں ہے زہر ہلاہل کہیں ہے آب بقا

کہیں ہے شور سلاسل کا سلسلہ جنبان
کہیں ہے جوش جنون میں یہ بادیہ پیما

کہیں ہے تفرقہ پرداز صحبت احباب
کہیں ہے خانہ برانداز عاشق شیدا

کہیں فراق نصیبون کے دل کی بیتابی
کہیں وصال میں بازیب لربا کی صدا

یہی انیس دل زار ہے یہی غمخوار
کوئی شریک مصیبت نہیں ہے اسکے سوا

اسی کی راہ میں مرگ و حیات یکسان ہے
فنا ہے عین بقا اور بقا ہے عین فنا

جہان میں عشق کے پیدا ہوئی ہیں دو قسمین
مجازی ہے الفت خوبان حقیقی عشق خدا

خدا کے بعد ہے بندون پہ فرض عشق رسولؐ
محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا

ہوا یہ معنی لولاک سے ہمین روشن
نہ ہوتے آپ تو پیدا نہ ہوتے ارض و سما

انھین کا رشتۂ الفت ہے رشتۂ ایمان
انھین کا دامن دولت ہے عروۃ الوثقا

نجات امت عاصی انھین پہ ہے موقوف
وہی وسیلہ وہی ہین شفیع روز جزا

کسے عطا ہوا محبوب کبریا کا لقب　　کسے نصیب ہوئی سیر عالم بالا
چلے یہ راہ طلب مین کہ بن گئے مطلوب　　ہوئے محب تو حبیب خدا خطاب ملا
ازل سے آپ کے اعجاز کے ہین سب قائل　　خلیل و یوسف و یعقوب و عیسیٰ و موسیٰ
یہی ہے سایہ نہونیکی حجت روشن　　عیان ہو نور الٰہی کا کس طرح سایا
وہی ہے آپ کی خواہش جو حکم رب جلیل　　وہی ہے آپ کی مرضی جو ہے رضائے خدا
کہو جو اشہد ان لا الہ الا اللہ　　تو آئے صل علیٰ خیر خلقہ کی صدا
خلیفہ اُنکے وصی انکے جانشین اُنکے　　جناب حیدر صفدر علی رض شیر خدا
امام اول و مشکلکشائے جن و بشر　　سخی و عادل و حاجت روائے شاہ و گدا
ہے سپہر جلال آفتاب اوج کمال　　نہنگ بحر شجاعت ہژبر دشت وغا
لقب ملا ہے ید اللہ روز اول سے　　یہی ہین تا بہ ابد دستگیر خلق خدا
قمر ہے جلوہ نما آسمان اول پر　　گیا ہے عرش تلک نور پاک کا جلوا
اُتر کے چاہ مین نو لاکھ جن کئے فی النار　　پہاڑ ہل گئے جنبش مین آئے ارض و سما
خدا کے گھر مین کیا چاک کلہ اژدر　　یہ زور دست تھا طفلی مین واہ صل علیٰ
اُحد مین بدر مین خیبر مین جنگ کی ایسی　　شجاع مان گئے ذو الفقار کا لوہا
اُنھین کا لطف ہے مومن کے حق مین لطف الٰہ　　اُنھین کا قہر ہے کافر کے حق مین قہر خدا
جہان مین رتبہ عالی کو کوئی کیا جانے　　کہ مثل کنہ خدا ہے یہ فہم سے بالا
جناب فاطمہ رض خاتون حشر بنت رسول　　پناہ آسیہ و فخر مریم و حوا

انھین کی شان مین نازل ہی آیۂ تطہیر
انھین کی خالق جن و بشر نے کی ہی ثنا

خط کنیزی زہرا اگر لکھے بلقیس
تو اُسپہ مہر سلیمان کی ثبت ہو برضا

نہ پائی عفت و عصمت نے دہر مین رُتبت
امان ملے تو تہ ظل دامن زہرا

ہمیشہ امت عاصی کی مغفرت چاہی
اُٹھا کے دست دعا سوے عالم بالا

ق

خدا نے جملہ فضائل عطا کیے اُنکو
سخاوت و کرم و خلق و حلم و صدق و صفا

قناعت و ادب و صبر و شکر و علم و عمل
نماز و روزہ و تسبیح و ذکر و یاد خدا

حسنؑ امام دوم پیشواے ہر دو جہان
مہ سپہر شرف آفتاب صدق و صفا

انھین ہی احمدؐ و حیدرؑ سے اسطرح نسبت
کہ دونون آنکھون سے جیسے ہو اک نظر پیدا

ہمیشہ رہتے ہین مشتاق دونون عالم مین
زمین پہ جن و بشر آسمان پر حورا

یہ دو انیس ہین اول رضا دوم تسلیم
یہ دو جلیس ہین اول قدر دوم ہی قضا

اگر ہو آنکھ کو تعلیم طرز آمیزش
نظر نظر سے ہو ملکر برنگ رشتۂ دوتا

پسند خاطر اقدس نہو جو عریانی
برہنہ طفل کو مادر نہ کر سکے پیدا

ہوا چمن مین جو منع برہنگی کی چلے
تو غنچے شاخ سے نکلین پہن پہنکے قبا

کلام آپ کا ہی مظہر اجابت حق
ہمیشہ لازم و ملزوم ہین قبول و دعا

سخی کا مطبخ عالی ہی وہ جہان پر در
جہان خلیل بھی ہین میہمان خوان عطا

حسنؑ کے بعد امام سوم جناب حسینؑ
ہوے جو راہ خدا مین شہید تیغ جفا

زمانے تین ہین ماضی و حال و استقبال
نہ تھا نہ ہی نہ کبھی ہوگا دوسرا ایسا

انھیں کے فیض سے تینوں ہیں تو ین قائم
انھیں سے ہر سہ موالید کو ہی نشو و نما

سنیں جو کلمہ توحید اِنسے نصرانی
کبھی نہ بھول کے تثلیث کا کرین دعوا

ملے ہین آپ کو درگاہ حق سے تین لقب
امام برحق و غازی و سید الشہدا

نجات امت عاصی کبھی نہ ممکن تھی
نہ کرتے آپ جو گھر بار راہ حق مین فدا

کیا نہ قصد دم جنگ اشقیا ورنہ
عدو کے قتل کو کافی تھی ضرب تیغ وغا

ہزار و نہصد و پنجاہ زخم تھے لیکن
جو تیغ کھینچی صفین ہو گئین تہ و بالا

وہ بھوک پیاس وہ غربت مگر زہے اعجاز
بچالی کشتی تاجر سنی جو اُسکی صدا

ہوے امام چہارم جناب زین عباد
مسیح چرخ چہارم پہ جیسے جلوہ نما

تن بشر مین عناصر کا ربط ہی جبتک
انھیں کا بھرتے ہین دم آب و خاک و نار و ہوا

ہوئی ہین چار کتابین جو عرش سے نازل
خدا نے چاروں کا انکو کیا ہی علم عطا

وہ نامدار کہ چاروں حدین ہین زیر نگین
وہ تاجور کہ سلیمان سے مرتبے مین سوا

یہ شاہ ہر دو جہان ہین وہ شاہ ہفت اقلیم
وہان ہی سایہ ہد ہد یہان ہی ظل ہما

الم وہ بدعت اعدا سے کربلا مین سہے
جزا شفاعت امت ہی جسکی روز جزا

رہا انھیں سے امامت کا سلسلہ قائم
یہی جہان مین رہے یادگار آل عبا

امام خلق ہین پنجم محمد باقر
فروغ چشم حبیب خدا آے ارض و سما

نمازین جیسی کہ ہین پانچ وقت کی واجب
اسیطرح ہی محبون پہ فرض انکی ولا

اصول خمسہ اسلام آئنہ ہی اگر
محبت انکی ہی اُس آئنے کے حق مین جلا

وہ ذات پاک مخمس ہین جسمین مصرع پانچ
سعادت ابدی علم و حلم و جود و عطا

خطا سے جرم سے نسیان سے حرص و ہوس سے پاک
ذرا یہ پنجتن پاک سے نہین ہین جدا

یقین ہے اُس تن پرنور سے اگر چھو جائے
تو پشت خار کا پنجہ بنے یدِ بیضا

جو فیضیاب ہو مولی کیطرف عالی سے
کبھی سمائے نہ چشم حباب مین دریا

جناب جعفرؓ صادق ہوئے امام ششم
کہ جنکے صدق و صفا کی ہے شش جہت مین ثنا

خدا نے بخشے ہین عالم مین چھ شرف اِنکو
عبادت و کرم و خلق و رحم و عدل و سخا

یہ وہ جگہ ہے جہان فہم و عقل ششدر ہین
رقم کرے کوئی کس طرح مدحت مولا

نبی نے سینہ بہ سینہ عطا کیے اعجاز
خدا نے اُنکو دیا علم معرفت اپنا

اگر ہو مدنظر آپ کو مسیحائی
زبان بلبل تصویر ہو ابھی گویا

کیا ہے آپ نے اِسدرجہ گنج دین تقسیم
گدائے در کو ہے دونون جہان سے استغنا

سزائے بادہ کشان گر ہو آپکو منظور
تو دور جام بنے طوق گردنِ مینا

جناب موسٰیؓ کاظم امام ہفتم ہین
کہ گرد پھرتے ہین بہرِ ثواب ہفت سما

خلیل کعبہ دین پیشوائے ہفت اقلیم
امام جن و ملک رہنمائے ہر دوسرا

اِسی امید پہ پھرتے ہین سبع سیارہ
کہ سات بار کرین طوف مرقد والا

جو ہو رہا ہے ستارون سے آسمان ہفت
یہ نور پاک کا بام فلک پہ ہے جلوا

وہی ہے گوش کہ جسکو ہے اشتیاق کلام
وہی ہے چشم کہ جسکو ہے شوق دید لقا

لکھون جو آپکے اوصاف خندہ پیشانی
زمین شعر مین ہو کشت زعفران پیدا

ہوے ہین دست سخاوت سے بحر و کان خالی
امام ضامن ثامن ہین رہنماے جہان
اگرچہ درپے ایذا تھے لوگ آٹھ پہر
گناہگار نہین جسکی یہ مغفرت چاہین
اگر ہو جسم عدو ہشت و جہات سے بڑھکر
عجیب در کہ جہان ایک ہین صغیر و کبیر
بجاے سرمہ حسین خاک در لگاتے ہین
جو فیضیاب ہوا روضۂ مقدس ہین
ہین اُنکے بعد محمد تقی امام نہم
جو مستفیض ہون مولیٰ کے دست روشن سے
قیام بطن ہی نو ماہ بطن مادر ہین
ہین دونون عارض پر نور غیرت مہ و مہر
انھین کے فیض سے قائم رہیگی محشر تک
جو بوے گل کبھی بے اذن باغبان لیجاے
گیا ہی نرم مین جو حکم امتناع سرد
پناہ خلق امام دہم علی نقی
ہر اک بشر کو ملے دس حواس و نازل

کہے حکیمون سے کوئی نہین محال خلا
جو خاص و عام مین مشہور ہین جناب رضا
مگر تھی بخشش امت کی فکر صبح و مسا
خدا اسے پاک کرے اُسکو ہشت خلد عطا
خیار تر کی طرح کاٹے اُسکو تیغ وغا
رہے جناب برابر جہان ہین شاہ و گدا
کہ بھر نرگس بیمار ہو یہ خاک شفا
اُسے نصیب ہوئی سیر جنت الماوا
کہ نہ فلک ہین در پاک پر جبین فرسا
تو سنگریزہ نہین پیدا ہو نورتن کی ضیا
نہ بھولی آپکو دم بھر وہان بھی یاد خدا
جو ایک بدر دجی ہی تو ایک شمس ضحا
بناے طاعت و پرہیزگاری و تقوا
عدالت اُسکی کرے قطع دست موج صبا
گلوے نے مین گرہ بنکے رہگئی ہی صدا
کہ وہ عقول بھی ششدر ہین وقت مدح و ثنا
مگر ہی قوت ادراک اِنکی سب سے سوا

وسون اناال اقدس ہین مغفرت کی دلیل
گواہ بیعت مومن ہین روبروے خدا

کسی طرح نہین کم عشرۂ محرم سے
عزا کے واسطے ایام رحلت مولا

زہے عروج کہ برتر ہی بام گردون سے
زمین روضۂ نورانی امام ہدا

ہمیشہ آتے ہین اہل صفا زیارت کو
نہ خوف حدت گرما نہ دہشت سرما

اذیتین نہین ہوتی ہین سدراہ انھین
رکے نہ بحر حبابون سے ہوکے آبلہ پا

امام یازدہم عسکریؑ عالی قدر
امام سبحۂ خاصان بارگاہ خدا

قلم کی کیا ہی حقیقت جو لکھ سکے اوصاف
کہ وقت مدح ششش و پنج مین ہی فکر رسا

شرف حسینؑ و حسنؑ سے ہی اسطرح انکو
کہ دو الف سے ہو جسطرح یازدہ پیدا

یہی ہی نذر یہی پیشکش یہی ہدیہ
کہ صدق دل سے پڑھین گیارہ بار صل علا

جو قول آپکا ہی وہ کلام رب جلیل
جو بات آپکی ہی وہ حدیث خیر ورا

مراد مانگی در پاک پر کسی نے اگر
صدا یہ عرش سے آئی ہوئی قبول دعا

جو انکے وصف لکھے ہین قلم کو دعوی ہی
مین افصح الفصحا ہون مین ابلغ البلغا

امام مہدی ہادی جو ہین دوازدہم
اگرچہ انکے ہین ایام غیبت کبرا

مگر نشان امامت ہین خلق پر روشن
فروغ مہر تہ ابر جیسے جلوہ نما

دوازدہ ہین بروج فلک اگر دیکھو
ہر ایک برج مین ہی نور پاک کا جلوا

رہا ہی پہلے بھی بارہ حجاب مین یہ نور
ہی اب بھی پردۂ غیبت مین مثل نور خدا

یہی ہی کام یہی مشغلہ دوازدہ ماہ
دعا و حمد و ثنا یاد حنان یکتا

جو حق پرست ہین اُنکو دوازدہ ساعت
بغیر آپ کے ہر اک ہی اک برس سے سوا

وجود سے ہی انھین کے ثبات عالم کو
قیام سے ہی انھین کے قیام ارض و سما

زمین ظلم و تعدی سے ہو چکی معمور
ظہور مہدی ہادی ہو جلد بار خدا

زمانہ عدل کا آئے ہو رونق اسلام
اُٹھے یہ پردۂ ظلمت عیان ہو آب بقا

ورق ہون چودہ طبق ہا آسمان و زمین
قلم ہون نخل گلستان جنت الماوا

کبھی نہ ختم ہو وصفِ چہاردہ معصوم
اگر لکھین ملک و جن و انس صبح و مسا

رقم کیے ہین یہ اشعار مغفرت کے لیے
خداے پاک عنایت کریگا انکا صلا

بس اب زیادہ مناسب نہین ہی طول سخن
دعا کا وقت ہی **صفدرؔ** اُٹھاؤ دست دعا

کہ جبتلک ہین الٰہی یہ چار حد قایم
یہ مہر و ماہ ہین جبتک چراغ بزم سما

زمین پہ ذرے ہین جبتک چمک ہی ذرون مین
فلک پہ مہر کی جبتک ہی مہر مین جلوا

فلک سے بارش شبنم ہو خاک پر جبتک
گلون کو باغ مین جبتک کھلائے باد صبا

صدائے فاختہ جبتک ہی سرو پر کو کو
چمن مین بلبلین جبتک ہین زمزمہ پیرا

ریاض دہر مین جبتک ہی لطف ابر بہار
جہان مین بارش باران سے جبتلک ہی فضا

فریفتہ ہون حسینون پہ نوجوان جبتک
خدنگ ناز چلین کارگر ہو تیغ ادا

اسیر زلف حسینان ہین جبتلک بیدل
کمند زلف مین دل دلمین جبتلک ہی وفا

شب وصال ہو جبتک کہ عاشقون کو نصیب
چلین سرور مین جبتک کہ ساغر صہبا

کرشمہ ناز مین جبتک ہی ناز مین انداز
حجاب شوخی مین شوخی مین جبتلک ہی ادا

یہ انقلاب یہ دورِ سپہر دون جبتک
کسی کو شاہ بنا دے کرے کسی کو گدا

رہون حوادثِ لیل و نہار سے محفوظ
نہ ہو جہان مین کسی چیز کی مجھے پروا

تمام عمر بسر ہو تری عبادت مین
نجات پاؤن عذابِ لحد سے بعد فنا

وہ روز جسمین طلب ہونگے نامۂ اعمال
وہ روز جسمین لحد سے اٹھینگے شاہ و گدا

امیدوار ہون اُس روز تیری رحمت سے
معاف ہون مرے عصیان بحل ہون جرم و خطا

بچون مین گرمیٔ خورشیدِ روزِ محشر سے
ترے حبیب کا سر پر مرے رہے سایا

رہا ہو نارِ جہنم سے بندۂ عاصی
بحقِ شافعِ محشر ہو باغِ خلد عطا

سزا ہو یا ہو عطا خم ہی گردن تسلیم
نہین ہی مالک و مختار کوئی تیرے سوا

قصیدۂ ہفتم در صفت فصل بہار و صحبت حسینان پری رخسار و تذکرۂ شعرائے نامدار مسمیٰ بہ نسیم بہار

جلوہ آرا ہو جو گلشن مین سلیمانِ بہار
مثلِ ہدہد فرقِ بلبل پر ہی تاجِ افتخار

صورتِ طاؤس رقصان ہین نہالانِ چمن
جھوم کر آیا ہی گلشن مین جو ابرِ کوہسار

چلتی ہی بادِ بہاری کوندتی ہین بجلیان
پیار سے چھایا ہی ابرِ رحمتِ پروردگار

کس خوشی سے کہہ رہی ہی عندلیبِ خوشنوا
مژدہ باد اے ہمصفیرو دھوم سے آئی بہار

فصلِ گل مین ہر چمن ہی رشکِ گلزارِ ارم
شاہدانِ گل کی صف ہی یا کہ حورونکی قطار

لالہ و گلنار و نافرمان و نسرین و سمن
جا بجا دکھلا رہے ہین اپنی سبجہ بہا

ہر گل نوخیز اپنے رنگ مین ہمتین ہی — ہر شگوفہ خوشنما ہی نکہتِ گل مشکبار

مژدۂ نو من بہاری سنکے فرطِ شوق سے — پیرہن بدلے عروسانِ چمن نے زرنگار

زندنوان گلشن مین ہی اسدرجہ رنگِ تازگی — پنجۂ مرجان صفت رنگین ہی ہر دستِ چنار

آتشِ رنگِ چمن مین نام سوزش کا نہین — باغِ ابراہیم سے کچھ کم نہین فصلِ بہار

پتی پتی بوٹی بوٹی مین ہی رنگِ تازگی — بارشِ بارانِ رحمت ہی کہ پڑتی ہی پہار

ابر آیا لہلہایا سبزہ تازہ گل کھلے — چشمِ نرگس سے تو پوچھو اب ہی کسکا انتظار

ایک جا نغمہ سرا ہی طوطیِ شیرین مقال — اک طرف ہی شاخِ گل پر زمزمہ پیرا ہزار

اک طرف دلچسپ ہی باغون مین کوئل کی صدا — پی کہان اک سمت کہتا ہی پپیہا بار بار

ایک جانب سرو ہی مشغولِ توحیدِ خدا — اک طرف سوسن ہی مصروفِ ثناے کردگار

ایک جانب نرگسِ شہلا ہی خوابِ ناز مین — اک طرف لہراتی ہی سنبل کی زلفِ مشکبار

واہ ری قسمت حنا کی ہر جگہ ممتاز ہی — عطر مین بو باغ کی رونق حسینونکا سنگار

ہر روش پر لوٹتی پھرتی ہی گلشن مین صبا — دیکھکر آرایشِ حسنِ عروسِ نوبہار

باغ مین ہی گلشنِ فردوس کی آب و ہوا — کوثر و تسنیم سے کچھ کم نہین ہر آبشار

بادۂ شبنم کو پیکر جھومتے ہین باغ مین — بادہ خوارونکی یہ صنعت ہی یا مخمورونکی قطار

جو گیا گلشن مین ظلِ عاطفت مین لی جگہ — لوٹ ہین مہمان نوازی پر درختِ سایہ دار

فصلِ گل مین کیا محبت خیز چلتی ہی ہوا — گل پہ بلبل مبتلا ہی سرو پر قمری نثار

باغبان لاکر جو گلشن مین لگادے چوبِ خشک — ایکدم مین نخلِ تازہ ہو کے لائے برگ و بار

واہ ری نزہت خط گلزار نبجائے ابھی
موتیون کی آب ہے دانے مین پیدا ہو گئی
ہے مسیحا کی طرح سرگرم جان بخشی نسیم
باغبان سمجھا چمن مین ژالہ باری دیکھکر
ہر خیابان مین ہے حسن صنعت خالق عیان ق
ہر چمن ہے آجکل گلدستۂ باغ جنان
یہ فضا یہ جوش گل یہ رنگ گلشن دیکھکر
بزم عشرت ہو مقرر جمع ہو سامان عیش
نہر پر فرش مکلف ہو شب مہتاب مین
روشنی کی کچھ شب مہتاب مین حاجت نہو
پرتو مہتاب سے ہو پتی پتی مین چمک
ساقیان مہ لقا ہون سامنے ساغر بکف
آتش تر گرم کردے میکشون کا جب غبار
ہر گلابی سے ہو کیفیت نمایان پھول کی
تھا صبا یاد بہاری ہو روانہ ہر طرف
در پہ میخانے کے جاکر بیٹھے یہ آواز دے
پھر کبھی صحبت بھی ایک ایسی ہوئی ہے منعقد

کوئی کاتب باغ مین لکھے اگر خط غبار
درج گوہر بنگیا ہر ایک برج کوہسار
بنکے جگنو اڑ گئی جب سنگ سے نکلے شرار
چرخ کرتا ہے عروس باغ پر موتی نثار
ہر گل و غنچہ مین ہے نیرنگ قدرت آشکار
رنگ لائی ہے بہار قدرت پروردگار
خواہش دل کا تقاضا ہے یہی اب بار بار
مطرب و ساقی طلب ہون انتخاب روزگار
زینت بزم طرب ہون شاہدان گلعذار
جلوہ گر مثل چراغان ہو چمن مین لالہ زار
نور کا عالم دکھائے نو نہالون کی قطار
بزم عشرت مین چلے دور شراب خوشگوار
لال کے شعلے کی صورت صاف اڑ جائے خمار
بوئے گل سب کو سنگھائے نکہت عطر بہار
بھر گہائے گل کے خط ہون ہاتھ مین دو تین چار
مے پرستو اٹھو چلو گلشن مین آئی ہے بہار
حشر تک جو باغ عالم مین رہیگی یادگار

خانقاہون مین یہ فردہ زاہدون کو تھی کہے / یہ مصلونکو گرین تسبیح کا بہولین شمار

شوق سے زاہد چلین ہو ان کے کاندہے پر سبو / جسطرح دوش پدر پر طفل ہو کوئی سوار

الغرض اکدن ہوئی بزم طرب آراستہ / سیکڑون مجرے کو آئے شاہدانِ روزگار

خوشنفس تہا ہجوم ہو آکر شریک بزم عیش / چار جانب سے تماشائی بھی آئے بیشمار

ہر طرف محفل مین ساز خوشنوا بجنے لگے / بربط و چنگ و رباب و بین قانون و ستار

بانسری الغوزہ بیلا ہارمونیم جلترنگ / ارگن و تنبور و معشوق و سرود و سرسنگار

تھاپ طبلون پر تری سارنگیان بجنے لگین / بھوپچی بائین کی گمک اِس گنبد گردون کے پار

بزم عشرت مین ہوا رقص بتان مہ جبین / کوک کے کویل کیطرح جہکے حسین مثل ہزار

وہ ادا و ناز وہ چتون وہ طرز دلبری / وہ سو عشاق ہنس ہنسکر بتانا بار بار

وہ اٹھا کر ہاتھ پر پیشواز کو چلنا کبھی / وہ بجانا پاؤن سے گھنگھرو کبھی دو مین چار

مثل طاؤس چمن وہ قدم بڑھنا کبھی / پھر دلِ عشاق تڑپا کر پلٹنا ایکبار

مسکرا کر عشوہ و انداز دکھلانا کبھی / دیکھکر حیران رہجانا کبھی آئینہ دار

منہ چھپانا دفعتہ شرما کے آنچل سے کبھی / کھول دینا پھر کبھی گھبرا کے رو تابدار

ناچنے مین وہ بتانا چشم و ابرو سے کبھی / چھوڑ دینا وہ کبھی چہرے پہ زلف مشکبار

وہ اشارہ عاشقون سے بوسہ لب کا کبھی / وہ تہلنے مین کبھی ہونا کسی سے ہمکنار

وہ کسی کو دیکھنا غصے کی چتون سے کبھی / وہ کسی پر کھینچنا ابرو کی تیغ آبدار

وہ ادا و ناز وہ غمزہ وہ عشوہ دیکھکر / کوئی بسمل تھا کوئی بیتاب کوئی بیقرار

وہ حسینان جہان کا تان پلٹنا زمزمہ
وہ سریلی انکی آوازین کہ زہرہ ہو نثار

چاندنی کی وہ فضا اور وہ کداری کا سمان
وہ پرج کی کیفیت اور وہ کلنگڑے کی بہار

کس مزے سے بین بین کوئی بجاتا تھا بہاگ
دیس کا چرچا کہین تھا کوئی گاتا تھا ملار

پہونچی بالا ہوا جسوقت نغمونکی صدا
مثل طاؤس چمن رقصان ہوا ابر بہار

اک طرف تھا ساقیان مہر طلعت کا ہجوم
اک طرف تھی جلوہ آرا مہ جبینونکی قطار

ہکی ہکی انکی باتین پیارے پیارے اختلاط
ہر ادا ایسی کہ جسپر سیکڑون جانین نثار

وہ نشیلی انکی آنکھین وہ نگاہین شرمگین
لوٹ لین بازار دل کافور ہو صبر و قرار

وہ کسی کے عارض تابان پہ زلف خم بخم
وہ کسی کے کنج لب پر مسکراہٹ غنچہ وار

وہ کسی کی نرگس مستانہ قتال جہان
وہ کسی کے گیسوئے پر خم بلائے روزگار

وہ کسی کی بھولی بھولی صورت عالم فریب
وہ کسی کی بھینی بھینی بوئے زلف مشکبار

وہ ادا و ناز وہ انداز وہ حسن و جمال
وہ امنگین نوجوانی کی وہ جوبن کا ابھار

وہ کسی کا روئے تابان گیسوؤن مین دیکھکر
پھر گئی آنکھون کے آگے گردش لیل و نہار

زینت محفل تھے کیا کیا مہر طلعت مہ جبین
جنکی صورت دیکھکر بیساختہ آجائے پیار

بادۂ گلگون کا سامان تھا مہیا ہر طرف
ساغر و مینا تھے لبریز شراب خوشگوار

بادہ وہ بادہ جو پی لے ایک قطرہ بھی کوئی
پھر خمار اترے نہ اسکے سر سے تا روز شمار

میکشی کے لطف اٹھے سیکڑون ساغر چلے
نونہالان چمن کیطرح جھومے بادہ خوار

مطربونکی بزم مین اکثر کبھی نغمے سنے
نہر پر جاکر کبھی کھیلا بڈھمر کا شکار

مہر طلعت سامنے تھے ماہ پیکر ہم بغل | چاندنی مین خوب اُٹھی لذتِ بوس و کنار
نشہ مے کی ترنگین فصلِ گل عہدِ شباب | مہ جبینون کا لپٹ جانا گلے سے بار بار
جوشِ مستی مین کہان اُنکو خیالِ عار و ننگ | ہر گھڑی دس بیس بوسے گالیان دو تین چار
ہر طرف حورون کا جلوہ ہر طرف سامانِ عیش | محفلِ عشرت تھی یا شانِ خدا تھی آشکار
صحبتِ احباب مین باہم یہ ٹھہرا مشورہ | رات کم ہے صبح کوئی دم مین ہوگی آشکار
جمع ہین اہلِ سخن ہو جائے صحبت شعر کی | باری باری گائے جائین سب کے شعرِ آبدار
میر کے اشعار کی پہلے جو نوبت آگئی | دل پکڑ کر اہلِ دل رونے لگے بے اختیار
سوز کے اشعار سُنکر جل گئے سب کے جگر | درد کے شعرون سے اکثر ہو گئے دل بیقرار
مصحفی کے شعر پر لوگونکو حیرت ہو گئی | وجد مین آئے جو صاحب فہم تھے عالی وقار
شعرِ سودا سُنکے پیدا ہو گیا جوشِ جنون | ہو گئے وحشت کے عالم مین گریبان تار تار
جرأت و انشا کے سُنکر شعر لوگون نے کہا | خیر اپنے وقت کے یہ بھی ہین دونون یادگار
سُنکے اشعارِ ہوس محفل پہ عبرت چھا گئی | مٹ گئی دل سے ہوائے ہستیِ ناپائدار
ذوق کے اشعار سے پیدا ہوا شوقِ سخن | خوش ہوئے سب سُنکے مومن کا کلامِ آبدار
شعرِ غالب مین جو پائین خوبیان سب نے کہا | کوہکن کی طرح سے اچھے تراشے کوہسار
ناسخ و آتش کو لوگون نے کہا بالاتفاق | فی الحقیقت ہین یہ دونون انتخابِ روزگار
اہلِ محفل سُنکے اشعارِ گہربارِ امیر | ہو گئے آزاد قیدِ فکر سے سب ایکبار
فارسی غزلون کی بھی جلسے مین نوبت آگئی | خسرو و سعدی یہ ٹھہرا شعر گوئی کا مدار

نظم فردوسی نے نقشہ رزم کا دکھلادیا — پھر گئی آنکھون کے آگے صاف شکل کارزار

آگئی نظم نظامی اہل محفل کو پسند — جام جامی سے ہوئے مست طرب بادہ خوار

خوش ہوئے سنکر کلام حافظ فرخندہ فال — سمجھے خاقانی کو ارباب سخن مین تاجدار

شعر قدسی کو کہا سب نے کہ یہ ہے پاک صاف — شعر صائب سب سخندانون نے ٹھہرے استوار

سب ہوئے عرفی و فیضی کے سخن سے فیضیاب — انوری کے ہوگئے نور مضامین آشکار

شعر اہلی و ہلالی سنکے بولے قدردان — اہل یہ ہے چاند وہ بیشک ہین دونون تاجدار

بیدل و ناصر علی پر سر تو لوگون کے ہلے — ایک عرصے تک مگر حیران رہے آئینہ وار

مثنوی سنکر غنیمت کی یہ بولے اہل فہم — ہان غنیمت یہ بھی ہین پانچون سوار دمین سوار

کچھ حزین و آرزو کے شعر بھی سب نے سنے — آفرین بولا کوئی خاموش کوئی غنچہ دار

شعر صفدر کی جو سب کے بعد نوبت آگئی — غل ہوا اعجاز ہے یا سحر اے پروردگار

یہ فصاحت یہ بلاغت یہ بیان ایسی زبان — واہ کیا کہنا کہان ایسے ہین شاعر نامدار

صورت بسمل کسی نے دل پکڑ کر آہ کی — وجد مین کوئی ہوا مانند صوفی اشکبار

چاک دامن تک گریبان ہوگئے دس بیس کے — سنکے وارفتہ ہوئے اہل سخن دو تین چار

خود سخن کہنے لگا اے آفرین صد آفرین — شاعری ہونے لگی خود آکے قدمون پر نثار

چرخ پر ظاہر ہوے اتنے مین آثار سحر — اپنے اپنے گھر چلے محفل سے وہ شب زندہ دار

وقت رخصت عطر مین ڈوبے جوانان حسین — پان کھائے بدھیان پہنین گوٹے کے ہار

اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دست دعا — عرض کر درگاہ خالق مین بعجز و انکسار

یا الٰہی جبتلک ہی دور چرخ چنبری ‏ جبتلک تو پر فلک ہی گردش لیل و نہار

جبتلک ہر رنگ مین ہی تیری قدرت کا ظہور ‏ جبتلک ہی یہ تماشا گاہ عالم برقرار

گلشن عالم مین جبتلک باغ ہین باغون مین نخل ‏ نخل مین گل ہین گلون پر بلبل شیدا نثار

جبتلک ہون بار آور نونہالان چمن ‏ جبتلک گلزار عالم مین چلے باد بہار

جبتلک سنبل پریشان ہی کسی کی یاد مین ‏ جبتلک ہی چشم نرگس کو کسی کا انتظار

فاختہ شمشاد پر جبتلک کہے حق سرہ ‏ شاخ گل پر زمزمہ پرداز ہو جبتلک ہزار

غنچہ و گل جبتلک خندان ہین فرط شوق سے ‏ جوش غم سے جبتلک گریان ہی چشم آبشار

جبتلک ہی دامن صحرا گلون سے پر فضا ‏ جبتلک ہی مخزن لعل و زمرد کوہسار

جبتلک باران رحمت سے ہی عالم فیضیاب ‏ جبتلک ہین مخزن آفاق مین ساتون بحار

جبتلک ہی زعفران و زعفرانی رنگ و بو ‏ جبتلک نافہ ہی اور نافے مین ہی مشک تتار

زلف مین پنہان ہی جبتلک عارض لیلاے شب ‏ صبح صادق کا ہی جبتلک روے روشن آشکار

شمع پر ہین جبتلک محفل مین پروانے فدا ‏ سرو و گل پر جبتلک ہین قمری و بلبل نثار

جبتلک ہی عشق کا سکہ دل عشاق پر ‏ جبتلک ہی الفت صادق کا دلکو اعتبار

نازنینون کو ہی جبتلک حسن صورت پر غرور ‏ عاشقان زار ہین فرقت مین جبتلک بیقرار

جبتلک عشاق کو ہی وصل معشوقان نصیب ‏ جبتلک ہی وصل مین کیفیت بوس و کنار

جبتلک خمخانۂ عالم مین ہی دور شراب ‏ جبتلک مخمور ہین صہبا کشی سے بادہ خوار

دولت و اقبال و جاہ و عزت و صحت رہے ‏ عیش و عشرت مین بسر ہو زندگی لیل و نہار

چو شد مطبوع این دیوان والا — بخط دلکش و آئین زیبا
پے تاریخ حشمت گوہری سفت — کلام شاعر شیرین بیان گفت ۱۳۲۵

قطعہ تاریخ از امراو مرزا خلف آغا مرزا صاحب شاغل برادر زادہ وشاگرد داغ دہلوی

زمانے کے ہمنے بھی دیکھے کلام — کہان اسقدر آب و تابِ سخن
کہو اسکی تاریخ نادان تم — یہ دیوان ہی آفتابِ سخن ۱۳۲۵

تقریظ نتیجہ فکر آغا علی نقی غنی شاگرد منیر

محفل مین گدگداتی ہی شوخی نگاہ کی — شیشون سے آرہی ہی صدا قاہ قاہ کی

ہان ہان ای میکدہ سخن کے بادہ خوارو آج یہ خمار کیسا لو ادہر آؤ ہم جھکا دین کیا
ہی ... [illegible] ت ویا گم کردہ ہوگئے نہین نہین ای میرے
ہم ... ہی نرنگ مین بولا بھی تو و [illegible] مین شراب سی شراب بھری پڑی ہی اور شراب
بھی و شراب ہو تو ایسی ہو و [illegible] ن سے زیادہ پر جوش ہی پھر کیون خمیازہ کشی اور
آہ دداد یلا مچا ... شیار کی بخیہ [illegible] ے رکھو تو ہم نور کے پھولون کا پھول فی سبیل اللہ
کیے دیتے ہین ... ور انگیز بیاض ہے [illegible] تا عرش پر قدسی منھ کھولے ہوئے ہین
سمجھو تو بادہ گویہ ... سے جام و [illegible] تا ہی حمد الٰہی اس مستی کا ترانہ کیا ہی نعت
ختمی پناہی بہ ... سمجھو [illegible] پ سے باہر ہو جاؤ یہ سب کچھ تو ہوا اگر غضب کیا
ٹرے سیہ مست کو مرودیا دلایا غنی کے کان مین بھنگ پڑ گئی بہ بلا نوشن

وہ حریص ہی جس نے عین بیخودی مین اِسی دو آتشہ کے خُم چڑھائے اور
مُنھ سے نہین نہ کہا ساری عمر مین ایک ساعت ہوشیاری سے نہ کاٹی ج
پلے لغزش کو ثبات ہوا اور دونی چڑھا گیا آج بھی نشے مین تا ناشاد بہار
صبح جنت کی سی بیاض کھولے اِسی شراب کے شیشون کی عینک چڑھائے
گذرا ہوا اپنی موج مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی میکدہ انقلاب کے پیر مغان نے
خرابات عالم مین حشر ونشر کے خمار شکن صبوحی کا ساغر دیا سرافیل نے دھوم
دھام سے اپنی شہنا مین مصرع بشنو از نی چون حکایت میکند کا نغمہ سنایا فلک
بدمست نے اپنا جام توڑا زمین نے بیخودی چھوڑ کر اپنا بوریا لپیٹا نقل
اشک حسرت کی طرح گر گر ناپید ہوے ابر بہاری مانند پنبہ مینا نذر حلا
ہوا قطبین نے بجیس وحرکتی کی شراب
نے اُس نورانی بیاض سے آنکھ نہ اُٹھائی ا
سبحان اللہ کے سوا کچھ نہ بولا مست ہو تو ا
ایسا ہو کتاب ہو تو ایسی ہو خبر اُس بدہوش کی
خبرداری ایک طرف خیال تو کرو وہ بیاض
تھلکون کے بعد بھی حور وغلمان کی دلکش
کو سجادۂ محویت سے لغزش نہونے دی اللہ
آگے حافظ شیراز عناب لبہاے شاخ نبات

ہے اور زمانے مین ہے مشک تتار
کا ہے جبتک رہے روز روشن آشکار
جبتلک ہین قمری و بلبل نثار
الفت صادق کا دلکو اعتبار
ن فرقت مین جبتک بیقرار
مین کیفیت بوس و کنار
صہبا کشی سے بادہ خوار
کی بسر ہو زندگی لیل و نہار